

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵۵۵۳۲ Accession No. ۲۷۴۸
Author ب ک
Title گنج فقیر محمد
سازمان خوارزمی، (۱۳۱۳ هجری قمری)

This book should be returned on or before the date last marked below.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بیان

یعنی

الغزالی

دعوت

و مطبوعہ ہند
سنگھ

بسم الله الرحمن الرحيم

رفیع است نشین انگشایش نا امید اینجا بزرگ اند از ترقض میر وید یکدیگر اینجا محمود شابر و زرگار عالم کو ابتدا لے ازل
 ہتھ لے لبتک سزاوار ہے وجوب وجود قدیم سے تعین اول کو منقطع طور پر جلوہ گرفتار کیا اور اسی کو مقدس سے
 نامی عالم کو مخلوق نہ عدم سے میدان وجود میں لایا اور محمد و پاس اُس حکیم حاکم کو زیبا ہے کہ ارادہ الہیہ
 سے کاخانہ جہان کو بوسیہ ذات پاک مظہر کل موجودات مصداق رفیع لائے تھی مجمع صفات جبروتی یعنی فخر
 بلا نسل آدم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتب کیا اور اسے ذات عالم کو اُسی آفتاب عالم تاب
 کے جمال جہان ارا سے نور دیا اور وجود اس کا نور دیدہ باریک بین بلکہ مطلع معنی کثرت نبیاء و آدم ہیز
 لمار و الطین اور مقطع معفون انارسلناک شاد ہا و مبشر اور نذیر او مارسلناک الارحمۃ للعالمین
 اور مبشر و مبشرات لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حرص علیکم بالموئین رؤف رحیم
 اور مشرف تبشیر و شف و انک لعلی خلق عظیم کیا خلاصہ موجودات سلام کا سناتے دافع مکر و
 سازی رافع بازار غدر و دغا بازی شیرانہ جمعیت قلوب دوستان دین معیار
 حال و شمعان شمع متین مرفیع قواعد حزم و تدبیر محض اب اس فتنہ قدیم
 ناظم ممالک و ارضان آدم و مرسم جوہر و اقصان مفضل مشکلات جلدی آدم صباغ تمامی ظلمات عالم مطلوب
 ارباب خیریت مقصود و صاحب طریقت ہی المحرمین لالم القبلتین رئیس الخافضین رئیس العالمین شفیع اللندین

قدوه جن و بشر اسود شفیعیان روز محشر عامل ثقل نبوت و ایالت حاکم قصصی موسی سالت حبیب جبریل امین
 صلی رب العالمین محل خطاب سالی سور و کتاب نورانی رموز و ان سپیدی و سپاهی موصل فیوض و برکات نامتائی
 الہی عارف معارف قیوم قدیر کاشف دقائق معضلات تقدیر عارح معارج سبع سموات جبار عیالجات
 مصداق آیہ کریمہ سبحان الذی اسری بالانشین مسند بلند پایہ سدرۃ المنتہی والی قبضہ قاب قوسین او ادنی
 محل کجمل الجواب ہزار غ البصر واطلغ الغوض اصلی جملہ موجودات علت غائی آفرینش کمونات منبع زلال صدق
 و صفا حضرت ابو القاسم محمد مصطفی صلوات اللہ علیہ من الملک الاعلی زلفان محمد و نعت اوست بر ناک
 ادب خفقت پیچودی میتوان کردن در و میتوان گفتن : نظم خدامح آفرین مصطفی بس : محمد حامد محمد اس
 محمد از تو چو اہم خدا رب الہی از تو عشق مصطفی راہ آورد و دنامی و لو اسیر او کیسے آل اطہار او را صاحب اخلاص پر کہ
 جانشینان محفل شریعت صد گزینان مسند طریقت کار فرمایان کشور دین تین ہادیان طریق صدق و یقین
 نجران خزانہ رحمت الہی سر مشدہ اران فیض نامتناہی شاہان ملک تسلیم و رضا تاجداران اقا سیم اجتبا
 و اصطفی پیشوایان ارباب عقول راہ نمایان منہاج مستقیم حضرت رسول ہین خصوصاً جارتب خلافت عظمی و
 و چار عنصر کابد ولایت کبری کہ کمال صدق و عدالت اور سخاوت کا انکے ابدان مطہرہ ہین نمودار ہوا اور کل
 اوصاف زعامت قصوی انکے نفوس سورہ ہین ظهور فرمایا اعنی قاتل الکفرۃ و الزندق و فی الغار صاحب فریق
 افضل الامۃ و الخلیف ابی بکر با تحقیق نظام المؤمنین امام المسلمین ابو بکر بن الصدیق و عادل الاصل
 صاحب الدرۃ و الاحتساب مزین المنار و المساجد و المحراب المؤمنین عمر بن الخطاب و مقلد جی الصابرين فی الب
 الضراء الثابت و الراسخ فی البیوی و الالبتا جامع آیات القرآن کشل الترتیب فی لوح الرحمان امیر المؤمنین امام
 المتعبدین عثمان بن عفان و منظر العجاہب الغرائب مطلوب کل طالب صاحب المغاخر و المناقب الفصح العرب العجم
 اکرم الامم یعسوب المسلمین ربین المتقین امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم و علی اتباعہم اجمعین
 اجمعین انتہائی خطبہ بعد کیا کہ کیا جاہلاتہا کہ کتاب کلید و منہ کہ حکیم روشن را کہید پابہر ہین نے رائے دہا
 ہندی کے واسطے کاس عہدین وہ فرمان روا بعض مملکت ہندوستان کا تھا او پر بے تخت اس کا ہوتا
 تھا زبان سنسکرت میں تالیف کی تھی اور مطلب اس کتاب کا ایسی چند و فضاںج بر ترتیب دیا تھا کہ سیاست
 رعیت اور تسلط ماسطہ عدل رافت اور تربیت اور تقویت اولیاء دولت اور نظم و نسق ادب مملکت اور
 بہت سکا طالب دینی و دنیوی کی کارآمد ہو اور ایشیہ

حضرت ابو القاسم محمد مصطفی صلوات اللہ علیہ من الملک الاعلی زلفان محمد و نعت اوست بر ناک
 ادب خفقت پیچودی میتوان کردن در و میتوان گفتن : نظم خدامح آفرین مصطفی بس : محمد حامد محمد اس
 محمد از تو چو اہم خدا رب الہی از تو عشق مصطفی راہ آورد و دنامی و لو اسیر او کیسے آل اطہار او را صاحب اخلاص پر کہ
 جانشینان محفل شریعت صد گزینان مسند طریقت کار فرمایان کشور دین تین ہادیان طریق صدق و یقین
 نجران خزانہ رحمت الہی سر مشدہ اران فیض نامتناہی شاہان ملک تسلیم و رضا تاجداران اقا سیم اجتبا
 و اصطفی پیشوایان ارباب عقول راہ نمایان منہاج مستقیم حضرت رسول ہین خصوصاً جارتب خلافت عظمی و
 و چار عنصر کابد ولایت کبری کہ کمال صدق و عدالت اور سخاوت کا انکے ابدان مطہرہ ہین نمودار ہوا اور کل
 اوصاف زعامت قصوی انکے نفوس سورہ ہین ظهور فرمایا اعنی قاتل الکفرۃ و الزندق و فی الغار صاحب فریق
 افضل الامۃ و الخلیف ابی بکر با تحقیق نظام المؤمنین امام المسلمین ابو بکر بن الصدیق و عادل الاصل
 صاحب الدرۃ و الاحتساب مزین المنار و المساجد و المحراب المؤمنین عمر بن الخطاب و مقلد جی الصابرين فی الب
 الضراء الثابت و الراسخ فی البیوی و الالبتا جامع آیات القرآن کشل الترتیب فی لوح الرحمان امیر المؤمنین امام
 المتعبدین عثمان بن عفان و منظر العجاہب الغرائب مطلوب کل طالب صاحب المغاخر و المناقب الفصح العرب العجم
 اکرم الامم یعسوب المسلمین ربین المتقین امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم و علی اتباعہم اجمعین
 اجمعین انتہائی خطبہ بعد کیا کہ کیا جاہلاتہا کہ کتاب کلید و منہ کہ حکیم روشن را کہید پابہر ہین نے رائے دہا

سے بہیم شیخی اور ترجمہ اس کا ابوالحسن علی بن عثمانی کہ مراد فضلہ سے عصر تہذیبان عربی میں لکھا یا پھر اس کے بعد
 فیضی مطالعہ میں اس بادشاہ کے رہتا تھا اور اسکے اساس احکام خلافت اور بنائے فی الواقع علی بن ابی طالب
 پر اس کتاب کے موقوف ہونے اسکے بعد تیسری بار ابوالحسن ابن نصیر ابن احمد ساسانی نے ایک فاضل شیخ کو حکم کیا کہ تو اس شیخ کو
 زبان عربی و فارسی میں ترجمہ کر اور جو تھی بار و کو شاعر کو حکم دیا کہ اس سلاطین کا ایک کتبہ شریف بنی انظام دے
 پانچویں بار ابوالنظر بہرام شاہ ابن سعود نے کہ اولاد سے سلطان محمود غازی غزنوی کے تھا کہ مروج حکیم سنائے گا
 ہے حکم دیا کہ انھیں انھیں الفصحا اور المجلد البیانی البوالعانی انصر اللہ بن محمد ابن عبد اللہ بن محمد ابن متقا کا ایسی فارسی سلیس میں
 ترجمہ کر کے فائدہ اٹھا کر خاص عام کو پہنچے اور شیخی فی الحال دستیاب شدہ مشہور بکلیہ و مدد ہے ترجمہ ہے
 مولانا شار الیقا اور الحق کہ عبارت کی لطافت اور عرض بیانی میں راحت فراخ و بروج سخن نہان ہر اور بہتر ترجمہ کر گذر
 چکا ہو چکا بسبب کثرت لغات عجمیہ اور اشارات بلینہ کے لاکثر فارسی نوال اقتباس میں سے دور و بے بہرہ تھے اس
 واسطے یہ نسخہ متروک ہے اور مقبول طبع بعضے خاص عام کے ہونے کے طلبہ جناب ادارت ماب کذات والا صفحات
 اس کی جامع کمالات بنی لینی الیلا عظم ستور العظم سنج الفصائل البوالعانی نظام الدولہ الدین شیخ احمد المستبرہ سہیلی نے کہ بے
 تکلف کو با سہل تھا کہ میں میں ہر زبان ہوا تھا واسطے سناغ کا نام کے چھٹی بار حکم فرمایا کہ احکام کمال حاتی سرمد فضلائی
 مقامی واقف رموزہ وانی یعنی حسین ابن علی الواعظ مخلص یہ کاشفی اس عروس مذکور کو پاس نوپیشا کے
 اور زیبا و دیان حافی کو پردہ الفاظ خفہ اور حجاب کلمات مشککہ سے نکال کے عبارت روشن اور اشارات
 لطیفہ سے حسن افزائی کرے تا ناظران شتاق کو جلوہ الفاظ اور حسن حافی بوجہ سہل نظر آئے اسکے بعد توبین
 ابوالفضل نے عبارت انوار سہیلی کو کچھ کلاٹ کے عیادہ نش لکھی لیکن انوار سہیلی سے آئے کچھ بہت نہ ہوئی
 لہذا اس نے بھی کچھ دونوں نہ بکٹری اب معلوم کیا جا رہے کہ بنائے کتاب بکلیہ و مدد مکت علی پر ہے اور وہ حکمت
 علی کیا ہے کہ جاننا مصالح و حرکات ارادی اور افعال طبعی نوع انسانی کا اس امر کو کہ جس نظام احوال معاد و مسائل
 اور حصول کمال جو اقسام حکمت علی کی دو قسم بنی قسم ہے ایک وہ ہے کہ مصلح ہر فرد انسان سے جو کار و تعلق ہے
 اور دوسرے اکثر ان دو سر یکا منقسم ہو یعنی مثلاً گہر میں سلی می بین بی بی اور اولاد اور کثیر و غلام میں مصلحت ہر ایک
 کی جبر علیا ہے یعنی آداب فرزند کے والدین کے ساتھ اور طرح سے میں اور معاشرت والدین کی اولاد اور
 طرح برائے نام ہے و علی ہذا التقید اس غلام اور مولائی مصلحت جبر علیا کی ذوقوں سے متعلق ہے دو اس میں
 شریک نہیں ہو سکتا ہے پس اسکو تہذیب اخلاق کہتے ہیں اور قلم دوسری وہ ہے کہ تعلق اس کا

مروج حکیم

سلیس

اصلاح

نمونہ

مجلد

مجلد

مجلد

مجلد

مصلح جماعت مشترکہ ہو وہ ہی دو قسم پر منقسم ہے ایک وہ جو کہ جس مصلح مشارکت منزل اور گھر کے
 معلوم ہوں اسکو تدبیر منزل کہتے ہیں اور قسم دوسری وہ کہ جس مصلح مشارکت شہر اور ولایت کے مصلح
 مملکت کے دریافت ہوں اسکو سیاست مدنی کہتے ہیں تفصیل اسکی یہ ہے مثلاً بادشاہ اہل شہر ولایت کیا سامان
 کرے یعنی ہر ایک کی لائق جدا جدا معاشرت اور معاملات جاری رکھے اور عیال اور سپاہ بادشاہ کی کوئی چیز
 میں سے متابعت اور فرمانبرداری اور جان نثاری میں سرگرم رہیں پس یہ تفصیل سیاست مدنی ہے اور یہ کتاب
 شامل ہے تینوں قسموں کو مگر بعض فوائد تدبیر منزل اور سیاست مدنی اور جو کچھ کہ تعلق تہذیب و اخلاق سے
 رکھتا ہو اس میں نہ کوئی نہیں جو کہ جسے جہتہ جا بجا کہہ بیان میں آگیا ہو اگرچہ ممکن تھا کہ لنگس نظام اخلاق مذکور کئے
 جائیں لیکن باعث تبدیل وضع کتاب کی ہوتی تھی اور زیادہ تصریح کا یہ عمل تھا کہ اپنی جگہ پر حکما و بشرع و بسط بیان
 کر دیا اس سبب قصہ زبانی کلام کا نچا پس اسی طریق پر کہ حکیم سید باجلا تھا جسے ہی مصلحت مانا اور دو باب اول کے
 مذکور ہیں بروز و یہ بزرگ اور بزرگچہرے ہی اور اصل کتاب کے کچھ علاقہ ذکر کرتے تھے اسلئے وہ دونوں باب کہ جو بحر حکایت و کچھ
 فائدہ نہ تھا موقوف کر کے باقی چودہ باب کو کہ وہ وصایا تہو ہوشنگ پیش داو کی نہیں عبارت روشن و سلیس میں لکھا
 اور ان حکایتوں کو بڑے و برہمن کے طریق سوال جواب پر فیک کتابت میں کیا اب میدوار ہوں صاحب ہزار باب
 طبعیت کے اس کتاب پر نظر الطاف دیدہ عنایت کریں تا حکم عیون اگر ضامن کل عیب کلید ہے خطا اس کے بغا
 کے پوشیدہ ہے اور بظریعہ پوشی اصلاح مناسب کو تہا ہر نفا میں اور سناری کہ صفت صفہ تہادے پاک و اسکی
 پر ویزی کریں چنانچہ مضمون شعر کو یا اسکے مناسب حال جو کلام پوشاک و نہیں ہو کہ عیب پوشی ہمارا شیوہ ہے اباب
 کیا جاتا ہو کہ اس سالہ کچھ پہلی سے انوار سپیلی تھا ادب و مقلبت پرستان حکمت چودہ باب پر یوں ترتیب پائی ہے
 باب پہلا اقبال کریں قول و سماعی اور تمام کی جو باب دوسرا سزا یا نہیں بہ کار و فی اور انکی شامت
 احوال میں جو باب تیسرا موافقت میں دوستوں کی اور انکی فوائد و مقاصد میں جو باب چوتھا ملاحظہ کریں
 احوال دشمنوں کی اور انکی تدبیر سے بیکر نہ بنے میں باب پانچواں جو مضرت میں غفلت کریں کی اور جو کچھ کہ سبب
 متقابل اور سستی کے حاصل ہوتا ہو باب چھٹا آفت تعمیل اور ضرر شتابی میں جو باب ساتواں جو احتیاط
 اور تدبیر میں کہ دشمنوں کی ہلاکت کسی جلد کے سبب نجات پائی باب آٹھواں جو احتیاط کریں اباب مکر و
 اور ہمت و کثرت نامق بلکہ باب نواں فضیلت میں عفو کے جو موجب حدیث خریف عفو الملوک ابقا الملوک
 کہ بادشاہوں کو اسلئے بہتر اس سے صفحہ دوسری نہیں ہے باب دسواں مضرت میں نیا دہ طلبی کی ہے

مصلح جماعت مشترکہ ہو وہ ہی دو قسم پر منقسم ہے ایک وہ جو کہ جس مصلح مشارکت منزل اور گھر کے
 معلوم ہوں اسکو تدبیر منزل کہتے ہیں اور قسم دوسری وہ کہ جس مصلح مشارکت شہر اور ولایت کے مصلح
 مملکت کے دریافت ہوں اسکو سیاست مدنی کہتے ہیں تفصیل اسکی یہ ہے مثلاً بادشاہ اہل شہر ولایت کیا سامان
 کرے یعنی ہر ایک کی لائق جدا جدا معاشرت اور معاملات جاری رکھے اور عیال اور سپاہ بادشاہ کی کوئی چیز
 میں سے متابعت اور فرمانبرداری اور جان نثاری میں سرگرم رہیں پس یہ تفصیل سیاست مدنی ہے اور یہ کتاب
 شامل ہے تینوں قسموں کو مگر بعض فوائد تدبیر منزل اور سیاست مدنی اور جو کچھ کہ تعلق تہذیب و اخلاق سے
 رکھتا ہو اس میں نہ کوئی نہیں جو کہ جسے جہتہ جا بجا کہہ بیان میں آگیا ہو اگرچہ ممکن تھا کہ لنگس نظام اخلاق مذکور کئے
 جائیں لیکن باعث تبدیل وضع کتاب کی ہوتی تھی اور زیادہ تصریح کا یہ عمل تھا کہ اپنی جگہ پر حکما و بشرع و بسط بیان
 کر دیا اس سبب قصہ زبانی کلام کا نچا پس اسی طریق پر کہ حکیم سید باجلا تھا جسے ہی مصلحت مانا اور دو باب اول کے
 مذکور ہیں بروز و یہ بزرگ اور بزرگچہرے ہی اور اصل کتاب کے کچھ علاقہ ذکر کرتے تھے اسلئے وہ دونوں باب کہ جو بحر حکایت و کچھ
 فائدہ نہ تھا موقوف کر کے باقی چودہ باب کو کہ وہ وصایا تہو ہوشنگ پیش داو کی نہیں عبارت روشن و سلیس میں لکھا
 اور ان حکایتوں کو بڑے و برہمن کے طریق سوال جواب پر فیک کتابت میں کیا اب میدوار ہوں صاحب ہزار باب
 طبعیت کے اس کتاب پر نظر الطاف دیدہ عنایت کریں تا حکم عیون اگر ضامن کل عیب کلید ہے خطا اس کے بغا
 کے پوشیدہ ہے اور بظریعہ پوشی اصلاح مناسب کو تہا ہر نفا میں اور سناری کہ صفت صفہ تہادے پاک و اسکی
 پر ویزی کریں چنانچہ مضمون شعر کو یا اسکے مناسب حال جو کلام پوشاک و نہیں ہو کہ عیب پوشی ہمارا شیوہ ہے اباب
 کیا جاتا ہو کہ اس سالہ کچھ پہلی سے انوار سپیلی تھا ادب و مقلبت پرستان حکمت چودہ باب پر یوں ترتیب پائی ہے
 باب پہلا اقبال کریں قول و سماعی اور تمام کی جو باب دوسرا سزا یا نہیں بہ کار و فی اور انکی شامت
 احوال میں جو باب تیسرا موافقت میں دوستوں کی اور انکی فوائد و مقاصد میں جو باب چوتھا ملاحظہ کریں
 احوال دشمنوں کی اور انکی تدبیر سے بیکر نہ بنے میں باب پانچواں جو مضرت میں غفلت کریں کی اور جو کچھ کہ سبب
 متقابل اور سستی کے حاصل ہوتا ہو باب چھٹا آفت تعمیل اور ضرر شتابی میں جو باب ساتواں جو احتیاط
 اور تدبیر میں کہ دشمنوں کی ہلاکت کسی جلد کے سبب نجات پائی باب آٹھواں جو احتیاط کریں اباب مکر و
 اور ہمت و کثرت نامق بلکہ باب نواں فضیلت میں عفو کے جو موجب حدیث خریف عفو الملوک ابقا الملوک
 کہ بادشاہوں کو اسلئے بہتر اس سے صفحہ دوسری نہیں ہے باب دسواں مضرت میں نیا دہ طلبی کی ہے

کہ سبب اسکی انسان اپنے مطلب سے ہی محروم رہتا ہے باب کیا تہوان اجمال اور طریق مکافات میں ہے
باب بارہ ہوان فضیلت من حکم دو قار اور سکون اور ثبات کے ہے خصوصاً بادشاہوں کے واسطے سزا دینا اور
ہے باب تیر ہوان پرہیز کنہین بادشاہوں کے اہل عذر اور خیانت سے ہے باب چودہ ہوان اس میں کہ
التفات نکرے انقلاب زمانے پر بلکہ ہر کام کو قضا و قدر پر رکھے اور ہر دم ہیشہ معروف کا نظر رکھے سمیت دیکھ
کہ مدیتے ہیں ہو جائید کا کل طمع موز بہایع بالفرض جو تو مثل سلیمان ہو گا بعد بیان ان باتوں کے وہ حکمت
کہ جو منشا اس ترجمے کی جو شروع کی جاتی ہے اب یہاں تک توجہ تہ جستہ مضمون بنا ہے تالیف انوار
کا تھا اب ضرور ہے کہ مترجم اس اردو سی معلے کا حال اس کتاب کی تالیف کا کہ مسے بہستان حکمت ہے
اور کچھ حال مولد اور کچھ اثر آؤ کا اور بعض بعض واردات زمانہ سے جو کہ لاحق حال اپنے ہو میں اور پست
و بلند دوران کے جو پیش نظر آیا جو جستہ جستہ بیان کے اسکے بعد حاصل کتاب لکھی ایسا جانیے کہ لکیر و
بندہ اور خواجہ زید اور میان فرخ شاعر کہ یہ دونوں شاگرد رشید شیخ تاج صاحب کے ہیں اور جناب احباب اویسی باہم
بیٹھے تھے اور اسوقت شغل انوار سہیلی کے مطالعہ کا تھا اور اسکی مصنف کی فکر سا پرستے زبان کہولی تھی کہ جہاں
مصنف اسکا عجب حکیم پیش تھا اور عجب کتاب تصنیف کی ہو کہ نجدینہ ہو اسرار الہی کا اور خزینہ ہو فیض غیر متناہی بلکہ
قرینہ اس پر دل ہے کہ یہہ جو کچھ اس بیان کیا ہو غلط نہ ہو کہ باہد او الہام نہیں ہو وہاں آک انسان ضعیف البینین
کب کہ نہ کو اس قدر جزئیات عالم کے پہنچ سکتی ہے اگر وہاں اس کتاب کوئی بچہ خرم ہو دیکھ کوئی دقیقہ دینی و دنیوی
سے باقی نہیں چھوڑا ہو لو لگو کوئی غریب فقیر خور و ریس ہر امیر خصصاً بادشاہ اس کتاب کے مطالعے کے مطالب کو بہت
قبلہ مقاصد کے تو یقین ہو کہ سعادت دارین و سرفرازی پائی یا ورنہ حق انکی ہر امر کی مدد و مدد ترقی کہتے جاتے
اس گفتگو میں سب اہل مجلس اسرار کیا کہ اکثر زبان میں ترجمہ اسکا ہو چکا ہو اگر تم اردو میں اس ترجمہ کو خوب چہرہ نہ
ہے چند غلطیاں پیش رفت نہوا کچھ من اللہ بندہ کو ہی توفیق رفیق ہوئی اور بہت سپر ہوئی کہ ما توفیقی لا ادر
لکھو ارادہ کرو اگر فضل الہی شامل حال ہے تو سب بن آویگا لہذا خدا کی عنایت پر تکیہ کر کے شروع کیا جاتا ہے
اب سنا چاہیے کہ جب ارادہ ہوا کہ ترجمہ اسکا اردو میں کروں تو اول ضرور ہوا کہ غلط تامل اس کتاب کی عبارت
اور مطالب کو دیکھا چاہیے اس بغور تمام دیکھا تو بیشتر مطالب پر اعتراف وارد ہوا تھا میں اور بعض جگہ اجمال
مشاد و چہرہ نما نہ تھا جب تفصیل کی تو ایک کا ذکر ہوا اور دوسرے مطلب کا کیا اور بعض جگہ اگرچہ بیان ہو رہا تھا مطلب
بلکہ ہو رہا تھا تو نقصان ہوتا ہو اور اکثر فقرات کے اسطر نغین کا سہ ملن می گئی تھی تو چونکہ اس کا ضرور تھا

کے سبب اسکی انسان اپنے مطلب سے ہی محروم رہتا ہے باب کیا تہوان اجمال اور طریق مکافات میں ہے
باب بارہ ہوان فضیلت من حکم دو قار اور سکون اور ثبات کے ہے خصوصاً بادشاہوں کے واسطے سزا دینا اور
ہے باب تیر ہوان پرہیز کنہین بادشاہوں کے اہل عذر اور خیانت سے ہے باب چودہ ہوان اس میں کہ
التفات نکرے انقلاب زمانے پر بلکہ ہر کام کو قضا و قدر پر رکھے اور ہر دم ہیشہ معروف کا نظر رکھے سمیت دیکھ
کہ مدیتے ہیں ہو جائید کا کل طمع موز بہایع بالفرض جو تو مثل سلیمان ہو گا بعد بیان ان باتوں کے وہ حکمت
کہ جو منشا اس ترجمے کی جو شروع کی جاتی ہے اب یہاں تک توجہ تہ جستہ مضمون بنا ہے تالیف انوار
کا تھا اب ضرور ہے کہ مترجم اس اردو سی معلے کا حال اس کتاب کی تالیف کا کہ مسے بہستان حکمت ہے
اور کچھ حال مولد اور کچھ اثر آؤ کا اور بعض بعض واردات زمانہ سے جو کہ لاحق حال اپنے ہو میں اور پست
و بلند دوران کے جو پیش نظر آیا جو جستہ جستہ بیان کے اسکے بعد حاصل کتاب لکھی ایسا جانیے کہ لکیر و
بندہ اور خواجہ زید اور میان فرخ شاعر کہ یہ دونوں شاگرد رشید شیخ تاج صاحب کے ہیں اور جناب احباب اویسی باہم
بیٹھے تھے اور اسوقت شغل انوار سہیلی کے مطالعہ کا تھا اور اسکی مصنف کی فکر سا پرستے زبان کہولی تھی کہ جہاں
مصنف اسکا عجب حکیم پیش تھا اور عجب کتاب تصنیف کی ہو کہ نجدینہ ہو اسرار الہی کا اور خزینہ ہو فیض غیر متناہی بلکہ
قرینہ اس پر دل ہے کہ یہہ جو کچھ اس بیان کیا ہو غلط نہ ہو کہ باہد او الہام نہیں ہو وہاں آک انسان ضعیف البینین
کب کہ نہ کو اس قدر جزئیات عالم کے پہنچ سکتی ہے اگر وہاں اس کتاب کوئی بچہ خرم ہو دیکھ کوئی دقیقہ دینی و دنیوی
سے باقی نہیں چھوڑا ہو لو لگو کوئی غریب فقیر خور و ریس ہر امیر خصصاً بادشاہ اس کتاب کے مطالعے کے مطالب کو بہت
قبلہ مقاصد کے تو یقین ہو کہ سعادت دارین و سرفرازی پائی یا ورنہ حق انکی ہر امر کی مدد و مدد ترقی کہتے جاتے
اس گفتگو میں سب اہل مجلس اسرار کیا کہ اکثر زبان میں ترجمہ اسکا ہو چکا ہو اگر تم اردو میں اس ترجمہ کو خوب چہرہ نہ
ہے چند غلطیاں پیش رفت نہوا کچھ من اللہ بندہ کو ہی توفیق رفیق ہوئی اور بہت سپر ہوئی کہ ما توفیقی لا ادر
لکھو ارادہ کرو اگر فضل الہی شامل حال ہے تو سب بن آویگا لہذا خدا کی عنایت پر تکیہ کر کے شروع کیا جاتا ہے
اب سنا چاہیے کہ جب ارادہ ہوا کہ ترجمہ اسکا اردو میں کروں تو اول ضرور ہوا کہ غلط تامل اس کتاب کی عبارت
اور مطالب کو دیکھا چاہیے اس بغور تمام دیکھا تو بیشتر مطالب پر اعتراف وارد ہوا تھا میں اور بعض جگہ اجمال
مشاد و چہرہ نما نہ تھا جب تفصیل کی تو ایک کا ذکر ہوا اور دوسرے مطلب کا کیا اور بعض جگہ اگرچہ بیان ہو رہا تھا مطلب
بلکہ ہو رہا تھا تو نقصان ہوتا ہو اور اکثر فقرات کے اسطر نغین کا سہ ملن می گئی تھی تو چونکہ اس کا ضرور تھا

اور بہت اشعار کہ طالب سے چہان اور دست لعل تھے موقوف کرتا ان کا مناسبتاً لیکن خیالین لوگ تاج کرنا ہوا
 استاد تھی نقصان دیدہ و دانستہ کہ مکر نیر دنیا کو معلوم ہوتا ہے کہ ایک عرصہ دراز سے جو لوگوں کے اسکا مطالعہ کر دیا
 تو کا توئی غلط فہمی سے یہ نقصان سے عارض ہو گئے ہیں لہذا اندر سے اپنی دانستہ میں کی درست کیا اور بیشتر
 جارت اور طالب جاکم و بیش کیے اور اکثر مابہرہ اسکا ضرورت سے تھا اور بعض جگہ بڑا نا عبات اور مطالعہ کا سنا تھا
 اسی طرح عمل میں لایا زیادہ تفصیل کر نہیں بلکہ الت ہوتی ہے لہذا اس پر فوف رکھا کہ جسٹو اور بی بی کو دیکھا ہو گا یا ناظر ناسل کے
 متا بل کر کیا اس پر و منکشف ہو جائیگا لگو یا بصورت کتاب کی ادھی ہو گئی ہے کہ نام نہم کر کیا جا تا ہے ورنہ کیا بضقت میں
 ہے لیکن حق یوں ہے کہ آسان لغزش اول کا ہے ورنہ مجھ سے بے بار کہ لہان طاقت اس کے بیان کی تھی ۛ

سہ قلم الفتح
 کوئی ۱۲
 خاکہ سچون و
 از ہون چو کہ
 از حق بلیغ
 سہ قلم الفتح
 بجزو سبب
 فاسدین و
 یوسف اسفند
 کنند ۱۱
 سبب یوسف
 مدحی سبب
 مدحی سبب
 ۱۱
 روشنی دل
 سکا سے شوق
 راضی و اولو
 ۱۱
 زمان وقت
 جلا و کاشد
 ۱۲

شروع کتاب

جو ہر بان رسد بنا ز عانی و صیر فلان در لعل و غنای نے فلان دفا تر اخبار کو اس طرح سے آئیں ہی ہے کہ اقتصادی مالک
 جین میں ایک بادشاہ تھا کہ شہر و اسکی دولت کا نگاری کا اطراف و جانب میں دائر تھا اور چرچا غفلت شہر ہار کیا مانند نیر
 خط کے ظاہر تھا اسٹینٹن مدار نے حلقہ اسکی اطاعت کا گوش جان میں ڈالا تھا اور بادشاہان رفیع المرتبہ نے غایت بزرگ
 خوش یہ کھانا نظم فریدون شمشاد و رنگ بد ہو سکودیکھ کر میوش ہوشنگ بد ساند دیکھتا تھا کہ کت شانی بد تو رہتا
 صورت آئینہ بیان بد اور اسکی حاشیہ سباط دولت و روز افزون پریشہ امرای عالیک و روز اور صاحب تدبیر و دستکار
 بد بد رہتے تھے اور باقی وقت اسکی پیشینہ و نرگو اور حکامی نصیحت شاد کرسی باغرت بریہ یا بریہ پیو تھے اور خزانہ اسکا
 زرخیز و چراہ رہے بہا سے تاملان اور شکر جزار ملازم رکاب بے پایاں تھا اس بادشاہ کو بلا لعل الہی تھے حقیقت میں
 اسکی حکایت کا عیاں اور ای کے حقین ہر ایا جالوں اور عدل داؤن رکوش نوشیروان تیار تھے کہ اگر شمعہ عدل ضبط احوال
 رعیت میں استہام کرے تو بقیہ دہر سنیاری تھے بنیاد عالم کی بریاد کر ڈالے اور پرورش انصاف و رسد کے کلبہ تیار کیے عدل و
 دای و شوشن کرے تو ظلمات ظلم سے اطراف ملک خاک سیاہ ہو جاوے اور بادشاہ کا ایک وزیر تھا رعیت پرورد و رعیت
 کو راہی عالم را اسکی میزان خرد میں گراں سب عالم اسکا ان کو خوب تولتے تھے اور فکر و حواہی انیش اسکی ایک ماہر لایعقل
 کہوتی تھی کہوشی دیا قندہ کو نہ حکم گراں سنگ اسکا کو باضطراب بن ٹہر لیتا تھا اور خاستان پیدا کو نہ بار سیتے
 بریاد کر کے گلستان عیاں کو امین رکھتا تھا نظم ناسخ کام لیتا ہے وہ جیسے خود تحریر ہے بد کر کے ہرگز نہ کوئی تیرے شمشیر سے بد
 عقل کیا اسکو کہ پیش راق سے بھی ہے زیادہ اس بھر دیتا ہے وہ تدبیر کو اختیار سے بد اور اس وزیر یا تدبیر کو خیر نہ کہتے
 جالوں نال کسی ہم میں کے مشورہ صواب اندیش کہ ہوا کوئی کام نہ کرتا نہ تانہ بے ایمان اس کے میدان رزم میں کمر

مخارج کے باندھنا تھا اور بے اشاری اور کسے دیوان عام میں سجدہ پیش پر جلوہ افروز ہونا تھا ہر آئینہ بادشاہان ہندو
و امین کا سرکار کو چاہئے کہ حکم و شاک و مٹھنی کا کھڑے بغیر شاورت ہر گان کتہ دین دور اندیش اور بے اصل کار
آگاہان عقیدت کش کے مصالح مملکت اور نور سلطنت میں محبت خود پسندی کو پسند نہ فرمائیں اور تمام
نظام ملی اور احکام شرعی صوابدیدیہ خیر خواہان کامل اور شیران عاقل پر کہیں سبیت در ہر کدورت باید
کار بے شورت نکو نایدہ ایکدن ہالون نال شکار کیلئے سوار ہو اور خجستہ راہی بھی سکیہ مانند ہمراہ رکاب سوار
آب تھکا آخر کار او بچکھ پیچا کہ تنہا سے صحر اور بہن شست کثرت شکار ہی غیرت جہ و پروین تھا اور سطرایر خوف
باز بلند پرواز سے مانند طائر قندماغی اور خوفناک تھا اور حالوران شکاری جنگستہ ہر طرف تلاش صید میں
کوشش کرتے تھے اور یوزان پلنگینہ پوش شوق مشاہدہ آہوان جبیشیم میں جہتین چشم بن گئے تھے اور سنگان
شیر جنگال آرزو سے شکار گرگ شغال میں ہزار رنگ کی رو بہ بازیان کرتے تھے اور بازان بلند پرواز نیز کمان بستہ کی ہند
سبک پروازیان کر رہے تھے اور شاہین آہنی جنگال نے فستہ بازی ناخن و خون شیران مرغان ہوا کا جاری کیا تھا ہم
ہر وجہ بستہ بازان سبک خیز بہ بخون مید کردہ جنگ تیز بہ و آید جنگل شاہین بنا باج نہ طوطی مانند رہا بلاندراج
بیکہ شاہ نے صحر کو جزند و سحر اور ہوا کو پرند و جان خالی کہا اور شیر شکار سے دل بہر چکا شاہ و وزیر مع لشکر متوجہ
دار السلطنت کے ہوئے اوس ایام میں نیز اعظم برج حل میں تھا الفصہ بادشاہ مع لشکر ایک بہن شست میں
سطر گیشنان نہنیا پیچا جو شست کہ آفتاب تابان وسط السابہ گرم جاہ ہوا ہر ذرہ ریگہ شست حرارتی کتاب تھا
حکم مید کیا خندان خوش پوشان شعلہ بن گئی اور فعل گہوڑ و کومک سطح نرم ہونے لگی خیمہ سیاہ چشتہ کتابک معلوم ہوا
نہنیا و طلبہ ب میں غزالان نگاہ و خیشان شست کو سون اوس سرب گرم میں دوڑتے پھرتے تھے مطلق ناشافی جنگ
انظر نہ آتا نہا خجستہ راے نے حال بادشاہ کا تباہ دیکھ کے حکم کیا کہ جلد خانہ ہنارہ ہوتا بادشاہ ہر عزت فرمائے
شاہ ہالون نال نے پیشکر فرمایا کہ اس حرارت تباہ میں لغوی ہونا و درخشانہ بوجہا ہے خباہ آگ اور ہوس میں
بہلا کیا ربطہ اسوقت کہ سلمناک شست حرارتی کرہ ناربہن گیا چہ اور آفتاب جانتا ہی کہ آج ہی کتاب ہشتم بن جائے پس
حال میں تن نہنیا سایہ ترگاہ میں بناہ لینا مکت مروت بعد ہی یعنی سرکوسایہ میں رکھنا اور چشم گود میں جلا دور
عدل و انصاف ہی بہت کیا میں یں بیٹھوان دروغا و فوج کہ کبیر معقایدن بہن دیوب میں جلیں مال اسی نصیب ہی ہوا
اسی ہر شرت نہنیا شست نہیں ہے جو کمال الی ہر حال خجستہ رہنے و شکوہ مادی اور نہا کھانہ کوئی اور نہا کھانہ کوئی نہ نظر آتا رہی
اور نگار کھانہ بہر نہنیا شست کے دیر نہنیا ہر مدام تو بہت ملج و جاہ چشم کہار کوئی خلعت شیاہ شان ہے و اور حوض کیا جہان گان

مخارج کے باندھنا تھا اور بے اشاری اور کسے دیوان عام میں سجدہ پیش پر جلوہ افروز ہونا تھا ہر آئینہ بادشاہان ہندو و امین کا سرکار کو چاہئے کہ حکم و شاک و مٹھنی کا کھڑے بغیر شاورت ہر گان کتہ دین دور اندیش اور بے اصل کار آگاہان عقیدت کش کے مصالح مملکت اور نور سلطنت میں محبت خود پسندی کو پسند نہ فرمائیں اور تمام نظام ملی اور احکام شرعی صوابدیدیہ خیر خواہان کامل اور شیران عاقل پر کہیں سبیت در ہر کدورت باید کار بے شورت نکو نایدہ ایکدن ہالون نال شکار کیلئے سوار ہو اور خجستہ راہی بھی سکیہ مانند ہمراہ رکاب سوار آب تھکا آخر کار او بچکھ پیچا کہ تنہا سے صحر اور بہن شست کثرت شکار ہی غیرت جہ و پروین تھا اور سطرایر خوف باز بلند پرواز سے مانند طائر قندماغی اور خوفناک تھا اور حالوران شکاری جنگستہ ہر طرف تلاش صید میں کوشش کرتے تھے اور یوزان پلنگینہ پوش شوق مشاہدہ آہوان جبیشیم میں جہتین چشم بن گئے تھے اور سنگان شیر جنگال آرزو سے شکار گرگ شغال میں ہزار رنگ کی رو بہ بازیان کرتے تھے اور بازان بلند پرواز نیز کمان بستہ کی ہند سبک پروازیان کر رہے تھے اور شاہین آہنی جنگال نے فستہ بازی ناخن و خون شیران مرغان ہوا کا جاری کیا تھا ہم ہر وجہ بستہ بازان سبک خیز بہ بخون مید کردہ جنگ تیز بہ و آید جنگل شاہین بنا باج نہ طوطی مانند رہا بلاندراج بیکہ شاہ نے صحر کو جزند و سحر اور ہوا کو پرند و جان خالی کہا اور شیر شکار سے دل بہر چکا شاہ و وزیر مع لشکر متوجہ دار السلطنت کے ہوئے اوس ایام میں نیز اعظم برج حل میں تھا الفصہ بادشاہ مع لشکر ایک بہن شست میں سطر گیشنان نہنیا پیچا جو شست کہ آفتاب تابان وسط السابہ گرم جاہ ہوا ہر ذرہ ریگہ شست حرارتی کتاب تھا حکم مید کیا خندان خوش پوشان شعلہ بن گئی اور فعل گہوڑ و کومک سطح نرم ہونے لگی خیمہ سیاہ چشتہ کتابک معلوم ہوا نہنیا و طلبہ ب میں غزالان نگاہ و خیشان شست کو سون اوس سرب گرم میں دوڑتے پھرتے تھے مطلق ناشافی جنگ انظر نہ آتا نہا خجستہ راے نے حال بادشاہ کا تباہ دیکھ کے حکم کیا کہ جلد خانہ ہنارہ ہوتا بادشاہ ہر عزت فرمائے شاہ ہالون نال نے پیشکر فرمایا کہ اس حرارت تباہ میں لغوی ہونا و درخشانہ بوجہا ہے خباہ آگ اور ہوس میں بہلا کیا ربطہ اسوقت کہ سلمناک شست حرارتی کرہ ناربہن گیا چہ اور آفتاب جانتا ہی کہ آج ہی کتاب ہشتم بن جائے پس حال میں تن نہنیا سایہ ترگاہ میں بناہ لینا مکت مروت بعد ہی یعنی سرکوسایہ میں رکھنا اور چشم گود میں جلا دور عدل و انصاف ہی بہت کیا میں یں بیٹھوان دروغا و فوج کہ کبیر معقایدن بہن دیوب میں جلیں مال اسی نصیب ہی ہوا اسی ہر شرت نہنیا شست نہیں ہے جو کمال الی ہر حال خجستہ رہنے و شکوہ مادی اور نہا کھانہ کوئی اور نہا کھانہ کوئی نہ نظر آتا رہی اور نگار کھانہ بہر نہنیا شست کے دیر نہنیا ہر مدام تو بہت ملج و جاہ چشم کہار کوئی خلعت شیاہ شان ہے و اور حوض کیا جہان گان

سلطانی کہ سایہ پرورد و ابر غایت عالی اور آسودگان خستہ حلیت شاہی بین وہ تابش آفتاب و کسب و کسب
سازمان لطافت از دی و دخل بدوش خاوندی گئے سپر پر دم سایہ افکن سے وہ عرض کہتے ہیں کہ ہم بیکار ہم یہاں جہان کی
راحت میں جو مصراع سلامت ہمہ فاق و سلامت ست نہ اور اگر یوں منظر سے کہ بندگان شاہی ہی آرام پائیں تو اس
نور میں ایک کوہ ہو کہ جو ان مردوں کی حرکت کے مانند سر بلند اور زبان طبع مخموران فرخ افزا دہلے سند و خدمت سایہ ایشیا
اور وہاں طبع و روشن جوش نباتات و ریاحین کشت گلزار میں شہر بار جہان و ہاں و فی افزا ہو کہ استراحت فرمائیں
اور سایہ اشجائیں سب بندگان شاہی ہی بخوبی آرام پائیں ہنگام شب عنان غایت مقرر خلافت کی طہر ہیرن بہر
اور بیکار لشکر تبار نام رواہ کہ کسی دشت سایہ دارین مقام کین جسوقت سلطان سے کائنات خاوندی مغرب کا غم نہ ہو کہ
شوکت اقبال متوجہ منزل مقصود جو القصد ہاویوں فال بموجب صاحبہ کے رواہ کہ اس کو شک نہ ہو کہ پنج عجب طرح کا
کوہ بلند و کھلا آسمان مینا ہو سہری کرتا تھا لالہ زار کو ہی اور گزستان کو کتب و دیدہ ایک چمن کے معلوم ہو کہ اتھہ شاہ بالا کو چو کہ
نہایت سرور چارو گلگشت کرتا تھا ناگاہ ایک میدان نظر آیا کہ اندھیان اہل سعت فراوان کہتا تھا اور سبز و زار اس کا
نہایت شادابی اور سوراخاں مین نظیر حیرت تھا اور زمان مہج نسیم مشکبار اسرار و رایع گلزار کو چار سو چہاں مین فاش
کرتے تھے اور ترغیم میل حکایت رنگ و بو گل کی گوش ساکنان عالم بالا مین پنجہ تھی نظم لطیف و دلکش آریہ جو آب مبارک
منزل فرخندہ جاہ و درختان چوں تبار قہر کشیدہ نہ زدیکہ بخوبی سر کشیدہ بہ فراز شاخ مرغان خوش وازنہ بالحاں
ارغنون ہا کر دہ بر سار نہ اور اس مرغزار مین ایک چشمہ آب تھا کہ اسکا پانی تاجیات کے مانند زندگی بخش تھا اسکے دیکھنے سے
شاہ مد زیادہ سرور ہوا اور کہیں میدان کا حقیقت مین میدان کر بلا تھا خاطر خاطر ہاویوں فال سے و سوز و سوز چہاں سلطان
حکم دیکر کنارہ چشمہ آب پر شاہی چہوایا ہاویوں فال تخت شاہی پر چوہا و فوز ہوا اور ملازم کا بوتل ہی لٹہ سپاہ مین منہ نہ کہ ادرت
چوہے شاہ و سپاہ سوارے ہاویہ ہلاکت گاہ کو گل کے اس منزل مینو مکان مین فرحت باب ہو اور عجب مصنوعات الہی اور غرائب
مخلوقات نامتہا ہی رنگارنگ پر نگاہ کہ کے اولے حمد و ثناء نیر دستمال مین ہزار زبان سرگرم بیان کے نقاش مشیت نوح سنگین
کیا کیا نقوش بو ملون قلم قدرت کے کہتے ہیں اور صانع تقدیر نے سحر و عد نہا تھا ناگون سنگ فارسی سپاہ کو مین مرغان
چمن اور نقشہ سرایان گلشن بان مال جو حمد و ثناء و ایزد سبحان مین اس تم نے جو تہلیل اور تسبیح کہتے تھے بہت برگ
درختان سبز و نظر مویشا نہ ہر چہ و فرسرفت کہ دیکار ناگاہ نظر ہاویوں فال کی ایک درخت خشک پر پر ہی کہ شمع خالی
ماند برجا ماندہ و چمن و حرکت تھا اور اس مین ایک جوف تھا کہ زنبوران عمل حویج فوج اس قلعہ جوف مین ضرور
اپنی معاش کا کہتے جو جبکہ غوغا شکرت زنبوران اس کے کان مین پہنچا اور یہ ہاویہ سب کو جہاں کے خلع لان جانوران سب کے ہوا

سلطانی کہ سایہ پرورد و ابر غایت عالی اور آسودگان خستہ حلیت شاہی بین وہ تابش آفتاب و کسب و کسب
سازمان لطافت از دی و دخل بدوش خاوندی گئے سپر پر دم سایہ افکن سے وہ عرض کہتے ہیں کہ ہم بیکار ہم یہاں جہان کی
راحت میں جو مصراع سلامت ہمہ فاق و سلامت ست نہ اور اگر یوں منظر سے کہ بندگان شاہی ہی آرام پائیں تو اس
نور میں ایک کوہ ہو کہ جو ان مردوں کی حرکت کے مانند سر بلند اور زبان طبع مخموران فرخ افزا دہلے سند و خدمت سایہ ایشیا
اور وہاں طبع و روشن جوش نباتات و ریاحین کشت گلزار میں شہر بار جہان و ہاں و فی افزا ہو کہ استراحت فرمائیں
اور سایہ اشجائیں سب بندگان شاہی ہی بخوبی آرام پائیں ہنگام شب عنان غایت مقرر خلافت کی طہر ہیرن بہر
اور بیکار لشکر تبار نام رواہ کہ کسی دشت سایہ دارین مقام کین جسوقت سلطان سے کائنات خاوندی مغرب کا غم نہ ہو کہ
شوکت اقبال متوجہ منزل مقصود جو القصد ہاویوں فال بموجب صاحبہ کے رواہ کہ اس کو شک نہ ہو کہ پنج عجب طرح کا
کوہ بلند و کھلا آسمان مینا ہو سہری کرتا تھا لالہ زار کو ہی اور گزستان کو کتب و دیدہ ایک چمن کے معلوم ہو کہ اتھہ شاہ بالا کو چو کہ
نہایت سرور چارو گلگشت کرتا تھا ناگاہ ایک میدان نظر آیا کہ اندھیان اہل سعت فراوان کہتا تھا اور سبز و زار اس کا
نہایت شادابی اور سوراخاں مین نظیر حیرت تھا اور زمان مہج نسیم مشکبار اسرار و رایع گلزار کو چار سو چہاں مین فاش
کرتے تھے اور ترغیم میل حکایت رنگ و بو گل کی گوش ساکنان عالم بالا مین پنجہ تھی نظم لطیف و دلکش آریہ جو آب مبارک
منزل فرخندہ جاہ و درختان چوں تبار قہر کشیدہ نہ زدیکہ بخوبی سر کشیدہ بہ فراز شاخ مرغان خوش وازنہ بالحاں
ارغنون ہا کر دہ بر سار نہ اور اس مرغزار مین ایک چشمہ آب تھا کہ اسکا پانی تاجیات کے مانند زندگی بخش تھا اسکے دیکھنے سے
شاہ مد زیادہ سرور ہوا اور کہیں میدان کا حقیقت مین میدان کر بلا تھا خاطر خاطر ہاویوں فال سے و سوز و سوز چہاں سلطان
حکم دیکر کنارہ چشمہ آب پر شاہی چہوایا ہاویوں فال تخت شاہی پر چوہا و فوز ہوا اور ملازم کا بوتل ہی لٹہ سپاہ مین منہ نہ کہ ادرت
چوہے شاہ و سپاہ سوارے ہاویہ ہلاکت گاہ کو گل کے اس منزل مینو مکان مین فرحت باب ہو اور عجب مصنوعات الہی اور غرائب
مخلوقات نامتہا ہی رنگارنگ پر نگاہ کہ کے اولے حمد و ثناء نیر دستمال مین ہزار زبان سرگرم بیان کے نقاش مشیت نوح سنگین
کیا کیا نقوش بو ملون قلم قدرت کے کہتے ہیں اور صانع تقدیر نے سحر و عد نہا تھا ناگون سنگ فارسی سپاہ کو مین مرغان
چمن اور نقشہ سرایان گلشن بان مال جو حمد و ثناء و ایزد سبحان مین اس تم نے جو تہلیل اور تسبیح کہتے تھے بہت برگ
درختان سبز و نظر مویشا نہ ہر چہ و فرسرفت کہ دیکار ناگاہ نظر ہاویوں فال کی ایک درخت خشک پر پر ہی کہ شمع خالی
ماند برجا ماندہ و چمن و حرکت تھا اور اس مین ایک جوف تھا کہ زنبوران عمل حویج فوج اس قلعہ جوف مین ضرور
اپنی معاش کا کہتے جو جبکہ غوغا شکرت زنبوران اس کے کان مین پہنچا اور یہ ہاویہ سب کو جہاں کے خلع لان جانوران سب کے ہوا

اس درخت کی چوٹی میں کسوسطی ہوا آمد و رفت ان کمرنگان ارشاد کے فزادہ شیب غبار کے حکم سے محسوس کرنے
زبان حرمیان کو موقف عوض میں اس طرح سے گویا کیا کہ شہر یار کام گاریہ لشکر جبار فرماں بردار ایک بادشاہ تھا
پہلے کہ نام اس کا یعسوب ہے اور جسے اور ہم میں ان سب کو بزرگ تر ہے خلاق جہان نے یہ عجیب طرح کا گروہ پرست
کم مضرت پیدا کیا ہے کہ فحلے وادگی رکبک الے انھل سے ظاہر ہے اور اس کی ام شکر ہے بابل کے حکم نافذ بادشاہ پرست
اطاعت رکھا ہے اور وہ تخت پر موم کے جلوہ افزہ ہو اور وزیر و عجب اور دربان اور پاسبان وغیرہ وادام
اپنے اپنے عہدہ اور کام مقرر پر سرگرم خدمت ہیں اور فراست و گیاست اس قہ کی کہانیاں تیاں ہو سکے ایک ایک میں یہ
کہ ہر ایک کے خاصہ میں موم اس طرح کا اپنے اپنے رہنے کو بنایا ہو کہ ہندسان کامل اور ریاضی دانان عقل تمام روز میں
کے بلند ستارہ رومی یعنی بنا خلیق کو شیلے پاری کی بانی ہفت گنبد بہرامی تھے اگر پرکار اور سطر تاہم میں لین تو دخل کیا
ہو کیلئے گہر بربر باسکین اور یوں حکم بادشاہ ہو کہ ہر ایک اپنے گہر سے پرواز کر کے شگوفای اشجار اور گہاؤ خوشترک بود پر
جانبہ میں اور طوبت کل شگوفے کی چوس کے تین اول حاجب اور دربان کا منہ نہ نہین اگر کو خوش اس آتی تو اجازت ہو
کہ جا کر غلام مسدس اور چہرہ موسس میں آرام کریں اور بگہاؤ لطیف کچائے کے بعد جو بعلتاہناہ اور خوش مزہ کو کھانہ منہ میں
باقی ہے اسے لاسے خزینہ بادشاہی میں جمع کریں اور اگر گھاؤ خواستہ کوئی برگ بد بو پریشہ کر آئے اور ایک کیفیت دکر یہ اسے نہ
آئے تو دربان و حاجب فی الحال اسکا سیکانہ میں اور اگر دربان کے تبادلے کوئی داخل ہو گیا اور وہ پوکر بادشاہ کے
داخل میں پہنچی تو حکم ہو کہ اسے ادب برگشتہ بہت کو سیاتنگاہ میں حاضر کریں اول اس جرم تغافل پر دربان کو قتل کریں
اس کے بعد اسے سر کاٹیں تا بار دیگر پہر کوئی یہ حرکت نہ کرے اور یوں پیشہ دیوان اخبار میں موم نے لکھا ہو کہ جمشید نے
آہن جہان داری اور رسم دربان و حاجب و تواب و تخت و مسند انہیں آغا کیا تھا اور رفتہ رفتہ مرتبہ کمال قہر ملی کو پہنچا
ہمایوں فال سخو بہ بیان محبت سے اس کا کمال اشتیاق سے زیر دست آئے استاد ہو کر اور تفریح کمان تاشلے بار کا
یعسوب و وزیر اور اہتمام حاجبان باتدبیر اور آمد و رفت ملاذمان شہریاری اور قانون خدمت مہوشیاری دیکھ کر
سرگرم و شاد و بزم و متعال ہو کہ سبکدان آمد کیا اگر وہ پیدا کیا ہو کہ ایک ایک انہیں سے قاعدہ دین اور بدل جان
اپنے بادشاہ کا تابع فرمان ہو اور کیا فداے پاک اور جا کا فیض اختیار کی ہے اور ہر ایک کو اپنے اپنے سعد و زیان کا کام ہے
اور دوسرے کام میں مطلق دخل نہیں کہتے ہیں بہشت انجاست کا زائے نباشد کہے را با کے کا سے نما
اور باوجود داخل آزار کے کوئی کسی کے پہلے اید انہیں اور بکائیش تو وضع نوشادوش باہم کہتے ہیں اور باکائیش
بطاعت پیش آتھیں اور نہ یوں تم کو بر غلام شاہد کریں کہ تم اپنی ہی کی خوش قرار دین سرگرم ہیں یہ رہا ہے

یہ کہانیاں تیاں ہو سکے ایک ایک میں یہ کہ ہر ایک کے خاصہ میں موم اس طرح کا اپنے اپنے رہنے کو بنایا ہو کہ ہندسان کامل اور ریاضی دانان عقل تمام روز میں کے بلند ستارہ رومی یعنی بنا خلیق کو شیلے پاری کی بانی ہفت گنبد بہرامی تھے اگر پرکار اور سطر تاہم میں لین تو دخل کیا ہو کیلئے گہر بربر باسکین اور یوں حکم بادشاہ ہو کہ ہر ایک اپنے گہر سے پرواز کر کے شگوفای اشجار اور گہاؤ خوشترک بود پر جانبہ میں اور طوبت کل شگوفے کی چوس کے تین اول حاجب اور دربان کا منہ نہ نہین اگر کو خوش اس آتی تو اجازت ہو کہ جا کر غلام مسدس اور چہرہ موسس میں آرام کریں اور بگہاؤ لطیف کچائے کے بعد جو بعلتاہناہ اور خوش مزہ کو کھانہ منہ میں باقی ہے اسے لاسے خزینہ بادشاہی میں جمع کریں اور اگر گھاؤ خواستہ کوئی برگ بد بو پریشہ کر آئے اور ایک کیفیت دکر یہ اسے نہ آئے تو دربان و حاجب فی الحال اسکا سیکانہ میں اور اگر دربان کے تبادلے کوئی داخل ہو گیا اور وہ پوکر بادشاہ کے داخل میں پہنچی تو حکم ہو کہ اسے ادب برگشتہ بہت کو سیاتنگاہ میں حاضر کریں اول اس جرم تغافل پر دربان کو قتل کریں اس کے بعد اسے سر کاٹیں تا بار دیگر پہر کوئی یہ حرکت نہ کرے اور یوں پیشہ دیوان اخبار میں موم نے لکھا ہو کہ جمشید نے آہن جہان داری اور رسم دربان و حاجب و تواب و تخت و مسند انہیں آغا کیا تھا اور رفتہ رفتہ مرتبہ کمال قہر ملی کو پہنچا ہمایوں فال سخو بہ بیان محبت سے اس کا کمال اشتیاق سے زیر دست آئے استاد ہو کر اور تفریح کمان تاشلے بار کا یعسوب و وزیر اور اہتمام حاجبان باتدبیر اور آمد و رفت ملاذمان شہریاری اور قانون خدمت مہوشیاری دیکھ کر سرگرم و شاد و بزم و متعال ہو کہ سبکدان آمد کیا اگر وہ پیدا کیا ہو کہ ایک ایک انہیں سے قاعدہ دین اور بدل جان اپنے بادشاہ کا تابع فرمان ہو اور کیا فداے پاک اور جا کا فیض اختیار کی ہے اور ہر ایک کو اپنے اپنے سعد و زیان کا کام ہے اور دوسرے کام میں مطلق دخل نہیں کہتے ہیں بہشت انجاست کا زائے نباشد کہے را با کے کا سے نما اور باوجود داخل آزار کے کوئی کسی کے پہلے اید انہیں اور بکائیش تو وضع نوشادوش باہم کہتے ہیں اور باکائیش بطاعت پیش آتھیں اور نہ یوں تم کو بر غلام شاہد کریں کہ تم اپنی ہی کی خوش قرار دین سرگرم ہیں یہ رہا ہے

اور خاصیت کو چاہتے ہیں اور بدست و بدست کو اکثر بیچنا نہیں پس اگر انہیں کوئی بادشاہ اور فرمانروا ہو
 تو ایک ضرر سے دوسرے کو ان بچائے اور محتاج کی حاجت کو کون برکات اور مخصوصی کی خاصیت میں کوئی تصفیہ
 کرے اور تصفیہ کے بعد حق مستحق کو سطح پہنچنا چھوڑ دیا کہ اس طرح مخلوق فرمایا ہے کہ سلطان اور پریس
 ہر جسم میں پیدا کئے ہیں یعنی دل اور سر اور جگر وغیرہ اگر سلطان ل اور پریس اعضا بدن میں نہ ہوتے تو صیانت
 اس جسم بے بنیاد کی کون کرتا پس اس معلوم ہو گا کہ کوشش و سعی اپنے موقع پر ہادی شخص گوشہ نشین کے اتمام ظاہر و
 باطن کے واسطے مخصوص ہے لیکن سلطنت اور فیروسی بھاری اس سے بہتر ہے کہ اپنی ذات کو تکلیف دینا اور مخلوق پر مدد
 عالم کو راحت پہنچانا کہ خداوندی خدا کی ہدایت اور عدالت بھی بعض کی واسطے ہو سکتی ہے والا تنہائی خلق
 منظور خدا ہوتی تو کام ہے کہ کشتان عدم صنف ہستی پر نقش ہر ذمیات کا کہ چاہا جائے گا کہ لازم ملزوم تمام کارخانہ دنیا کا
 یہ ہے کہ ایک دوسری کی مدد گاری کرے یعنی کوئی کشتکاری کرے اور کوئی جو پیدا ہوا ہو اسے جو اور کوئی خریداری
 کرے اور کوئی پیسے اور بچائے اور کوئی کھائے اور کوئی پیدا نہ ہوئے اور کوئی ملائج اور تدبیر کرے اور کوئی
 اپنے موقع پر کاتے اور بچنے اور قطع و برید کرے اور سیکر کام میں لائے اور اس میں جو دہیان کو کہ یہاں سے کام سر
 کس مدد گاری سے جاری ہوئے ہیں اسی بخار اور جلا و درندی اور جلا ہا اور مزاج اور گاڑی بان اور گاڑی کا
 سامان یعنی بل وغیرہ اور سامان تقلیدانی اور کارخانہ عالمی سوزن اور رشتہ و معترض وغیرہ ان سب کو ایک جگہ پر
 سرانجام دیا ہے تصفیہ و محبت و اتفاق اجل کثیر کی رستی جو ملباسات عالم کے ایک تنہا حوت گزینی سزا نام ہے لہذا
 اوستا و لفظ گیر اس وجہ سے کہ اس کا ریاضہ تنہائی بہ خلوت ان اختیار یا دینی بر بارہ پوشتین بھر دی اند
 بہار بادشاہ نے فرمایا کہ جو وزیر نے عرض کیا اس سے لیکن بہت سی قبائل و سلطنت کی بارگاہی میں اندراج
 پایا ہے اس کو کیا کیا جائے گا اور وہاں ہم سکا کی گردن پلوتی رہیگا یعنی خلق الدین انھیں میں کہ وہ زور بازو
 رکھتے ہیں اور بعض ہیں کہ قوت در سے زبردستوں اور مخلصوں پر غلبہ کرتے ہیں اور بہت نفوس خلق اللہ کی حق تلفی پر
 مصروف رہتے ہیں ملاخو سکا کی فکر ہوگا اور حق بل کی کس طرح نہیں ہو سکے گی وزیر نے عرض کیا کہ اس کے واسطے حکیم
 قادر نے شیخ مقرر فرمائی ہے بادشاہ نے فرمایا کہ معنی سیاست کیلین کرو وزیر نے گزارش کی ہے کہ سیاست
 عدل کہ کہتے ہیں اور عدل نام دسکا ہے کہ اگر آگ اور تفریط کو موت کہ کہ ہر امر میں درجہ توسط کو اختیار کرے تاکہ
 حیرت الہی ہو اور اساطیر صادق آئے بادشاہ نے فرمایا کہ اس فیض کی بلدی کہ ہر امر میں ہزار بیچ کی گنجائش
 کہتی ہے اور مدارج کے بغیر تمام میں ملاقت بشریہ باہر ہے کہ ایہ ضعیف انسان کی دنیا کا نقصان

تو ایک ضرر سے دوسرے کو ان بچائے اور محتاج کی حاجت کو کون برکات اور مخصوصی کی خاصیت میں کوئی تصفیہ کرے اور تصفیہ کے بعد حق مستحق کو سطح پہنچنا چھوڑ دیا کہ اس طرح مخلوق فرمایا ہے کہ سلطان اور پریس ہر جسم میں پیدا کئے ہیں یعنی دل اور سر اور جگر وغیرہ اگر سلطان ل اور پریس اعضا بدن میں نہ ہوتے تو صیانت اس جسم بے بنیاد کی کون کرتا پس اس معلوم ہو گا کہ کوشش و سعی اپنے موقع پر ہادی شخص گوشہ نشین کے اتمام ظاہر و باطن کے واسطے مخصوص ہے لیکن سلطنت اور فیروسی بھاری اس سے بہتر ہے کہ اپنی ذات کو تکلیف دینا اور مخلوق پر مدد عالم کو راحت پہنچانا کہ خداوندی خدا کی ہدایت اور عدالت بھی بعض کی واسطے ہو سکتی ہے والا تنہائی خلق منظور خدا ہوتی تو کام ہے کہ کشتان عدم صنف ہستی پر نقش ہر ذمیات کا کہ چاہا جائے گا کہ لازم ملزوم تمام کارخانہ دنیا کا یہ ہے کہ ایک دوسری کی مدد گاری کرے یعنی کوئی کشتکاری کرے اور کوئی جو پیدا ہوا ہو اسے جو اور کوئی خریداری کرے اور کوئی پیسے اور بچائے اور کوئی کھائے اور کوئی پیدا نہ ہوئے اور کوئی ملائج اور تدبیر کرے اور کوئی اپنے موقع پر کاتے اور بچنے اور قطع و برید کرے اور سیکر کام میں لائے اور اس میں جو دہیان کو کہ یہاں سے کام سر کس مدد گاری سے جاری ہوئے ہیں اسی بخار اور جلا و درندی اور جلا ہا اور مزاج اور گاڑی بان اور گاڑی کا سامان یعنی بل وغیرہ اور سامان تقلیدانی اور کارخانہ عالمی سوزن اور رشتہ و معترض وغیرہ ان سب کو ایک جگہ پر سرانجام دیا ہے تصفیہ و محبت و اتفاق اجل کثیر کی رستی جو ملباسات عالم کے ایک تنہا حوت گزینی سزا نام ہے لہذا اوستا و لفظ گیر اس وجہ سے کہ اس کا ریاضہ تنہائی بہ خلوت ان اختیار یا دینی بر بارہ پوشتین بھر دی اند بہار بادشاہ نے فرمایا کہ جو وزیر نے عرض کیا اس سے لیکن بہت سی قبائل و سلطنت کی بارگاہی میں اندراج پایا ہے اس کو کیا کیا جائے گا اور وہاں ہم سکا کی گردن پلوتی رہیگا یعنی خلق الدین انھیں میں کہ وہ زور بازو رکھتے ہیں اور بعض ہیں کہ قوت در سے زبردستوں اور مخلصوں پر غلبہ کرتے ہیں اور بہت نفوس خلق اللہ کی حق تلفی پر مصروف رہتے ہیں ملاخو سکا کی فکر ہوگا اور حق بل کی کس طرح نہیں ہو سکے گی وزیر نے عرض کیا کہ اس کے واسطے حکیم قادر نے شیخ مقرر فرمائی ہے بادشاہ نے فرمایا کہ معنی سیاست کیلین کرو وزیر نے گزارش کی ہے کہ سیاست عدل کہ کہتے ہیں اور عدل نام دسکا ہے کہ اگر آگ اور تفریط کو موت کہ کہ ہر امر میں درجہ توسط کو اختیار کرے تاکہ حیرت الہی ہو اور اساطیر صادق آئے بادشاہ نے فرمایا کہ اس فیض کی بلدی کہ ہر امر میں ہزار بیچ کی گنجائش کہتی ہے اور مدارج کے بغیر تمام میں ملاقت بشریہ باہر ہے کہ ایہ ضعیف انسان کی دنیا کا نقصان

ان سب کو طے کرے اور اگر غلط بھی ہے حق تلخی کسی کی ہو تو آخرت میں قاضی روز جزا کے اگے مبتلا ہے بلا ہونا چاہیے پس عقائد نزدیک اگر سوچے میں ایک سہی راجع تفصل دینا کا ہو تو اس سے احتراز کرنا چاہیے جہاں الیہ و ہاں ہلک دینے کے منظرہ جہاں ابدال آباد کے واسطے متیقن ہے پس صرف اتنی مست نفس واسطے کہ ہم فرمانروا بنی نوع پرین بار سلطنت سپر کہنا اس صواب اندیش سے بہت دور وزیر دانا دل شخص کیا کہ ارشاد عالی چاہے کہ ہم اگر موقوف بشر کی رجا پر ہوتا تو زہار پرہ عقدہ ملائیل کسی شخص سے عیساک چاہیے کہل سکتا لاکن اسد قافرا تا ہیو لایکلف اسد نفسا الا وسعیا یہی ہے کہ وسعت ادراک انسان کب ایسی کہ جمیع معاملات عالم کو کہ غیر متناہی ہیں پنچسکے اسلئے اسد ثقانے انبیاء مرسل کہ رسل برحق اسکے ہیں کہ حکما انکو ناموس الکبریتے ہیں مع کتب صحائف ہر زمانے میں پنچرہ اپنے سب احکام حکمت نظام امین مروج کر کے زبان پر انبیا کر کے کہے اور نام اسکا شریعت کہا کہ کوئی دقیقہ مقانی کائنات سے باقی نہ ہو اب کسی امر میں حاجت اسکی نہیں ہے کہ کوئی بادشاہ اور حاکم حکم شرع میں اپنی رجا کو دخل دے بلکہ سرزاد و جزاہل امر کی مشر و افراد حسی اور ابدیشہ اسکا نہیں کہ اس حکم میں خطا واقع ہو کہ وہ سب احکام معاد اور معاش حکم کی پروردگار عالم کے ہیں بلکہ جزا اور مقبولیت اس امر کی خدا کریم کے نزدیک حد سے یادہ ہائیک بادشاہ کہتا ہے کہ سوا نماز فرض نوافل کو بھی ترک کرے کہ تازمانہ کہ نوافل میں صرف ہو سکا عدل و داد خلق اللہ میں صرف کرے اب اس جاگہ بہ دریافت ہوتا ہے کہ نوافل عبادت کو مخلوق کے برکد مطلوب کے واسطے موقوف کر نیک حکم آیا ہو اسلئے وجود حاکم قہر مانگا مخلوقات میں ضرورت کے قوائی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی محافظت کرے اور قانون سیاست کو موافق پیشہ عز کے جاری رکھے تاکوئی سرکش جاوہ اعتدال سے پاؤں باہر نہ کہہ سکے اور بادشاہ ہی اس عمل خیر میں سعادت حاصل کرے یا یون فال شہما کہ حکم حاکم قہر پیغمبر کے بعد کہ وجود اسکا خلق میں ضرور ہے کسطر حکما ہوا وصفات اسکے ضبط ملک اور ملت میں کس نوع پر چاہیے بحسبہ راجع عرض کیا کہ حاکم کو چاہیے کہ قوائی سیاست و دقائق عدالت سو و انفع اور پیدا بغیر ہو اور اگر غافل و رعیا شہر تو ملک مال اسکا معوض دال میں قریب اللہ تعالیٰ ہو اور خرابی عقیقی بادشاہ کیواسطے اس سے زیادہ نہیں کہ خلق خدا سے غفلت کرے اور نفس پرور میں مشغول رہے بلکہ بادشاہ کو لازم کہ خواص و فکر سادہ دریافت کر کے بعض گروہ کو تقویت بخشے اور مجالست انکی اختیار کرے اور بعض گروہ کو مغلوب اور مستکوب کر کے انکی صحبت پر سیر کرے اور اس عمل کے بعد وہ لوگ جو رازہ و گاہ ہوں ان مختاروں کے واسطے کہ بادشاہ کی ملاومت عزت یافتہ ہوں اپنے سینہ میں تخم گیدہ بونینگ اور انواع خیل و فریب مضامین اصل کو بندش کی نقصان اور سب کے گوش ملازمان شاہی میں بچا کر نظر ان کے زوال علت جاہ سے اپنے گرا بادشاہ علیہ علیہا اور مولد نشی سے

عاری تھے اور بابر غرض کی عرض کو سمع قبول میں چاہے اور تحقیق حالات کیا مینجی پر انتقادات مکی تو بہت خلل ریاست
میں پیدا ہو گئے اور فساد اسکا شدہ شدہ یہاں تک نفوس اسکان سلطنت میں لغو و زریکا کہ سر شعلہ آتش فساد تا کرہ ناپہنچ گیا
اور مدافعت اسکا آپ بستی تبصر و زور آدماں اور فکر بادشاہ قہر مان زہار نبوسلیک گایت سہ گوش بر قول صاحب
غرض ہے کہ از کدیہ در سیمہ دارد مرض پادشاہ بیدار دل مایہ ہے کہ بغیر ہر بات کو سمجھ کر نادر اک سے ظلمت خجست تمام
بد انجام اور دو غلو کو تیز کرے اور کبھی چشم لطف اس گرد پے شکوہ کی طرف ندیچے بلکہ زہار اپنی صحبت میں نہیں
بارندے تا دنیا میں غلہاے امور سلطنت کی امن را اور آخرت میں فیضیر ہاند و سعادت ہو نہایت ہر کہ دیر خانہ
شبے واد کردنہ فردا و خود آباد کرد پے واد کرے شرط یہاں داریست پے دولت باقی ز کم از آریست پے جن و شاہ موا
علما کا صح کو دستور العمل کیا ملک اور رعیت اسکی آباد و شاد و دعا گو رہے گی جلیا کرے و ایشلیک بادشاہ ہندی نے
اپنے اساس سلطنت کو ہوشنگ کچھ نصیح و حق پر کہ تفصیل اسکی بید با برہمن حکیم و انا دل بلیان کی تہی رکھا تھا اسکی
اسنے تمام عراحت و کامانی میں بسر کی اور اسکے باغ سلطنت سے ہر ایک سے علی قدر حال بر خورداری باقی اور
جبکہ اے ایشلیک اس منزل فانی سے ملک بقا کو سد ہار آج تک نام نیک اور دگر جمیل اسکا صفحہ زور گار بر باقی ہی چرچا گیا
کیسے مصرعہ نام نکوست حاصل یا م زندگی پے ہمایون خاں شجیہ کیا نام اے و ایشلیک و پید با برہمن کا سنا نامنا غنچ
نازہ کو وقت سحر حرکت نسیم سے اہوتا ہر گلفندہ و خندان ہو کر فرمایا کہ ای وزیر تیرے لے اور برہمن کی تحقیق احوال
دل میرا ماند عاشق ہو کر بقیہ ارتہا اور خیالات مقالات میں ان دو کوئے مانتطیع شعرا و مضمون یا شبے زور سرگردا
ہامون کہسا کار ہتا تھا اور ہر خندان زندگوار و مینے تجس احوال میں سہی کرتا رہا لیکن کسی نے انکے دفتر اخبار کو ایک حرف
بھی میسر سمع مشتاق میں نہ پہنچایا اختویہ تیرے ہاں نام ان دو کوئے نامسا معلوم ہوا کہ وزیر ہارا انکو اخبار ضرر و آگ شکر خا
کیا اور کہا مصرعہ یار دغا دن گرد و جان میگردد م پے اسکے بعد کہا کہ لے وزیر بادشیر جلد احوال و ایشلیک او پیدا
تفصیل بیان کر کہ تو اسکے باعث میرے او حق ملک سے بہر مند ہو اور میں اس مواظظ کے سنے سے اور رعیت
اور سیاہ کے فایہ پہنچانے سے خداوند کریم کے نزدیک سعادت مند ہوں مصرعہ چہ خوش ہوو کہ برید یک کرشمہ دکا

آغاز دوستان دہلی سلیم و بیدپا بہمن کی ہے

اول ایک جملہ اصحابان کیا جاتا کہ وہ ایشلیم اور بیبا پیر میں دو قون موحدہ پرست اور عارف وقت تھے اس پر کہ
کوئی غمناک کہ جیسے سوخت کی لڑے اور پیر میں بت پرست ہوتے ہیں سو بیبا انہیں اس نامہ میں مستحقہ امرا و شاہ
زبان بندی میں را کہتے تھے اور عارف مذہب میں کا پیر میں لقب کے تھے جو بہت اعلیٰ سطح تک نگہ کیا گیا اور ان کو حالات اور

بیان سرخشان و ایمان او کا خود ظاہر ہوتا ہے وزیر انور ضمیمہ راست تہ پر نے زبان روشن بیان کو اس نے نہ فرحت افزا
 کے ساتھ مترنم کیا کہ طویان شکرستان مخموری لوبلابلان خوش حال نہر پردی سوسنا ہی کہ متعلقات سواد ہند میں
 ایک بادشاہ نہا فریدون نے ہر شہر سید لشکر جہان پر در عدالت گستر فیروز تخت ہمالیوں تخت رعیت نواز ظلم گردانہ کو اسو
 طلمٹ ظلم کو یک صفہ روزگار سے محو کر ڈالا تھا اور بساط عدل و داد کو چار سووی عالم میں بچھایا تھا اور دروازہ جود و
 احسان کا خلق خدا کے بند پر بے تکلف کھول دیا تھا چنانچہ اسکے منہ سے نکلنے والی ہوا بہت دھندلی تھی وہ نکل ہے بہت
 میں قدیرا کہ میں برگ عدالت ہی بار احسان ہے، اس بادشاہ کو سر دہشلم کہتے تھے اور دہشلم زبان ہندی
 میں بادشاہ بزرگ کو کہتے ہیں اس عصر میں پانچ تخت اسکا سوننا تھا اسی جہت سے جو کہ بادشاہ سوننا کا ہوتا ہے
 اسے آجک مینا دہشلم کہتے ہیں اور حقیقت میں بزرگی اور سباط ہر اور باطن بائی جانی ہے یعنی اسکی کنڈہ
 انگڑ نکلک پر حلقہ مانتی تھی اور سامان امارت اسکا احاطہ نیاں میں زمین آسمان ہر ذریعہ مست اور زبان اسکی سواری میں
 موجود رہتی تھی اور لشکر مردان کاری و دلیران کارزاری ہر شمار سے باہر تھا اور باہر نیمہ عظمت جبروت عدل و داد
 پروردی پر توجہ نہا کہ خود نفس نفیس ہر ایک متغیر کمال الشاد شکر مال کا کہ چنانچہ تھا اور داد و درمندان اور ستم
 رسید و کی دافنی دیکر ہر ایک کو راضی و خرسند کرنا تھا اور پیدا گردن کو شکستہ سیاست میں سپہاںک کہنیتا کلام
 ظلم کا صفہ روزگار میں کسی کی زبان پر نہ آتا تھا بقول سودا بہت خشنے کا اگر طاق سو پڑ نہا پاؤں تیرے مطلق
 ہنی صدر اسم اللہ اور اسکی صحبت خاص میں سو آئند نامی ملک شہار اور حکامی فعیلت آثار اور وزرائے علیقदार
 کے ہر تیر و کو جگہ ملتی تھی اور محفل اسکی ہمیشہ لطائف کلمات صلیحت آمین اور مکار مصفاات فوائد آگین سے
 آراستہ رہتے تھے ایک روز اہل محفل سلطان میں مذکور تھا کہ تمام مصفاات حمیدہ پر کوئی صفت کو ترجیح ہو اتفاق سب کا
 اہم ہوا کہ اسل اخلاق پسندیدہ اور شریف صفات حمیدہ جو ہر چنانچہ قلم معلوم اول یعنی اسطو کا ہو کہ حق عبودیت کی انی
 صفت پر کہ اللہ تعالیٰ کو بیشتر جود اور کریم کلمہ یاد کیا کرے کہ اس صفت عالی نے ہمیں موجودات میں سزیت کی ہے
 اور صاحب نبوت کبری صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مطلب اسکا یہ ہے کہ جو ایک وقت ہو کہ جس کے
 چین میں اوکا ہی اور آبیاری ہو کہ تر سے نشوونما پایا ہو اگرچہ دیکھ کر اسکی اللہ ربوبیت سی حدیث پاک کو یاد ہو
 معنوی فرماتے ہیں کہ اس شہادت ازم و بہشت و دای او کو کہ چندین شہادت ہے اس بات کے دریافت کرنیکے
 بعد اسلیم کی طبع سلیم پوش میں آئی ادھت تمام سرحدت ہوئی کہ اس نفس الہ کے فریب سے اللہ اس جہان
 ناپائیدار کی دل میں رکھنا اور مل کو اندر دختہ کر کے راہ خدا میں مرن کرنا اور خیروں کے واسطے چھوڑ دینا

عہ زبان اسکی
 فانی نہا شکر
 عہ جبروت
 سران اور عالم الفہ
 در وقت و صحت حال
 عہ جبروت و جبروت
 عہ جبروت و جبروت
 عہ جبروت و جبروت
 عہ جبروت و جبروت

اور خطا و عیب کا اپنے ذمہ بلایا تاکہ اپنا عقل صواب اندیشی سے بہت بعید ہو اور سیدم حکم دیا کہ دروازہ فرار کے کھولیں اور
 صلا کر گنجشک خاص عام کو دی جسید بنیہ کا نین اہل زمانہ کے سبھی خلق خدا جو حق جو حق از سوا تو انہیں جمیع عد جمع کیا اور
 ایک روز بادشاہ نے غور و فکر سے مشاغل و غلوں پر توجہ کر کے جتنا جتنے اوطحا لیا مطلق اس سے مضائقہ کیا حتیٰ کہ ایک لاکھ بیڑی زر و جواہر
 خزانہ میں باقی نہ رہا اور حاکم الامال ہو گیا سبط دیتی ہوئے خوش فرخ اپنے اپنے مسکن و ماویہ کوچا اور ہر گدا و فقیر
 و امیر ہو گیا **الفصل فی شرح بر سر کتاب سے لعل و گہر** میں فرکت خشان عدل راہ گذرہ گراہی زیر فلک نے ہاؤ فلور
 تو پوچھ خوشید فلک میں یوزرہ تمام روز و شب تسلیم کتاباں کے مانند زنجی میں مشغول رہا جبکہ سرخ زمین خلیج عازم نشانیہ
 مغرب ہوا اور زلزلہ سے سایہ پرو بال سے آفاق کو چھ لیا بادشاہ نے بعد از فراغت کار و اذکار سرسراستہ رحمت
 رکھا اور سچو نوم و عرصہ منع پرستونی ہوئے بند خیال اور روح سیارہ رویہ صادقہ منیٰ اور ک تو ای باطنی کو یوں اطلاع
 دی کہ ای بشارت ہو تجھے کہ تیری راس صواب اندیشی ملی ہوئی کہ تو نے سب خزانہ خوشنودی خالق میں صرف کیا اور
 خلق خدا کو راضی کیا خدا تجھ کو راضی ہوا اور تجھ کو راضی کر گیا سر دست یہی دم صبح پاؤ عزمیت رکاب مرکب میں سے او
 جانب شرفی راہ سلطنت توجہ کر کے گنجشک اگان خزانہ راہگان جھکو عنایت ہو اسی اور وہ ایسا خزانہ ہے کہ تمام عمر خرچ
 کر لیا تو بھی تمام ہوگا اور بعد موت کے جو کچھ کہہ لیا گیا سو دیکھ گیا بشارت ہو چکا اور سب کچھ اس خزانہ کینہ کے بعد راضی
 کی آنکھ کھلی اور بشارت سے بہت خوش ہوا اور تمام صبح شکر پروردگار عالم کو تار با اس کے بعد شرط طہارت بجا لایا اور اپنے
 زمانے کے فاعلیہ کو موافق عبادت کو تار با جبکہ شاہین زمین بالائے شانہ مغرب پران کر کے نکلو افق مشرق پر جلوہ افروز ہوا
 بموجب حکم بادشاہ کے رکابدار کتب ہمارا برفا رطبا دیکھ لیا شہر یار ہو کر جانب مشرق دار سلطنت روانہ ہو ا جبکہ حدود و آبادی
 عرصہ صحرایہ و قریہ میں پہنچا بلا شلش تعمیر خواب ہر طرف نظر جو یا سے نگراں کہ یک گاہ ہنگامہ ایک کوہ پر پڑی کہ مانند مرتع
 سلیمان و ستقامت میں بطور توکل گردید ان پابرجا و قتل ہو اور کیا دیکھتا ہے کہ زیر دامن کوہ ایک تار یک تار چادر اس
 غار پاک درویش عالی و قاری شہا ہی جبکہ بادشاہ کی نظر اس طرف آگاہ دل پر پڑی تو بت و سلام پیش آئے اس درویش نے شہر نے
 نوصلی باطن سے نقش ارادہ کا صفو سید سے مطالعہ کے زبان بنیاد کہی اور درجہ اکابر و بزرگوار کی شاہ شہان اگر چہ بظاہر
 مغل غلہ شاکل بادشاہان محبت کے نہ ہو مگر ہر روز اور غریب کا اسطفا کی کہ ہم جنب جنت ہوشیمن کا نشانہ فقیر نکاح سنت عتید ہے
 الا کوٹ سے بطور طین شہا سے سید پیر دل سے کہہ بارہ انت مرتع چہ نہ کرتے ہیں اور شاہ سید کا منات حلیہ صلو و اسلام
 یہ جو نعم کامیاب سے باب الفقیہ مناسب ہر حال کے معروضہ کا چہ شاہان و عجب گروہ اندک گروہ ایضا شہر
 نظر کردن بدرائشان ہنگامہ را میباریدہ سلیمان باہرشت نظر باہر باہر و شہر دیکھا محبت کے بارشانی ہی تشریف آوار فقیر کو خوشدل کر

اور خطا و عیب کا اپنے ذمہ بلایا تاکہ اپنا عقل صواب اندیشی سے بہت بعید ہو اور سیدم حکم دیا کہ دروازہ فرار کے کھولیں اور
 صلا کر گنجشک خاص عام کو دی جسید بنیہ کا نین اہل زمانہ کے سبھی خلق خدا جو حق جو حق از سوا تو انہیں جمیع عد جمع کیا اور
 ایک روز بادشاہ نے غور و فکر سے مشاغل و غلوں پر توجہ کر کے جتنا جتنے اوطحا لیا مطلق اس سے مضائقہ کیا حتیٰ کہ ایک لاکھ بیڑی زر و جواہر
 خزانہ میں باقی نہ رہا اور حاکم الامال ہو گیا سبط دیتی ہوئے خوش فرخ اپنے اپنے مسکن و ماویہ کوچا اور ہر گدا و فقیر
 و امیر ہو گیا **الفصل فی شرح بر سر کتاب سے لعل و گہر** میں فرکت خشان عدل راہ گذرہ گراہی زیر فلک نے ہاؤ فلور
 تو پوچھ خوشید فلک میں یوزرہ تمام روز و شب تسلیم کتاباں کے مانند زنجی میں مشغول رہا جبکہ سرخ زمین خلیج عازم نشانیہ
 مغرب ہوا اور زلزلہ سے سایہ پرو بال سے آفاق کو چھ لیا بادشاہ نے بعد از فراغت کار و اذکار سرسراستہ رحمت
 رکھا اور سچو نوم و عرصہ منع پرستونی ہوئے بند خیال اور روح سیارہ رویہ صادقہ منیٰ اور ک تو ای باطنی کو یوں اطلاع
 دی کہ ای بشارت ہو تجھے کہ تیری راس صواب اندیشی ملی ہوئی کہ تو نے سب خزانہ خوشنودی خالق میں صرف کیا اور
 خلق خدا کو راضی کیا خدا تجھ کو راضی ہوا اور تجھ کو راضی کر گیا سر دست یہی دم صبح پاؤ عزمیت رکاب مرکب میں سے او
 جانب شرفی راہ سلطنت توجہ کر کے گنجشک اگان خزانہ راہگان جھکو عنایت ہو اسی اور وہ ایسا خزانہ ہے کہ تمام عمر خرچ
 کر لیا تو بھی تمام ہوگا اور بعد موت کے جو کچھ کہہ لیا گیا سو دیکھ گیا بشارت ہو چکا اور سب کچھ اس خزانہ کینہ کے بعد راضی
 کی آنکھ کھلی اور بشارت سے بہت خوش ہوا اور تمام صبح شکر پروردگار عالم کو تار با اس کے بعد شرط طہارت بجا لایا اور اپنے
 زمانے کے فاعلیہ کو موافق عبادت کو تار با جبکہ شاہین زمین بالائے شانہ مغرب پران کر کے نکلو افق مشرق پر جلوہ افروز ہوا
 بموجب حکم بادشاہ کے رکابدار کتب ہمارا برفا رطبا دیکھ لیا شہر یار ہو کر جانب مشرق دار سلطنت روانہ ہو ا جبکہ حدود و آبادی
 عرصہ صحرایہ و قریہ میں پہنچا بلا شلش تعمیر خواب ہر طرف نظر جو یا سے نگراں کہ یک گاہ ہنگامہ ایک کوہ پر پڑی کہ مانند مرتع
 سلیمان و ستقامت میں بطور توکل گردید ان پابرجا و قتل ہو اور کیا دیکھتا ہے کہ زیر دامن کوہ ایک تار یک تار چادر اس
 غار پاک درویش عالی و قاری شہا ہی جبکہ بادشاہ کی نظر اس طرف آگاہ دل پر پڑی تو بت و سلام پیش آئے اس درویش نے شہر نے
 نوصلی باطن سے نقش ارادہ کا صفو سید سے مطالعہ کے زبان بنیاد کہی اور درجہ اکابر و بزرگوار کی شاہ شہان اگر چہ بظاہر
 مغل غلہ شاکل بادشاہان محبت کے نہ ہو مگر ہر روز اور غریب کا اسطفا کی کہ ہم جنب جنت ہوشیمن کا نشانہ فقیر نکاح سنت عتید ہے
 الا کوٹ سے بطور طین شہا سے سید پیر دل سے کہہ بارہ انت مرتع چہ نہ کرتے ہیں اور شاہ سید کا منات حلیہ صلو و اسلام
 یہ جو نعم کامیاب سے باب الفقیہ مناسب ہر حال کے معروضہ کا چہ شاہان و عجب گروہ اندک گروہ ایضا شہر
 نظر کردن بدرائشان ہنگامہ را میباریدہ سلیمان باہرشت نظر باہر باہر و شہر دیکھا محبت کے بارشانی ہی تشریف آوار فقیر کو خوشدل کر

بجایا بعد ساعت بادشاہ نے رخصت چاہی درویش نے فرمایا بیت از دست من اگر اینا بدید مہمانی چون تو بادشاہ سے
 لاکن برسم درویشان مخد مختار یک برگ سبز کہتا ہوں مصرعہ کہ قبول افتد نہ ہے عز و شرف بدو یہ کہ والد سے بھیج ایک سیرا
 بہنچی ہے اورین عبت پانہ اس کا مدت درگاہوں اس انتظار میں کہ جو ہزار اور اسکا ہوا کر دین اورین لغز خاطر باقی
 انفس عبادت خالق میں بسر کردن سودہ یہ کہ اس غار کے گنج میں ایک گنج ہے کہ نہ سرخ اور جو لہر لہن ہیکل اور حد شمار کے
 ہلہر جو اور میرا بیٹہ اس عکس و فائدہ کے واسطے تھا ایک تو یہ کہ باعث سہارۃ قناعت تھا کہ القناعۃ کتر لایفید اور دوسرے میں
 توکل اس کے وسیلے سے ہاتھ آتا تھا بموجب بیت کسے کہ رو توکل نہیں چید نہ بد کہے کہ گنج قناعت نیافت پہنچ نیافت
 اب تو اس مصرع کے موافق عمل فرما مولف غیب سے جوئے سوئے عیب ہے بادشاہ نے قبول کیا اور حکم دیا کہ جلد اس
 غار کو کہو دین جبکہ کہو نہ والوں کے کہو نہ شروع کیا بعد ساعت کے خزانہ کے خانہ تک پہنچو جسکو کہ قفل خانیکہ کے کانور لوچیتے
 کیا ہیں کہ ایک شاہی ہو کہ محاسب کی عقل جسکے ہزار میں عاجز ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ اس سب کو ہٹا کے خزانہ بادشاہی
 میں داخل کین حکم کی دیر تہی کہ ہزاروں آدمی اور بار بارہ از موجود جو اور اس سب کو ایک مکان علیحدہ میں لیجائے کہ کہا اس کے بعد
 بادشاہ تشریف لایا اور فرمایا کہ قفل ہر صندوق کا کہو ملین جبکہ قفل اٹھے وہاں بادشاہ ایک چہرہ زار دیا یا ب کو پکارتا تھا
 اور توجہ کرتا تھا اور زبان سکریان کہتا تھا کہ میں ذرہ بیقہ اگر کس مقدار کی لیاقت رکھتا تھا کہ وہ وہاں اور جو
 جسے چاہے سو عطا کرے اس کے کرم کے نزدیک یہی بے حقیقت ہے اسی طرح سے ملاحظہ کرتا تھا اور حمد و ثناء رب قدیر میں غل
 تھا کہ ناگاہ صندوق کلان میں ایک رچ زنگار صرصر کار نکلا کہ تمام اطراف اس کے بند ہائے بولاد سے مستحکم تھے اور قفل
 روی ہزار ضربوطی اس پر لکھا تھا کہ دروازہ کسی کلید کا اسپر کر نہ تو تا تھا اور عقدہ اس کا کسی کاغذ تہیہ سے لکھا تھا بادشاہ نے
 ولین کہا کہ کیا یاسمین وہ جو امیرین کہ ساز خزانہ اس کے آگے ہر مقدار ہے آہنگ ان حکمت و دست کو ہلا کہ اسے اس تہیہ سے
 کہو لو کہ خوشی ہیں و دیت کہی ہے اسے گزند پہنچے القصہ جب کہ وہ درج کہولا اس میں ایک صندوق و قحماند برج
 آسمان کے ستار ہاؤ جو اس میں ہوا نکلا اور اس صندوق میں ایک ہاتھ نہایت صفا میں مانند ہاتھ کے بجلی تھا شاہ اسے
 پہنے ہاتھ میں لیکر کہولا دیکھا کہ ایک پرچہ حریر ہے کہ چند سطریں اس پر خط سرلانی سے لکھیں ہیں و ابشلم و دیگر متعجب ہوا
 کہ یہ کہ کیا چیز ہے بعضوں نے کہا کہ نام و نشان اور حلیہ وادبیت اس خزانہ کی کہی ہے اور بعضوں نے تجویز کیا کہ بطور طعنه یا
 عمل کہے کہ حفاظت گنج کی واسطے لکھا گیا ہو جبکہ لکھو اباب صحبت کی اس باب میں زیادہ حد گذری شاہ نے بھی جب تک کہ
 یہ پڑھا یا نہ گاتر دو خاطر نفع ہو گا حاضران محفل میں اس خط کے پڑھنے کی مہارت کوئی نہ کرتا تھا مگر ایک حکیم از ان
 کہ مجمع فنون میں دستاورد رکھتا تھا اسکان سلطنت اس حکیم کو بدست صحبت بادشاہ میں لایا بادشاہ خطر نظر کریم بجایا

نہ ظہر
 غار کو کہو
 دین جبکہ کہو نہ
 والوں کے کہو نہ
 شروع کیا بعد
 ساعت کے خزانہ
 کے خانہ تک
 پہنچو جسکو کہ
 قفل خانیکہ کے
 کانور لوچیتے
 کیا ہیں کہ ایک
 شاہی ہو کہ
 محاسب کی عقل
 جسکے ہزار میں
 عاجز ہے
 بادشاہ نے حکم
 دیا کہ اس سب
 کو ہٹا کے
 خزانہ بادشاہی
 میں داخل کین
 حکم کی دیر تہی
 کہ ہزاروں آدمی
 اور بار بارہ
 از موجود جو
 اور اس سب کو
 ایک مکان
 علیحدہ میں
 لیجائے کہ
 کہا اس کے
 بعد بادشاہ
 تشریف لایا
 اور فرمایا کہ
 قفل ہر صندوق
 کا کہو ملین
 جبکہ قفل اٹھے
 وہاں بادشاہ
 ایک چہرہ زار
 دیا یا ب کو
 پکارتا تھا
 اور توجہ کرتا
 تھا اور زبان
 سکریان کہتا
 تھا کہ میں
 ذرہ بیقہ اگر
 کس مقدار کی
 لیاقت رکھتا
 تھا کہ وہ وہاں
 اور جو جسے
 چاہے سو عطا
 کرے اس کے
 کرم کے نزدیک
 یہی بے حقیقت
 ہے اسی طرح
 سے ملاحظہ
 کرتا تھا اور
 حمد و ثناء
 رب قدیر میں
 غل تھا کہ
 ناگاہ صندوق
 کلان میں ایک
 رچ زنگار
 صرصر کار
 نکلا کہ تمام
 اطراف اس کے
 بند ہائے
 بولاد سے
 مستحکم تھے
 اور قفل
 روی ہزار
 ضربوطی اس
 پر لکھا تھا
 کہ دروازہ
 کسی کلید کا
 اسپر کر نہ
 تو تا تھا اور
 عقدہ اس کا
 کسی کاغذ
 تہیہ سے
 لکھا تھا
 بادشاہ نے
 ولین کہا
 کہ کیا
 یاسمین وہ
 جو امیرین
 کہ ساز
 خزانہ اس کے
 آگے ہر
 مقدار ہے
 آہنگ ان
 حکمت و دست
 کو ہلا کہ
 اسے اس
 تہیہ سے
 کہو لو کہ
 خوشی ہیں
 و دیت کہی
 ہے اسے
 گزند
 پہنچے
 القصہ
 جب کہ وہ
 درج کہولا
 اس میں
 ایک
 صندوق
 و قحماند
 برج
 آسمان کے
 ستار ہاؤ
 جو اس میں
 ہوا نکلا
 اور اس
 صندوق
 میں ایک
 ہاتھ نہایت
 صفا میں
 مانند ہاتھ
 کے بجلی
 تھا شاہ
 اسے پہنے
 ہاتھ میں
 لیکر کہولا
 دیکھا کہ
 ایک پرچہ
 حریر ہے
 کہ چند
 سطریں اس
 پر خط
 سرلانی سے
 لکھیں ہیں
 و ابشلم
 و دیگر
 متعجب ہوا
 کہ یہ کہ
 کیا چیز
 ہے بعضوں
 نے کہا کہ
 نام و
 نشان اور
 حلیہ وادبیت
 اس خزانہ
 کی کہی ہے
 اور بعضوں
 نے تجویز
 کیا کہ
 بطور
 طعنه یا
 عمل کہے
 کہ حفاظت
 گنج کی
 واسطے
 لکھا گیا
 ہو جبکہ
 لکھو اباب
 صحبت کی
 اس باب میں
 زیادہ حد
 گذری شاہ
 نے بھی جب
 تک کہ
 یہ پڑھا
 یا نہ
 گاتر دو
 خاطر
 نفع ہو گا
 حاضران
 محفل میں
 اس خط کے
 پڑھنے کی
 مہارت
 کوئی نہ
 کرتا تھا
 مگر ایک
 حکیم از ان
 کہ مجمع
 فنون میں
 دستاورد
 رکھتا تھا
 اسکان
 سلطنت اس
 حکیم کو
 بدست
 صحبت
 بادشاہ
 میں لایا
 بادشاہ
 خطر
 نظر کریم
 بجایا

اور فرمایا کہ کچھ تکلیف دینے کا سبب یہ ہے کہ اس راہ مخفی ہو گا یہی مجھے یعنی مطلب ان سطروں کا کہ تمام واقعات و مشتاق اسکے
 میں بتفصیل فرمایا ہے حکیم اس خط کو پڑھا اور بعد غور و تأمل فرمایا کہ اس مکتوب میں فوائد و نیامین اور یہ ہے کہ حقیقت میں
 اس خط کا اصل ہر قومیت جسکی پلہ ارض و سماں تل نہیں سکتی ہر القصد مطلب اس سطروں کا حرف و قافیہ ہے کہ میں بادشاہ و
 ہونے ہو شنگ بن سیامک بن کیو مرث بن سام بن نوح علیہ السلام اور اس گنج کو میں امانت رکھتا ہوں کہ عظیم بادشاہ
 سوتا کیو اسطہ لقب اس کا دار الشلم ہو گا اور اس از غیب سے سوا الدجل علی کسی کو خبر نہی کر مجھے از رو الہام اتنا معلوم ہو گا کہ خزانہ
 اسکے نصیب میں ہے یہ کہ کتبہ لکھ کر خزانہ ایک صندوق میں رکھا ہو کہ جیسا اس خزانہ کو وہ پکا اور یہ خبر بہرہ ہائے اسے شرح دیتا
 کر کے دستور العمل اپنا فرمائے تا سعادت دارین حاصل ہو اور اتنا سمجھ کر زوال دنیا سے دل لگانا کام عقلا کا نہیں ہے
 کہ ہم ہر حائی دست بدست پہرتی ہوا و ماننا تجسبہ کے ایک کی پابند نہیں ہستی و نظم دنیا ایک ال بیسوا ہے بے مہر و وفا
 و بیجا ہے ہر مرد و کن کو پہننے سے رہنمائی دنیا کی بندگی دین کی دشمنی بہرستی نہیں ایک جاہل کہ بہرستی ہو رنگ نزد گھر
 اور اتنا سمجھ کر دستور العمل سلطنت کا ہو کہ بادشاہ ہونکو اس سے گریز نہیں ہوا و جو بادشاہ اس وصیت پر طے کا بخت و
 دولت اسکے یا رہونے اور جو بادشاہ کہ ان جو وہ قاعدہ کے خلاف کام کرے سلطنت اسکے کبھی جو وہ بکری اور کان
 ہمیشہ تزلزل میں رہیں گے اور اساس سلطنت بے استحکام و مستحکم نہیں و وصیت پہلی ہے کہ بادشاہ
 جسکو سوزنی بخشی اور عزت افزائی اسکی کہ پہرے کسی دشمن کے کہنے سے یا کوئی خطا اس سے صادر ہو تو بیکار یا یہ
 عزت ملے اور تزلزل اور تو میں اسکی پسند فرمائے و جب یہ ہے کہ اہل زمانہ جسکو کہ عزیز کردہ سلطان دیکھتے ہیں یہ سلام
 حسد پڑا ہے کہ خواہاں اسکے زوال دولت کے ہوتے ہیں اور مقدار اپنے اپنے حسد کے فیہ خواہی کے ہوتے ہیں
 دور دور سے مضمون چچا تراشکے لاتے ہیں کہ اگر کسی پہلو سے ہی عرض انکی مقبول ہو جائے تو مطلب ہر
 کہ وہ کلام آخر کار ہستی اس عزیز کے تخریب ہوتا ہے اسلئے بادشاہ بیدار مغز کو چاہیے کہ انکے ابتدائے کلام
 سے انتہائے مطلب کو پہنچے جواب دندان شکن ایسے ہر دے میں دے کہ حوصلہ تمام بد انجام کا پست ہو جائے
 و وصیت دوسری یہ ہے کہ سامی اور چغل کو اپنی محل میں بار نہ دے کہ یہہ فتنہ انگیز اور جنگ ہوتے ہیں
 اور نہایت انکی کم از سلطان نہیں ہے بلکہ جب یہہ صفت اس میں مقین مشاہدہ کرے تو کسی جگہ اسلش فسلو
 آب شمشیر سے چچا تا وہ فسلو اس کا عصہ جہاں کو گہریرے پیت لٹے کہ سوخت ازان : جز بکشتن علاج نتوان کر
 و وصیت تیسری یہ ہے کہ اپنے امرا و اسکان دولت کے ساتھ طریق مروت و سلوک جاری ہو اور اتفاق مصاحبان بکیر
 و مشیران عالی منزل کا ہر کامی کو سرانجام دیتا ہے لولہ بیت ضعیف ملک کی ہر بار اتفاق کو : بڑا ہوئی ہو یا ست نفاق ہے

و وصیت چہارم یہ ہے کہ اپنے امرا و اسکان دولت کے ساتھ طریق مروت و سلوک جاری ہو اور اتفاق مصاحبان بکیر
 و مشیران عالی منزل کا ہر کامی کو سرانجام دیتا ہے لولہ بیت ضعیف ملک کی ہر بار اتفاق کو : بڑا ہوئی ہو یا ست نفاق ہے

وصیت چوتھی یہ ہے کہ مہاراجہ اور چالیسویں پرنس کے مقرر ہوئے ہیں جن میں سے ایک اور نصیر کرے اہماداد پرنس لائے کہ ان میں سے کسی
 دوست نہیں ہوتا ہے **بدیت** ہو جو دشمن دوست رہو اور اسے لازم احترام بہ اہم صبیان ہوتی ہے جو کچھ حق میں جائز گذر
 دشمنی سے خواہش مل جبکہ کئی نہیں ہ دوستی کرتے ہیں آخر شکے یا رنوا دہ موافق اسکے فنی کشمیری کہتا ہے **تو**
 ہائے دشمن تکید کر دن الہی ست بہ پاسے ہوس کل ازا با اگندہ دیوار **وصیت پانچویں** یہ ہے کہ گورہ را دہ آئے
 اسے کمال ہی فطرت کی کبر تھا اور او فطرت کی ضابطہ نکرے والا بہر تدارک اسکا نہوسلیگا اور جو دشمنی کیچہ ہاتھ نہ
 آئے گا **وصیت چھٹی** یہ ہے کہ کسی کام میں مجتہد نہ کر بلکہ تامل اور تامل کو عادت کرے کہ مضار
 تعمیل کے بسیار اور مبالغہ جبر سکون کے شمار ہیں **بدیت** نہ کسی امر میں تعمیل کرتی ہے خواہ کام کو تعمیل بہ کام ہو مگر بحال
 جلتی ہے قطع ہو نہ پھر نہ است **وصیت ساتویں** یہ ہے کہ عثمان تاریر اور تنقاس کو ہاتھ سے نہ چھوڑی
 اور کسی شکل میں دست و پا نہ ہو یعنی اگر گروہ دشمنوں کا اس کے شر اور ہلاکت پر غرض ہو جائے تو لازم بہت و تدبیر یہ ہے
 کہ ہوشیاری نہ ہو جائے اور نہیں دشمنوں میں سے ایک شخص کے ساتھ راہ و رسم پیدا کر کے صورت اپنی نجات کی نکلے کہ حدیث
 شریف میں آیا ہے **الحرب خدائے کو کی بناے** فریختیہ کرے کہ وہ ڈالے کہ عاقبت کہہا ہر **بدیت** ازدام کر ختم جمیل
 توان گزیت **قد یطیع الخدیک لکما یقل بالحدید** **وصیت آٹھویں** یہ ہے کہ اہل حق اور دست
 پختہ ہر اور ان کی چرب زبانی پر غافل نہ ہو جائے کہ جب نہال کینہ زمین سینہ میں اہل مسکے نشو و نما بیگا پھر سوا مر و آزار کے
 کیجہ پہل نہ لایگا **بدیت** کینہ بہر سینہ کہ نہاد وخت بہ دل شوش از پے آزار سخت **وصیت نویں** یہ ہے کہ غفلت
 شمار پنا کرے کہ ملازموں اور رفیقوں اور غریبوں کو نہ ہڑے قصور پر شکوہ عتاب سخت میں کہیں اور نہ در گذر کرے اور غافل ہوا
 نادیدہ و ناشیندہ کو ڈالے و رسی طرح بادشاہان بعضی ذوی الاسترام پر نفاذ اور غر پر رحمت کی نظر اور خطاؤں سے درگند
 کرتے رہی ہیں **تقول نسخ** آگاہ قدیم ہے ہر سب خلق خدا بہ چوٹوں کی خطا ہی اور بزرگوں سے عطا ہوسکتا ہے
 کیا شفقت ہو بہت است او سکوار کہ ہو کہ وہی خطا **وصیت دسویں** یہ ہے کہ کسی کے دے آزار نہ ہو کہ اگر آہستہ
 سستہ **شکایہ** جہاں کی بدی ہے مانند اسکے ناچھوٹی لاحق ہو بلکہ بالان حسان کو ہر خلق خدا کے حق الوصر پر سناوا
 تاکہ تیر و غم مرد میں ان **حسنکم و احسنکم لا تفیکم** لکھا ہے تنا شکستہ ہوں قطعہ نیک اگر کسی سچا تو تیری کند باز بہ
 و ربکئی سبائے تو از بدتر کنند بہ ام و نہ ہستی از بد و از نیک بیخبر بہ روئے بود کہ از بد و نیک خبر کنند **وصیت گیارہویں**
 یہ ہے کہ ہر کمال اس کام کا لائق اپنی وضع کے ہوہر گز نگر بہت شخص میں کسی طریق اور وضع بہر گز خیر و ک طریق پر چلتے ہیں اور وہ طریق
 کسی حکام کو نہیں چاہا اور نہ کام رہی جا بہرین تعلیل جرات سے کہ ہر اپنی کئی جلا بہرین کی **وصیت بارہویں** یہ کہ اپنا حال علم و نشان سے

مہاراجہ اور چالیسویں پرنس کے مقرر ہوئے ہیں جن میں سے ایک اور نصیر کرے اہماداد پرنس لائے کہ ان میں سے کسی
 دوست نہیں ہوتا ہے بدیت ہو جو دشمن دوست رہو اور اسے لازم احترام بہ اہم صبیان ہوتی ہے جو کچھ حق میں جائز گذر
 دشمنی سے خواہش مل جبکہ کئی نہیں ہ دوستی کرتے ہیں آخر شکے یا رنوا دہ موافق اسکے فنی کشمیری کہتا ہے تو
 ہائے دشمن تکید کر دن الہی ست بہ پاسے ہوس کل ازا با اگندہ دیوار وصیت پانچویں یہ ہے کہ گورہ را دہ آئے
 اسے کمال ہی فطرت کی کبر تھا اور او فطرت کی ضابطہ نکرے والا بہر تدارک اسکا نہوسلیگا اور جو دشمنی کیچہ ہاتھ نہ
 آئے گا وصیت چھٹی یہ ہے کہ کسی کام میں مجتہد نہ کر بلکہ تامل اور تامل کو عادت کرے کہ مضار
 تعمیل کے بسیار اور مبالغہ جبر سکون کے شمار ہیں بدیت نہ کسی امر میں تعمیل کرتی ہے خواہ کام کو تعمیل بہ کام ہو مگر بحال
 جلتی ہے قطع ہو نہ پھر نہ است وصیت ساتویں یہ ہے کہ عثمان تاریر اور تنقاس کو ہاتھ سے نہ چھوڑی
 اور کسی شکل میں دست و پا نہ ہو یعنی اگر گروہ دشمنوں کا اس کے شر اور ہلاکت پر غرض ہو جائے تو لازم بہت و تدبیر یہ ہے
 کہ ہوشیاری نہ ہو جائے اور نہیں دشمنوں میں سے ایک شخص کے ساتھ راہ و رسم پیدا کر کے صورت اپنی نجات کی نکلے کہ حدیث
 شریف میں آیا ہے الحرب خدائے کو کی بناے فریختیہ کرے کہ وہ ڈالے کہ عاقبت کہہا ہر بدیت ازدام کر ختم جمیل
 توان گزیت قد یطیع الخدیک لکما یقل بالحدید وصیت آٹھویں یہ ہے کہ اہل حق اور دست
 پختہ ہر اور ان کی چرب زبانی پر غافل نہ ہو جائے کہ جب نہال کینہ زمین سینہ میں اہل مسکے نشو و نما بیگا پھر سوا مر و آزار کے
 کیجہ پہل نہ لایگا بدیت کینہ بہر سینہ کہ نہاد وخت بہ دل شوش از پے آزار سخت وصیت نویں یہ ہے کہ غفلت
 شمار پنا کرے کہ ملازموں اور رفیقوں اور غریبوں کو نہ ہڑے قصور پر شکوہ عتاب سخت میں کہیں اور نہ در گذر کرے اور غافل ہوا
 نادیدہ و ناشیندہ کو ڈالے و رسی طرح بادشاہان بعضی ذوی الاسترام پر نفاذ اور غر پر رحمت کی نظر اور خطاؤں سے درگند
 کرتے رہی ہیں تقول نسخ آگاہ قدیم ہے ہر سب خلق خدا بہ چوٹوں کی خطا ہی اور بزرگوں سے عطا ہوسکتا ہے
 کیا شفقت ہو بہت است او سکوار کہ ہو کہ وہی خطا وصیت دسویں یہ ہے کہ کسی کے دے آزار نہ ہو کہ اگر آہستہ
 سستہ شکایہ جہاں کی بدی ہے مانند اسکے ناچھوٹی لاحق ہو بلکہ بالان حسان کو ہر خلق خدا کے حق الوصر پر سناوا
 تاکہ تیر و غم مرد میں ان حسنکم و احسنکم لا تفیکم لکھا ہے تنا شکستہ ہوں قطعہ نیک اگر کسی سچا تو تیری کند باز بہ
 و ربکئی سبائے تو از بدتر کنند بہ ام و نہ ہستی از بد و از نیک بیخبر بہ روئے بود کہ از بد و نیک خبر کنند وصیت گیارہویں
 یہ ہے کہ ہر کمال اس کام کا لائق اپنی وضع کے ہوہر گز نگر بہت شخص میں کسی طریق اور وضع بہر گز خیر و ک طریق پر چلتے ہیں اور وہ طریق
 کسی حکام کو نہیں چاہا اور نہ کام رہی جا بہرین تعلیل جرات سے کہ ہر اپنی کئی جلا بہرین کی وصیت بارہویں یہ کہ اپنا حال علم و نشان سے

ارہتہ کرے کہ علم نہایت مریض ہوا دیکھتے ہی کاوا دیکھتے کان یکنون کیا حدیث صحیح ہر بدیت جانتے ہیں جہاں میر علم تیج تہر
 سے ہے بزل تیج علم بہ وصیت تیر جوین یہ ہے کہ بادشاہ کو چاہیے کہ ملازم امین و مستور کہ رکھو اور شخص
 خاں اور غدار سے اجتناب کرے جبکہ مجاہد رتبہ سلطنت صفت امانت سے موصوف ہوگو اور عایا اور دیار یا برکت و آسانی
 زندگی بسر کرے اور اگر عیاد بائٹ جہرہ حال اوکا رنگ خیانت سیاہ ہوگا اور بادشاہ کے نزدیک ناکامی بات درجہ
 اعتبار کو چھٹی ہوگی تو یقینی اپنی جبلت کے موافق حق یگیا ہوگا تلف کر کے اوکو معرض تلف میں ڈالیں گے اور یہ مقرر ہے
 کہ رستم رسید وکی تاثیرہ منی فیضہ بدبار گاہ کہ پائی سے بادشاہ کے واسطے مرتب ہوگا ناسخ جاہی ہوں الہکاشہ میں بدست
 حشت میں کہیں پاس میں بہ بادشاہ ملک تا آباد ہوہو ہوا خدا رانی حیت شاد ہوہو اور اگر ہو جائیں غاں الہکار بہ ملک ہو
 ویران رحیت خوار و تہر بہ وصیت چو دہوین یہ ہو کہ محنت روزگار اور انقلاب چرخ و سچا ہو کہ خبر طلال اوکو دہن بہت پر
 یہ سب کے واسطے کہ مدعا قل یہ پستہ پستہ بلکہ ہونا ہی بیچے فکر باغی غریبی اور اندیشہ دور و مداز میں مبتلا نہتہا ہوا کی روشنی
 طبع اوکے واسطے خود بلا بخانی ہے تو شخص فل حست سے روزگار بسر کرنا ہے جو کسی طرح کی فکر اوکے دہن بہا نہیں باقی ہو
 بموجب بدیت دیوانہ باش تاغ نو دیکر ان خورد بہ آنز کہ عقل شش نمہ روزگار شیش بہ اور دوسرے ملازم مزاج ملک خلد پرورد ہے کہ
 بل کمال اور صاحب ہر کو ہمیشہ شکار تہا ہوا اور بے ہودا و نہی مغرور کو تو کرتی کہ نہیں نیاز روز سرگرم اور میرے اسیر نہا ہے
 بدیت اسپا نازی شدہ مجروح بہر پرالان ہوا طوق ندین ہمہ درگون خرمی نیم ہا پس یقین حمان کہ بے اطاف
 لطف ازل اور غیر عنایت فیض لم نزل کہ تیر سعادت ہدن مراد پر نہیں بیہتا ہے افضل نہر بے عانت قضا و قدر
 کچھ کام نہیں آتا ہے سچ ہر کہ دولت الکتاب علم نہر سے نہیں ہے بلکہ وابستہ احکام قضا و قدر ہے بدیت دولت نہ
 بالکتاب علم نہرست ہا وابستہ حکام قضا و قدرست ہا اور وافی اسکل نے لکھا ہر باغی باطلی ہر کب علم نہرست دولت
 حق ہے قضا و قدر سے دولت ہا جو علم نہر کہتے ہیں وہ میں کہم بہ ہا یوں ہر دل حق و حق سے دولت بہ اور یہ چوہ و چشیں کہ
 بیان ہو کہین ہر وصیت کیلئے حکایت معتبر اور دستاں بہتر مقرر ہے اگر بادشاہ چاہے کہ اوکی تفسیر بہر اطلاع با تو جہاں کہ
 سراندر یک قدیم گاہ سیدنا ابوالشرف حضرت آدم علیہ السلام کا ہے نوح فرما کہ بہر مقدمہ اس جگہ تفصیل لکھ جائے اور گل مطلوب
 کلی اوس منہ جنت نظیر میں شگفتگی لائے واللہ مؤیدک لوصول المطلب المحصول المقصود ہا جیکہ حکم و انا دل نے بہر
 تفصیل کا میں راہ نہر آرا کے پہنائی و اشہم نے غوازش خسروانہ او تو سر فرزا یا اور مجیدہ سرا با حکمت کو تعلیم تمام چو کہ تیر
 بازوے شہر یاری کیا اور فرمایا کہ گنج جو خوب میں جگان نشان اور اشارت ہی تھی وہ بھی گویا ہر دیکھ دیکھ و دینار
 اوکے لکھ متاع دنیا اسقدر حاصل ہو کہ زیادہ اس اختیار نہیں ہے او حقیقت اس مختصر یافتہ کی نایافتہ سے بدتر

یہ سب کے واسطے کہ مدعا قل یہ پستہ پستہ بلکہ ہونا ہی بیچے فکر باغی غریبی اور اندیشہ دور و مداز میں مبتلا نہتہا ہوا کی روشنی
 طبع اوکے واسطے خود بلا بخانی ہے تو شخص فل حست سے روزگار بسر کرنا ہے جو کسی طرح کی فکر اوکے دہن بہا نہیں باقی ہو
 بموجب بدیت دیوانہ باش تاغ نو دیکر ان خورد بہ آنز کہ عقل شش نمہ روزگار شیش بہ اور دوسرے ملازم مزاج ملک خلد پرورد ہے کہ
 بل کمال اور صاحب ہر کو ہمیشہ شکار تہا ہوا اور بے ہودا و نہی مغرور کو تو کرتی کہ نہیں نیاز روز سرگرم اور میرے اسیر نہا ہے
 بدیت اسپا نازی شدہ مجروح بہر پرالان ہوا طوق ندین ہمہ درگون خرمی نیم ہا پس یقین حمان کہ بے اطاف
 لطف ازل اور غیر عنایت فیض لم نزل کہ تیر سعادت ہدن مراد پر نہیں بیہتا ہے افضل نہر بے عانت قضا و قدر
 کچھ کام نہیں آتا ہے سچ ہر کہ دولت الکتاب علم نہر سے نہیں ہے بلکہ وابستہ احکام قضا و قدر ہے بدیت دولت نہ
 بالکتاب علم نہرست ہا وابستہ حکام قضا و قدرست ہا اور وافی اسکل نے لکھا ہر باغی باطلی ہر کب علم نہرست دولت
 حق ہے قضا و قدر سے دولت ہا جو علم نہر کہتے ہیں وہ میں کہم بہ ہا یوں ہر دل حق و حق سے دولت بہ اور یہ چوہ و چشیں کہ
 بیان ہو کہین ہر وصیت کیلئے حکایت معتبر اور دستاں بہتر مقرر ہے اگر بادشاہ چاہے کہ اوکی تفسیر بہر اطلاع با تو جہاں کہ
 سراندر یک قدیم گاہ سیدنا ابوالشرف حضرت آدم علیہ السلام کا ہے نوح فرما کہ بہر مقدمہ اس جگہ تفصیل لکھ جائے اور گل مطلوب
 کلی اوس منہ جنت نظیر میں شگفتگی لائے واللہ مؤیدک لوصول المطلب المحصول المقصود ہا جیکہ حکم و انا دل نے بہر
 تفصیل کا میں راہ نہر آرا کے پہنائی و اشہم نے غوازش خسروانہ او تو سر فرزا یا اور مجیدہ سرا با حکمت کو تعلیم تمام چو کہ تیر

تہا اور نام دوسرے کا فائدہ خاتم و بحر اتفاق یکدیگر لغات موزون و مایہ الہی میں تزلزل سازی کرتے تھے اور کبھی الحان صبح
 افزا میں مضامین گوناگون و خوش آوازی کرتے تھے فلک تفرق انداز ان دویا را درست کردار کے موافقت پر جس کی
 اوچھ سحر سازان و دوہوم و دو مساز پر فنون دم کیا بقول سودا بیت پینچے ہو پینچے جرج مال کے سنگ تفرقہ
 بیسے کے ایک دم کہیں کچھ حکام دہ بازندہ کو یکایک آروی سفر ملین پیدا ہوئی تو ازندہ کہہا کہ ہم کہہا کہ اسل شیا
 راہا کرین اور محبوبوں کی مانند ایک ہی کاٹنے میں عمر عزیز کو بسر کرین اب دل چاہتا ہے کہ چندے سیر اطراف چلے
 دل خوش کرین اور لذت سرور گم زمانہ سے دل و گوش و چشم کو آشنا بنائیں بموجب فرمان عظیم الشان قل سیر وانی الابرار
 کے کار بند ہوں کہ سفر میں عجائب بسیار دیکھتے ہیں آتے ہیں اور فائدے بیشمار حاصل ہوتے ہیں بزرگوں کو ملے گا
 السفر و سیارہ الظفر اور تلوار جب تک میان سے باہر نہیں آتی ہے معرکہ میدان میں سرخرو و فی نہیں حاصل
 کرتی ہے اور قلم جب تک کہ راہ رقم میں سر کو قدم بنا کر سیر نہیں کرتا ہے نقش عبارت زیبا صفحہ وجود پر
 ظہور نہیں پکڑتا ہے آسمان نے کہ ہمیشہ سفر اختیار کیا ہے اس سبب سے بالاتر اور زمین با سارا ہنگو ناگون
 ہے اور زمین کہ ہمیشہ پابن بسکون ہے اسلے پائل عالم اور زبون ہے بیت جرم خاک بگردن نگاہ باید کرد کہ زمین
 کجا سست آرام و آن کجا سفر و سفر میں مرست و استناد چاہے سفر خزانہ ماست و استاد ہنر و ذرت حرکت
 شد زجا بجائے نہ رنج ازہ کشید و نہ جفا تیرہ نوازندہ کھالے یار ہوم تو نے مشقت سفر کی نہیں کہنچی و اور لذت
 غربت نہیں دیکھی اور یہ نکتہ التوفیق کہ تیرے گوش جان تک نہیں پہنچا ہے اور لا درگم الفرقہ حقہ تیری گلشن
 و ملین و زان نہیں ہوئی ہے سفر و درخت کہ سو کثر فراق اور سیدہ نہیں لانا ہے اور غربت دہا ہے کہ سو کا بلان
 مذلت کا مای کی اور نظرو نہیں برساتا ہے بازندہ نے کہا اگرچہ رنج غربت بلکا جان فرسلبے لاکن تفرج بلدان اور شلہ
 غائب جہان سطح کا رخ افزا ہے اور حیل طبیعت تکلیف سفر و آشا ہو جاتی ہے تو بہر کسی تکلیف مستالم نہیں ہوتی بلکہ ملاحظہ
 دیہات و ولایات اور ہذا و گزرا سے تفرج حاصل ہوتی ہے تو ازندہ کہہا کہ ای فریق تفرج اطراف عالم اور تماشای ریاض ارم یاران اہم او
 دوستان محرم ساتھ خوش آتا ہے بیت دہ ہم نہیں جو کرین سیر وستان تہا بہ بہشت ہو تو نہ منہ کچھ باغبان تہا بہ ادرجا
 دل کہ تشر فراق یار و ہمار شستہ ہو اسی سیر و فہر و ریاض پہلا کیو نکہ سرور اور خندان کر سبکی القصہ بعد و وقوع بسیار
 ان دویا را مساز نے قطع کلام کیا اور ایک دوسرے کو باہر حسرت و یاس وداع کیا اور بازندہ نے بجانب جواب دانی اور
 فوازندہ نے جو کلمہ گریان اور باطل بر بیان نصحت کی کہ مراجعت کی اور غم جدائی اور تنہائی پر کلمہ احوال میں بیسے گوار نام
 تمام روز و شب رفتار اور پیشہ مشرعت کا نگرار کرتا تھا اتنا غم ہے میرا دل کیوں نہوں کہ گویا بہرے

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

پر مجھے لائی چاکر کو تو کا دل اندر سیال کش رسید کہ تیرے پیچھے لگا اور جوت کہ اعضا عمری من ہی دھستہ عاقبت رہی لولہ
ہمیت ہوا شہبازی دہشت سحر طالع نیر کو تو کا ہوا پرواز سے معذور پر نہیں کو تو کا جہ قصہ شاہین بلند پرواز کو تو سر کینا کے
پہلے ہی حلیہ میں لگیا باز نہ دے جیکہ پکڑ کر ڈھار چنگل ملا دیکھا دھین کہ کلا لڑکی با پروردگار اس بکاسجات بخیر تو تمام عمر
خیال سفر کو دھین جگہ نہ دھنگا بلکہ بقیتہ العز کو نشہ کا شے سے یادوں نہ باہر نکالو گا اس عرصے میں شاہین جاتا تھا کہ
کہانا کا شروع کر دیا اور غیبی سے ایک عقاب بھی چنگال پیدا ہوا کہ شاہین اوکا تیز رفتاری کے لگے گس کر گئی تھیں
تھا اتفاقاً نظر اسکی شاہین کو تو تیرے پڑی پسین کیتھ ہی حملہ آور ہوا ہر چند شاہین کو عقاب سے قوت مقابلے کی نہ تھی لاکن
عزق حیت شاہین کی ہی خوش بینی عقاب نے شاہین میں محاذ شروع ہوا ہمیت شروع بارخ جنگ دیکھتا ہوا یوں جیل
دوسیدہ بخت بد باز نہ دے فرصت پاکے ایک سورخ میں کر بختک ہزار شکل سے اوسیں گنجائشیں سے کچے پھان کیا اور
خوف جاکن پھان تک غرور بار یک نگہ کیا اوس سورخ تنگ تاریک میں آیا اور تمام غصہ روزی پھر کے چوسر کیک کیک کو تو
بال صبح نے شاید سپہر پران شروع کیا اور ذراع شبہ بی نام غصہ صفت نظر سے غائب ہو گیا باز نہ ہوا جو دھڑ دھڑلی و
سیاحتی کے ذرا اور بکرت تمام پر وبال مران شروع کیا ترسان و ہراسان لوہیں پیشین ہزار بگوش نظر کرکان اور اٹھا تھا آگاہ
ایک جگہ کہ کلا ایک کو تو ہر کو دانہ چندا اسکے آگے پڑی میں اور میٹھا ہوا باز نہ دے یہاں کہ ہو کا اور بیاسا کی دھکا تھا پناہ
سجھکر بھڑک کر بیان اسکے پاس جا بیٹھا ہوا ایک نہ کھانا تھا کہ باؤں چھانستہ بند و دم کیا ہمیت دام شیطانت دیا و
لذت بھائی نفس مزمل لخص دانہ زود و دم انگندہ اور ضالکے شمع نایع ہوتی ہیں مینہ سے مز وانا چھس گیا دھکی دھکی
جس طرح عاشق ہیں عشق فجا لہین باز نہ دے اوس کو تو سر میر دھین شکایت غانک کہ اری مر تو چھس تو اور پھر بسبب حبسیت کے
کیوں اس حال تو نے مجھ کو گاہ دیکھا اور شہر طرہ موت کو کیوں ترک کیا اگر شہر طرہ ہا نداری اود حق انوث جالانا اور رانک بھی اکا یا فراتو
میں مذکر تراور نہ ہا راسیر نہ بلا ہوتا کیتھ نے کہا کلا تیرے کلاس گفتار بے سر و پا و گندہ کے قدر کا حینط اور مذکر کا مہربانی
اور میر حکمت کا گوشہ کچھ کام نہیں کرتی ہر ہمیت چون تیرے تازہ شست تعلقہ بخت ہرگز گندہ رو بہر تو برش باز نہ دے کہا کہ
اوہ ہونہاں ہر لکچہ تیرے فر کا مین میں تو کھی اندھائی اود طریق تیری کا تھیں میری گردن پر ہر کو تو نے کہا کلا راسیر طبع اگر میں
ربائی جانتا تو دھستہ دھستہ تات کیوں رہتا اور اس حال شکستہ بال کی کہ شاید کرتا ہر گناہ کار و قیصر تن میں نہ رہتا اور بہت نر ویکہ
ہی حال خوش شتر و کچھ تو بعد ہر ویسیا جاکے چنگ گیا تو رہ رو کر اپنی مان کہا کلا کلا دھیر با غصہ تن تو تف کر دم شکر کو تو
اگر کچھ ہی مانگی راہ کی برون ہو جا تو آگے جہون اپنے جواب پکڑی نا دلے بھیر نہیں کیتھ ہر کو تو رہا میری فیکہ تم میں
ہی رہ رہا کا خورہ آتہ اگر ہی بکھری ہوتا تو بوشٹ ہی ہوتا واپوں تیرے دنا ہی پچا تو باز نہ دے فیکہ پناہ سیر و کر تو نگا وچھس

میں شاہین کو تو نے کلا لڑکی با پروردگار اس بکاسجات بخیر تو تمام عمر خیال سفر کو دھین جگہ نہ دھنگا بلکہ بقیتہ العز کو نشہ کا شے سے یادوں نہ باہر نکالو گا اس عرصے میں شاہین جاتا تھا کہ کہانا کا شروع کر دیا اور غیبی سے ایک عقاب بھی چنگال پیدا ہوا کہ شاہین اوکا تیز رفتاری کے لگے گس کر گئی تھیں تھا اتفاقاً نظر اسکی شاہین کو تو تیرے پڑی پسین کیتھ ہی حملہ آور ہوا ہر چند شاہین کو عقاب سے قوت مقابلے کی نہ تھی لاکن عزق حیت شاہین کی ہی خوش بینی عقاب نے شاہین میں محاذ شروع ہوا ہمیت شروع بارخ جنگ دیکھتا ہوا یوں جیل دوسیدہ بخت بد باز نہ دے فرصت پاکے ایک سورخ میں کر بختک ہزار شکل سے اوسیں گنجائشیں سے کچے پھان کیا اور خوف جاکن پھان تک غرور بار یک نگہ کیا اوس سورخ تنگ تاریک میں آیا اور تمام غصہ روزی پھر کے چوسر کیک کیک کو تو بال صبح نے شاید سپہر پران شروع کیا اور ذراع شبہ بی نام غصہ صفت نظر سے غائب ہو گیا باز نہ ہوا جو دھڑ دھڑلی و سیاحتی کے ذرا اور بکرت تمام پر وبال مران شروع کیا ترسان و ہراسان لوہیں پیشین ہزار بگوش نظر کرکان اور اٹھا تھا آگاہ ایک جگہ کہ کلا ایک کو تو ہر کو دانہ چندا اسکے آگے پڑی میں اور میٹھا ہوا باز نہ دے یہاں کہ ہو کا اور بیاسا کی دھکا تھا پناہ سجھکر بھڑک کر بیان اسکے پاس جا بیٹھا ہوا ایک نہ کھانا تھا کہ باؤں چھانستہ بند و دم کیا ہمیت دام شیطانت دیا و لذت بھائی نفس مزمل لخص دانہ زود و دم انگندہ اور ضالکے شمع نایع ہوتی ہیں مینہ سے مز وانا چھس گیا دھکی دھکی جس طرح عاشق ہیں عشق فجا لہین باز نہ دے اوس کو تو سر میر دھین شکایت غانک کہ اری مر تو چھس تو اور پھر بسبب حبسیت کے کیوں اس حال تو نے مجھ کو گاہ دیکھا اور شہر طرہ موت کو کیوں ترک کیا اگر شہر طرہ ہا نداری اود حق انوث جالانا اور رانک بھی اکا یا فراتو میں مذکر تراور نہ ہا راسیر نہ بلا ہوتا کیتھ نے کہا کلا تیرے کلاس گفتار بے سر و پا و گندہ کے قدر کا حینط اور مذکر کا مہربانی اور میر حکمت کا گوشہ کچھ کام نہیں کرتی ہر ہمیت چون تیرے تازہ شست تعلقہ بخت ہرگز گندہ رو بہر تو برش باز نہ دے کہا کہ اوہ ہونہاں ہر لکچہ تیرے فر کا مین میں تو کھی اندھائی اود طریق تیری کا تھیں میری گردن پر ہر کو تو نے کہا کلا راسیر طبع اگر میں ربائی جانتا تو دھستہ دھستہ تات کیوں رہتا اور اس حال شکستہ بال کی کہ شاید کرتا ہر گناہ کار و قیصر تن میں نہ رہتا اور بہت نر ویکہ ہی حال خوش شتر و کچھ تو بعد ہر ویسیا جاکے چنگ گیا تو رہ رو کر اپنی مان کہا کلا کلا دھیر با غصہ تن تو تف کر دم شکر کو تو اگر کچھ ہی مانگی راہ کی برون ہو جا تو آگے جہون اپنے جواب پکڑی نا دلے بھیر نہیں کیتھ ہر کو تو رہا میری فیکہ تم میں ہی رہ رہا کا خورہ آتہ اگر ہی بکھری ہوتا تو بوشٹ ہی ہوتا واپوں تیرے دنا ہی پچا تو باز نہ دے فیکہ پناہ سیر و کر تو نگا وچھس

باز چھنے عرض کیا کہ اگر ادھر پہن خود جہان ہوں اور سب سے ملال کا مفصل نہیں جانتا ہوں مگر بلاشبہ ملول رہتا ہوں
 بدیت بوجھای ہرم تو میری اور دیکھا سب بہ آپ میں دن رات جہان ہوں ہو ہو کیا بھجور + اہل صحت میری دفع ملال کی
 میں کہ میں خستہ ہو غایت اگر چند ہی طرف جہان کوئی بد بخت حرکت ہو غبارم سیر آئینہ خاطر سے دور ہو کہ طبیعت
 مجاہد میر شکار ہو آشنا ہو تو نہیں کہ صورت خوشی کی یہی آئینہ سینہ میں جلوہ نما ہو غرض کہ لفظ فراق زبان کے باز چھنے کے سنا
 کثرت محبت سے کہ پرورش کے سبب غم کے یمن سائی ہی نہایت مقیم ہوئی اور کہا کہ اگر فرزند یہیہ کیا اندیشہ نا مناسب ہی
 کہ کرتا ہی اور یہیہ کیا خیال اہل ہو کہ جسے نہیں جگہ دنیا ہی سفر و ہجرت عالم دار اور دوزخ ہا ہوا دم خود بغور دیکھ کہ صورت سفر
 و سفر میں ہی ایک نقطہ کے کوئی فرق نہیں ہے بدیت سفر ازل بن جہان تحرست + زان سب صورت سفر سفرست بہ
 بیشتر لوگ کہ سفر اختیار کرتے ہیں وہ اسکی دو حال سے خالی نہیں ہوتی ہی مانگی عاشق یا سبب محو حادث کے سوا سفر کے
 صورت سفر نہیں ہوتی ہی سو خدا کے فضل سے ان دونوں کو محفوظ ہی منت خدایہ اور خوش فراغت اور خوش راحت موجود ہی اور
 اپنے سبب اشغال پر سفر فراموشی ہو گیا ہی ہم باہر بیہ صوماعت و منت سفر اختیار کرنا اور تامل کو بعد ترک کرنا طریق خود مند ہی
 فرستگوں دور ہی بدیت جو سفر کا قصہ کرتے ہیں وطن کو چھوڑ کر یہ پستی میں ہم باہر میں چمن کو چھوڑ کر یہ بان بگرنے کہا کہ
 کچھ کہہ پایا تو نے یہ سبب یہ بانی ایشقت ہے یہ لیکن عجیب فکر کرتا ہوں تو یہ ہو گشتا و توشہ ہرگز اپنے فراق و حال نہیں
 پاتا ہوں اور کچھ کہہ سکتا ہوں گندنا ہی زبان نہیں لانا ہو غرض کہ ہا ہر شوقی اصل کی طرف رجوع کتی ہی یہ سبب سبب کھل رہا ہے
 یہ شریک طبع اسکی رو کے ز کے لاکھ ہا ہر تھال عارفانہ زعفران کہا کہ میں جو کچھ کہتی ہوں مقام قناعت ہے اور جو
 اور جو تو نے ارادہ کیا ہی وہ نہ دراصل ہی اور طبع میں جو دم تہلستا و تفرق روی ہو مندی دیکھتا ہی اور تو ہی فرزند
 شکرت و نعمت اور قدر دولت قناعت نہیں کرتا ہی جوتی ہوں کہ مجھ وہ نہ پہنچو جو لوگوں بہ طبع کو پہنچا بانے کہا کہ تھک کر نہ ہو کر
 کیا ہی حکایت کر رہا ہوں میں نے کہا کہ ایک خستہ میں ایک پیر زال ہی نہایت کہیں ملال اور غمناک و ضعیف حال ایک گھر
 کہتی ہی کہ گاہ گزرتا ہوا ہوں کہ جسے ہی ادیر و تر تہا جیلوئی گورستا و دوس ٹہریا نے ایک بلی پلائی لاکھ تہمتی ہی ضروری
 اوکے طبع کی فراوانی مگر سکتی ہی ہو کچھ ہی سیر موتا تھا بقدر حصہ سے ہی جی جی ہی اور بلی ہی پیر زال کی مصاحبت میں
 اسی حال سے سیر کرتی ہی باوجودیکہ لاکھ خیم خیال ہی کہی ہی بلکہ ناظم ہی گوش ہم کو سکا رہا نہ تو تھے اگر ہی نہیں
 اہل کے نزدیک سا گندنا تھا تو وہ نہیں لے سکتی ہی رالاطافت جنت کی بکری ہی لیکن مصرعہ نطق راہندی رہا پیر یہ
 و بقدر بقا سے چٹا چٹا بن دیا گیا یہ در دغا رہا تھا نصیب گر نہ لوانا اسکی کر دیتا تھا کوئی ہی اقصا دیکھ کر یہ بھگتا
 باہر ہا ہر ہی کہی کیا ہو دیو اور سیاہ پر ایک گز نہ پانچ شیر کمال قوت طاقت ہستہ ہستہ ہستہ ہستی کی کر پیر زان غری بی ادبی

یہ متن بہت
 درخت
 حادثہ و شکار
 تو سبب
 عہد قناعت
 یہ تامل و تفرق
 درست
 فرزند
 عہد قناعت
 داران

ایک دیکھ کر متحیر ہوئی یہ جانانی کہ کسب لیا میری مانند ہوئی میں بیکاری کے اثر اور ہم نفس اس وقت اور طاقت
 کیا سب سے مگر وہاں خلی کے ہاں سے اور باغات اس وقت لطافت کا کوئی اور چیز ہوئی ہرگز یہ سب کے جوابے یا کہ میں شام و بگاہ
 بارگاہ سلطان میں حاضر ہوتی ہوں جبکہ دسترخوان بچھایا جاتا ہے تو جرات کر کے ایک ہلہ بارہ گوشہ پر چڑھ کر بے گنجائی ہوں
 اور اسے کھا کر اٹھ کر ہر فرد محل پرستی ہوں گز پر ہونے لگا کہ گوشت فرس کو کھنے میں اور انانہ امائد و کسانام ہے پھر مرت ہوں
 میں سودا وال یا غریب سے پیرزاں و بگاہ گاہ گوشت خوشام تیسری چیز کا نہیں بناؤ خدا کا تو پرستہ کہتی ہے و یا غفلت کرتی ہے
 کہ ہم سب ہی اور کہا تو چنگیز تبار و ملکوت کا چاہتی ہیں عینت اور یہ کہل سے کہ تو ہی ہماری جنس کے واسطے ننگ ہے لہذا نصیحت
 اگرچہ تو بی ہی چہرہ لٹا نہیں ہے تجھ کو قوت ہے اسلئے میں دست پائیز و شکل و بیکتہ اگر تو بارگاہ سلطان اور اسکا دسترخوان
 دیکھے اور ان لذیذ نعمتوں کی خوشبو سے دلغ لطف نہ پہنچو تو غالباً کہ حکم مجھی الغلام و عی رمیم پر دہیب سے
 حیات تازہ اور لطافت ہے اندازہ تیری نصیب ہو جا بیت نام منع ہوئے طعام خوشام عیسی کہ نہیں ہے آئینگی
 جان جان میں گو دم میں دم نہیں بدیلھی کی نے کہا کہ لے خواہر ہم لیا میری تحیر حق ہمایگی اور ہم جنسی ہے اگر نہ ظلم و
 بجالائے تو مفت کر دم شتر ہے کہ مجھ پنے ساتھ خوان سلطان پر چل شاید کہ بدولت تیری میں ہی تو انا ہو جاؤں اور تیری
 صحبت کی برکت سے حیات دوبارہ پاؤں گز ہم سب جیکہ سنیں اور سنی سنیں جم کھایا اور وعدہ کیا کہ تیری فیروز خوان سلطان
 حاضر نہو گی گز پر ہون اور عی فرسند ہوئی اور یہ برا پر زک بیان کیا یہ زک نصیحت کی کہ اگر زمین مسا اہل دنیا کی
 باتویر فرہنگ نہ ہو اور گوشہ فضا کے کو ہندو نہ چور کر کا سر کل سوا سوا مال گور کسی چیز سے بھرنا نہیں ہے اور دیدہ آرزو و میل سوا
 رشتہ سوزن فنا سب نہیں جاتا بیت فضا کے تو نگہ نہ در باد خبر دہیں جہاں گرد و باد خارا نہت طاعت نکو ہا رشتہ
 روزی فضا کے نکو و دل میں گز کے بادشہ کے وطن کی ہوں یہی ملتی ہے کہ پیرزاں کو کچھال دہی القصد دوسری شب ہمس
 کی کے ساتھ افتان و فیضان سلطان کی بارگاہ کینچی اس سے پہلے کہ گز پر ہون چنی کر اس کے سستی ملال ایک ملکیت کچھ پال
 یعنی شگین شہر بیعت خوان سلطان پر زس ہجوم کر کے یہاں شک و شور و فو خا بر پا کیا تھا کہ جہاں اور میرزاں اور فو ننگ تے تھے
 اسلئے غلام خزانے بتا کر لیکر حکم دیا کہ پیش ازین کہ دسترخوان بچھایا جائے تیر انداز سخت کا ان در انداز جمع ہوں اور فو فایتہ دے
 چاہیں دیکر کین گاہ میں منتظر رہیں جبکہ کوئی نظر آئے پیکان زہر و زیش سے جگڑ سکا پیش کر گز پر ہون بجز اس حال سے
 جبکہ بوی طعام کے داغ ملا کام میں پہنچے بے اختیار گس دسترخوان پر گر پڑی ہنوز میرزاں شہنا اسکا لشکر ان سالام ہنوز نہوا
 کثیر جگڑ دوز کے دونو پہلوؤں سے گند گیا نظم چکان غش از تو خوش دودہ ہمیں گفت و از بول جانانی دودہ جگڑ دوز
 نیزان ہمیں ہنوز پر ہون و اور یہ شل تھا اسلئے بیان کی کہ تو میرے گتہ نشا کو نہت بھو و قدس کی کہ دوت ہو جاتا

تو ہمارے شہوتین گرفتار ہو پس انحصار استوار اس بلکہ دفع کا کہ من بخرج فقہا حصن اس سے بہتر نہیں ہے اور میں نے اس قدر سامان
بھی جمع کیا کہ کہا ہے کہ ہمارے کفو کے واسطے کفایت کرے اب اس بات میں تیری کیا مصلحت ہے بیٹے نے کہا کہ اے بدر شفیق
بیٹے سامان اس سے بہتر اپنی شادی کا جو تیرے لیے کہا ہے آپ کو تکلیف اس کی ندوں کا اور ادا دہم سے کسی غیر ممکن ہے باپ نے
کہا کہ آج ان بابا مجھے ستر دست قدرت کا حال بخوبی معلوم ہے اور وہ عروس کو جس کی خواہش سنگاری تو نے کر رکھی اس کے لیے
اور کس قدر ان کے ہونے کا کہ ایک شمشیر کے نوید کی تیغ ابرو سے خونریزی میں ہزار درجہ زیادہ تھی لایا اور کہا لایا ہی پر
بزرگوار میں عروس مملکت کی خواہش سنگاری کی ہے اور مقدمہ سلطنت کو اپنے عقد میں لاؤ گا اور مہر اس کی ہفتہ شمشیر تیرے ہونے اور خیر
خونریزی ہو بہت عروس ملک کو سنبھل دیکر تنگ نہ کہ ہوسہرے کب شمشیر تیرا نذر نہ مناسب اس طرح کے ناسخ استاد تھا ہے
ہاتھ اگر چست ہے سپاہی کا نیز باہی میر شاہی کا نیز زمینان جو سر کرے نہ عزیز وہی شایان ہے بگلا ہی کا لے
پدر بزرگوار مغلوب ہوت ہونا کام پہا یم ہے جو عروس سلطنت کو پسند کیا ہے وہ نظر کسی ذیل پر کب کرنا ہو بہت با
نیک ہے کسی استغنیہ نیست مہر عروس ملک بجز تنہا نیز نیست جو کہ بہت جلی اس فقیر زاری کا حاصل دولت و سلطنت
پر ضرورتی ہو جو بمل کے گئے دہو نہا کہ نپایا آخر اس کی تیغ عالمگیر کے اکثر اقا کی کو مسخر کیا اور انجام کار داد و نوا کو بچا جائے
کہا میر مثل سوا سے بیان کی گئی ہے کہ جو اسباب دولت کے میر مقتصد سے بہت کی ہیں ہمیں رکھتا ہوں اور مزین یزدانی
کہ دروازہ سعادت میں یکا سیر آئینہ دل پر کہو لے گا تو امید غالب پر در و گار عالم کو رکھتا ہوں کہ سوا مطلوبہ جلد مشاہدہ کر دین
اور دست مراد گردن مقصود میں انون اور سن لے اور مہر بیان انون اور فسانہ کیسا کہ میر سو کا بچہ بکا گر نہ ہو گا اور اس
خیال فرخندہ زہار نہ پھر نکلے لوف بہت او کہیں میں سر دیا دیکھو کہ کپڑے میں ہم پر عشق اس پر وہ نشین کا اشکا
چاہے جو زعفران نہا کہ ہر مرغ عالی بہت شرم فریب باندہ ناچائیکا بنا چاری اجازت سفر کی دی اور نک مہاجرت سید پرین
گوار گیا باز بچنے الوداع کہی اور آشیانے سے پرواز کر کے رواج سعادت کیا اور قریب اشام ایک دھند بلند
کہ قلعہ کوہ پر تھا اسپر سپر الیا اسوقت سایہ دلہا ہوا اور عجب بہار مرغزار کی تھی ہر طرف ہارنگران تہا ناگاہ دیکھا کہ کبکدی
بہر از جلوہ گری تھپتھپے کرتا ہے اور نعرہ نعرہ سرائی کا اطراف کوہ میں پیچیدہ ہے باز اسوقت ہر چند کہ نکلے راہ اور خدمت
اشتہا سے مست اندر زار تہا تو ہی ایک ہی ملک میں کبک کو بچنے میں پکڑ کر اسی درخت پر بٹ گیا اور گشت
سیدہ کا خوب میر ہو کر کہا یا تمام عمر آشیانہ زغن میں سوا ہے جیسے ہمارے دیکھ کے اور غصے سے زبان اس کی آتشا نوا
تھی کبک کے سینے کا گوشت کہانے سے اور غزن تازہ دلیقے کو عجب طرح کی کیفیت حاصل ہوئی قریب تھا کہ شادی
مرگ ہو جا کہ وہ لذت تھی گویا شربت حیات تھا اور دل میں کہتا تھا کہ لعل منزلیں فائدہ دے کر جو کہ مصاحبان

بدر شفیق بیٹے سامان اس سے بہتر اپنی شادی کا جو تیرے لیے کہا ہے آپ کو تکلیف اس کی ندوں کا اور ادا دہم سے کسی غیر ممکن ہے باپ نے کہا کہ آج ان بابا مجھے ستر دست قدرت کا حال بخوبی معلوم ہے اور وہ عروس کو جس کی خواہش سنگاری تو نے کر رکھی اس کے لیے اور کس قدر ان کے ہونے کا کہ ایک شمشیر کے نوید کی تیغ ابرو سے خونریزی میں ہزار درجہ زیادہ تھی لایا اور کہا لایا ہی پر بزرگوار میں عروس مملکت کی خواہش سنگاری کی ہے اور مقدمہ سلطنت کو اپنے عقد میں لاؤ گا اور مہر اس کی ہفتہ شمشیر تیرے ہونے اور خیر خونریزی ہو بہت عروس ملک کو سنبھل دیکر تنگ نہ کہ ہوسہرے کب شمشیر تیرا نذر نہ مناسب اس طرح کے ناسخ استاد تھا ہے ہاتھ اگر چست ہے سپاہی کا نیز باہی میر شاہی کا نیز زمینان جو سر کرے نہ عزیز وہی شایان ہے بگلا ہی کا لے پدر بزرگوار مغلوب ہوت ہونا کام پہا یم ہے جو عروس سلطنت کو پسند کیا ہے وہ نظر کسی ذیل پر کب کرنا ہو بہت با نیک ہے کسی استغنیہ نیست مہر عروس ملک بجز تنہا نیز نیست جو کہ بہت جلی اس فقیر زاری کا حاصل دولت و سلطنت پر ضرورتی ہو جو بمل کے گئے دہو نہا کہ نپایا آخر اس کی تیغ عالمگیر کے اکثر اقا کی کو مسخر کیا اور انجام کار داد و نوا کو بچا جائے کہا میر مثل سوا سے بیان کی گئی ہے کہ جو اسباب دولت کے میر مقتصد سے بہت کی ہیں ہمیں رکھتا ہوں اور مزین یزدانی کہ دروازہ سعادت میں یکا سیر آئینہ دل پر کہو لے گا تو امید غالب پر در و گار عالم کو رکھتا ہوں کہ سوا مطلوبہ جلد مشاہدہ کر دین اور دست مراد گردن مقصود میں انون اور سن لے اور مہر بیان انون اور فسانہ کیسا کہ میر سو کا بچہ بکا گر نہ ہو گا اور اس خیال فرخندہ زہار نہ پھر نکلے لوف بہت او کہیں میں سر دیا دیکھو کہ کپڑے میں ہم پر عشق اس پر وہ نشین کا اشکا چاہے جو زعفران نہا کہ ہر مرغ عالی بہت شرم فریب باندہ ناچائیکا بنا چاری اجازت سفر کی دی اور نک مہاجرت سید پرین گوار گیا باز بچنے الوداع کہی اور آشیانے سے پرواز کر کے رواج سعادت کیا اور قریب اشام ایک دھند بلند کہ قلعہ کوہ پر تھا اسپر سپر الیا اسوقت سایہ دلہا ہوا اور عجب بہار مرغزار کی تھی ہر طرف ہارنگران تہا ناگاہ دیکھا کہ کبکدی بہر از جلوہ گری تھپتھپے کرتا ہے اور نعرہ نعرہ سرائی کا اطراف کوہ میں پیچیدہ ہے باز اسوقت ہر چند کہ نکلے راہ اور خدمت اشتہا سے مست اندر زار تہا تو ہی ایک ہی ملک میں کبک کو بچنے میں پکڑ کر اسی درخت پر بٹ گیا اور گشت سیدہ کا خوب میر ہو کر کہا یا تمام عمر آشیانہ زغن میں سوا ہے جیسے ہمارے دیکھ کے اور غصے سے زبان اس کی آتشا نوا تھی کبک کے سینے کا گوشت کہانے سے اور غزن تازہ دلیقے کو عجب طرح کی کیفیت حاصل ہوئی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جا کہ وہ لذت تھی گویا شربت حیات تھا اور دل میں کہتا تھا کہ لعل منزلیں فائدہ دے کر جو کہ مصاحبان

ملتین مقبول شیر کا ہو کر عمدہ ارکان دولت ہو اس شعر جو ہم کسی کہ بیشتر است : کا ش از جلد کا پر بیشتر است : اتفاقاً شیر کا
 ایک ہم دوست اس مہم میں پیش آئی کہ تنو فلک زیادہ از حد جوش میں اور عمدہ کوہ مانند کوہ شیشہ گران الہیاب و خروش
 میں تھا کہ نہایت حرارت سے مغر جانوران ہولی کا استخوان میں پانی ہو جاتا تھا اور سلطان دریا میں کباب کی مانند بریان باعی
 بجلی کی طرح سوا بر جلتا تھا : مانند شفق شام سحر جلتا تھا : فانوس حباب و شمعین موجیں : پیر واد صفت بجلی کا جلتا تھا
 شیر نال کرتا تھا کہ اگر اس مہم میں دگدگ کرتا ہوں تو طغیہ سلطنت مثلاً ما ہے اور اگر کسی کو حکم دیتا ہوں تو ایسے وقت میں کہ
 قعر دریا میں میاں میں کباب کی بریان ہوتی ہے کوئی ملازم ایسا خیال میں نہیں آتا ہے کہ ایسی شدت حرارت اپنے دلو
 ملول نہ کرے و طبیعت خاطر سے اس مہم کو قبول کرے اور اگر بنا چاری لے بلے کیا تو اس سے کیا ہو سیکے بلکہ شکست فاش لاف
 حال ہو سکے تو زیادہ تر خرابی متصور : اسی فکر میں مستغرق تھا کہ پلنگ نخر ہوست جانا کہ بادشاہ کو کوئی فکر سنگین لاحق
 ہوتی ہے کہ اس طرح سے از خود رفتہ ہے زمین بوس ہو کر عرض کیا کہ بادشاہ ظل اللہ کی عمر دراز ہو کو سنا سا محض صعب
 رونما ہو کہ اسقدر فکر مزاج اقدس پر طاری ہے ہم سرفروش کو واسطے اور کس دل کی بھین جبکہ ہم سب شاہ و جہاں اقسوت
 فکر کرنا محض اذیت کا بجایہ والا امکان نہیں ہے کہ ہم میدان سرباز میں قدم نہ رکھیں شیر نے دیکھا کہ پلنگ بچہ مرد پیدا
 نظر آتا ہو عجیب نہیں کہ اسامان اس مہم کا اسکی دلاویز و سر انجام پاشیر نے مہم کیا اور حال مشرف جابیان کیا پلنگ نے خوشی قبول
 کیا اور فوج ساتھ لیکر روانہ ہو جبکہ اس جگہ پہونچا ہر دی و مرد داگی ادا کو تیغ کر کے اس بیٹے سحر کیا خواص دولت کہ
 اسکی کام میں ملوث ہو اتفاق سے عزم کیا کہ اس شدت حرارت کے مقابلے میں تھیں کامیاب کیا اور کس طرح کا دغہ باقی نہ رہا
 بہتر و کہ چند ساعت سایہ فخت میں آسائش کیجے اور اب جنگ سے تشنگی کو تسکین کیجے جبکہ نماز آفتاب کم ہو روانہ ہو جیے
 آسودہ باش : بارشفت و و کش : بکشا میاں کہ رنج جہان گمانہ نیست : پلنگ نے تبسم کیا اور کہا کہ شیر نزدیک نسب
 میرے تقریباً ہی : کہ میں علم جفا کشی سب پر بلند کیا ، پسندیدہ نہیں : کہ کاہل مزاجوں کا منہ طبیعت اپنی سستی آشنا کروں
 کتن آسانی آج کا رہا شامی لانی ہے جسے کہ کمر مشقت کی جست باندی کہی مطلب سے دور ہو گا اور جس نے راحت کو دوست کہا
 زہنا منزل مقصود کو پہنچے گا شیر نے ہلکے مشقت کا حکم دیا : ہر شرط ٹکٹواری سے دور کر کے حکم نامہ آرام کا ہماری زبان پر گونے
 اس حال میں ہر تو آفتاب میں ظل ہما سہ بہتر ہو باعی ناسخ استادا کی بھاری طبیعت کے مناسب : رباعی جو شاہ مقصود کا ط
 ہو بیشتر دم نہ لگا پوسہ ہرگز دم بھر کرتا ہو درخت آرزو کو سر نہ خون دل : آب شہدہ بردہ نہ جا سوسلن لشکر نے خبر اس
 گفتگو کی ہو ہوئی کہ پوچھا شیر نے تحسین کو پیش دی : دیکھا کہ داری اور دوسری ایسی شیخص زیبا : کہ شفت دل خور ہو دوسر کو باہن
 ہر شہر است آشنا کرے اور دروز نزدیک ٹکٹواری میں کو شمش برابر کرے اس کے بعد پلنگ کو بلا کر باکر ام

الہیاب
 بالکمر از حد
 شیشہ گران
 مہم
 قعر دریا
 دلو
 ملول
 فاش
 لاف
 مستغرق
 لاحق
 صعب
 اقسوت
 میدان
 پیدا
 قبول
 دلاویز
 سر انجام
 تشنگی
 تسکین
 نماز
 آفتاب
 سبب
 آشنا
 طبیعت
 شامی
 جست
 نامہ
 زبان
 گونے
 ط
 خبر
 گفتگو
 پوچھا
 تحسین
 پیش
 دیکھا
 داری
 دوسری
 ایسی
 شیخص
 زیبا
 شفت
 دل
 خور
 ہو
 دوسر
 کو
 باہن
 ہر
 شہر
 است
 آشنا
 کرے
 اور
 دروز
 نزدیک
 ٹکٹواری
 میں
 کو
 شمش
 برابر
 کرے
 اس
 کے
 بعد
 پلنگ
 کو
 بلا
 کر
 باکر
 ام

مانت کرنے لگا اور ملائی لشکر اجل سے کہ اشارہ دی سپیکر طرف ہوا کی احوالی حصار و جگہ گیر لیا نظم و نیت پیری کی
زندگوس دودھ دل خود از خوشی و شیش سرورہ موی سپید از اجل رو بام پلشت خم اندر گز ساند سلام + با و بھجا کہ مبدم
کوس میل بجائے میں اور سرایہ شیا کہ مندرق بدین امانت تھا پیر لگتے ہیں ایک دن بیٹو کو ملا کہ نصحت کی کہ جان نرو
رولتا و نھوت شہابین مغرور اور طریقا غفلت سی بہانک دوڑی کہ پند پر سکھ سمجھ جائے کہا کہ ای جو انون مجھ پیری
بات بدل سنو کہ پیر لاند وخت میرا کہ تو اپنی بیہودہ برادر کرتے ہو اور جو اسکے حال کرتین نہیں کچھ مشقت نہیں ہوئی
ہے اسکے تم قدر کسی نہیں جانتے ہو یہ عقل سے بہت دور ہے اسے بغور زائل سمجھو کہ ال سرایہ دنیا و آخرت ہی جو فائدہ
دین دنیا کا مطلب ہوا سی سے حال ہو سکتا ہے چنانچہ طلب علم ہی آدم کی تین قسم پر ہوتی ہے ایک طلب خرافی معیشت
یعنی کہا نا اردینا اور عیش کرنا دوسری خواہش ترقی منزلت اور ریائی منصب کہ مقصد باہ و جلال اور بلند نامی ہے تیسری
استدعا سے حصول فوائد عقیقے کہ حال ہکار مناسدی خالق ارض و سما سے اوپر تیزوں مطلب ل سے حاصل ہونے میں کمال انصاف
حدیث شریف میں آیا ہے جیسا کہ مولوی مصطفیٰ فرمایا ہے شجر مال را گر بہ دین ناشی نمود + نعم مال صالح گفتہ رسول + معلوم
کہ برکت سے مال کی اکثر مطلب ل ہاتھ آتا ہے اور بغیر کس مشقت کے حال کرنا مال کا قبیل حال سے ہے اگر کسی بھڑکت
بے مشقت ہی کچھ کیے ہاتھ گیا تو قمار بازوں کے مانند بے قدری سے صرف کرتا ہے اور گمان اسے یہ ہوتا ہے کہ
میں بڑا خوش نصیب ہوں کہ ہے جہت اس قدر مال مجھے ملا ہے اور ساون کے اندب کی طرح ہمیشہ اسے ہر امر
سو جتا ہے یعنی جانتا ہے کہ ہمیشہ یوں ہی مجھے ملا کرگا اور محنت اور کرب پر التفات نہیں کرتا ہے صرف ہونیکے بعد
سو کھامتے روی فلاح پہنچ نہیں سکتا ہے اسکے کہتا ہوں کہ اگر آپ تاجر میں سے کسی کروادراس لال حلال کو راہ و راہ اور
عیاشی میں برباد و اول بڑے بیٹے نے جواب دیا کہ اسے پدید بزرگوار ہم فائدہ کسب بے فائدہ سمجھتے ہیں کیونکہ کہنے
توکل کو اختیار کیا ہے اور ہم خوب جانتے ہیں کہ جو مقدر ہرگز ہر بار بد و جہد کریں و یا شاد و رضا میں بسر کریں کم و بیش اس
نہوگا اور دیک بزرگ سے سنا ہے کہ جو کچھ روزی جسکے مقدر ہی پر چاہا اسے پہنچا دے وہ خود بخود اسے اپنے ہی اور جو
چیز کہ مقدر میں نہیں ہے ہر چاہا اسکے عجز و شرم و ہمت سے پہنچے گی کہ کس کس کی یا نہیں جو انصاف کی ہے کہ زیادہ نہوگا چنانچہ سنسان لون
شاہزاد کی خواہد حال قتل کی ہے کہ ایک کو گنج بدر بے ہاتھ آیا اور دوسرے نے لک و روٹی باوجود کوشش کے ہاتھ سے کہو یا سوار گ
نہا کہ اسیر ملکین کیونکہ ترقی حکایت بادشاہ حلب نے بیٹے نے کہ ملایت طلب میں بادشاہ نہا نہیں آئودہ کا زلف
سے نہایت ہو گیا و اسکے دو بیٹے دیے مغرور جلال میں نہا تا باندہ غلہ لانی سرشتار میں نہا لہو لب میں مشغول اور زندان
نہا سر چنگ و باب میں نہا نہا تھے بادشاہ قائل تھو کہانی و نا کا کہ یہ نا صاف میرے بعد خزانہ میرا اندک مدت میں

یہ کہتا ہے کہ جو کچھ روزی جسکے مقدر ہی پر چاہا اسے پہنچا دے وہ خود بخود اسے اپنے ہی اور جو چیز کہ مقدر میں نہیں ہے ہر چاہا اسکے عجز و شرم و ہمت سے پہنچے گی کہ کس کس کی یا نہیں جو انصاف کی ہے کہ زیادہ نہوگا چنانچہ سنسان لون شاہزاد کی خواہد حال قتل کی ہے کہ ایک کو گنج بدر بے ہاتھ آیا اور دوسرے نے لک و روٹی باوجود کوشش کے ہاتھ سے کہو یا سوار گ نہا کہ اسیر ملکین کیونکہ ترقی حکایت بادشاہ حلب نے بیٹے نے کہ ملایت طلب میں بادشاہ نہا نہیں آئودہ کا زلف سے نہایت ہو گیا و اسکے دو بیٹے دیے مغرور جلال میں نہا تا باندہ غلہ لانی سرشتار میں نہا لہو لب میں مشغول اور زندان نہا سر چنگ و باب میں نہا نہا تھے بادشاہ قائل تھو کہانی و نا کا کہ یہ نا صاف میرے بعد خزانہ میرا اندک مدت میں

الحمد کہ یہ ایشاد پر ہاتھ آئی سجدہ لشکر بجا لایا اور زمین کہا کہ اگرچہ یہ مخزن پریشا غنائت پروردگار ہو ہاتھ آیا ہو لکن زمین تانتا
 و توکل کو چھوڑا چاہیے اور بقدر حاجت چاہیے تہو را صرف کیا چاہیے اور یہ شعر ناسخ است کا کہ بڑبڑاتا ہوا بیت منہ توکل سے فراغت میں مولا
 چاہیے ہاتھ سے زمین قناعت کا چھوڑا چاہیے اور حکایت برادران کھلان کی یہ ہے کہ جب بندری میں ٹکڑا ہوا کھوت و دھور
 یہاں تک مغرور ہوا کہ پردے رعیت فوج مطلق زہری بجز اومیش آرام اور کام نگہ تانتا ہوا گاہ دشمن صوبے پانچ جرات بیغ
 گذار اس لایک تصرف کا قصد کیا یہ یہود غفلت شعرا جبکہ دشمن قریب پہنچا ہر اسان ہوا دیکھا کہ ایک حبز خزانے
 میں موجود نہیں اور رعیت اور اہل فوج سب ملول اور دل برداشتہ ہیں یاد کیا کہ باپ کا اشارہ کہ زارہ کی طرف کیا تھا شاید
 اس سے کچھ ہاتھ آئے اس لیے صومعہ زارہ میں آیا زارہ کو جان بحق تسلیم پایا ہر چند دست و پامائے کھیل کا پتہ پانا یا امید نہ
 پھر آیا اور اس برادر خود فقیر صورت پر کچھ ہم نظر پایا اور نہ مطلق دلجوئی کی کلاس حال کو تبدیل کروا یا ساتھ لچکا ہر گز انتقام
 لگیا جبکہ اپنی منزل کو آیا اور مشاہدہ حال سپاہ سے سمجھا کہ ہرگز کوئی ارادہ جان نثار کیا نہیں رکھتا ہے کہ لشکر لالہ لاریا
 ولا رجال لالہ الملک جبکہ تاہم سر انجام نہ سوا امید ہوا چیلے اور مسازی سے اہل لشکر کو امید وار کر کے ہر لایا اور کوچ
 کر کے دشمن کے نزدیک پہنچا آخر دونوں صفین مقابل ہوئیں ہنوز صف جنگ راستہ نہ ہو چکی تھی کیا یک تیر اور ہر دو ایک تیر
 کو ہر سر ہوا قدرت ثانی مکیم کار ساری دیکھا چاہیے کہ دونوں تیر درج کام دونوں بادشاہوں کا نام کیا اور فوج طرفین سے
 اصحن الناس مجروح ہی ہوا جبکہ دونوں فوجوں میں دیکھا کہ کام دونوں فرماؤ تو کھتا ہوا اب جنگ و قتل محض محق
 اور ضلال سے دونوں فوجوں کے سرداروں نے متفق ہو کر یہ صلاح کی کہ کوئی ایسا شخص کر لیتے اور سردار دونوں یا مستو کھا
 تجویز کیا چاہے جبکہ تحقیق کیا دونوں فوجوں میں اس شاہزادہ صومعہ نشین کے سوا اور کوئی باقی نہ تھا قصہ اتفاق اس پر ہوا کہ
 اس سرورانہ کے سوا کوئی لائق تلج سرورانہ نہیں ہے کلہم معین ستانہ لے پر راضی ہو آؤ کار اسکو صومعہ اہل انصاف
 سلطنت پر متمکن کیا بدولت صبر و قناعت کے ملک مدد و فی کا حاکم ہوا اور سلطنت دوسری اضافہ ملی لے پیر بگوار یہ
 مثل اسلئے بیان کی ہو تا معلوم کرے تو کہ ملنا منصب مالی کا سعی اور کسبے تعلق نہیں کہتا بہتر یہ ہے کہ اعتماد توکل پر
 کرے رنگی سعی اور کسب پر جبکہ ناجہ کے پیشے یہ داستان تمام کی باپ سے کہا کہ یہ جو کچھ کہا تو نے راست و
 درست ہے مگر یہ عالم عالم اسباب ہے اور حکمت الہی اس پر جاری ہوئی ہے کہ ظہور اکثر امور کا اس وجہ نہیں
 وابستہ تدریس و اسباب ہے اور منفعت کسب کی توکل سے زیادہ ہے اور نفع توکل کا ہر جگہ درست نہیں ہوتا اور توکل
 اس صحیح تدریس کو تن آسانی اور نفس پروردگی مطلق قطع تعلق کرے یہ نہیں کہاد تاہم تدریس اور ادبائیر جو یعنی عیاشی اور
 نفع جو دین ہی مضروب ہو دھوکہ توکل کا ہی کرے ایسا تو مجھی صادق نہیں ہوتا اور منفعت توکل محض مستوکل

میں جو فوج نہیں اور رعیت اور اہل فوج سب ملول اور دل برداشتہ ہیں یاد کیا کہ باپ کا اشارہ کہ زارہ کی طرف کیا تھا شاید اس سے کچھ ہاتھ آئے اس لیے صومعہ زارہ میں آیا زارہ کو جان بحق تسلیم پایا ہر چند دست و پامائے کھیل کا پتہ پانا یا امید نہ پھر آیا اور اس برادر خود فقیر صورت پر کچھ ہم نظر پایا اور نہ مطلق دلجوئی کی کلاس حال کو تبدیل کروا یا ساتھ لچکا ہر گز انتقام لگیا جبکہ اپنی منزل کو آیا اور مشاہدہ حال سپاہ سے سمجھا کہ ہرگز کوئی ارادہ جان نثار کیا نہیں رکھتا ہے کہ لشکر لالہ لاریا ولا رجال لالہ الملک جبکہ تاہم سر انجام نہ سوا امید ہوا چیلے اور مسازی سے اہل لشکر کو امید وار کر کے ہر لایا اور کوچ کر کے دشمن کے نزدیک پہنچا آخر دونوں صفین مقابل ہوئیں ہنوز صف جنگ راستہ نہ ہو چکی تھی کیا یک تیر اور ہر دو ایک تیر کو ہر سر ہوا قدرت ثانی مکیم کار ساری دیکھا چاہیے کہ دونوں تیر درج کام دونوں بادشاہوں کا نام کیا اور فوج طرفین سے اصحن الناس مجروح ہی ہوا جبکہ دونوں فوجوں میں دیکھا کہ کام دونوں فرماؤ تو کھتا ہوا اب جنگ و قتل محض محق اور ضلال سے دونوں فوجوں کے سرداروں نے متفق ہو کر یہ صلاح کی کہ کوئی ایسا شخص کر لیتے اور سردار دونوں یا مستو کھا تجویز کیا چاہے جبکہ تحقیق کیا دونوں فوجوں میں اس شاہزادہ صومعہ نشین کے سوا اور کوئی باقی نہ تھا قصہ اتفاق اس پر ہوا کہ اس سرورانہ کے سوا کوئی لائق تلج سرورانہ نہیں ہے کلہم معین ستانہ لے پر راضی ہو آؤ کار اسکو صومعہ اہل انصاف سلطنت پر متمکن کیا بدولت صبر و قناعت کے ملک مدد و فی کا حاکم ہوا اور سلطنت دوسری اضافہ ملی لے پیر بگوار یہ مثل اسلئے بیان کی ہو تا معلوم کرے تو کہ ملنا منصب مالی کا سعی اور کسبے تعلق نہیں کہتا بہتر یہ ہے کہ اعتماد توکل پر کرے رنگی سعی اور کسب پر جبکہ ناجہ کے پیشے یہ داستان تمام کی باپ سے کہا کہ یہ جو کچھ کہا تو نے راست و درست ہے مگر یہ عالم عالم اسباب ہے اور حکمت الہی اس پر جاری ہوئی ہے کہ ظہور اکثر امور کا اس وجہ نہیں وابستہ تدریس و اسباب ہے اور منفعت کسب کی توکل سے زیادہ ہے اور نفع توکل کا ہر جگہ درست نہیں ہوتا اور توکل اس صحیح تدریس کو تن آسانی اور نفس پروردگی مطلق قطع تعلق کرے یہ نہیں کہاد تاہم تدریس اور ادبائیر جو یعنی عیاشی اور نفع جو دین ہی مضروب ہو دھوکہ توکل کا ہی کرے ایسا تو مجھی صادق نہیں ہوتا اور منفعت توکل محض مستوکل

بہی میں ترمیر کروں بد کیل اکثر لونج کھا کر چسٹا سائش طلب کی آبروی ہاتھ دہو یاد دایم زار قبول ناگامی میں رہا اور جس کو
 خاستان بکلا اندیشہ کیا انک عرصہ میں جہنم مطلوب گل مراد چنا اور بلع عشرت میں مسند عورت پر میٹا نونے لے لیکلہ گردن شان
 اون عدلون ہلڑ ہونکی نہیں سنی ہے کہ ایک رنج و عذا اختیار کرنے کے حسب دروازہ پادشاہی کو پہنچا اور دوسرا کالی کے باء
 سے حنیض احتیاج اور پریشانی میں رہا لیکلہ نے کھا کہ سہیہ ہر کینہ کر تھا حرکت دینا لے کھا کہ دو فریق تھے دس ساز
 ایک کو تمام کہتے تھے اور دوسرے کیونکہ غام باہم باہ و ساز لے کھتے جانتے تھے کہ گدرا کا ایک کدہ کے نزدیک کتلا بسکا
 شہزاد ملک سو عنان لغناں رہتا تھا اور کدوس کوہ کی منطقہ البروج کے ساتھ سکا بے رکاب تھی دامن میں لکڑی کے
 چشمہ آب تھا کہ صفائیں مانند خسار کھناڑہ ردیان گلخوار و ملاوت میں مانند شمع شکرین لبان شیرین کار کے تھا متصل
 اور چشمہ ایک عرض کلن نیا تھا اور اسکے گرد وخت سایہ دار شاخ و شاخ دستا بل مہر چھ شمعوی گلون پر اس خوش
 پرچہ سنبل و کریمے عارض ملان پر کاکل و ہر ایک سو جلودہ گتھے سفر شست و دہ کریمے جمع ہونے شروع پر زیادہ تفرقا زینت
 اور بچان و برگ گتھ شلکین غیر نشان و بزنگ چشم نمان چشم نگر س با زینت غزلان چشم نگر س + الفخہ و نو فریق باہر
 ہولناک و نکل سکادس منزل پاک کہ پہنچو جائے خوش اور منزل کش بانی چند عشا و زار پر یکو اس است ہو گرا و می خوش
 پہر نے گئے آگاہ دیکھا کہ گنارہ عرض کے سنگ سپید نصب کیا ہی اور چند طرین خطبہ سے اور سپر ہوشی شغل لہی میں کہ اس کا قلم
 قدرت صفحہ حکمت پر اور کہ فی باب الفش نہیں کہنچ سکتا ہی اور ضمون او سکایہ ہے کہ اے دار و صا و اس عرض کے گزرو
 اس منزل کو شرف کیا ہے تم آگاہ ہو کہ سینہ مہمان عزیز کی مہاندازی کی تائید حبیب کہ چاہے کر کہی ہے مگر شرط او کی ہے
 کہ راہی کر کے باغوں اس چشمہ میں لے اور گرداب و زرقاب ہو مول نکرے و جسطح ہو کہ ہو سکے بار اس شہر کے پہنچو اپان
 کو دین کہ شیر نگا بنا ہوا رکھا ہے وہی دوش پر ہلکے بلانا لال کوہ ایک تلے میں پہنچو اور یہی بلع جان شکار ہو کہ پیشانی
 اور غلط غرایب و جگہ و نہ سے کہ دستگیر ہو مگر گزشتہ انداز ہی کام سے باز نہ ہے پھر دیکھ کہ کیا لطیف غیبی شہزاد ہی اور جلودہ ان
 مع العسر تسیر اکا کیا ظہور کیا تا ہی بدیت مارہ نو کسی منزل رود و نامہاں کند عالم دل نرسد و جلد معصون ہو مطلع
 ہو کے غام نے سالم کی کہا کہ لاری برادر دل چاہتا ہے کہ اس راہ خطرناک میں مجاہدہ مردانہ میں مل لاؤں اور اس طلسم کی حقیقت
 حال کوشش میں ہو و نہ ممکن کون جیسکہ شاعر نے کہا ہی بدیت یا تو معری میں یا بتی میں لبریا پناہ بر حصہ ہی چکلیتے میں حکیمانہ
 سالم نے کہا کہ ای بار عزیز مجھ سطا العیو خط کے کہ حقیقت جسکی قلم اور لقم کی مطلق معلوم ہو تو ترکیب طر عظیم ہونا اور تصون مارہ
 وہی مصنف خیالی کے ہلکے بزرگ ہیں بڑا دلیر ہیں جل رکب کی کسی قاتل نے امید تقویت ترائی نہ ہو کہ نہیں کھایا ہو کوسا ترائی کہی
 گمان حقیقت او کی ہی موجود نہیں ہے اور کئی منہمرا لند کر نیچے براندر ہے غام نے کہا کہ کو فریض شفق سحر کا کام پست ہوتا ہے

اور جس کو خاستان بکلا اندیشہ کیا انک عرصہ میں جہنم مطلوب گل مراد چنا اور بلع عشرت میں مسند عورت پر میٹا نونے لے لیکلہ گردن شان
 اون عدلون ہلڑ ہونکی نہیں سنی ہے کہ ایک رنج و عذا اختیار کرنے کے حسب دروازہ پادشاہی کو پہنچا اور دوسرا کالی کے باء
 سے حنیض احتیاج اور پریشانی میں رہا لیکلہ نے کھا کہ سہیہ ہر کینہ کر تھا حرکت دینا لے کھا کہ دو فریق تھے دس ساز
 ایک کو تمام کہتے تھے اور دوسرے کیونکہ غام باہم باہ و ساز لے کھتے جانتے تھے کہ گدرا کا ایک کدہ کے نزدیک کتلا بسکا
 شہزاد ملک سو عنان لغناں رہتا تھا اور کدوس کوہ کی منطقہ البروج کے ساتھ سکا بے رکاب تھی دامن میں لکڑی کے
 چشمہ آب تھا کہ صفائیں مانند خسار کھناڑہ ردیان گلخوار و ملاوت میں مانند شمع شکرین لبان شیرین کار کے تھا متصل
 اور چشمہ ایک عرض کلن نیا تھا اور اسکے گرد وخت سایہ دار شاخ و شاخ دستا بل مہر چھ شمعوی گلون پر اس خوش
 پرچہ سنبل و کریمے عارض ملان پر کاکل و ہر ایک سو جلودہ گتھے سفر شست و دہ کریمے جمع ہونے شروع پر زیادہ تفرقا زینت
 اور بچان و برگ گتھ شلکین غیر نشان و بزنگ چشم نمان چشم نگر س با زینت غزلان چشم نگر س + الفخہ و نو فریق باہر
 ہولناک و نکل سکادس منزل پاک کہ پہنچو جائے خوش اور منزل کش بانی چند عشا و زار پر یکو اس است ہو گرا و می خوش
 پہر نے گئے آگاہ دیکھا کہ گنارہ عرض کے سنگ سپید نصب کیا ہی اور چند طرین خطبہ سے اور سپر ہوشی شغل لہی میں کہ اس کا قلم
 قدرت صفحہ حکمت پر اور کہ فی باب الفش نہیں کہنچ سکتا ہی اور ضمون او سکایہ ہے کہ اے دار و صا و اس عرض کے گزرو
 اس منزل کو شرف کیا ہے تم آگاہ ہو کہ سینہ مہمان عزیز کی مہاندازی کی تائید حبیب کہ چاہے کر کہی ہے مگر شرط او کی ہے
 کہ راہی کر کے باغوں اس چشمہ میں لے اور گرداب و زرقاب ہو مول نکرے و جسطح ہو کہ ہو سکے بار اس شہر کے پہنچو اپان
 کو دین کہ شیر نگا بنا ہوا رکھا ہے وہی دوش پر ہلکے بلانا لال کوہ ایک تلے میں پہنچو اور یہی بلع جان شکار ہو کہ پیشانی
 اور غلط غرایب و جگہ و نہ سے کہ دستگیر ہو مگر گزشتہ انداز ہی کام سے باز نہ ہے پھر دیکھ کہ کیا لطیف غیبی شہزاد ہی اور جلودہ ان
 مع العسر تسیر اکا کیا ظہور کیا تا ہی بدیت مارہ نو کسی منزل رود و نامہاں کند عالم دل نرسد و جلد معصون ہو مطلع
 ہو کے غام نے سالم کی کہا کہ لاری برادر دل چاہتا ہے کہ اس راہ خطرناک میں مجاہدہ مردانہ میں مل لاؤں اور اس طلسم کی حقیقت
 حال کوشش میں ہو و نہ ممکن کون جیسکہ شاعر نے کہا ہی بدیت یا تو معری میں یا بتی میں لبریا پناہ بر حصہ ہی چکلیتے میں حکیمانہ
 سالم نے کہا کہ ای بار عزیز مجھ سطا العیو خط کے کہ حقیقت جسکی قلم اور لقم کی مطلق معلوم ہو تو ترکیب طر عظیم ہونا اور تصون مارہ
 وہی مصنف خیالی کے ہلکے بزرگ ہیں بڑا دلیر ہیں جل رکب کی کسی قاتل نے امید تقویت ترائی نہ ہو کہ نہیں کھایا ہو کوسا ترائی کہی
 گمان حقیقت او کی ہی موجود نہیں ہے اور کئی منہمرا لند کر نیچے براندر ہے غام نے کہا کہ کو فریض شفق سحر کا کام پست ہوتا ہے

اور اختیار کرنا محنت کا نشان دولت کا ہمیت ہر کاسو کی رحمت جست بول خود بخت شاد و کون و انکدر سیر از جہان
 قوج بادہ مراد خود و ہلندہ من کوٹھو اور قوسے پر قناعت نہیں کرتا ہر بلکہ تاپا عالی کو نہ پہنچے دست سعی باز نہیں کہتا ہر بادے سے کج
 ہاتھ نہا بہت کم ہوگا اسلئے ملکوں عثمان برداشت میری ہمت کار کھنے نہ کرے گی اور اس گراب بلا سے اندیشہ عجبو کرے گی کاسالم سے
 کہا کہ اگر بد فرما لیتے مسلمان مگر ایسی باہین صہانہ کا پاپان جس کا نہ ہو اور ایسے دیبا میں تیرنا کہ نہارہ جس کا دیکھا گیا بلکہ سنائی ہو
 طریق خود و دیگر اور عاقل وہ ہو کہ جانتے کسی کام کی کرے دخل مخرج اس کا ہوا قدم مخرج قبل الوکون یعنی دخول
 پہلے خروج کو سمجھے اور آغاز و انجام ہر کام کا باوقعی دریافت کرے اور اسکے نفع و ضرر کو میزان عقل میں خوب ساقول
 اسکے بعد عمل میں لائے تا رخ بہود نہ کہینچہ اور عزیز کو بر باد فنا کرے اسی برادر نکلاے نصیحت شعارے کہا ہو پہلے جاک
 اسوار دیکھ لے بعد اسکے قدم لے اور کسی مکان حصین میں درائے پہلے راہ باہر نکلنے کی مقرر کرے اور یہ خط بہر نہا
 عمل کے قابل نہیں کیا عجیب کہ یہ خط بہر ستور مسخر اور واسطے استہزا ارتقا کے کہینچہ گیا ہوا دیکھا بعد اس کے کہ میں
 ایسا گراب ہو کاس میں پیر کے نکل سکتا ہوا اور بالضرر اس سے نجات ہی ملے تو شیر شکنیں ایسا بہا ہری ہو کہ اٹھنا
 اس کا قوت نہ شریسے باہر ہو اور اگر بر تقدیر و فرض یہ سب ہو نتیجہ ان مہلکوں اور مشقتوں کے اختیار کرے کہ کیا معلوم نہیں
 کہ کیا ہو کاش وہ فائدہ ہی لکھا ہوتا کہ ہوس فام تچہ ہی اس کا مد نظر کہتے صان یہ ہے کہ اس معاملہ میں ہرگز میں
 تیرا شریک نہیں ہوں بلکہ تجھے ہی منع کرتا ہوں فام نے کہا استغفر اللہ میں تجھے کب شریک پانا بتاتا ہوں اور تیرے منع سے
 کب اپنی ہمت اس عزیت سے پست کرتا ہوں اب سینے بعد خدا سے کہتا ہے کہ دوسرے شیطان سے ہرگز باز نہ ہوں گا اور
 تجھے ہی معذو جاننا ہوں تو قوت و اجہت مجھ پر ای کی نہیں کہتا ہر لاکھ دیکر تو تماشادیکہ اور دعا دے میری کرتا دیکھ تو پردہ
 غیب سے کیا ظاہر ہو گا کاسم کہا کہ لے بلو عزیز سمجھائیں کہ تو اپنے ارادہ باز نہ رہیگا اور اس نافرمانی کو مقرر کرے گا میں جیسا کہ
 ہوں ہی کی قوت نہیں کہتا ہوں ایسے ہی اس کا رنما ہم کے تماشے کی ہی اپنے میں طاقت نہیں پانا ہوں کہ تو دیدہ و دانستہ
 مسئلہ میں سچو اور میں تماشادیکھوں استغفر اللہ مجھے نہ ہو سیکرے گا یہ کہا اور بادیہ گیان روان ہوا اور فام نے جان کا تہم ہو کہ
 اور لب چشمہ کہ یہ ربی ربی رباعی و سیاحت اک بین میں جاؤنگا یا جان گئی یا کہ نہ ہو ٹھنڈا یا کشتی امید لگی ساحل پر نہا
 طوفان بلا کہا ونگا و دامن ہمت کو استوار باغ کے بسم اللہ مجھ پر ہا و مرہا کہ میرے شہر باہمت ویرن دیکھا پاپان میں طوفان
 شور و فزا نہ دل فکند یس بسم اللہ مجھ پر ہا و مرہا باہمت کی دیکھا کہ دریائے ہولناک تہہ کا ساحل جس کا مد نظر سے دور ہے
 لیکن کریم کاساؤ کے کہ مہ سے نزدیک ہے ہمت مردانہ کو مطلق قاصر نہ کیا آخر یقین کامل کی برکت سے کنا رچنے کے
 جاپسند کیا کہ تھیران سنگ کہا بسم اللہ کہ کے دوشن اٹھا یا اور بیک حلقہ کہ کوہ پر لچکا و دوش ہو امارا دیکھا کہ شہر بزرگ

اور اختیار کرنا محنت کا نشان دولت کا ہمیت ہر کاسو کی رحمت جست بول خود بخت شاد و کون و انکدر سیر از جہان
 قوج بادہ مراد خود و ہلندہ من کوٹھو اور قوسے پر قناعت نہیں کرتا ہر بلکہ تاپا عالی کو نہ پہنچے دست سعی باز نہیں کہتا ہر بادے سے کج
 ہاتھ نہا بہت کم ہوگا اسلئے ملکوں عثمان برداشت میری ہمت کار کھنے نہ کرے گی اور اس گراب بلا سے اندیشہ عجبو کرے گی کاسالم سے
 کہا کہ اگر بد فرما لیتے مسلمان مگر ایسی باہین صہانہ کا پاپان جس کا نہ ہو اور ایسے دیبا میں تیرنا کہ نہارہ جس کا دیکھا گیا بلکہ سنائی ہو
 طریق خود و دیگر اور عاقل وہ ہو کہ جانتے کسی کام کی کرے دخل مخرج اس کا ہوا قدم مخرج قبل الوکون یعنی دخول
 پہلے خروج کو سمجھے اور آغاز و انجام ہر کام کا باوقعی دریافت کرے اور اسکے نفع و ضرر کو میزان عقل میں خوب ساقول
 اسکے بعد عمل میں لائے تا رخ بہود نہ کہینچہ اور عزیز کو بر باد فنا کرے اسی برادر نکلاے نصیحت شعارے کہا ہو پہلے جاک
 اسوار دیکھ لے بعد اسکے قدم لے اور کسی مکان حصین میں درائے پہلے راہ باہر نکلنے کی مقرر کرے اور یہ خط بہر نہا
 عمل کے قابل نہیں کیا عجیب کہ یہ خط بہر ستور مسخر اور واسطے استہزا ارتقا کے کہینچہ گیا ہوا دیکھا بعد اس کے کہ میں
 ایسا گراب ہو کاس میں پیر کے نکل سکتا ہوا اور بالضرر اس سے نجات ہی ملے تو شیر شکنیں ایسا بہا ہری ہو کہ اٹھنا
 اس کا قوت نہ شریسے باہر ہو اور اگر بر تقدیر و فرض یہ سب ہو نتیجہ ان مہلکوں اور مشقتوں کے اختیار کرے کہ کیا معلوم نہیں
 کہ کیا ہو کاش وہ فائدہ ہی لکھا ہوتا کہ ہوس فام تچہ ہی اس کا مد نظر کہتے صان یہ ہے کہ اس معاملہ میں ہرگز میں
 تیرا شریک نہیں ہوں بلکہ تجھے ہی منع کرتا ہوں فام نے کہا استغفر اللہ میں تجھے کب شریک پانا بتاتا ہوں اور تیرے منع سے
 کب اپنی ہمت اس عزیت سے پست کرتا ہوں اب سینے بعد خدا سے کہتا ہے کہ دوسرے شیطان سے ہرگز باز نہ ہوں گا اور
 تجھے ہی معذو جاننا ہوں تو قوت و اجہت مجھ پر ای کی نہیں کہتا ہر لاکھ دیکر تو تماشادیکہ اور دعا دے میری کرتا دیکھ تو پردہ
 غیب سے کیا ظاہر ہو گا کاسم کہا کہ لے بلو عزیز سمجھائیں کہ تو اپنے ارادہ باز نہ رہیگا اور اس نافرمانی کو مقرر کرے گا میں جیسا کہ
 ہوں ہی کی قوت نہیں کہتا ہوں ایسے ہی اس کا رنما ہم کے تماشے کی ہی اپنے میں طاقت نہیں پانا ہوں کہ تو دیدہ و دانستہ
 مسئلہ میں سچو اور میں تماشادیکھوں استغفر اللہ مجھے نہ ہو سیکرے گا یہ کہا اور بادیہ گیان روان ہوا اور فام نے جان کا تہم ہو کہ
 اور لب چشمہ کہ یہ ربی ربی رباعی و سیاحت اک بین میں جاؤنگا یا جان گئی یا کہ نہ ہو ٹھنڈا یا کشتی امید لگی ساحل پر نہا
 طوفان بلا کہا ونگا و دامن ہمت کو استوار باغ کے بسم اللہ مجھ پر ہا و مرہا کہ میرے شہر باہمت ویرن دیکھا پاپان میں طوفان
 شور و فزا نہ دل فکند یس بسم اللہ مجھ پر ہا و مرہا باہمت کی دیکھا کہ دریائے ہولناک تہہ کا ساحل جس کا مد نظر سے دور ہے
 لیکن کریم کاساؤ کے کہ مہ سے نزدیک ہے ہمت مردانہ کو مطلق قاصر نہ کیا آخر یقین کامل کی برکت سے کنا رچنے کے
 جاپسند کیا کہ تھیران سنگ کہا بسم اللہ کہ کے دوشن اٹھا یا اور بیک حلقہ کہ کوہ پر لچکا و دوش ہو امارا دیکھا کہ شہر بزرگ

خوش ہوا و خوش فضا دوسرے نظر آئے شہر شہر پہنٹ دنگونی بیچون بلغم ارم تازہ و فی غانم نے بالا کوہ قرار کیا اور
 اس شہر کی طرف نگاہ کرتا تھا کہ نگاہ کس شیر نے آواز ہو لنگ باہر رہا بہت بلند کی کہ لڑ لڑ کوہ پر ہو گیا اور وہ آواہل غنیمت ہو کر
 شہر ہی تمام جوق جوق غانم کی طرف متوجہ ہو گا غانم یہ جو دم دیکھ کر متحیر تھا جبکہ وہ جو دم قریب آیا شرف اُس گردہ کو غانم کی طرف
 متوجہ ہو کر دیکھ کر دعا اور سلام شایانہ بجا لایا اور کرب راہوار پر سوار کر کے اور شہر میں لگے حمام میں غسل دیا اور ارجاع عطا
 سے مسطر کر کے پوشاک بادشاہانہ پہنا کر تخت سلطنت پر بیٹھایا اور عنان سلطنت غانم کے قبضہ اختیار میں سپرد کی سب طاعت اور
 فرمان برائیں اپنے اپنے عہدہ پر مستعد اور بدل جان طبع اور فرمان بردار ہو غانم عجائبات آبی دیکھ کر متحیر ہوا اور گرجا کیہ کیا طلسم
 بتفصیل اسے بیان کر دے عن کی کیا کھانے نہانے ساقی چیمہ اور شیر کو دیکھا تھے طلسم آراستہ کپڑا اور اس شیریں گلیں کو بانواع
 فکر و امل ملاحظہ طبع و دجانت اور بنظر فرائض سہلادت اپنا بنایا جبکہ حکم رب غیب دان کوئی شخص اس چشمہ پر ملتا ہے
 اور ازلہ وغیبی اس انقا میں نکال سکے دلہو متا ہے کہ چشمہ کو طے کر کے شیر کو مجبور اس تحیر کے نہنگ سر چیمہ پر لکھا دوش پر دیکھ
 بالا کوہ پہنچتا ہے اور وہ شخص ایسا ہی عمل کرتا ہے جیسا کہ تو نے اسے کامکار عمل فرمایا اور وہ کو نہا زمانہ ہوتا ہے کہ دل بادشاہ
 اس شہر کام چمکتا ہے اس حال کے بعد سرتارہ حتمت حسن نو دولت کا اس کو کی بلند جی طبع کرتا ہے بعد کے جب و از شیر ادا کی
 سلطنت کی اور ارکان شہر کمان میں پہنچتی ہر مالک ام بادشاہ بناتے ہیں جیسا کہ مشاہیر میں شہر بار کے ایسا ہی طرح نبوت ہوتا
 ایک کی موت کے بعد نبوت دوسری کی جاتی ہے بموجب باعی ناسخ جاتا ہے جو ایک دوسرا آتا ہے یہ کہ نہ مکان نیا کہیں جاتا ہے
 ہوتا ہے عذاب چاند جب مغرب میں ہو جو مشرق سے جلوہ دکھاتا ہے نہ مدت متا دسی اس طرح پر بسر ہوتی ہے کہ اس کا عہد اور سی
 دستور کے نہ کو جس کا ہو جو کا استمرار پایا ہے بادشاہی تجھے مبارک ہو غانم نے جانا کہ تقاضا اس محنت اٹھانیکا کہ دفعہ میر
 دلہو غالب کیا باعث ہی تھا کہ تقدیر الہی فروغ کی باعث ہوئی تھی بلکہ بعبیت بخت مسعود و کار گریہ ہوتا ہے یہ سنگینہ کو اٹھاتا
 تو کہہ جوتا ہے یہ نیشل سلسلے بیان میں آئی ہے تا معلوم کہ سے تو کہ خوش بخت بخت بخت میں نہیں آتا ہے جسکے داغ میں کہ سودا و سر
 جبکہ کچھ تاجر ہر شغل کا پامال ہوتا کہ گوارا کرتا ہے اور پایہ دی اور مرتبہ دون بہ قانع نہیں ہوتا ہے اسے کلیہ میں جننگ تقرب
 شیر حاصل نہ کر دن کا اور مرتبہ مقرران حضرت میں داخل نہوں گا سر کو بالین فراغت ہر نہ کہہ نکا اور پاؤں بستر
 استراحت ہے دراز نگون کا کلیہ نے کہا کہ اسے بوالہوس اس درمفضل کی کلیہ کہان باسیگا اور اندیشہ اس عہدہ
 لایمخل کا عہد اپنے اور لازم کچھ آتا ہے اور کیون یہودہ اتش سوزان میں ہاتھ ڈالتا ہے دمنائے کہا کہ اسے
 بیزاد سر ہر سخن قوی ہو نہ کہتہ مکانی دارد ہو تھی تیرا ارشاد بجا ہے لاکھ اس وقت کہ شیر کو تحیر اور تردد لاحق ہوا اور مجھے
 راہ اسکی صرغ ترویجی بہت ناسان ہاتھ آتی ہے اگر اس وقت میں تو میرے شیر کی سرور خاطر کا باعث ہو

خوش ہوا و خوش فضا دوسرے نظر آئے شہر شہر پہنٹ دنگونی بیچون بلغم ارم تازہ و فی غانم نے بالا کوہ قرار کیا اور اس شہر کی طرف نگاہ کرتا تھا کہ نگاہ کس شیر نے آواز ہو لنگ باہر رہا بہت بلند کی کہ لڑ لڑ کوہ پر ہو گیا اور وہ آواہل غنیمت ہو کر شہر ہی تمام جوق جوق غانم کی طرف متوجہ ہو گا غانم یہ جو دم دیکھ کر متحیر تھا جبکہ وہ جو دم قریب آیا شرف اُس گردہ کو غانم کی طرف متوجہ ہو کر دیکھ کر دعا اور سلام شایانہ بجا لایا اور کرب راہوار پر سوار کر کے اور شہر میں لگے حمام میں غسل دیا اور ارجاع عطا سے مسطر کر کے پوشاک بادشاہانہ پہنا کر تخت سلطنت پر بیٹھایا اور عنان سلطنت غانم کے قبضہ اختیار میں سپرد کی سب طاعت اور فرمان برائیں اپنے اپنے عہدہ پر مستعد اور بدل جان طبع اور فرمان بردار ہو غانم عجائبات آبی دیکھ کر متحیر ہوا اور گرجا کیہ کیا طلسم بتفصیل اسے بیان کر دے عن کی کیا کھانے نہانے ساقی چیمہ اور شیر کو دیکھا تھے طلسم آراستہ کپڑا اور اس شیریں گلیں کو بانواع فکر و امل ملاحظہ طبع و دجانت اور بنظر فرائض سہلادت اپنا بنایا جبکہ حکم رب غیب دان کوئی شخص اس چشمہ پر ملتا ہے اور ازلہ وغیبی اس انقا میں نکال سکے دلہو متا ہے کہ چشمہ کو طے کر کے شیر کو مجبور اس تحیر کے نہنگ سر چیمہ پر لکھا دوش پر دیکھ بالا کوہ پہنچتا ہے اور وہ شخص ایسا ہی عمل کرتا ہے جیسا کہ تو نے اسے کامکار عمل فرمایا اور وہ کو نہا زمانہ ہوتا ہے کہ دل بادشاہ اس شہر کام چمکتا ہے اس حال کے بعد سرتارہ حتمت حسن نو دولت کا اس کو کی بلند جی طبع کرتا ہے بعد کے جب و از شیر ادا کی سلطنت کی اور ارکان شہر کمان میں پہنچتی ہر مالک ام بادشاہ بناتے ہیں جیسا کہ مشاہیر میں شہر بار کے ایسا ہی طرح نبوت ہوتا ایک کی موت کے بعد نبوت دوسری کی جاتی ہے بموجب باعی ناسخ جاتا ہے جو ایک دوسرا آتا ہے یہ کہ نہ مکان نیا کہیں جاتا ہے ہوتا ہے عذاب چاند جب مغرب میں ہو جو مشرق سے جلوہ دکھاتا ہے نہ مدت متا دسی اس طرح پر بسر ہوتی ہے کہ اس کا عہد اور سی دستور کے نہ کو جس کا ہو جو کا استمرار پایا ہے بادشاہی تجھے مبارک ہو غانم نے جانا کہ تقاضا اس محنت اٹھانیکا کہ دفعہ میر دلہو غالب کیا باعث ہی تھا کہ تقدیر الہی فروغ کی باعث ہوئی تھی بلکہ بعبیت بخت مسعود و کار گریہ ہوتا ہے یہ سنگینہ کو اٹھاتا تو کہہ جوتا ہے یہ نیشل سلسلے بیان میں آئی ہے تا معلوم کہ سے تو کہ خوش بخت بخت بخت میں نہیں آتا ہے جسکے داغ میں کہ سودا و سر جبکہ کچھ تاجر ہر شغل کا پامال ہوتا کہ گوارا کرتا ہے اور پایہ دی اور مرتبہ دون بہ قانع نہیں ہوتا ہے اسے کلیہ میں جننگ تقرب شیر حاصل نہ کر دن کا اور مرتبہ مقرران حضرت میں داخل نہوں گا سر کو بالین فراغت ہر نہ کہہ نکا اور پاؤں بستر استراحت ہے دراز نگون کا کلیہ نے کہا کہ اسے بوالہوس اس درمفضل کی کلیہ کہان باسیگا اور اندیشہ اس عہدہ لایمخل کا عہد اپنے اور لازم کچھ آتا ہے اور کیون یہودہ اتش سوزان میں ہاتھ ڈالتا ہے دمنائے کہا کہ اسے بیزاد سر ہر سخن قوی ہو نہ کہتہ مکانی دارد ہو تھی تیرا ارشاد بجا ہے لاکھ اس وقت کہ شیر کو تحیر اور تردد لاحق ہوا اور مجھے راہ اسکی صرغ ترویجی بہت ناسان ہاتھ آتی ہے اگر اس وقت میں تو میرے شیر کی سرور خاطر کا باعث ہو

توفیقین کی کہ مطلب میرا مصاحبت ہو چلا جا مل ہو کلیلہ نے کہا کہ اول مصاحبت شیر کی تیرے واسطے ایک امر خیالی ہے
اور بغرض محال اگر بہرہی ہو اگر تو نے کہ ساری عمر بادشاہ کا تقرب نہیں پایا ہے اور طریقہ آداب بادشاہی سے نا آشنا ہے
پس یہ سب شدہ ایک نین نا شدہ ہو کثیر جانی ہلاکت کا باعث ہو جائیگا اور پھر تدارک بھی کچھ نہ ہو سکیگا مگر
کہا کہ جو شخص عامل اور صاحب فضل ہو نا ہی زندگیاں میں ہر فن کا ہوتا ہے جبکہ میں آدشاہی میں نظر کرنا ہو گا اور جو راہ
روش مقرران قدیم کی دیکھو نگاہ کی پیروی قدم بہ قدم کر کے نگاہ وہ کیا ہے کہ غلاب شیر کا مجھ سے اور دوسرے بہرہ کی کسی
پایلیں ہے اور یہی سبب نہیں ہوتی ہیں جبکہ مسعدت کرتا ہے اور پایہ بلند پر پہنچتا ہے تو خود بخود وہ آپ فنانی ہو جاتا ہے
چنانچہ انجمن لکھا ہے کہ آفتاب ت ایک محقر بازار کی کا بلند ہوا آخر کاریہ جہاں دیکھیں چھا اور شہرہ اس کے ظلم و ستم کا
عالم میں منتشر ہوا ایک شاہ قدیم نے اس کو لکھا کہ تو پیشہ بخاری خوب جانتا تھا طریقہ ملک داری کا کسٹ سیکھا اس نے
جواب لکھا کہ جس نے مجھے دولت کا سکھای عطا فرمائی اول قانون جہاں داری کی سیر لکھ سینہ پر لکھ کر تھے مولفہ بیت صورت
ابھی ہو چو کی ہوتا ہے بد جو سزا داری کا دم دس ہوی ہوتا ہے کلیلہ نے کہا کہ بادشاہ کا نام با فضل کو مخصوص اپنا نہیں تاتے
میں بلکہ ہے نذر دیکھ کو کارش اسانی کہتے ہیں اور پیشہ ہاشت اعتماد اور انکا چلا آتا ہے اور میں اپنی خدمت میں اختصاص
میں اور نو شیر کے ساتھ سابقہ موروثی رکھتا ہے نو سید ذلی کوئی پایا جاتا ہے کہ اس سے سزا داری خلا دستور نو پای ملک آباد
یہ نظر آتا ہے کہ قباحت کا کوئی ایسا پہلو نکل آئے کہ مسرت عظیم کا باعث ہو اور یہ بہرہ ہی تسلیم کیا کہ تو نے شیر کا تر دو خاطر منع
کیا اور وہ سرور ہی ہوا عرض واسطہ ہی ہے کہ تیری حقیقت سزا زیادہ کچھ سکو کہ کردی شکل نہیں ہے بلکہ شیر موبے کہہ کر کا
باجدار نے ایسی خبر بادشاہ کو دی ہے کہ نہایت سرور ہو میں اور عرض سکا انعام خلعت و کمرہ و سوار زیادہ عطا فرمایا
ہے یہ نہیں کہی سنا ہی کہ اس حسن کو بھی وزیر یا مصاحب یا منصب کیا ہو اور جو بہرہ ویز حال ہی ایسا ہی ہے بشرطیکہ گمان
بیزار دست پڑے اور اگر خطا تیری راے میں واقع ہوئی تو وہی ہوتا ہے کہ جو سینہ پہلے کہا ہے دستانے کہا کہ جو بادشاہ
کی صحبت میں سرفراز ہوا اس کے بعد اس کے تسلیم و جد و جہد اختیار کر دی اور بڑھنے لسیار و شہرت ہائے انوار سے مصافحہ کر
مکن نہیں ہو کہ مضامین اسکا روز افزون ہو مگر بہرہ ضرور ہے کہ جب بادشاہ کی نزدیکی حاصل ہو تو بارخ کام کو اختیار کرے
پہلے بہرہ کشا آتش ختم کو آب حلام سے بجھا ڈالے و سو کو مشیطان اور شہر ہو چھڑکرتا ہے تیسرے عرض میں بدہ اور طرح سے دیگر کو
مفضل پر غالب نے دی تو ہم نے ان کے راستی کو تیری پر رکھے اور دروغ و فریب سے اجتناب کلی کر دی باخون جھوٹا کہشیں نے
و میں انت قدم ہر کہم را و کی جستجاء برائے کلیلہ نے کہا کہ تیری خوب رہی اور میری کہا تفصیلا کہ یہ فرمایا جا کہ تم بادشاہ
نزدیک بھی پہنچو پھر جس ہر سے غور نظر ہو کر توبہ علی کو حاصل کر دو مگر اسناد کہ اگر تفرق بادشاہ کا حاصل ہوا تو اپنی خصلتیں اختیار کر دو گاہے

و در این باب

کامل بر ترحم ندی اور اگر منصب بنجر دو کاخ و مند و ن جز یا ده کیا جائیگا تو غفل کلی امور سلطنت میں راہ ناپائیدار
 اور شامت اس فعل کی بادشاہ کے حال پر خیر رجوع کر کی ہیئت ہو اس شہر میں نہار ہا ساسا فکرن : یعنی دین کے یا وہ
 جہاں قی زغن : کلام و مناجات کہ تمام ہو انیسے اسے تلف کیا اور حکم دیا کہ باقی یہ حاضر ہو اگر کسی کے نرا اس ن یا وہ کرتے لگا
 اور بیشتر صلح اور مشورہ اسکا مقبول کرتا تھا اور مناجات حکایت عجیب و نجات لطیف سے خوش بانی کرتا تھا ہوسے عرصہ میں
 محمد حرم سلطنت ہو گیا اور صلح امور سلطنت میں مشارالہیہ ہوا ایک دن وقت مساعدا پاکے عرض کیا کہ مدت ہوئی
 ہے کہ حضرت ایک جلسہ پر قرار پکا ہے لذت شیر شکار اور تماشای بارغ و بہار سوائے نہا کیا سبب اسکا کیا ہو چاہتا ہوں
 کہ موجب اسکا معلوم کروں اور اس بات میں جس طرح سو کہ ہو سکے تدبیر شکار کروں اور جو چیز کہ باعث ملال خاطر قریبی ہیئت
 ہے ایسی تدبیر متصور کر دوں شیر شکار ہا کہ دمناسی حال اپنا مخفی کرے اور کوئی سخن ساختہ کہہ کر ہلاک دہی کر لاسی حال میں
 شہر سے آواز عدا اسکا خولہ کہنے سے شیر آواز شہر پہنچے کے ساتھ ہی زرد اور سرسبز ہو گیا اور عنان اختیار ہا تہہ و چوٹ
 گئی شیر شکار کہ یہ حرکت میری دمناسی کشف ہو گئی بنا چاری حال بنا مشر و جان کیا کہ سبب میری شہت کا یہی آواز
 ہوا کہ ہے کہ سنتا ہوں اور نہیں جانتا ہوں کہ یہ آواز کسی ہو مگر معلوم ہوتا ہے کہ قوت مشوکت اسکے موافق آواز کے
 مقرر ہوئی اگر ایسا ہے کہ جیسا میں سمجھا ہوں تو رہنا اس مقام کا صواب و دیگر دستا کی بادشاہ کو سوسا اس آواز کو اور تواند شہ
 نہیں ہے شیر نے کہا کہ ہرگز نہیں میں مدت سواس آواز کی فکر میں مبتلا ہوں منائے کہا کہ اس آواز پر جلا وطن کر ہا اور بلکہ
 میوہی کو چھوڑنا اور اس تنگ ناموس و رگزار ناطات جو نزدیکی کے لئے کو کسی کی آواز سے سرسبز ہو گیا بادشاہ کی شاک
 لایق ہے کہ کوہ مانند ثابت قدم ہو اور مانند کاہ ہر ہوسے مترزل نہ ہو جائے نظم کیا ہو تندی کی حقیقت پیش کوہ : آواز تنگی کی
 طرح اسکا شکوہ : چاہے ہر حال میں ہو مستقل : عیب سے ہر امر میں ہو مہول دل : بزرگوں نے کہا ہے ہر آواز بلند اور جفہ قوی پر
 اوقات نکلیا جائے کہ ہر صورت ولایت میں پر نہیں کرتی ہو اور ہر ظاہر موافق باطن کے نہیں ہوا ہر شاخ ہر چند فہرہ ہو جو چاہے
 ٹوٹ جاتی ہو اور کلنگ ہر چند بزرگ جتن ہوتا ہے جنگال باز کو جفاقت کا شکار ہوتا اور جو کوئی کہ اعتبار جفہ تو کیا کہتا
 اسے پہنچتا ہو جس و باہ کو پہنچا شیر نے کہا کہ قصہ و باہ کیونکہ تہا حکایت ر و باہ دستا کہا ایک و باہ اسطے طعی کے ایک
 بیشہ میں بہرتی تھی ایک درخت کے تلے پہنچی کہ ایک طفل ہلوئی اسے بلاتا تھایے ہوسے کہ کسی کے وقت پہلوان دہول بجایا ہوں اور
 جبکہ ہوا جلتی تھی شاخ اس دھند کی اسٹ ہول رہتی تھی آواز ہلکین اس غلجہ تھی ہوا باہ اس دھند کے تلے ایک مرغ
 خانگی کو دیکھا کہ تلاش دین و کرم زمین پر مسند لانا ہو و باہ چاہا کہ اس غفلت میں اسے شکار کرے لگا لگا آواز دہول کی و باہ
 کا مین پہنچ گیا کہ کر کے دیکھا کہ جتنہ کلان ناپے : طبع اسکی دوبالا ہوئی دل میں کہ مرغ کو چک سے کیا حاصل ہو گا

اور اگر منصب بنجر دو کاخ و مند و ن جز یا ده کیا جائیگا تو غفل کلی امور سلطنت میں راہ ناپائیدار
 اور شامت اس فعل کی بادشاہ کے حال پر خیر رجوع کر کی ہیئت ہو اس شہر میں نہار ہا ساسا فکرن : یعنی دین کے یا وہ
 جہاں قی زغن : کلام و مناجات کہ تمام ہو انیسے اسے تلف کیا اور حکم دیا کہ باقی یہ حاضر ہو اگر کسی کے نرا اس ن یا وہ کرتے لگا
 اور بیشتر صلح اور مشورہ اسکا مقبول کرتا تھا اور مناجات حکایت عجیب و نجات لطیف سے خوش بانی کرتا تھا ہوسے عرصہ میں
 محمد حرم سلطنت ہو گیا اور صلح امور سلطنت میں مشارالہیہ ہوا ایک دن وقت مساعدا پاکے عرض کیا کہ مدت ہوئی
 ہے کہ حضرت ایک جلسہ پر قرار پکا ہے لذت شیر شکار اور تماشای بارغ و بہار سوائے نہا کیا سبب اسکا کیا ہو چاہتا ہوں
 کہ موجب اسکا معلوم کروں اور اس بات میں جس طرح سو کہ ہو سکے تدبیر شکار کروں اور جو چیز کہ باعث ملال خاطر قریبی ہیئت
 ہے ایسی تدبیر متصور کر دوں شیر شکار ہا کہ دمناسی حال اپنا مخفی کرے اور کوئی سخن ساختہ کہہ کر ہلاک دہی کر لاسی حال میں
 شہر سے آواز عدا اسکا خولہ کہنے سے شیر آواز شہر پہنچے کے ساتھ ہی زرد اور سرسبز ہو گیا اور عنان اختیار ہا تہہ و چوٹ
 گئی شیر شکار کہ یہ حرکت میری دمناسی کشف ہو گئی بنا چاری حال بنا مشر و جان کیا کہ سبب میری شہت کا یہی آواز
 ہوا کہ ہے کہ سنتا ہوں اور نہیں جانتا ہوں کہ یہ آواز کسی ہو مگر معلوم ہوتا ہے کہ قوت مشوکت اسکے موافق آواز کے
 مقرر ہوئی اگر ایسا ہے کہ جیسا میں سمجھا ہوں تو رہنا اس مقام کا صواب و دیگر دستا کی بادشاہ کو سوسا اس آواز کو اور تواند شہ
 نہیں ہے شیر نے کہا کہ ہرگز نہیں میں مدت سواس آواز کی فکر میں مبتلا ہوں منائے کہا کہ اس آواز پر جلا وطن کر ہا اور بلکہ
 میوہی کو چھوڑنا اور اس تنگ ناموس و رگزار ناطات جو نزدیکی کے لئے کو کسی کی آواز سے سرسبز ہو گیا بادشاہ کی شاک
 لایق ہے کہ کوہ مانند ثابت قدم ہو اور مانند کاہ ہر ہوسے مترزل نہ ہو جائے نظم کیا ہو تندی کی حقیقت پیش کوہ : آواز تنگی کی
 طرح اسکا شکوہ : چاہے ہر حال میں ہو مستقل : عیب سے ہر امر میں ہو مہول دل : بزرگوں نے کہا ہے ہر آواز بلند اور جفہ قوی پر
 اوقات نکلیا جائے کہ ہر صورت ولایت میں پر نہیں کرتی ہو اور ہر ظاہر موافق باطن کے نہیں ہوا ہر شاخ ہر چند فہرہ ہو جو چاہے
 ٹوٹ جاتی ہو اور کلنگ ہر چند بزرگ جتن ہوتا ہے جنگال باز کو جفاقت کا شکار ہوتا اور جو کوئی کہ اعتبار جفہ تو کیا کہتا
 اسے پہنچتا ہو جس و باہ کو پہنچا شیر نے کہا کہ قصہ و باہ کیونکہ تہا حکایت ر و باہ دستا کہا ایک و باہ اسطے طعی کے ایک
 بیشہ میں بہرتی تھی ایک درخت کے تلے پہنچی کہ ایک طفل ہلوئی اسے بلاتا تھایے ہوسے کہ کسی کے وقت پہلوان دہول بجایا ہوں اور
 جبکہ ہوا جلتی تھی شاخ اس دھند کی اسٹ ہول رہتی تھی آواز ہلکین اس غلجہ تھی ہوا باہ اس دھند کے تلے ایک مرغ
 خانگی کو دیکھا کہ تلاش دین و کرم زمین پر مسند لانا ہو و باہ چاہا کہ اس غفلت میں اسے شکار کرے لگا لگا آواز دہول کی و باہ
 کا مین پہنچ گیا کہ کر کے دیکھا کہ جتنہ کلان ناپے : طبع اسکی دوبالا ہوئی دل میں کہ مرغ کو چک سے کیا حاصل ہو گا

نامہ بر العام کو واسطے خاص عام حکم عام در کہا جو مولف بیت وہ شاموں سب غلطی جو شخصی مجھے بسبب شمس میں نہیں
 ہو کوئی شاک مجھے پکا کوئی بعد عاشقائے کفایت چست بند ہی اور پیشہ حاضر باشی کرنے لگا شیریں ہر روز زیادہ تر لطافت
 فرماتا تھا اور قریب سرکار روز بروز تاجا تھا اور اعزاز اور اکرام اس کا نسبت سب رکان دولت کے مدبم ترقی پاتا تھا اور حسن خوبی
 اور جو ہر ذاتی اسکی ہر دم ذہن میں شیر کی راسخ ہوتی جاتی تھی کہ مقربان عالی مقام میں شمار ہو گا غرض کہ اسکی سبب
 بجایا کہ تہو تیسے عرصے میں شیر کا محرم اسرار ہوا اور ہر ساعت منزلت زیادہ اور مرتب عزت بلند ہونا لگا کہ یہی سبب میں جمع
 ارکان دولت اور عیان حضرت مرتبہ شہر کا زیادہ ہو گیا جبکہ دمنائے دیہا کہ شیر غارت بیل کی سرخ اور لوط کو پہنچا اور انعام
 و اکرام میں یہاں تک افراط کی کہ مرتبہ اعتدال در گذار اور مساکینات کو اس کے کچھ نعمت فی مہربانی کسی مہم میں مشغول رہا کہ اس کا
 نہ ہا دست حسد پر ہمارا لگا اور سر مرتبہ تاسف دیدہ دل میں لگا اور آتش خشم و فدا غیرت زاوید مانع طبع لگا بیت زمین
 حاکم بہر کئی ہو کر نار حسد پہلے حاکم کو طعانی سننے ہی کا حسد بقصہ خواب قرار دینا کا مفاقت کر گیا اور آرام سکون
 نے ساخت سیکھت رخت فاقست اٹھایا نہ شاکست اسکی کلید پاس لے گیا اور کہا کہ ای برادری رخت را اور سستی تیر نہیری کلید
 کہ تمامی ہوتے شیر اس کے لئے صرف کی اور گاؤں کو کہ شیر کی مقراری اور اضطرار کا باعث تھا اسکی خدمت میں سانی حاضر کیا
 اور مجمع مقربان سلطانی سو پیشی لیکھا اور میں اسکی مصاصبت کے سبب اپنی مرتبہ بھی کر گیا کلید نے جوابدیا کہ جان من کار
 خود کردہ را علاج نیست یہ تیشہ آپ کو اپنے پاؤں پر مارا اور غبار فتنہ اپنی ہاتھ سے اپنی راہ میں بر پا کیا تھوڑے میں تانا
 کہ جو زانو کو پیش آ یا تہا دستان گھما کر ماجرا زادہ کا کہو کہ تہا حکایت کلید نے کہا کہ تہن لایک اند کو بادشاہ کشت
 فافہ عطا کیا ایک جو اس حال پر اطلاع پاک خدمت میں نہ اند کے بارادت حاضر ہو کر مدد ہوا اور خدمت قرار واقعی کرتے
 اور او پر لافٹ کے سیکھنے میں یہاں تک جد تبلیغ کی کہ محرم اسرار ہو گیا جبکہ زانو کو سبب غماؤں کے غفلت ہوئی ایک دن خلعت چرا
 راہی جبکہ زانو خلعت کو پایا اور میرا کو غلبہ دیکھا کہ ہوا کہ جو رہتا اسی جیلہ و خلعت چرا لیا اسکی تلاش میں شہر کی طرف
 روانہ ہوا راہ میں دیکھا کہ دو کچھ بڑے ہیں اور ایک دو سر کو محمد بن کہیا ہوا خون و خون کا زمین پر گرتا ہوا رو باہر گرسنہ اس
 حاملین خون آٹھانے لگی کہ اتفاقاً دونوں کے گھر کے بیچ میں آجڑی استخوان اسکی مانند سر کے پس کے زانو اسکی گھٹنا پہنچے ہو
 روانہ ہوا خشک شہر میں پہونچا اور وادیاں شہر کے بندے جگہ فاقست کی ہر چند تلاش کی نہ پاں قضا ایک عورت کو بٹھے پر کھڑی
 تماشہ کہتی تھی زانو کی سرگردانی سے جی کہ یہ مرد خرب الوطن، مکان میں آ جا کہ جاگیدہ دی زانو غنیمت سمجھ کر اس
 مکان میں فروکش ہوا اور گشتہ کا شایہ میں دیدہ یا دہی میں مشغول تہا درود عود کا کار نہا شجاری میں شہرہ آفاق
 تھی اور کہیں اس کے سالن بدکاری کے سبب پر گرتی تھیں ان کے کینیز تہا خیر تہا کہ گشتہ جمال سے عود سالن بہشت کو

لفظ عام
 غلطی
 شمس
 شاک
 کفایت
 حاضر باشی
 تاجا
 اعزاز
 اکرام
 نسبت
 رکان
 دولت
 مدبم
 ترقی
 ہونا
 شمار
 غرض
 سبب
 منزلت
 بلند
 ہونا
 لگا
 یہی
 سبب
 جمع
 ارکان
 دولت
 عیان
 حضرت
 مرتبہ
 شہر
 کا
 زیادہ
 ہو
 گیا
 جبکہ
 دمنائے
 دیہا
 کہ
 شیر
 غارت
 بیل
 کی
 سرخ
 اور
 لوط
 کو
 پہنچا
 اور
 انعام
 و
 اکرام
 میں
 یہاں
 تک
 افراط
 کی
 کہ
 مرتبہ
 اعتدال
 در
 گذار
 اور
 مساکینات
 کو
 اس
 کے
 کچھ
 نعمت
 فی
 مہربانی
 کسی
 مہم
 میں
 مشغول
 رہا
 کہ
 اس
 کا
 نہ
 ہا
 دست
 حسد
 پر
 ہمارا
 لگا
 اور
 سر
 مرتبہ
 تاسف
 دیدہ
 دل
 میں
 لگا
 اور
 آتش
 خشم
 و
 فدا
 غیرت
 زاوید
 مانع
 طبع
 لگا
 بیت
 زمین
 حاکم
 بہر
 کئی
 ہو
 کر
 نار
 حسد
 پہلے
 حاکم
 کو
 طعانی
 سننے
 ہی
 کا
 حسد
 بقصہ
 خواب
 قرار
 دینا
 کا
 مفاقت
 کر
 گیا
 اور
 آرام
 سکون
 نے
 ساخت
 سیکھت
 رخت
 فاقست
 اٹھایا
 نہ
 شاکست
 اسکی
 کلید
 پاس
 لے
 گیا
 اور
 کہا
 کہ
 ای
 برادری
 رخت
 را
 اور
 سستی
 تیر
 نہیری
 کلید
 کہ
 تمامی
 ہوتے
 شیر
 اس
 کے
 لئے
 صرف
 کی
 اور
 گاؤں
 کو
 کہ
 شیر
 کی
 مقراری
 اور
 اضطرار
 کا
 باعث
 تھا
 اسکی
 خدمت
 میں
 سانی
 حاضر
 کیا
 اور
 مجمع
 مقربان
 سلطانی
 سو
 پیشی
 لیکھا
 اور
 میں
 اسکی
 مصاصبت
 کے
 سبب
 اپنی
 مرتبہ
 بھی
 کر
 گیا
 کلید
 نے
 جوابدیا
 کہ
 جان
 من
 کار
 خود
 کردہ
 را
 علاج
 نیست
 یہ
 تیشہ
 آپ
 کو
 اپنے
 پاؤں
 پر
 مارا
 اور
 غبار
 فتنہ
 اپنی
 ہاتھ
 سے
 اپنی
 راہ
 میں
 بر
 پا
 کیا
 تھوڑے
 میں
 تانا
 کہ
 جو
 زانو
 کو
 پیش
 آ
 یا
 تہا
 دستان
 گھما
 کر
 ماجرا
 زادہ
 کا
 کہو
 کہ
 تہا
 حکایت
 کلید
 نے
 کہا
 کہ
 تہن
 لایک
 اند
 کو
 بادشاہ
 کشت
 فافہ
 عطا
 کیا
 ایک
 جو
 اس
 حال
 پر
 اطلاع
 پاک
 خدمت
 میں
 نہ
 اند
 کے
 بارادت
 حاضر
 ہو
 کر
 مدد
 ہوا
 اور
 خدمت
 قرار
 واقعی
 کرتے
 اور
 او
 پر
 لافٹ
 کے
 سیکھنے
 میں
 یہاں
 تک
 جد
 تبلیغ
 کی
 کہ
 محرم
 اسرار
 ہو
 گیا
 جبکہ
 زانو
 کو
 سبب
 غماؤں
 کے
 غفلت
 ہوئی
 ایک
 دن
 خلعت
 چرا
 راہی
 جبکہ
 زانو
 خلعت
 کو
 پایا
 اور
 میرا
 کو
 غلبہ
 دیکھا
 کہ
 ہوا
 کہ
 جو
 رہتا
 اسی
 جیلہ
 و
 خلعت
 چرا
 لیا
 اسکی
 تلاش
 میں
 شہر
 کی
 طرف
 روانہ
 ہوا
 راہ
 میں
 دیکھا
 کہ
 دو
 کچھ
 بڑے
 ہیں
 اور
 ایک
 دو
 سر
 کو
 محمد
 بن
 کہیا
 ہوا
 خون
 و
 خون
 کا
 زمین
 پر
 گرتا
 ہوا
 رو
 باہر
 گرسنہ
 اس
 حاملین
 خون
 آٹھانے
 لگی
 کہ
 اتفاقاً
 دونوں
 کے
 گھر
 کے
 بیچ
 میں
 آجڑی
 استخوان
 اسکی
 مانند
 سر
 کے
 پس
 کے
 زانو
 اسکی
 گھٹنا
 پہنچے
 ہو
 روانہ
 ہوا
 خشک
 شہر
 میں
 پہونچا
 اور
 وادیاں
 شہر
 کے
 بندے
 جگہ
 فاقست
 کی
 ہر
 چند
 تلاش
 کی
 نہ
 پاں
 قضا
 ایک
 عورت
 کو
 بٹھے
 پر
 کھڑی
 تماشہ
 کہتی
 تھی
 زانو
 کی
 سرگردانی
 سے
 جی
 کہ
 یہ
 مرد
 خرب
 الوطن
 مکان
 میں
 آ
 جا
 کہ
 جاگیدہ
 دی
 زانو
 غنیمت
 سمجھ
 کر
 اس
 مکان
 میں
 فروکش
 ہوا
 اور
 گشتہ
 کا
 شایہ
 میں
 دیدہ
 یا
 دہی
 میں
 مشغول
 تہا
 درود
 عود
 کا
 کار
 نہا
 شجاری
 میں
 شہرہ
 آفاق
 تھی
 اور
 کہیں
 اس
 کے
 سالن
 بدکاری
 کے
 سبب
 پر
 گرتی
 تھیں
 ان
 کے
 کینیز
 تہا
 خیر
 تہا
 کہ
 گشتہ
 جمال
 سے
 عود
 سالن
 بہشت
 کو

شہزادہ کرتی تھی اور قاتل بالکتاب کو آتش غیرت کے جلائی تھی اور چشم مست کی تیر غریبے سیزہ عالم میں مانند ہونے کے خزانہ کرتی تھی
 اور لہجہ انجمن سوسنگ شکر کے مانند حلاوت ریح افزا غطا کرتی تھی وہ ساہلہ لیگ ان خیابان مشکین موسر بلالہا سیاہین
 زبان باریک میان کچھ نہ کران تھا اسکی چمن لطف پچتا اور نوش زبان غرق فی اسکی شکر شہزادہ گنیز کے شوق و اضطراب میں
 تھی لیکن اسکی اس درجہ کہستی تھی کہ جلدی ایک دم کی تلخی مرگ سویر نہ سمجھتی تھی ہمیشہ باہم رنگ بوی گل کے مانند مفارقت کرتے
 تھے وہ عورت ہی ذلیفہ اس جوان کی تھی اور وہ جوان مطلق سپہ القات نکرتا تھا فقط اس کینہ کا شیدا تھا یہ عورت
 وصل کینہ جوان کی تھی گاتی چاہا کہ جی انکو لاکر کسائی نہ کرے کہ اسکی گھڑی کے گھیر میں مہمان تھا تیرا سے جوان کی
 ہلاکت کی اس طرح پر کی تھی کہ شہزادہ میں اسکی بیہوشی کر ملا کر باہتا جیکہ دوسرے شہزادہ یہوشی سے جو زن بد کاہنے سو
 زہر ملا بل کو ایک نے میں رکھ دیا اور ایک نے اسکا ہاتھ پھینکی میں جو انکی رکھا اور ایک نے منہ میں کہہ کے چاہتی تھی ہونے
 دماغ میں پہنچنے کے ساتھ ہی مغز اسکا زہر ہو کر پچا کہ حکم یہ خیب دان چیدنک اس جو انکو آبی سودہ زہر کہ نئے میں
 بہر تھا چیدنک کے زور سے جعت قہقری کے گلو اور دماغ میں اس قہر کے سیرت کر گیا اور بالاک ہو گئی ہو جو ب مصرع
 ہم دوسرے زوی کہ در دردی بیت جو با کسکی سیکار بندھانے کیا بس اس سیکار بندھانے کو مشاہدہ اس کے دہانے وہ لٹا
 روز قیامت کی دوزخ ہو گئی تھی جسوقت کہ اہل جہنم راویہ شب ظلماتی سے مخلصی پاک سجادہ طاقت کو مہربانی پیچایا عالم کو
 ہوا ز اہل اس گروہ اہلین خصلت کی ظلمت سے رہائی پائی اور خلک مکان موسر تلاش کرنے لگا ایک گفتگر نے کہ متفق خاص
 زابیکا اور باشندہ اس شہر کا تھا دیکھ کہ قدم بڑے اور پنے گہر میں گیا اور تمام قبیلہ کو زابیکا کی خدمتگذاری میں مشغول کیا
 تمام موسر اس طرح گذر شب کو آپ بظورت ضیافت کے بعد تہا با جازت زابیکا کے شہر کے گہر گیا اور زو ج اس گفتگر کی ایک
 آشنا کہتی تھی زیادہ خوش و عشوہ ساز عشق باز اور دیکھ لالہ انکے درمیان آفت و زکا رہی کہ انسون آفتاب آتش کو ہم
 جمع کرتی تھی اور زبانی موسر گلا کو موم بناتی تھی زن گفتگر نے گہر جا کے اس لالہ کو بلو کہہ کہا کہ اس شیریں لب کو خبر کر
 ابھی شب شہزادہ غامی گس وصحت اندیشہ شمس مصرع بر خیز دیا چاکلن انم و توب حسب الطیب شاہ نگاہ جوان
 در جاضر ہو کر منظور و ازہ کہنے کا تھا بیک کا گفتگر اس شب ظلماتی میں مانند بکات گہائی کے پہنچا اور اس کو دوسرے دیکھا
 بیش ازین ہی گفتگر کو بدگمانی میں نشانوں کے سبب تھی اسوقت کہ اس حدیث کے لئے دیکھا یقین ہو کہ وہ گن میرا گن
 متبا بلکہ یقین تھا کہ میں نے دیکھا کہ حوت ہو آ رہا ہے اور اسے منظور نہ نہیں ہے فص او رہا اسکا اور ہی گفتگر کے یقین کا ناہو بلکہ
 گفتگر نے ہنسی سے جو تیرا اس کا کہے تیرے گفتگر کی کار شہزادہ لیا جگہ جو نہ کو کو بڑا کھا کھا سون غار حکم لایا
 آپ بترا ام جو دوزخ ہوا ز اہل اس شب کہ اسکا مہمان تھا دل میں کہتا تھا کہ یہ حققتی زو کو کہ انصاف ہو بلکہ اگر میں شہزادہ

ما فرجام یعنی ناک مانند جام کے ہاتھ پر رکھ کے لبوں میں دبی ہوئی تھیرتی لکھیا جیلہ رنگیتہ کری اور یہ صورت کس شکل سے
 شوہر کو دکھائے وہ ہسایا اور قارب کیا غدر پریشلا کر اور پڑا اور گیا نیکے سوال کا کیا جواب دیں حالیں صبر کا ذبیحہ نہ ہونی
 جگام جا گا اور ادا وادی کے کشت میری دکھانے خواجہ روز صلاح ہونا علی الصباح وہاں جانیوں عورتیں جو نیکہ جگام جگام
 زن بینی بریدنے ایک سترہ تھیں جگام کو چاچا جھپٹے میں آیا اور سترہ کی مین ہستہ سیکھنے چھینکے یا اور کہا کہ مین کتہ تامل ہی نام جام
 انگنا جھون اور تہ ایک سترہ دیتی ہے عورت غوغا کیا کہ باغ ناک ہا ناک جگام پنجہ نہا قربا و ہسایا اور غاسی جمع ہو کر عورت
 غول آلودہ اور مینی بریدہ دیکھا زبان ملت جگام پر سنے کہوں وہ چچا و جیلان پریشان نہ روی اور قرار کہنا نہ زبان انکا جبکہ صبر
 جہان افزہ نے پردہ ظلمت کے آگے سر اٹھا یا اور آئینہ گیتی نالینی افتاب جام جہان گردنشان ہوا بیت شب کی آغوش لایا کہ
 انار صبح بد آتش خوشیدنے کی گرمی بانا ر صبح بد افزا عورت کے جگام سیکنا کہ گرفتار کر کے نزدیکی ناضی شہر کے لیکے اتفاقا تارہ
 دم صبح فاضی کی ملاقات کیلئے کہ سابقہ سابق رکھنا نہا حاضر ہوا نہا کے مین ہی موجود تھا اور یہ تماشیاں اولیٰ آخری تماشیاں
 کیا تہ جبکہ قربا و دن جگام راتہ ہکا روبرو تھامی کے کیا فاضی نے پوچھا کہ او ستا داس روز کی ناکاٹنے کاسبت تھا جگام
 ہوتی ناخستہ سے جواب مقول سرانجام ہوا فاضی نے حکم الہی و صفا ص کے سکویا زابا لٹھا اور کہا کہ ایسا آقا ہی ہکا مین مل کر اور
 دیدہ فرست کہول کہ پور خلعت میرا نہیں لیکیا اور رو باہ ہلاک نہیں ہوئی اور زن ہلاک ہو کہ نہ ہر بلا بل نہیں ہلاک کیا ہو
 زن گفتہ نے مینی جگام جوری نہیں کھائی بلکہ یہ سب مین سے بچنے خود مین مین فاضی نے جگام کے قصاص سے مال کیا اور نہ لایا
 کی طرف متوجہ ہوا کہ اس جہاں کا تر جانی ہلو اور مانی نہا کا بیان واضح فرما زابا جو معایہ کیا اور سنا نہا از ابتدا تا انتہا مشر جابا کیا
 اگر مجھے مرید کرنے کی آرزو نہ ہوتی تو تر بات در زمین گرفتار نہ ہوتا اور رو باہ اگر گرفتار طبع طبع نہ ہوتی تو دوجہر کے حصے سے ہلاک
 نہ ہوتی اور یہ زن فاضی جو ان غافل کا گرفتار نہ کرتی تو جان شیریں اس تلخی سے کہوں اور زن جگام اگر مدد گاری حرام کیا کی کرتی
 تو ناک کٹوانی اور فضیحت عالم نہ ہوتی اور جو کوئی کہہ دی کرے تو نیکی کی طبع نہ کہے اور جو کہ انداز میں ہوئی سیدہ اذہنا شیریں کی نکر
 بیت چنین گفت دانا آموز گارہ مکن بد کہ میری اندوز گارہ اور نیکہ لے کہی سینے انو جانے کہ راہ میں سخت کی خودی
 واسطے تو نے نکالی ہے اور روزانہ اس رخ و شفت کا آپس پر منہ پرتو نہ کہو لای مصرعہ گناہ کا لیکم راست کہ تراہ و ستا
 کہا کہ ای بار دین ہر طے جلا و صفا انکا اور صاف میں کو لپٹا تھی دھکا لگا دگو تر بعت کر اگر اگر جلت بلیا قتل کر دوا نکلا و ستا
 ہفتن الہ السنہ منطقی ہوگی والا نہ ہا بیت بہت دور ہر کال ہر مین کہی کر دن او بزرگوں نجی کہا جو لپٹا خونی تھیں
 سہی کرے عذر دی لکھ جائی اول شرط ہلکے کہ ریک نہا نہ تو طلب شد و ماچین کوشش کی نہا سب دو سر و سر و سر
 کرنا دوس جیسے کہ حال اور استقبال ہیں جو مان حضرت ہو عیسر کے محافظت خفت مین کہی غفلت نہ کرے

وہ سترہ کی مین ہستہ سیکھنے چھینکے یا اور کہا کہ مین کتہ تامل ہی نام جام
 انگنا جھون اور تہ ایک سترہ دیتی ہے عورت غوغا کیا کہ باغ ناک ہا ناک جگام پنجہ نہا قربا و ہسایا اور غاسی جمع ہو کر عورت
 غول آلودہ اور مینی بریدہ دیکھا زبان ملت جگام پر سنے کہوں وہ چچا و جیلان پریشان نہ روی اور قرار کہنا نہ زبان انکا جبکہ صبر
 جہان افزہ نے پردہ ظلمت کے آگے سر اٹھا یا اور آئینہ گیتی نالینی افتاب جام جہان گردنشان ہوا بیت شب کی آغوش لایا کہ
 انار صبح بد آتش خوشیدنے کی گرمی بانا ر صبح بد افزا عورت کے جگام سیکنا کہ گرفتار کر کے نزدیکی ناضی شہر کے لیکے اتفاقا تارہ
 دم صبح فاضی کی ملاقات کیلئے کہ سابقہ سابق رکھنا نہا حاضر ہوا نہا کے مین ہی موجود تھا اور یہ تماشیاں اولیٰ آخری تماشیاں
 کیا تہ جبکہ قربا و دن جگام راتہ ہکا روبرو تھامی کے کیا فاضی نے پوچھا کہ او ستا داس روز کی ناکاٹنے کاسبت تھا جگام
 ہوتی ناخستہ سے جواب مقول سرانجام ہوا فاضی نے حکم الہی و صفا ص کے سکویا زابا لٹھا اور کہا کہ ایسا آقا ہی ہکا مین مل کر اور
 دیدہ فرست کہول کہ پور خلعت میرا نہیں لیکیا اور رو باہ ہلاک نہیں ہوئی اور زن ہلاک ہو کہ نہ ہر بلا بل نہیں ہلاک کیا ہو
 زن گفتہ نے مینی جگام جوری نہیں کھائی بلکہ یہ سب مین سے بچنے خود مین مین فاضی نے جگام کے قصاص سے مال کیا اور نہ لایا
 کی طرف متوجہ ہوا کہ اس جہاں کا تر جانی ہلو اور مانی نہا کا بیان واضح فرما زابا جو معایہ کیا اور سنا نہا از ابتدا تا انتہا مشر جابا کیا
 اگر مجھے مرید کرنے کی آرزو نہ ہوتی تو تر بات در زمین گرفتار نہ ہوتا اور رو باہ اگر گرفتار طبع طبع نہ ہوتی تو دوجہر کے حصے سے ہلاک
 نہ ہوتی اور یہ زن فاضی جو ان غافل کا گرفتار نہ کرتی تو جان شیریں اس تلخی سے کہوں اور زن جگام اگر مدد گاری حرام کیا کی کرتی
 تو ناک کٹوانی اور فضیحت عالم نہ ہوتی اور جو کوئی کہہ دی کرے تو نیکی کی طبع نہ کہے اور جو کہ انداز میں ہوئی سیدہ اذہنا شیریں کی نکر
 بیت چنین گفت دانا آموز گارہ مکن بد کہ میری اندوز گارہ اور نیکہ لے کہی سینے انو جانے کہ راہ میں سخت کی خودی
 واسطے تو نے نکالی ہے اور روزانہ اس رخ و شفت کا آپس پر منہ پرتو نہ کہو لای مصرعہ گناہ کا لیکم راست کہ تراہ و ستا
 کہا کہ ای بار دین ہر طے جلا و صفا انکا اور صاف میں کو لپٹا تھی دھکا لگا دگو تر بعت کر اگر اگر جلت بلیا قتل کر دوا نکلا و ستا
 ہفتن الہ السنہ منطقی ہوگی والا نہ ہا بیت بہت دور ہر کال ہر مین کہی کر دن او بزرگوں نجی کہا جو لپٹا خونی تھیں
 سہی کرے عذر دی لکھ جائی اول شرط ہلکے کہ ریک نہا نہ تو طلب شد و ماچین کوشش کی نہا سب دو سر و سر و سر
 کرنا دوس جیسے کہ حال اور استقبال ہیں جو مان حضرت ہو عیسر کے محافظت خفت مین کہی غفلت نہ کرے

چوتھے پوچھا جو اس مرض کو کہ میں ہو گیا ہوں پوچھیں تو برصائب مصیبت نفع اور رفع ضرر کی سعی ہر دم خیال میں رکھی
اور میں پانچ سات میں کو شش کرونگا کہ قییب کو دفع کر کے اپنے منصب کو پہنچوں گا اور اس کا گوشت بالہ سباع
کرونگا و یاس بلکا خراج کلی کرونگا کہ یہ نہ غیبت کسی فرع سے باقی ہے اور میں اس ضعیف پڑیا کو کہ ہمت نہیں ہوں کہ عرض
اسے اپنا بے لیا کلید کہا کہ حکایت پڑا اور باقی کیا ہر حکایت^۹ باشہ و کشمکش سننے کہا سنا ہو کہ کشمکش کے جوئے
ایک درخت کی شاخ پر شاہانہ لگایا تھا فطرت نے بانی پر قناعت کر کے یاد الہی میں بسر کرتے تھے ایک شے کا یہی تو ایک سکتا
ہوا جبکہ ہوگا ہوتا تھا برق کماند جانوروں پر کرتا تھا جبکہ گنجشک کے کھانسی تھی اور پرش اپنے قریب اڑنے لگے ہوتے تھے
باشہ کہیں گاہ حکم کر کے بچا سکے سکا کر کے طعنا کرتا تھا اور ان چیلوں کو کہ کتب الوطن میں لایا جانے اس شیان کا چھوڑنا
و شہا تھا اور باجفا پیشہ کے ظلم سے کوئی تدبیر بچنے کی بھی نہ کر سکتی تھی لے سفر کرتی تھی تو اسے قناعت کیا اپنے بچے قریب
کے ہوئے تھے اور ان اور باپ کے بالید کی اور شدہ حکم نہایت مسرور و خرم کا لگا خیال باشہ جفا کا کا خاطر گذرنا کہ ہونہ
انہیں طاقت اور نیکی کا محض حال نہیں ہے مبادا وہ ظالم انہیں شکار کر کے تو کھیل کا رخ حال ہوا ان میں سے میں نے سختی
مبدل غم ہوئی اور تارا زرد دان و نوکچہ سے پر نمایاں نمایاں ہو گیا ایک بچہ امین کہ قریب شدہ کے پہنچا تھا اب اس سے ناول
خوشی کا ہونا اور سکے بعد فوراً لال کا چہرہ آجا نادریافت کر کے مان پاپس ان دونوں طوں کا سبب پچھا انہوں نے جواب دیا کہ
پسر لعل بیت نبوچہ حوالہ فرزند کے زخم کاری کا بلوٹا دیکھتے پس خیم تر خون جاری کیا اسکے بعد قصبہ باشہ کا و فرزند
کر شہ کا اور کاندھ نہ کہ فی الحال لایق ہوا تھا مفصل بیان کیا بچے نے کہا کہ اے الدین حکم تھا سے سزائی طریق بندگی سے
و ہو لیکن سبب الاسباب ہر رد کی دوا پیدا کی ہو اور ہر مرض کی واسطے شفا رکھی ہو اگر اس عقیدے سے حل ہوئے میں سعی کرو
اور غایت کسی درگاہ مانگو رہو تو دور نہیں ہے کہ قاضی الحاجات سے دعا تھا راجا فعل ہو اور اس سے تہمین نجات ملے کہ وہ ہمیشہ
شکستہ قانونی مستگیر کی کرتا ہے یہ بات پچھ انہیں پسند آئی ایک شے تو تلاش طعی میں پر ہار کی اور دوسرے نے باشہ کے
جو کہ چارہ فی سوسطے راہوں کی مگر یہ تزدہا کہ کہا جان و ن اور کس در دل اظہار کر و ن ہیبت رات من رہتین مجہر
حد سے ہاتھ در دل نہ پر کروں کیا سختی شکل ہے دو اور در دل نہ کاس طالعین ایک سمندر آتش کشہ ہا رہا تھا اظہار میں
پہر تھا کشمکش کی نگاہ اس پر پڑی وہ ہیبت عجب اور عیل غریب دیکھ کر دل میں کہا کہ حکایت اپنی در دل کی اس طوفان
غریب موت ہو کہ ہوں شاید کہ عقد یہی خاطر کہو اور کچھ علاج در دل کا بتاؤ راجا تمام سے سمجھ کے نزدیک جا کے لوازم
اور شرط بازندی بجالانے بان قصیف اس کی پڑی اندی اور سا فروری کی بن میں کہوئی سمندر کے کہا کہ تارا لال سے تیرے کو خط
کرتا ہوں اگر سچ رہا تو چند اس جگہ توفع کر کے سوگی سو رنج تیرا مبدل است ہوا اور اگر دوسری وجہ سے تو اظہار فرما

چوتھے پوچھا جو اس مرض کو کہ میں ہو گیا ہوں پوچھیں تو برصائب مصیبت نفع اور رفع ضرر کی سعی ہر دم خیال میں رکھی اور میں پانچ سات میں کو شش کرونگا کہ قییب کو دفع کر کے اپنے منصب کو پہنچوں گا اور اس کا گوشت بالہ سباع کرونگا و یاس بلکا خراج کلی کرونگا کہ یہ نہ غیبت کسی فرع سے باقی ہے اور میں اس ضعیف پڑیا کو کہ ہمت نہیں ہوں کہ عرض اسے اپنا بے لیا کلید کہا کہ حکایت پڑا اور باقی کیا ہر حکایت^۹ باشہ و کشمکش سننے کہا سنا ہو کہ کشمکش کے جوئے ایک درخت کی شاخ پر شاہانہ لگایا تھا فطرت نے بانی پر قناعت کر کے یاد الہی میں بسر کرتے تھے ایک شے کا یہی تو ایک سکتا ہوا جبکہ ہوگا ہوتا تھا برق کماند جانوروں پر کرتا تھا جبکہ گنجشک کے کھانسی تھی اور پرش اپنے قریب اڑنے لگے ہوتے تھے باشہ کہیں گاہ حکم کر کے بچا سکے سکا کر کے طعنا کرتا تھا اور ان چیلوں کو کہ کتب الوطن میں لایا جانے اس شیان کا چھوڑنا و شہا تھا اور باجفا پیشہ کے ظلم سے کوئی تدبیر بچنے کی بھی نہ کر سکتی تھی لے سفر کرتی تھی تو اسے قناعت کیا اپنے بچے قریب کے ہوئے تھے اور ان اور باپ کے بالید کی اور شدہ حکم نہایت مسرور و خرم کا لگا خیال باشہ جفا کا کا خاطر گذرنا کہ ہونہ انہیں طاقت اور نیکی کا محض حال نہیں ہے مبادا وہ ظالم انہیں شکار کر کے تو کھیل کا رخ حال ہوا ان میں سے میں نے سختی مبدل غم ہوئی اور تارا زرد دان و نوکچہ سے پر نمایاں نمایاں ہو گیا ایک بچہ امین کہ قریب شدہ کے پہنچا تھا اب اس سے ناول خوشی کا ہونا اور سکے بعد فوراً لال کا چہرہ آجا نادریافت کر کے مان پاپس ان دونوں طوں کا سبب پچھا انہوں نے جواب دیا کہ پسر لعل بیت نبوچہ حوالہ فرزند کے زخم کاری کا بلوٹا دیکھتے پس خیم تر خون جاری کیا اسکے بعد قصبہ باشہ کا و فرزند کر شہ کا اور کاندھ نہ کہ فی الحال لایق ہوا تھا مفصل بیان کیا بچے نے کہا کہ اے الدین حکم تھا سے سزائی طریق بندگی سے و ہو لیکن سبب الاسباب ہر رد کی دوا پیدا کی ہو اور ہر مرض کی واسطے شفا رکھی ہو اگر اس عقیدے سے حل ہوئے میں سعی کرو اور غایت کسی درگاہ مانگو رہو تو دور نہیں ہے کہ قاضی الحاجات سے دعا تھا راجا فعل ہو اور اس سے تہمین نجات ملے کہ وہ ہمیشہ شکستہ قانونی مستگیر کی کرتا ہے یہ بات پچھ انہیں پسند آئی ایک شے تو تلاش طعی میں پر ہار کی اور دوسرے نے باشہ کے جو کہ چارہ فی سوسطے راہوں کی مگر یہ تزدہا کہ کہا جان و ن اور کس در دل اظہار کر و ن ہیبت رات من رہتین مجہر حد سے ہاتھ در دل نہ پر کروں کیا سختی شکل ہے دو اور در دل نہ کاس طالعین ایک سمندر آتش کشہ ہا رہا تھا اظہار میں پہر تھا کشمکش کی نگاہ اس پر پڑی وہ ہیبت عجب اور عیل غریب دیکھ کر دل میں کہا کہ حکایت اپنی در دل کی اس طوفان غریب موت ہو کہ ہوں شاید کہ عقد یہی خاطر کہو اور کچھ علاج در دل کا بتاؤ راجا تمام سے سمجھ کے نزدیک جا کے لوازم اور شرط بازندی بجالانے بان قصیف اس کی پڑی اندی اور سا فروری کی بن میں کہوئی سمندر کے کہا کہ تارا لال سے تیرے کو خط کرتا ہوں اگر سچ رہا تو چند اس جگہ توفع کر کے سوگی سو رنج تیرا مبدل است ہوا اور اگر دوسری وجہ سے تو اظہار فرما

اپنی طاقت کے موافق سعی کیا گئے کھشک نے اپنا حال بڑا برہم مشر و حایان کیا کہ اگر سنگ خاراے سامی ہوتا تو سکا ہی ل
 مانند دم آتش سیدہ کے نرم ہو جاتا سمندر کو اس حال کے سے بعد وقت لاحق ہوئی اور کہا کہ صبر کر انتظار اللہ تھلے عنقریب
 اس بلا کو تجھے رفع کرتا ہوں یعنی وہ تیرے سر پہ چاہوں گے خانہ اور شیانہ اسکا اور جو کچھ کہ میں نے مشورہ ہو کر بلوفا ہوا سکا کر نشان
 اپنے آشیانہ کا پتا کھشک نے پتا اپنے مکان کا اس طرح دیا کہ زیادہ تر مشاہیر اس کے خیال میں آگیا اسکے بعد کھشک کو خست کیا
 اسے اپنے آشیانہ کی طرف ہزار سرور رجوع کی اور کھشک کو اپنے بھنسون کی جماعت کے ساتھ نفٹ اور گندک لیکے متوجہ اس
 مقام کا ہوا اور نزدیک پہنچا کھشک ہستہ ہستہ باشی کے قریب نفٹ اور گندک کا مٹی شیار چکر گیا اور وہ اپنے جوہر اور جو کچھ ساتھ
 خوانا زمین غافل تھا اسی وقت حکم ہوئے قہار کے بابت درازان ہوئی اور نفٹ و گندک کی اور شعلہ بیجا کنڈن و بجے باشی کے
 سب کے اور یہ مثل سوا سوا بیان کی کہ جو کوئی دفع دشمن میں کوشش کرے اگرچہ خود ضعیف اور دشمن قوی ہو مگر
 ظفر اور فتحیابی کی امید کلید نہ کہا کہ یہ بات الہی تیرے خیال میں ساری ہے یعنی جو کوئی کسی ضعیف کو بہت ستا ہو اور
 حسد کو کمزور و خدا نے ملین جگہ دیتا ہو عوض اسکا بہت جلد پایا ہو جب جاکہ دشمن قوی اور خود ضعیف ہو اور آپ ہی سبب
 حسد ارادہ کیا کر جو نقصین اسکا خود خراب جائے غیثان جائے ظاہر شیر سے اختصاص بخشا ہے اور بعد سر فرازی اس سے
 بار آگیا ہو اور محبت اس سے بڑا ہی پس فراخ شیر کا اس سے متغیر کرنا بہت مشکل نظر آتا ہے اور پادشاہ جسے سر فرازی دے میں سبب
 قوی کے خود ذلیل نہیں کرتے میں اور جس کو کہتا ہے میں بغیر قور خطا عظیم نہیں کرتا میں سوہ چند قاتل ہیں اور حاصل اسکا یہ ہے
 کہ جب تک اسے اخلاوت و ملت مسطنت اور فشار از سر زمین آتا ہو اور تحقیق کو نہیں پہنچا تب تک نہ اپنا غول نہیں کہتے میں اور پادشاہ
 لایق ہی ہستی والہ اعتبار مسطنت جہاندار چلی گئے اٹھائے سمیت جو با آفری نہر باعث سمیت نہ شرس آید فوری اور وہ خود
 اور مانند اسکے ہر نہ وہی ہے، دو ہرہ جل گئے نہیں کہو کہانی بہت نہ اپنا سنبھا جائے یہی ٹوٹی ریت نہ دسنا نہ کہا کہ کوئی
 اسے زیادہ کیا ہو گا کہ پادشاہ اسکی پرورش میں مبالغہ کیا ہو اور کل ارکان دولت پر تر اسکا یہاں تک پایا، پادشاہ کی طاقت سے
 متغیر ہیں اور منافع خدمت اور صلاح ہی ان کو کوئی باطل موقوف اور یہی ہی صورتوں میں آفت بزرگ مسطنت کوڑ ہوئی اور حکمائے
 کہا کہ گرفت ملک کی چیزیں زمین مقصور اول ارکان درو کو نامید کرنا دوسرے اپنے فتنے کہنے لڑائیاں سبب میں آئیں اور لوہا
 دشمنوں کی اکثر نام باہر سے تیسرے ہو لوہا یہاں تک بخیر ہوں کہ پادشاہ کی عیب گلی بڑے بلان کہ میں اور پادشاہ ہمیش محضرت اور
 بہو لعب میں مشغول ہے اور انکی اسما لکے ہے ہوا کی کہے جو کہے گناہ کی کثرت سے مانند تھوڑ اور بولازان اور ذوق مرقا
 اور اسکے مانند بلاتین پیش آئیں با جوین جنگ کی جگہ صلح اور مقام صلح میں جنگ کرے یہ ان پادشاہ کو جگہ صلح کی جگہ
 قہر کو نہ کرے اور دروازہ لطف کا کہو کلید ہے کہا کہ یہ حال جو تو نے پادشاہ کا بیان کیا میں نے تیرے کہا کہ پادشاہ نے

اور پادشاہ کی طاقت سے متغیر ہیں اور منافع خدمت اور صلاح ہی ان کو کوئی باطل موقوف اور یہی ہی صورتوں میں آفت بزرگ مسطنت کوڑ ہوئی اور حکمائے
 کہا کہ گرفت ملک کی چیزیں زمین مقصور اول ارکان درو کو نامید کرنا دوسرے اپنے فتنے کہنے لڑائیاں سبب میں آئیں اور لوہا
 دشمنوں کی اکثر نام باہر سے تیسرے ہو لوہا یہاں تک بخیر ہوں کہ پادشاہ کی عیب گلی بڑے بلان کہ میں اور پادشاہ ہمیش محضرت اور
 بہو لعب میں مشغول ہے اور انکی اسما لکے ہے ہوا کی کہے جو کہے گناہ کی کثرت سے مانند تھوڑ اور بولازان اور ذوق مرقا
 اور اسکے مانند بلاتین پیش آئیں با جوین جنگ کی جگہ صلح اور مقام صلح میں جنگ کرے یہ ان پادشاہ کو جگہ صلح کی جگہ
 قہر کو نہ کرے اور دروازہ لطف کا کہو کلید ہے کہا کہ یہ حال جو تو نے پادشاہ کا بیان کیا میں نے تیرے کہا کہ پادشاہ نے

اوس پر اطمینان کئے گئوئی ایسا ہی کہ بادشاہ اوس سر فرار کر پے اور وہ انکار کر سکیں تو نے غلامی خواہی انتہا نامن پر
 کرنا نہ ہی اور کسین شتر بہ من میں پناہ جاتا ہی کہ کی طرح اسی فریضہ پر اور میں یہ جانتا ہوں کہ اندر میں نہ کا کیسے حق میں بطریق
 مکاناٹ ہی اپنا ہی ضرر کرتا ہے اور اس میں میں نے پچ کہا ہی سیت اوس کا بڑا عبد ہوتا ہو گا بہ جو کوئی کسی کا
 میرا جانتا ہے کہ اور جو کوئی دیدہ عبرت نہ دیکھا اور مکاناٹ نیک بد کا ملاحظہ کر گیا تو غلامی کی کے آگیا اور ہاتھ
 اور زبان کو اندر سے غلوئی سے محفوظ کر دیا جیسا کہ بادشاہ مگر کھال گذاروا نے پوچھا کہ بادشاہ مگر کھال کی طرح تھا
حکایت بادشاہ اور گریلہ نے کہا ہاں یہ باضی میں دیکھا دشتا تھا نام غور ستم پیشہ غریب زار و ست تعدی دراز کیا تھا
 اور پکا عینا جادہ عندال سے باہر کہتا تھا ایک عالم نے اوس کے کو دست بدعا دھوئے تھے اور زبا نقرین کہلی تھی لیکن
 بادشاہ شکر کا دیکھ کر اور مٹا دی کی کہ میں نے اپنی عمر شکستہ بالونکی آزار سنی اور وضعی کی ایزد و ہند میں سر کی اور جانی
 آخر میں کو شش کرتا رہا اب تو بہ صادق کرتا ہوں اور عہد مضبوط باندھتا ہوں کہ بعد ازیں دست ظلم امن عایا نہ پھیرے گا
 اور باؤن کی شکر کا کہ جو یہاں میں نہ پڑنے پائے گا سیت رعیت کو دلتاک کہ جو ہوشا بہ نیکیز کر رعیت ہاؤن کی تباد بد رعایا کو اس
 خوشخبری سے جان آزارہ حاصل ہوئی اور فقیران تم رسیدہ کا اس اشارت سے گل مروابع ہمدین شگفتہ ہوا آخر نوبت عدالت اوسکی
 یہاں تک پہنچی کہ پوچھا ہو شیر بادہ شیر بخونہ خطر پتا تھا اور موش اگر کچھ سناہ بازی کرتا تھا انقضہ حال اوس کے عدلیہاں تک
 پہنچا کہ بادشاہ مگر اوس کا لقب ہو گیا سیت یہ رعیت اوس کے ہوتی یہ دہوین کی گہاں صر ہوئی بہ ایک عہد بادشاہ
 وقت فرصت پاکے عرض کیا کہ بادشاہ عدالت پناہ کی عہد راز ہو سکتا گیا ہو کہ مزاج اندر سے فتنہ ظلم دجفا سے احسان و فنا
 کی طوٹ ایل ہوا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ میں ایک دن شکار میں کو شش کر کے ایک درخت کے سایہ میں بیٹھتا ہوں کہ
 ہر چار طرف نگاہ کرتا تھا دیکھتا ہوں کہ گس شکاری ایک روباہ کے پیچھے دوڑا اور اوس کا باؤن پکڑ کے تنا چبا یا کہ
 استخوان بیزہ ریزہ ہو گئے روباہ او بلا کرتی ہوئی ایک عار میں در آئی وہ کتا ہوتی دو گیا تھا کہ ایک بیاد ہوئے
 تیرا باؤن اوس کا ہی ٹوٹ گیا پیادہ چند قدم چلا تھا کہ گھوڑے نے لات ماری پیادہ ہی لنگڑا ہوا گیا گھوڑا ہوتی دور
 گیا تھا کہ باؤن ایک راجہ میں پر گیا لی اوس کے پاؤن کی بھی چوہ ہو گئی جبکہ یہاں شاد دیکھا پوچھو میں مجھ میں کہ کلاٹ بدی کی
 بدی ہے دیکھا گیا ان سبے کیا اور کیا پایا جو اختیار کیا اور کام کو کہ بچا ہے آخر دیکھو گا وہ چیز کہ جس پر رضی ہو گا اور یہ
 مثل سیلے بیان کی کہ مکاناٹ بدی سے تو ڈری اور مقام جانڈیشی سے کنارہ کر دی باوا کہ بال اوس کا تیرے کھانا ہو گا
 اور حال میں کلابی من حصہ پیرا آجیہ فتنہ قہ قہ تجوی بھی پشور سے اور ایک بزرگ نے فرمایا کہ بدتر بدی
 پائیکا اور گڑھا کسی میں کہو کہ اگر پیر کا دشتا کہا کہ میں واقعی مظلوم ہوں ظالم اور شکش میں جفا کش پس جو کوئی ظالم سے

یہ حکایت بادشاہ اور گریلہ
 بادشاہ نے کہا ہاں یہ باضی میں دیکھا دشتا تھا نام غور ستم پیشہ غریب زار و ست تعدی دراز کیا تھا
 اور پکا عینا جادہ عندال سے باہر کہتا تھا ایک عالم نے اوس کے کو دست بدعا دھوئے تھے اور زبا نقرین کہلی تھی لیکن
 بادشاہ شکر کا دیکھ کر اور مٹا دی کی کہ میں نے اپنی عمر شکستہ بالونکی آزار سنی اور وضعی کی ایزد و ہند میں سر کی اور جانی
 آخر میں کو شش کرتا رہا اب تو بہ صادق کرتا ہوں اور عہد مضبوط باندھتا ہوں کہ بعد ازیں دست ظلم امن عایا نہ پھیرے گا
 اور باؤن کی شکر کا کہ جو یہاں میں نہ پڑنے پائے گا سیت رعیت کو دلتاک کہ جو ہوشا بہ نیکیز کر رعیت ہاؤن کی تباد بد رعایا کو اس
 خوشخبری سے جان آزارہ حاصل ہوئی اور فقیران تم رسیدہ کا اس اشارت سے گل مروابع ہمدین شگفتہ ہوا آخر نوبت عدالت اوسکی
 یہاں تک پہنچی کہ پوچھا ہو شیر بادہ شیر بخونہ خطر پتا تھا اور موش اگر کچھ سناہ بازی کرتا تھا انقضہ حال اوس کے عدلیہاں تک
 پہنچا کہ بادشاہ مگر اوس کا لقب ہو گیا سیت یہ رعیت اوس کے ہوتی یہ دہوین کی گہاں صر ہوئی بہ ایک عہد بادشاہ
 وقت فرصت پاکے عرض کیا کہ بادشاہ عدالت پناہ کی عہد راز ہو سکتا گیا ہو کہ مزاج اندر سے فتنہ ظلم دجفا سے احسان و فنا
 کی طوٹ ایل ہوا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ میں ایک دن شکار میں کو شش کر کے ایک درخت کے سایہ میں بیٹھتا ہوں کہ
 ہر چار طرف نگاہ کرتا تھا دیکھتا ہوں کہ گس شکاری ایک روباہ کے پیچھے دوڑا اور اوس کا باؤن پکڑ کے تنا چبا یا کہ
 استخوان بیزہ ریزہ ہو گئے روباہ او بلا کرتی ہوئی ایک عار میں در آئی وہ کتا ہوتی دو گیا تھا کہ ایک بیاد ہوئے
 تیرا باؤن اوس کا ہی ٹوٹ گیا پیادہ چند قدم چلا تھا کہ گھوڑے نے لات ماری پیادہ ہی لنگڑا ہوا گیا گھوڑا ہوتی دور
 گیا تھا کہ باؤن ایک راجہ میں پر گیا لی اوس کے پاؤن کی بھی چوہ ہو گئی جبکہ یہاں شاد دیکھا پوچھو میں مجھ میں کہ کلاٹ بدی کی
 بدی ہے دیکھا گیا ان سبے کیا اور کیا پایا جو اختیار کیا اور کام کو کہ بچا ہے آخر دیکھو گا وہ چیز کہ جس پر رضی ہو گا اور یہ
 مثل سیلے بیان کی کہ مکاناٹ بدی سے تو ڈری اور مقام جانڈیشی سے کنارہ کر دی باوا کہ بال اوس کا تیرے کھانا ہو گا
 اور حال میں کلابی من حصہ پیرا آجیہ فتنہ قہ قہ تجوی بھی پشور سے اور ایک بزرگ نے فرمایا کہ بدتر بدی
 پائیکا اور گڑھا کسی میں کہو کہ اگر پیر کا دشتا کہا کہ میں واقعی مظلوم ہوں ظالم اور شکش میں جفا کش پس جو کوئی ظالم سے

موضع اوسے کیون ضرر ہونے لگا کیلئے نے کہا کہ تجھے پوسنے کیا ظلم کیا ہے کہ بادشاہ نے اوپر کر م کیا اور تجھ کا پناہ
 اب زار ہو گیا ہے شتر بہ کا سین کیا گناہ بالفرض اس عمل میں اگر تجھے ضرر نہ ہوئے لاکین ہلاکت شتر بہ میں سچی تیری کیا کام
 ایسی تجھے قوت دے گی زیادہ ہی اور میں بٹھا رکھتا ہوں اور خود بادشاہ اوسکا حامی اور مددگار ہو رہا تھا کہا بٹھانے کا قوت بٹھا
 اور مددگار ان میں بٹھا رہ نہیں ہے اسے درست اور تیرے حجت اس مقام میں مقدم جانا چاہئے کہ سو اسطے کہ جو تیرے نزدیک
 ایسے موقع میں کام نکلتا ہے زور اور قوت ہی پر گزرتی نہیں کی تپے کیا نہیں مٹا ہے تو نے ایک نفع نا تو ان نے تیرے غفل سے
 مار خور کو ہلاک کیا کیلئے نے کہا یہ کیونکر تھا حکایت نفع و مارد مٹانے کہا ایک زارع نے کہ وہ میں آئینہ کیا تھا اور
 اوس آئینے کے نزدیک سوار تھا کہ اوس میں ایک سانپ تھا تھا کہ اوسکا آب دہان زہر ہلاکت اور دماغ تیج ذہان مہل جیسا تھا
 جبکہ یہ آئینہ بچے نکالتا تھا سانپ کھا لیتا تھا زارع کے جگر میں صد بار دھن فرزند کی ہلاکت سے پڑ گئے تھے جبکہ بوبت سنا
 کی تھکاری اندر زار کی بغیر زری کی حد سے رنگری شکایت اس حال کی ایک مثال سے کہ دوست اوسکا تھا کہ میں
 اس زندگانی سے ہزار بار موت کو عزیز رکھتا ہوں کہ اس ظلم جان شکار کے ہاتھ سے کوئی تدبیر نہ جانت کی ہم نہیں مینجی
 اور حب الوطن ہی نہیں چاہتی کہ وطن مردنی کو چھوڑ دوں اور حیات ہی رخت نہیں پتی ہے کہ اپنے بچے کا موضع لے
 بغیر اور طر نکل جاؤں ایسا روفا دار کو کچھ تدبیر نہ تھا کہ میں اس بار نعم سے سبک دیش ہوں مثال نے کہا کہ تو نے
 بھی کچھ تدبیر نہ پنے دین اسکی دفع کی ٹھہرائی ہے زارع نے کہا کہ یہ تدبیر ہے کہ جب سانپ خود غافل ہو کر سو جائے
 تو منقار سے دونوں آنکھیں اسکی نکال لوں مثال نے کہا کہ یہ تدبیر ہر صاحب دور ہی خدمت قصد دشمن کا اوسط کرتے
 میں کہ خطرہ اپنی جان کا منصور ہو تو اتس ہر کارگر قصد نکڑا والا مانند ہائی گیر کے کہ کچھ بوسے کی ہلاکت کا ارادہ کیا اور
 جان عزیز اپنی بر باد کی ہلاک ہو گا زارع نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت مثال نے کہا کہ ایک بھائی گیر تھا ایک کھار دیا تھا
 کیا تھا اور بنائے تلاش نرن پھیلایا پڑھی تھی یعنی بقدر حاجت ہر روزہ پھیلایا چ کے گندہا کرتا تھا ایک کسٹ پڑھی
 اعضا نہیں لگے پڑی اور قوت سے جواب دیا بعد قوت لا بوسے در مانہ ہوا دشکار کی قوت کچھ باقی نری دام میں گرفتار
 ہو اور دل میں کہتا تھا کہ افسوس عمر غفلت اور اسلاف میں بسر کی اوما یلم پیری کیلئے کچھ فیروہ کیا آج قوت پیر اگر انکی قوت
 نری کیا تدبیر کروں اور کھلے باقی عمر بھر کروں اب یہ بہتر ہے کہ دام شکار چھینڈ دوں اور دام فریب بچھاؤں اسکے سوا کوئی
 تدبیر میں نہیں آتی ہے غالب سے کہ اس چیلے سے باقی عمر بھر جو جائیداد میں کر کے اکیلے اندوہناک اکر تا ہوا اور اٹلے
 بہر تا ہوا البتہ اگر آٹھیا ایک کچھ بوسے نے کہ رستم اوسکا سنا سنا سنا ہر نکال کے پوچھا کہ ایسا عزیز باعث تیری غفلت کا
 کیا ہے کہ حدی زیادہ نیچے نزار دیکھتا ہوں مائی گیر نے کہا کہ کیونکر غمناک نہیں تو جانتا ہی کہ میرا یہ زندگانی یہی تھا کہ میں

موضع اوسے کیون ضرر ہونے لگا کیلئے نے کہا کہ تجھے پوسنے کیا ظلم کیا ہے کہ بادشاہ نے اوپر کر م کیا اور تجھ کا پناہ
 اب زار ہو گیا ہے شتر بہ کا سین کیا گناہ بالفرض اس عمل میں اگر تجھے ضرر نہ ہوئے لاکین ہلاکت شتر بہ میں سچی تیری کیا کام
 ایسی تجھے قوت دے گی زیادہ ہی اور میں بٹھا رکھتا ہوں اور خود بادشاہ اوسکا حامی اور مددگار ہو رہا تھا کہا بٹھانے کا قوت بٹھا
 اور مددگار ان میں بٹھا رہ نہیں ہے اسے درست اور تیرے حجت اس مقام میں مقدم جانا چاہئے کہ سو اسطے کہ جو تیرے نزدیک
 ایسے موقع میں کام نکلتا ہے زور اور قوت ہی پر گزرتی نہیں کی تپے کیا نہیں مٹا ہے تو نے ایک نفع نا تو ان نے تیرے غفل سے
 مار خور کو ہلاک کیا کیلئے نے کہا یہ کیونکر تھا حکایت نفع و مارد مٹانے کہا ایک زارع نے کہ وہ میں آئینہ کیا تھا اور
 اوس آئینے کے نزدیک سوار تھا کہ اوس میں ایک سانپ تھا تھا کہ اوسکا آب دہان زہر ہلاکت اور دماغ تیج ذہان مہل جیسا تھا
 جبکہ یہ آئینہ بچے نکالتا تھا سانپ کھا لیتا تھا زارع کے جگر میں صد بار دھن فرزند کی ہلاکت سے پڑ گئے تھے جبکہ بوبت سنا
 کی تھکاری اندر زار کی بغیر زری کی حد سے رنگری شکایت اس حال کی ایک مثال سے کہ دوست اوسکا تھا کہ میں
 اس زندگانی سے ہزار بار موت کو عزیز رکھتا ہوں کہ اس ظلم جان شکار کے ہاتھ سے کوئی تدبیر نہ جانت کی ہم نہیں مینجی
 اور حب الوطن ہی نہیں چاہتی کہ وطن مردنی کو چھوڑ دوں اور حیات ہی رخت نہیں پتی ہے کہ اپنے بچے کا موضع لے
 بغیر اور طر نکل جاؤں ایسا روفا دار کو کچھ تدبیر نہ تھا کہ میں اس بار نعم سے سبک دیش ہوں مثال نے کہا کہ تو نے
 بھی کچھ تدبیر نہ پنے دین اسکی دفع کی ٹھہرائی ہے زارع نے کہا کہ یہ تدبیر ہے کہ جب سانپ خود غافل ہو کر سو جائے
 تو منقار سے دونوں آنکھیں اسکی نکال لوں مثال نے کہا کہ یہ تدبیر ہر صاحب دور ہی خدمت قصد دشمن کا اوسط کرتے
 میں کہ خطرہ اپنی جان کا منصور ہو تو اتس ہر کارگر قصد نکڑا والا مانند ہائی گیر کے کہ کچھ بوسے کی ہلاکت کا ارادہ کیا اور
 جان عزیز اپنی بر باد کی ہلاک ہو گا زارع نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت مثال نے کہا کہ ایک بھائی گیر تھا ایک کھار دیا تھا
 کیا تھا اور بنائے تلاش نرن پھیلایا پڑھی تھی یعنی بقدر حاجت ہر روزہ پھیلایا چ کے گندہا کرتا تھا ایک کسٹ پڑھی
 اعضا نہیں لگے پڑی اور قوت سے جواب دیا بعد قوت لا بوسے در مانہ ہوا دشکار کی قوت کچھ باقی نری دام میں گرفتار
 ہو اور دل میں کہتا تھا کہ افسوس عمر غفلت اور اسلاف میں بسر کی اوما یلم پیری کیلئے کچھ فیروہ کیا آج قوت پیر اگر انکی قوت
 نری کیا تدبیر کروں اور کھلے باقی عمر بھر کروں اب یہ بہتر ہے کہ دام شکار چھینڈ دوں اور دام فریب بچھاؤں اسکے سوا کوئی
 تدبیر میں نہیں آتی ہے غالب سے کہ اس چیلے سے باقی عمر بھر جو جائیداد میں کر کے اکیلے اندوہناک اکر تا ہوا اور اٹلے
 بہر تا ہوا البتہ اگر آٹھیا ایک کچھ بوسے نے کہ رستم اوسکا سنا سنا سنا ہر نکال کے پوچھا کہ ایسا عزیز باعث تیری غفلت کا
 کیا ہے کہ حدی زیادہ نیچے نزار دیکھتا ہوں مائی گیر نے کہا کہ کیونکر غمناک نہیں تو جانتا ہی کہ میرا یہ زندگانی یہی تھا کہ میں

ضرورت ایک وچھلیان شکار کر کے اُس کے معیشت کرتا تھا جنہوں نے جملہ غنیمتیں کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اسی کی
 بہت اور خیر میرا تھا اور چونکہ مہاراجہ کی سلطانی کے اس کو گندہ و اس میں گفتگو کرتے تھے کہ والی شہر کو مانگے شکار کا شوق پیدا
 ہوا اسے اسلئے ہمیں خبر کو پہنچا کہ جس جگہ چھلیان بہت ہوں خبر لا کر وہاں جاکر شکار کروں اور اسی کے ہوا کہ اس نے کچھ زمین
 چھلیان بہت ہیں بل ہزاروں اہم اس میں بجا بیٹھے اور ایک چھلیاں بچے کی بہت کچھ دیکھنے پر چند روز مسافت کی کہ اس نے بکیر کو قی
 میرا چلتا ہے بادشاہ کو اور اس کے بڑے بھائی اور میری بی بی پر رحم کر رہے تھے اور انہوں نے ہرگز نہ مانا سو میں اس غم میں مبتلا ہو کر کل میں ایک
 ماہ باقی نہ رہے گی بس میں کیا کر دوں گا اور میرا دل کا یہ بند کچھ بوا آگے میں گیا اور یہ ہاجر چھلیوں کے بیان کیا خبر دینی تم بکیر
 میں ہوا کچھ سو گئے ساتھ سب چھلیان ہی گئے کہ دیکھ میں دیکھتا ہوں کہ یہ راہ خات خیال میں نہیں آتی جواب ہے مشورہ
 جو چیتے ہیں حدیث شریف میں آیا ہو المستشار موافق مشورہ دینے والا میں تھا جو کچھ تمہیں ہی چوچو کو اسے صلاح دیک
 دی جا کہ نفع تیرا حیات میں شریک جواب تو بتا کہ تم کیا کریں اور کوئی نہ اس سے بچیں صیاد نے کہا کہ وہاں ہی کیر
 بادشاہ ہی میں مجھے اُن کے صوم مقابلے کی ممکن نہیں الا ایک بیسیہ خیال میں نہ رہتی ہے اگر تم قبول کرو تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا
 یہ بیان سن کر دیکھ کر بکیر کو پانی اسکا صف میں صبح صادق سو مہر بری کا مارتا ہوا وکس اسکا آئینہ لکھتی تھی اس وقت
 لے گیا ہوا اور ایک سلی کے صفات نظر آتا ہوا اور سقد پانی ہو کر کسی بیسیہ اسکی تہ تک اہم ہائی گئے اور کھانک خیال میں سبھی کچھ ہوا
 بنا آسمین اور ایک بادشاہ آئینہ کا اور کچھ کو خالی بائیں کا دام اور کھوٹر علیا اور آئینہ بہر کوئی قصد اس گئے کہ کچھ تھیں اختیار
 خواہ وہیں ہو خواہ وہاں واقع ہو کہ مر جعت کرو چھلیوں نے کہا کہ اصلاح نیک نے فرمائی لیکن تیری دے کے سوا ہم کو کچھ مانا نہیں چکے
 چھلیاں نے کہا کہ جو کچھ میری ہے وہ کچھ دیکھنا کہ دفع نہ کرنا کہ فرستے کہ چھلیوں نے زاری کی کہ بدکاری ہمارے ضرور دیا کہ
 اللہ تعالیٰ ہمیں نہیں کرنا ہوا چھلیوں کا صیاد کرنا کہ میں صیادان بادشاہی کے ایک سے بکیر تارہوں اگر ان
 تو تم کو دفع نہ کروں گا مہاراجہ کی جا کر تیرے ہاتھ سے بدایا اور کہا کہ میں نے زاری کی ہے لیکن ایک مہینہ یہ ہزار کہا ہوا چھلیوں کو
 اور طرف نہ کھانکلوں گے تب تک ٹکدہ دفات اُس کے تیرے کچھ پنچا ونگا با و دو دو چار کو اپنے دوش پر کبھی نہ پہنچاؤں یہ ہر روز
 چند چھلیان اس سے سب سے لیجاتا تھا ایک کو کھانا تھا اور باقیہ کو چیتا تھا اور جب کہ یہ مہاراجہ کی گئے کہ گئے زار تھا چھلیان
 ایک اور سب سے پہنی کرتی تھیں اور خیر خردا کی سہوا اور غفلت پر روتی تھی اور کہتی تھی کہ جو فرستے ہیں ہر فرستہ ہو گا اور
 خیرین کو کہہ کر قول اور فعل کا متا کر لیا گیا اسکا بخیر ہو گا عیب کا کہیں نہ رہے کہتا دو ہتھ تیری پلاو پیت پر جو بکیر
 بیٹا پستو زردار پر پہنچا چھلیاں نے شہر چاکلین اور فوٹ اُس کے چھوٹی کی ہائی گئے سو جا کہ کسی ہزار میں
 بچے کوئی چورنگ کے واسطے چند دن کے مہولے لے گا سوئے کے کچھ کو دوش پر لچلا جبکہ کچھ اس سمجھا کہ اس راہ

شہر کی لی معلوم کیا کہ اس غدار نے اسی مکاری سے کھانہ سب کا تمام کیا اور اب تبت میری ہے، میں بہتر ہے کہ جو قوت گریز باقی
 ہے تو دست شمشیر تیر پر کہنہ ضرور کاٹ بخش کر ناپا دو حال عالی زمین اگر کا دشمن کا تھام کیا تو نام مرد انگلی صفحہ
 روزگار پر باقی باؤ اور اگر مر گئے تو ہی کوئی بے حلیت کہے گا قطعہ جو ختم قصہ کو کردار بزرگ دفع ضرر ہے بعد ہمد کوش
 ارجل مشہوری یہ اگر مرد بہت آیت بھام سی نہ وگر ہم نہ رسد زمان قصہ دوری بناسکے بعد کچھ ہونے جسٹ کر کے
 خلق باہی کیو کا محکم کبڑ اور چنانہ شروع کیا باہی کیو ضعف تیر تیرو سے فتنا میں تمام ہو گیا اور کچھ ہونے آگیر کی راہ لی جبکہ نہ
 پہنچا ماجرا بنا اور باہی کیو کیا بیان کیا اور ماہیان گذشتہ کی تعزیت کی بعدانی ماندوئے نہنیت زندگانی کی دی
 خوش ہو میں اور مجھ کیوں حیات اپنی دوبارہ بھی اور بہرہ قطعہ کر کر تیں قطعہ مر گیا دشمن کی دم شادمانی کیجیے
 عمر آدم ہے جو دم ہر زندگانی کیجیے ہر دشمن پر شامت کیا گیا شاد سے اب بنزد ہے چہرہ جو ختمے راغوانی کیجیے یہیں
 یہ نہ مثل اسلئے بیان کی ہے تا جلد سے تو اکثر لوگ اپنے چیلے سے آپ ہلاک ہوتے ہیں میں تجھے وہ صورت بتاؤں کہ
 اگر اسکے موافق کام کرے تو تیری بقا اور دشمن کی ہلاکت کا سبب ہو زار غ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے شغال نے کہا کہ
 قریہ کی طرف اڑے گا اور چپ راست نظر کر جبکہ کوئی چیز ایسی کہ جسے تو اڑ سکتا ہو مقدار میں لیکر اڑ کر اس طرح
 کہ دیو کی نظر سے غائب نہو جانا غالب ہو کہ مالک اس چیز کا تیرا تعاقب کرے جبکہ نزدیک اسے پہنچے اس چیز کو چھوڑنا
 جبکہ لوگ سانپ کو دیکھیں گے اول کام اُسکا تمام کرین گے اسلئے بعد اس چیز کو لین گے اور تو بے رنج اور شفقت کے
 سے مخلصی پائیگا بموجب مشورہ شغال سے زراغ نے پرواز کی دیکھا کہ ایک بام پر ایک عورت غسل کرتی ہے اور کبر سے
 سب اُتار کہے ہیں انہیں ایک کبر امتقار میں لیکر اڑا اور لوگ چھوڑے زراغ بموجب صوابیدہ شغال کے ہستہ
 اڑا جاتا تھا جبکہ نزدیک سانپ کے پہنچا منقار سے اس کپڑے کو چھوڑ دیا لوگوں نے اسے ہی کام اُس سانپ کا تمام کیا اور
 زراغ نے بلائے سے نجات پائے یہ شعر شیخ ناسخ کا بڑا شعر دفع دشمن ہو گیا اب شک خون بالا کہاں بدو
 سیخین کہاں ہو ٹھون بہ اب نالا کہاں دمنائے کہا یہ نہ مثل اسلئے بیان کی ہے تا جلد سے چیلے اور عقل سے
 جو کام نہو تیار زور قوت سے وہ نہیں ہو سکتا، کلید نے کہا کہ حلیہ تیرا کاؤ سے پیش نہیں جائیگا وہ قوت مشوکت اور
 عقل فراست میں تجھے بہت زیادہ شاید کہ استل خرموش کی تو نے نہیں سنی ہے دمنائے کہا کہ یہ قصہ کیونکر ہے
 حکایت کلید نے کہا کہ ایک بیہر باہو کا تلاش لمحہ محرابین ہر طرف موڑتا بہر تابتا اور خرموش ایک سایہ میں غفلت میں تھا
 بہر گزرنے کی کہ غفلت میں تھا اور سب سے اسکی طرف دامن ہوا خرموش نے بیہر دم اور سبب قسم سے متنبہ ہو کر جست کی ہلاک کیا
 بہر گزرنے والا اسکی ہوئی اور کہا کہ کہاں تھا خرموش غافل تھا لڑکھا اور سبب سبب میں کہا اور کہا جاتا ہوں میں کہ اس

یہ شعر شیخ ناسخ کا بڑا شعر دفع دشمن ہو گیا اب شک خون بالا کہاں بدو سیخین کہاں ہو ٹھون بہ اب نالا کہاں دمنائے کہا یہ نہ مثل اسلئے بیان کی ہے تا جلد سے چیلے اور عقل سے جو کام نہو تیار زور قوت سے وہ نہیں ہو سکتا، کلید نے کہا کہ حلیہ تیرا کاؤ سے پیش نہیں جائیگا وہ قوت مشوکت اور عقل فراست میں تجھے بہت زیادہ شاید کہ استل خرموش کی تو نے نہیں سنی ہے دمنائے کہا کہ یہ قصہ کیونکر ہے حکایت کلید نے کہا کہ ایک بیہر باہو کا تلاش لمحہ محرابین ہر طرف موڑتا بہر تابتا اور خرموش ایک سایہ میں غفلت میں تھا بہر گزرنے کی کہ غفلت میں تھا اور سب سے اسکی طرف دامن ہوا خرموش نے بیہر دم اور سبب قسم سے متنبہ ہو کر جست کی ہلاک کیا بہر گزرنے والا اسکی ہوئی اور کہا کہ کہاں تھا خرموش غافل تھا لڑکھا اور سبب سبب میں کہا اور کہا جاتا ہوں میں کہ اس

کرسنگی امیر سرا کی خوش پرانوس امارہ طغیبا کے واسطے اخطار بنیں ہو گئے اس جتنے نالوں ضعیف ہی ایک لغز ہی امیر کا ہوسکا
 گویا کھنڈر ایک عبادہ کی کنہات فرجی راہ چل نہیں سکتی ہے اور گشت اوسکا نزدادگی سے مانند بحیات کے خون
 اوسکا نازگی اور شریعتی میں قند و نبات کے برابر ہے امیر گردان تکم رنج فرمای تو میں اوس کی جیلے سرگوشا کرواؤن
 مانشتائی معقول ہوا اگر اوس پر ہی ہوس تو میں حاضر ہوں مجھے خوش فرمای بہ حبیب **ح** ویکار از دکندا و کر کا فزیدہ ایک
 بیہوش بازرگوش کے منو فریقہ ہو کر دوبہ کی طرف روانہ ہوا اور وہ روباہ سکاری اور فریب گمیں شیطان کو دین متی تھی
 اور نیک ساری اور شعبہ بازی میں ہم و خیال سے سبقت ایجابی تھی فرگوش جبکہ غار روباہ کے نزدیک پہنچا بیڑیے
 کو باہر کھڑا کر کے آپ اوسکے غار میں گیا اور بعد تکیم سلام داکیا روباہ نے بی کمال نیاز جو اسلام دیا اور کہا **میت**
 خوش آمدی ز کجا امی میانشین بدیدیکہ سید بہت درویدہ جاشین بد فرگوش نے کہا کہ میں تیرے ملاقات تیرے
 کی تنامین رہنا تھا سبب مولیٰ روزگار غدار اور سبب بیوفائی زانہ نامہاں کے ملاقات ہی محمود تھا درغیو کا ایک
 کہ ملک کر امت میں بادشاہ سرفراز اور عرصہ ولایت میں پروردگار دیوانہ اتفاق حسن اس میں یارین شریف لایا اور شہر
 نادر گزینی اور گوشہ نشینی اس جنا کھانکے اس بندہ حقیر کو وسیلہ ملاقات گردانا ہی جانتا ہو کہ دیدہ دل حسن جنا کھ
 جہاں راسی منور کرے اور مشام جان کو خوش بو انفاس مشک فرسا ہی معطر بنا اگر احاطہ ہونو بہتر ہے والا آزدہ جانا اگر
 قطب وقت کجا چھانیں ہے **سیرت** دم کسی کے برابر ہے دم درویشان بد باعث رو بلا ہی قدم درویشان بد روباہ نے
 طرز کلام سے اس فرکیٹ سمجھا اور دین خیال کیا کہ میں ہی انکے ساتھ بطور انہیں کے سلوک کروں اور شربت انکا انہیں کے
 حلق میں ڈالوں **مصرعہ** کلخ انداز پاداش سنگ ست بد روباہ نے کہا کہ میں نے کمر خدمت مسافروں کے واسطے بانہی
 ہے اور دروازہ زاویہ خا کا ہما ہونکے منہ کھول رکھا ہے خصوصاً ایسا عزیز کو اوس غی سے بیان جسکا کرتا ہے اور ایسا
 صاحب کمال کہ جسکے تعریف تو اس درجہ فرماتا ہے اوسکی ہماندازی میں کیونکر تقصیر کوئی اور جانتی ہوں میں الضیف
اذا نزل برقہ معہ اور بزرگوں نے ہی کہا ہے **قطعه** ہر کراہی عالم روزی خوشیخورد بزرگوں است یا
 زخوان خوشیتن بد پس ترائست زہان دشت بایر بزرگ بد منور و زخوان احسان تو نالان خوشیتن بد **لمو لقصہ**
 اپنی قسمت کے سوا کہا ناہیں کوئی بشر بد اپنے گہر میں بیٹھ کر وہ کھائے یا اور وٹکے گھر بد اوسکا تو مرمون
 احسان ہو جو کھائے تیرے ساتھ بد یعنی کہا "آہ وہ اپنا تیرے ستر زخوان پریدہ امیدوار ہوں کہ تالو قف
 فرما کہ گوشہ کا شازہ کو جارب کر لوں اور دم مبارک کو بیاض فرسلاں حال بچا لوں فرگوش سمجھا کہ انہوں میں امیر
 کا گرو کہا کہ ہماں برابر دے تکلف و درویش مشرب الشرب مکان اور تکلف فرس کی حاجت نہیں ہے

لہ مارہ غفریہ
 زینبہ بیرون
 لیکن غالباً غافل
 ان بانوس
 علیہ عذر الغیظ
 یوسف و زوال
 نیکو کار
 ہزار ہزار
 دینی و دنیوی
 علیہ السلام باب ۱۱
 ردی کا سارا
 ادبی ہے

لیکن خاطر خاطر گریاں مل گشت ہر اس سہمی انکار نہیں کہتا ہے بیکہر باہر آیا اور تمام باہر بیٹھ بیٹھ گیا اور خیر حکم اور حکم تانگی توئی
 سے خوشخبری آ رہی تھی وہی بیٹھ بیٹھ گیا ورنہ دلان طبع تر کر کے انتظار میں گوشت خربکچہ منہ بنار ہا تھا اور گوشت اس قصہ میں تھا کہ جب یہ
 روباہ کے کہانے میں منہ خول ہو گا تو یہی ہر روز دیکھا گیا کہ روباہ جہاں دیکھنے میں نہیں آ رہا وہ احتیاط سے کچے گوشت میں ایک غارتار یک
 کہو روکھا تھا اور اسے خاشاک اسٹخا کے منہ پر بچھا یا تھا اور ایک راہ مخنی اپنے نکل جانیکو جیسی نہا کہی تھی جلد جلد اس
 خض خاشاک کو درست کر کے آواز دی کہ اڑی وہاں جلد قدم بچو فرماؤ یہ کہہ کر جلد اس راہ نہانی سے دو دو
 غامین جاگ اڑی ہوئے خروگوش اور گرگ دو جلد سے در آئے جبکہ پاؤں خاشاک پر پڑا تو دونوں اس غارتار یک میں گپڑی
 پیڑ پیچھا کہ یہ فریب سے ہی خروگوش تھا کہ غارتار یکا کی غصہ میں اگر خروگوش کو جبر دلا اور وہ ہی اوسین ہلاک ہوا اور وہاں
 سلامت ہی میں مل سوا گئی ہے تاجا نے تو کہ مرد وہی سے جیلہ مشین ٹانہ ہے اور جو کہ عاقل اور صاحب احتیاط میں وہ
 کب کیسے امن اور امن سے کافر یہ کھاتے ہیں منانے کہا یہ سچ ہے کہ جو فرمایا تو نے لیکنگ وازس مرد و مرد
 میری غشی سے عامل مطلق ہے بلکہ دوست جاننا ہے اس غفلت میں اوی مار لوں گا کیا نہیں ملوئے کہ عذر خروگوش کا نہیں
 اتر گیا اسلئے کہ اس کے کمر سے عامل تھا اور وہ خود گویا سنت کے دوطرہ ہلاکت میں پڑا کیلئے پوچھا کہ یہ کیوں کرتا تھا۔
حکایت خروگوش شیر دانے کہہ کہ حوالی بغداد میں ایک مرد غارتار تھا کہ اوسکی بویسی بہت نظیر تھی یہاں اشعار اس
 اس کے حصال میں مثنوی مانند شوق ہیں بھول رنگین بدی لطف نعم لطف شیریں پس بل میں سے طور و فضا و ت
 شبنم میں ہے جلوہ کیا کہ بدمہن میں لطیف مثل کوثر چلہن میں تمام سلگ ہو پوچھو غل ہے شان میں سے طوبا +
 سبز ہے ہر دشت جرج خضرا ب پانی ہر اثر میں آبجوان بن نظارہ ہر جگہ ایہ جان بے غم و غم کے پرندہ اور پھر خصوصاً خروگوش
 کے شاہد ہی اس عجیبی ہوا و لطف فراوان کثرت نعمت ہر گواہ کو اس کی غرضی غشی کی کسرت تہ و بان ایک شیر زندہ ملا جو در ہر کمر مرغ خروگوش
 اس کا کراہت ہو ملکہ ہوتے ہوا و بسکامین ننگانی اس کے خوش تلخ تھا ایک درخت کے نزدیک شیر کلا کی اور زمین کو کچھ بوسہ کیے
 کہا کہ بادشاہ ہم تیری رعیت ہیں اور تو ہر اجنت و شقت ہر روز ایک کوشکارتا اور ہم شب و شب ہم دستار بخشیم تو میں اسلئے
 بیٹرائی ہے کہ اگر کسی فرزند کا سبب اور کلام من جرت اگر بادشاہ ہمارا متغیر مال ہو تو ہم در جانت کے وقت مطہر شاہی میں دیکھ لوں گا کیا
 اور کچھ غلطی میں مقصود کرین شیر اسلئے ہوا اور سبب ہر روز فرود آتے تھے جسکے نام پر پڑتا تھا اور پوچھا جارت تھے اس حال پر بدت مدید گذری لیکن وہ
 ایک خروگوش کے نام پر پڑا اور کلا گرام میرے کہنے پر مل کر تو میں نہیں اس شیر کے سر سے نہات لا دوں سبب کہا کہ اس کی بہتری خروگوش نے
 اپنے جانے میں اتنا توقف کیا کہ وقت چاشک لگ گیا اور تو میں بھی شیر کی حرکت میں آئی غصے اور غصے نہ ہونا غصہ کیا خروگوش کہتا ہے
 نزدیک آیا دیکھا نہایت غصے میں نہ تھا کہ ہر باہر اوقص کھٹکایا اور کلا گرامی وقت خروگوش نے سلام کیا یہ نے پوچھا کہ یہ کسی ناپا حال و حال کلا گرام

لیکن خاطر خاطر گریاں مل گشت ہر اس سہمی انکار نہیں کہتا ہے بیکہر باہر آیا اور تمام باہر بیٹھ بیٹھ گیا اور خیر حکم اور حکم تانگی توئی
 سے خوشخبری آ رہی تھی وہی بیٹھ بیٹھ گیا ورنہ دلان طبع تر کر کے انتظار میں گوشت خربکچہ منہ بنار ہا تھا اور گوشت اس قصہ میں تھا کہ جب یہ
 روباہ کے کہانے میں منہ خول ہو گا تو یہی ہر روز دیکھا گیا کہ روباہ جہاں دیکھنے میں نہیں آ رہا وہ احتیاط سے کچے گوشت میں ایک غارتار یک
 کہو روکھا تھا اور اسے خاشاک اسٹخا کے منہ پر بچھا یا تھا اور ایک راہ مخنی اپنے نکل جانیکو جیسی نہا کہی تھی جلد جلد اس
 خض خاشاک کو درست کر کے آواز دی کہ اڑی وہاں جلد قدم بچو فرماؤ یہ کہہ کر جلد اس راہ نہانی سے دو دو
 غامین جاگ اڑی ہوئے خروگوش اور گرگ دو جلد سے در آئے جبکہ پاؤں خاشاک پر پڑا تو دونوں اس غارتار یک میں گپڑی
 پیڑ پیچھا کہ یہ فریب سے ہی خروگوش تھا کہ غارتار یکا کی غصہ میں اگر خروگوش کو جبر دلا اور وہ ہی اوسین ہلاک ہوا اور وہاں
 سلامت ہی میں مل سوا گئی ہے تاجا نے تو کہ مرد وہی سے جیلہ مشین ٹانہ ہے اور جو کہ عاقل اور صاحب احتیاط میں وہ
 کب کیسے امن اور امن سے کافر یہ کھاتے ہیں منانے کہا یہ سچ ہے کہ جو فرمایا تو نے لیکنگ وازس مرد و مرد
 میری غشی سے عامل مطلق ہے بلکہ دوست جاننا ہے اس غفلت میں اوی مار لوں گا کیا نہیں ملوئے کہ عذر خروگوش کا نہیں
 اتر گیا اسلئے کہ اس کے کمر سے عامل تھا اور وہ خود گویا سنت کے دوطرہ ہلاکت میں پڑا کیلئے پوچھا کہ یہ کیوں کرتا تھا۔
حکایت خروگوش شیر دانے کہہ کہ حوالی بغداد میں ایک مرد غارتار تھا کہ اوسکی بویسی بہت نظیر تھی یہاں اشعار اس
 اس کے حصال میں مثنوی مانند شوق ہیں بھول رنگین بدی لطف نعم لطف شیریں پس بل میں سے طور و فضا و ت
 شبنم میں ہے جلوہ کیا کہ بدمہن میں لطیف مثل کوثر چلہن میں تمام سلگ ہو پوچھو غل ہے شان میں سے طوبا +
 سبز ہے ہر دشت جرج خضرا ب پانی ہر اثر میں آبجوان بن نظارہ ہر جگہ ایہ جان بے غم و غم کے پرندہ اور پھر خصوصاً خروگوش
 کے شاہد ہی اس عجیبی ہوا و لطف فراوان کثرت نعمت ہر گواہ کو اس کی غرضی غشی کی کسرت تہ و بان ایک شیر زندہ ملا جو در ہر کمر مرغ خروگوش
 اس کا کراہت ہو ملکہ ہوتے ہوا و بسکامین ننگانی اس کے خوش تلخ تھا ایک درخت کے نزدیک شیر کلا کی اور زمین کو کچھ بوسہ کیے
 کہا کہ بادشاہ ہم تیری رعیت ہیں اور تو ہر اجنت و شقت ہر روز ایک کوشکارتا اور ہم شب و شب ہم دستار بخشیم تو میں اسلئے
 بیٹرائی ہے کہ اگر کسی فرزند کا سبب اور کلام من جرت اگر بادشاہ ہمارا متغیر مال ہو تو ہم در جانت کے وقت مطہر شاہی میں دیکھ لوں گا کیا
 اور کچھ غلطی میں مقصود کرین شیر اسلئے ہوا اور سبب ہر روز فرود آتے تھے جسکے نام پر پڑتا تھا اور پوچھا جارت تھے اس حال پر بدت مدید گذری لیکن وہ
 ایک خروگوش کے نام پر پڑا اور کلا گرام میرے کہنے پر مل کر تو میں نہیں اس شیر کے سر سے نہات لا دوں سبب کہا کہ اس کی بہتری خروگوش نے
 اپنے جانے میں اتنا توقف کیا کہ وقت چاشک لگ گیا اور تو میں بھی شیر کی حرکت میں آئی غصے اور غصے نہ ہونا غصہ کیا خروگوش کہتا ہے
 نزدیک آیا دیکھا نہایت غصے میں نہ تھا کہ ہر باہر اوقص کھٹکایا اور کلا گرامی وقت خروگوش نے سلام کیا یہ نے پوچھا کہ یہ کسی ناپا حال و حال کلا گرام

کہا کہ چاشت میں، عہدی کی خرگوش عرض کیا کہ کیا طاقت غلاموں کی بادشاہ کو عہدی کرنے آج کہ دستور سابق ایک خرگوش آپ کے فیصلے کا
 میرے ساتھ آتا تھا ایک شیر زمین اس سے چھین لیا ہر چیز پر کہا کہ یہ فیض بادشاہ کا ہے مناسب تو کرتے ہیں جاکر تاہو اس نے جواب دیا کہ تو میری ہوا
 بیشک میرا جو اس کے کہہ کر لباس میں غراؤ ہو گیا جاو اور ان کے زراف اس کے زبان پر لایا کہ میں عرض نہیں کہ نہ اس کے ہون مجھے یہ کہہ لیا طاقت
 اس سے عہدی کی تھی ان کے وقت اتنا البتہ کہ کہا کہ کیا سماعت میں تھو حال بنا معلوم ہوا کہ خیر گرسنے کی کج حیرت میں آئی اور کہا
 کہ اس خرگوش اس کا مکان بھی نہ تارکہ کہ اس کے ہاتھ خرگوش کے ہا میں ملتا ہوں اور زمین ایک گنگ ہے کہ وہ کھاتا ہے جب کسی بانی
 لئے ہیں جانتا ہوں کہ عوض اس سے ہر یکا وہ گشت نہ بختا ہی باتو خوب شیر نے کہا کہ گئے جل اور جو بتائے شیر سادہ دل اس کے فریب
 غافل خرگوش کچھ بچو وادہ ہوا خرگوش ایک چھاپہ عمیق میں لگیا اور کہا کہ بادشاہ میں نہایت اس سے دوتا ہوں اگر بادشاہ مجھ کو اپنی
 کو میں لینا اس کو میں جانے تو میں بتا دوں شیر نے کہ گدین لیکے جو میں جہاں کا عکس بنا اور اس کو خوش کیا میں دیکھا سمجھا کہ
 یہ شیر وہی خرگوش کو چھین لگیا تھا کو میں نے یہاں ہے شیر نے اس خرگوش کو کھائے سپہ نگار اور ایک نوین کو داد میں تین غلاموں میں
 وہ میں ہم ہوا خرگوش نے جو خوش کو مہار کا آدمی سب سر رہ کر شکر پور دگا میں مشغول ہوا اور اس میں اللہ باقی عمر بسر کی ہر شل
 کی یاد میں معلوم ہوا کہ دشمن میں چن چن کر دے دست میں میرا سیر پہنچ جاتا ہو کلیہ نہ کہا اکیل کو تو ہلاک کر لئے اور میرا اسکے بعد
 پہنچے تو شیر میں بہرہ فاق ہوا باور اگر شیر کو کو بیچنے اور ہلاکت شتر بہ کی ہو جائے مضافاً کہ نہیں، نگاہ بہ و راز قیاس اور
 از غفلت اس میں صورت میں کہ شیر کو بیچنے تو ہزار اس کام کہ اختیار نہ کرنا کہ کوئی غافل حفظ نفس کے واسطے جو خدمت کا بیچ کو لا
 نہیں کرتا ہو کلیہ نے خاتمہ نہیں کا اس سخن پر کیا اور دنا کلام کلیہ کا خلاصہ مطلب سمجھا کہ کہ گیا چند روز کے بعد دنا وقت
 فرصت پانے اور غم جو صورت بنائے شیر کی خدمت میں حاضر ہو کر دست بستہ کھڑا ہوا شیر نے کہا کہ تو بہت توان کے بعد نظر لیا خیر ہے
 دنا عرض کیا اللہ کا خیر ہی کر گیا شیر اس کو یہ جو نہ کہڑا اور پوچھا کہ کیا کچھ عائدہ ہو ہے دنا نے کہا البتہ شیر نے کہا کیا ہے
 دنا عرض کیا کہ کو مملکت و فراغت چاہیے شیر نے کہا کہ جلدزدیک کہ کام آج کل پر دنا قباحت کہتا اور زور لے کر سکا دشوار
 ہو جاتا ہو دنا نے کہا کہ بات کہنے سے جس کے دیکھو غلام ہو ان تین جلدی اور دیری کرنا دیکھتا ہے بلکہ بہت چکے بات کہنا سنا
 ہوتا ہے، سنے دیکھو ضرورت کہ جب بات خیر فرما ہی عرض کیا تو اس میں فکر تلم سے غور کر جو جواب دے کہ عرض نفسانی غالی اور
 محض دنا تو اللہ ہی سے البتہ عمل میں لا والا ہر کس قبول میں جگہ ہے شیر نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ میں سب دنا ہوں سے
 فضیلت عقلی میں سبقت لگیا ہوں اور ہر شخص کے استماع کلام میں تیز شایانہ پیش نہاد خاطر کہتا ہوں تو بے تحلف جو کچھ
 کہنا کہہ اور بے تردد جو کچھ خیال میں آیا اور اظہار کر دنا نے عرض کیا کہ غلام کو اس میں میں عرض کرنا جرات سلو ہوئی ہو کہ ضرور
 اس عقل و دانش پر موقوف کامل کہتا ہوں اور یہی ہوشیور نہیں کہ جوابات غلام عرض کرتا جو میں میں خیر فرما ہی اور مطلب میں ہوتا ہے

میں غراؤ ہو گیا
 سرفراز ہو گیا
 میرا سیر پہنچ جاتا
 سب سر رہ کر شکر پور
 دگا میں مشغول ہوا
 دنا نے کہا

اور کوئی غرض انسانی اس میں شامل نہیں کرتا ہوں بہت سے لوگ کہہ رہے ہیں شاہ کی سلطنت بیک وقت ملک و خالص مایشا سب سے شیریں
کہا کہ امانت دیوانت تیری ظاہر اول سے تیری ہمیشہ محض خیر خواہی پر اور کبھی شکایت نہیں ہے میں نے امانت دیوانت کی کیا
کہ بغا کا فوجوں کی سلامتی بادشاہ میں مقصود ہے چونکہ ان کا کیا کیمزہ تہا میں اول سے حق و صفا و صدق میں رفیع و بزرگ و حکیموں
کہا کہ جو کوئی کہ سخن حق کو بادشاہ مخفی کرے مثال اس کی ہر ایک کھلی ہے حال اپنا چھپا تو غالب ہے کہ اپنے نفس کو ہلاک کر دیتے ہیں کہا کہ
تیری ہوا داری اور بکڑی اس پہلے جو ثابت ہو چکی ہو اور امانت اور دیوانت تیری خوب تحقیق ہو بیان کر کہ تمام با حفظ کیا جا
دے گا جبکہ تیرے اپنے منہ سے پشیمانہ اور فریفتہ پایا زبان کہولی بہت کر شاہ خود بہ منہوں باد و نظیر و دشمنوں ہوں با
شیریں جہاں ان لشکر کے ساتھ طلوتین کی میں دار کاں دولت کی صلاح اس طرح ہر کی کہ شیر کو آزا کیا ہے اور آزا نہ لے دے وقت کا رستی
لے کا خوش چاہا ہو اور ہر بات میں اس کے فعل بسیار اوصاف پیش پایا جا تا ہے بہت بہرہ جو کہ سمجھو تیرے ہمیشہ جو ہے جسکو سمجھو تو شیریں
میں حیرت میں ہوں کہ بادشاہ اس کا فریفتہ عذر اس کا کہ میں اس قدر ادا کی ہو اور حکمرانی و فرمانروائی میں اس کو کونانی اپنا بنایا ہو اور
اس کے مقابل میں یہ ہوشیار کی ہو جس کے کس طرح اس کے اصل میں از خطا خطا کند بگنائش اور کسی بات کی ظہر میں اتنی تو شیریں
کہا کہ امانت و مناسبت کے بات کہ یہ قیاس سے بہت دور ہے کہ شتر بے ایسا کام کرے یہ تو کس سے سنا ہو اور کہا ہے ثابت کیا ہے اور کیا
نخواستہ ایسا ہو تو تیرے اس کی کیا ہمت لائی ہے و مناسبت عرض کیا کہ بڑائی اس کے درجہ کی اور باندی مرتبہ کی ظاہر ہے اور جو کہ کثرت
بادشاہ کی اس کے حال پر ہے پوشیدہ نہیں اسی قدر سب ارکان دولت کو اس کی طرف جمع ہو اگر جلد تیرا کس کام کا ہو تو ہر
اور اگر ہر جا ہے اسے تا یہ کمال کر لی تو یقین ہے کہ دست میر و امن و عافیت پہنچے اور کام دشوار کینچہ یہ ظاہر ہے ایسا
اگر ہو کر ماند ہو اور فرصت قوت کی با تو مابن جاتا ہو اور آدمی و طرح کے ہوتے ہیں ایک صاحب احتیاط اور دوسرا صاحب غرور
ہر واقعہ کے واقع ہونے سے سرسبز اور متردد ہو جاتے ہیں اور صاحب احتیاط و موقع بہ ہوتے ہیں ایک نہ پیش از ہونہ خطرات جو کہ
کہ آفرین کرنا چاہے اس کے اول میں پیش بندی کرتے ہیں اور یہی شخص گروہ بلا سے بیکر سائل نجات ہوتے ہیں ایسے
لوگوں کو داندیش کہتے ہیں اور دوسرے وہ ہیں کہ جب بلا پہنچے دل کو قوی کہیں اور ہشت کو دل میں راہ دین غائب کران
شخصہ ہر بھی کا ہندیر پوشیدہ ہے اور اس شخص کو صاحب احتیاط کہتے ہیں اور ان میں گرہوں کی تفصیل ہے کہ ایک کمال
کمال کہتے ہیں اور دوسرے کہ کیم قال و تیرے کیو جاہ غفل اور حکایت میں چلیوں کی کہ ایم انگیز میں ہی ہیں جسکو نے شاید نہیں سنی ہیں
شیریں کہا ہر حکایت کہ بزرگ حکایت میں چلیوں کی کہا کہتے ہیں کہ ایک بگیرہ شاعر عام سے دور اور بگیرہ والوں سے مخفی ہو سکتا
اور پانی اس کا نام سیر صوفیان فی دل نشا اور خود والوں کو حق میں ابھی تھا اور یہ بگیرہ بگیرہ دل سے نزدیک ہو اور میں چلیوں کی
ہر تین ایک چلیوں کا خرم تھی مگر بہت احتیاط والی اور دوسرے عام مگر چھوٹا اور تیرے عاجز مگر کم فعل ناگاہ چند ماہی کا

میں نے امانت دیوانت کی کیا
کہ بغا کا فوجوں کی سلامتی
کہا کہ جو کوئی کہ سخن حق کو
تیری ہوا داری اور بکڑی اس
دے گا جبکہ تیرے اپنے منہ سے
شیریں جہاں ان لشکر کے ساتھ
لے کا خوش چاہا ہو اور ہر بات
میں حیرت میں ہوں کہ بادشاہ
اس کے مقابل میں یہ ہوشیار
کہا کہ امانت و مناسبت کے بات
نخواستہ ایسا ہو تو تیرے اس
بادشاہ کی اس کے حال پر ہے
اور اگر ہر جا ہے اسے تا یہ
اگر ہو کر ماند ہو اور فرصت
ہر واقعہ کے واقع ہونے سے
کہ آفرین کرنا چاہے اس کے
لوگوں کو داندیش کہتے ہیں
شخصہ ہر بھی کا ہندیر پوشیدہ
کمال کہتے ہیں اور دوسرے کہ
شیریں کہا ہر حکایت کہ بزرگ
اور پانی اس کا نام سیر صوفیان
ہر تین ایک چلیوں کا خرم تھی

کہ مرزا کیا نگر تائیر نے کہا کہ اوصاف میں خلیل میں گذرنا ہی کا آئینہ سینہ نشین رہا اس ناک سے مصفا اول و یکا اس خیال کی رقم سے
 پاؤں معرا ہے اور سینا و سکے ساتھ عنایت اور عاطفت کے سوا اور کچھ کام نہیں کیا ہی اور جس کے کیا کیا ہو پیش کے عوض کوئی
 اندیشہ بد کیا کرنا کو منانے کہا کہ کچھ فراموش سے ہرگز رستی نہیں ہوتی ہی اور بد حال و زشت میرے ستودہ غنی اور بکیرہ خصلتی ظہور میں
 نہیں آتی ہی کل ان کے پیشتر ہوا چہ مصرع از کوڑہ ہاں بروی ترا و در وید گماں بادشاہ فرقتہ کو پہرے اور کچھ کا نہیں ہو میرے
 کر کے کچھ حکایت کیجئے اور کچھ کوئی دہانے کہا کہ کچھ اور کچھ میں باہم دینی تھی ایک دن ایسی ضرورت دہی ہوئی
 کہ دونوں نے باہم صلاح کر کے جلا وطن اختیار کیا اور تھوہر دوسرے ملک کے ہوئے قصداً ایک دربار میں ملا کچھ کو عبور یا سی
 عاجز تھا تھوہر پریشان خاطر ملا کچھ کو نے کہا کہ ایسا عزیز یہ کیا سبب کہ اپنی جان کو گئے انھیں میں بروی ہے مجھ کو کہا کہ اندیشہ یہ ہی
 عبور یا ممکن ہے کہ زحمت تیرے فراق کی کہتا ہوں کچھ کو نے کہا کہ غم نہ کہ اپنی بیٹھ پر بٹاکے ساحل مارو تھوہر تین چار دنگا ایک
 ہو سکتا ہی کیجئے یا رد نماز کو کہ بہار و شکاری میلہ ہوا آسانی سے چوڑ دونوں الفصیحہ کچھ کو اپنی بیٹھ پر روا کر کے روانہ ہوا
 عین نے میں کچھ کو نے سنا کہ میری بیٹھ پر کچھ کبٹ کہٹ ہوتا ہی اور چھکلا دیلیر کیا حرکت ہی مجھ کو نے کہا کہ اندیشہ اپنی پیش کی کرنا ہی
 کہ تیرے جو کچھ پیش میرا لڑتا ہی یا نہیں کچھ کو نے آشفہ ہو کر کہا کہ ایسا ہر تھوہر میں نے اپنی بیٹھ تیری کشتی بنا کے محنت
 اختیار کی ہے اور تو ہی محبت خدمت یوں ادا کر لے اگر یہ تیرا پیش میری پشت پر کچھ پیش نہ کر لگا کر یہ کیا حرکت ہو ہے
 کہ تو کیا ہی مجھ کو نے کہا کہ معاذ اللہ یہ میری اگر میرے خیال میں گذری ہوں مگر لقا مانے طبیعت ہی مجھ کو ہوں پیش مارا میری عادت
 خلقی ہی کہن لا پشت و ست ہونو اھ سینہ دشمن پیش ہوں کالو نے نہیں ہی سہیت ہو جو کچھ پیش زلزلن انہما غل ہی خلق
 اسی خاطر ہوا مجھ کو نے مجھ کو نے بد کچھ کو نے دین میں کہا کہ کلین نے ہر کچھ کہا کچھ بد حال کی پرورش کرنا اور اپنی اور شتر کا کام کار بار کرا ہی
 سہیت و رخاک بخشن زرزو یو دیلین سینہ بہ بانگساں دیلین بو دلف و مدنی بہ بزرگوں کہا ہی کچھ کوئی اصل میں کچھ کو نے
 ہے اسید غلوس سے ہرگز نہ کرے اور لڑو سے مشل کے نمیر میرا بادشاہ پر نہایت ہوا ہو گا کہ سبب ذاتی کے کٹنے سے اندیشہ کہ بنا ہر تھوہر
 اور نصیحت دستور کی اگر یہ عرب ہوں گوش ہوش ہی نہ خا و فرما واجب ہے کہ سطلے کہ بات نہ احوال کسان طبیعت کے اگر جو زشت
 اور بے محابا ہوا لائقان کرا و اقبامو میں نہامت اور لائق خالی نہیں ہونا ہی جیسا کہ ہمارا فرمودہ طیب عمل کر ہی اور غذا
 اور دوا اپنی رغبت کے موافق کھا ہی تو بہرہ فیاض لمرض علیہ کر کلا و سہر ملاکت کو بہنیا ملی سہیت نامع اندوی دشتی سخن آگشت
 صلیح سٹ لیکن بخیرین اسدہ ہی شہر انا فضلین باشا غنیمت ہی کو عوانت کا سی غافل ہی اور دعا کا کو اور دلیل کہی اور جبکہ
 کوئی حادثہ بگڑے تو احتیاط اور ہوشیار کچھ کو نے طررت کرے اور اسکے بعد کوئی تدبیر نہ ہو سکا اور دشمن غالب کے شیر نے کہا اگر جرات
 بہت دشت کہی اور حکمت نہاد کیا تو نے لیکن قولی نامع کا اگر جرات ہو پر دکنیا مصلحت خلاف ہی لیکن میں تجھ ہی لوچتا ہوں

غلے تھوہر تھوہر کچھ
 کوئی کچھ درست

عہ و قوت
 کچھ کوئی کچھ کوئی

بے مذلت اور ملازمت پاوشتا ہاں ہے آفت اور کیونکہ از دنیا سے ایسا جرم نہیں مٹی زمین کی سرست میں کھانا ہوا اور غرضت
 گریبان تکبر سے نہ نکالے اور کوئی شخص نہیں ہو کہ ہوا پر قدم بکھو اور گر ٹری اور کوئی مرد ایسا نہیں ہے کہ عورت کو نہ ہمدرد اور ہزار
 کرے اور الزام فتنہ میں مبتلا ہوا اور جو شخص کرم شہر سے اخلاط کی عاقبت لالچ شہانی کی پیروی اور جو کوئی کہ کرم کینا درخت سے
 امید ہو خواہ وہ بے مقدار ہو اور کوئی مرد صحبت سلطان اختیار کرے اور اس ورطہ غمخوار سے مستلا پاؤں کے یکلک نہیں ہو کہ شہر پہ
 کہا کہ تیری بات اس پر دلالت کرتی ہے کہ شہر سے کوئی امر گمراہہ تجھے بچا ہے کہ اسے خوف ہی ہو بل دہر اس تیرے دل پر شہنشاہی ہو
 و ستا کہا کہ یہ بات اپنے کھسکے اسے نہیں کہی سینہ لادو تو تو کیلے غمناک ہوں اور یہ ہلال کلال کہ مجھ پر تیری تیرے واسطے ہو اور تو
 ہوتا ہے کہ خدا تجھ سے میرے اور تیرے کس طرح پر مین اور جو عہد کہ اول ان تجھ کو یاد تھا یہ سینے اکثر اور میں نے فانیائی ہو کر تو نے دین
 محبوبوں کے نیک بھادہ ہو کا اور تو تجھ البتہ مطلع کرونگا شہر بڑھا اور کہا کہ ایسا شرف و دوست مافوق جلدی پر جہت
 حاسی خیر دار کیا اور کوئی وفیقہ و قانون ہو اور اسے تو گذارشت نہ کرنا فہ کہا کہ اسے سہ سے نہ ہو کہ شہر پر زبان سے کہتا تھا کہ
 شہر خوب فرہ ہوا ہے اور اس گاہ میں کچھ اہمیت اسکی نہیں ہو خوش کو خوش کیا جاوے یعنی ایک روز راجہ خاص و مہمانی عالم کی
 گوشت و ضرورت پر سینے جو یہ باتی تجھ ہو کر دوڑا کہ کچھ اس آگاہ کر دن اور اپنا صحن مہدی تیری خدمت میں نہایت کر دن اور جو کچھ
 شرح مروت اور ایسا میں تجھ پر واجب ہے اور تو ادا ہوں بیت من پر شہر بلاغ سننا تو سیکویم ہ تو خواہ از غم نیکو گم
 خواہ ہلال بداب علاج و تہیہ ہے کہ جلد کوئی خبر کر کلاس ورطہ ہلاک سے غلطی حاصل ہوا اور کوئی ایسا لطیفہ عمل میں لکھ
 ہلکی راہ حیات لکھتے تھے کہ شہر بہ فتنہ میں و مناسے شہر عہد و بیان خیر کے ایک کہ اور کہا کہ ایسا دینا کس نہیں ہو کہ شہر سے
 ساتھ خاک سے کہ نہ کہ مجھے کوئی خیانت نہیں ہوئی ہے اور میرا قدم جاؤ نہ سیکو خدائی سے باہر بھی نہیں پڑا اور اسے خیر خواہی
 کے کوئی اور امر بھی فتنہ میں نہیں آیا ہے کہ شہر پر ایسا نہیں ہے کہ شہر ایک سنی دفعہ بغیر غم مجھ باندہا ہے و شہر کو تندرست
 فریہ حکمیر کیا ہو کہ واسطے کہ اسکی خدمت میں ایک گروہ بغیر سے کہ سخن خیر سے بیگا ز اور خیانت اور زبان دراز میں دان
 اگر وہ نہ ہو کہ کی بات شہر اور پر اختہ کر کے عرض کی ہو تو مجھ نہیں ہو کہ بعد کی برگوئی سے سیکو نہ کہ حق میں اکثر بار شاہوں کو برگیانی
 آجاتی ہو اور اس گمان شہر سے راہ صلح شدہ رہتی ہو اور فضلہ اس بلکہ کا تجربے کیلئے ایسے موقع میں دل کافی ہو اور شاہد وانی
 و مناسے پوچھا کہ فیض کینہ کر ہے حکایت شہر نے کہا کہ ایک لکھنے ایک شب بائیں ترصلہ دیکھا سجدی کہ یہی ہی اس لکھ کیا
 کہ اسے شک کر کے کچھ پایا چنار باسی طرح آزمائش کی جب کچھ کہ حال اس کچھ نہیں ہو کہ ایک اور اسکے بعد عہد کیا کہ شہر باہر
 نکرونگی اور دوسری رات اگر ایسی ہی کہتی ہی تو رشتی ماہ کی جا کچھ قصد کا لکھتی ہی اور کس ہی مٹی صربہ لکھتے جلتے اللہ انہ
 شہر ہر تجر با حال لکھ ہا کہ شہر بہی کہتی ہی اگر بڑھنے کا ان نہ کہ بھری ہوئی اور اسکے دلیل کی کہ شہر کی ہی اور وہ بیکامی لکھ

لکھتے ہیں کہ شہر بہی کہتی ہی اگر بڑھنے کا ان نہ کہ بھری ہوئی اور اسکے دلیل کی کہ شہر کی ہی اور وہ بیکامی لکھ

مسلم صحاح کرامت شریعت نے کہا کہ یہ بن کا ایک بہن باغ کہتا تھا تارہ کوستان اس کی نسیم اعتدال زیادہ کہتی تھی
اور اس کی خوشبو ہی روح افراد اہل جان کو معطر کرتی تھی نظم باغ عالم میں عجب گلزار تھا باغ جنت کی روش بجا نہ تھی نہ ہی دم عیسیٰ
ان میں جو گل بہ رنگ خورشید و خندان رو گل بہ نولے عندلیب ہا کی عشرت انگیز اور نسیم عطریہ اس کی راحت آمیز تھی ایک گوشت خیز
میں ایک گلبن تھا تارہ نہال کامانی سے اور سرفراز تر شاخ و شجر جوانی سے ہر صبح گل گلبن نیچیں بے مانند خسار بکھریاں گئے
ہوتے تھے بلبل نے اس گل رعنا سے عشق بازی شروع کی باغبان اکر واپسی عادت کے موافق بانگے ٹانے کو آیا دیکھا کہ ایک بلبل
نالان صوفی گل پر سونہرے ملتی ہے اور شیرازہ جلد زنگار اس کا مسقا تیر سے کہنہ جیتی ہے باغبان پریشانی اور قہر گل مشاہدہ کر کے گریا
شکیمانی پہاڑ نے لگا لگا سو تلوٹ دیکھا کہ کچھ گیارہ دوسرے دن اگر دیکھا تو وہی حال بلبل و گل کا پایا تیسرے روز جا کر دیکھا کہ حرکت
منقا بلبل سے مصصر عمل نہ تاج رفت و غار باندہ پس خار خار منقا سے سینہ دہقان میں خراش پیدا ہوا اس نے بد مزیدیر
اسے گرفتار کر کے ایک قفس میں بند کیا بلبل بیدل نے طوطی وار زبان گفتار کہو لی اور کہا کہ امی عزیز سبب کیا ہے کہ تو نے مجھ کو قید
کیا ہے اور کن باعث سے میری عقوبت پر میں فرمایا ہے اگر میرے نعمات تجھ کو پسند آئے ہیں تو خود آشیانہ میرا تیر باغ میں ہے اور
ہر صبح گلستان نیا میری نغمہ سرائی سے طوطا نے ہوا کر کے گل و درمطلب خیال میں ہے تو مجھ کو اپنی مافی الضمیر سے گاہ کر دہقان نے کہا کہ
کچھ جانتی ہو کہ تو نے مجھ کو کیا ستم کیا ہے اور یار نا میں میرا گل ہے تو نے کیسا خراب کیا ہے پس سزا تیرا اعمال کی ہے کہ تو یاد دلاؤ
تقریر میرا تیرا ذہن جیو کہ قفس میں ہی دیکھا کہ میں دروچراں گوشت زندان میں تیرے باعث سے نالاہا ہوا ہوں بہت
نہال ہوں اگر بامست میرا بہت بہ کہ ماو عاشق زاریم و کار مارا بہت بلبل نے کہا کہ اچھا لی ہے و گندہ میرا تیرا گناہ ہے کہ دیکھنے
اور قہر گل نے پریشان کئے تھے سو موٹ میں نے گرفتار قفس میں اور دیکھ کر کہہ دیکھو یہاں کیا ہو پس تیرا کیا حال ہو گا یہ بات دل
دہقان پر کار گر ہوئی بلبل کو آ کر دیکھا بلبل نے کہا جو تو نے مجھے بنی کی ہو کچھ گل جزا الا احسان الا احسان کی میں ہی مکافات
اس کی کرتی ہوں وہ یہ کہ اس گلبن کے بچے کو جو میرے ایک قفا پر زدن ہو سو کوٹے اور بڑا کام میں لا دہقان نے اس مکان کو کہو جو بلبل
کہا تھا سو یاد دہقان نے کہا کہ امی بلبل عجب بات ہو کہ قفا میں کچھ دیکھا تو اور ام کا کچھ بچہ دیکھ کر کہہ بلبل نے کہا نہیں جانتا تو
انوارنزل القبط لیل الخدر جو قضا الہی نازل ہوتی ہے نہ دیدہ بصیرت میں روشنی بہتی ہے اور تیرا عجب سبب نفع پہنچا ہے اور یہ
مثل اس کی لایا ہوں نامعلوم ہو کہ میں جینے قضا و قدر کا نہیں ہوں اور ایسے سو کہ نسیم حکم الہی پر کہوں جا رہا ہوں دوسرا نہیں ہے
بہت سرارت ماستان حضرت دوست کہ کہ ہر ہر مایہ وراثت دوست نہ ملنے کہا یقین معلوم ہو کہ جو کچھ شریعت کے واسطے جو
کیا گیا ہے باغی کہو کہ کمان یوفانی اور جباری اس کی بات میں ازل سے ودیعت کی ہے اگر چہ اوہل میں اس کی صحبت ملائے مکان دینی ایک
آخر میں ملے ہو کہ کسی اس کی مثال ہو کہ ایک ہر نقش اور ہر ناک اسلامہ نقشبٹا نثار رنگ اسلامہ اولہاں ہے ہر ماہل سے کہ

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

کوئی تریق است فایده بخشیدن است به شریعتی که کہا کہ پہلے سینے دوش میں چکایا ہوا وقت سے ختم نہیں تلخ کا اور ایک صحت
 طلب اور ختم ہونے کی ہے اب ہنگام ہی جو محنت و غم کا ہریت ایدل مزہ و حل خنیدی یک چند و اکبرن الم فراق میاں خور و حقیقت
 ہے کہ اہل گریہ گریہ کر بھی اس شے میں لاتی تھی ورنہ میں شری کی صحبت کے کب لایق تھا مگر تو کا کلمہ ہون چاہتا تھا کہ اگر ہر اکست
 سے کوئی اس کی طرف کچھ اتار نہی ارادہ اوکا کلمہ تا لیکن کلمہ ایسا فی کاکہ تقدیر الہی ہے اس بندہ مجبور کا اور دوسرے سے دے ملے
 دینا کلمہ کو طہ ملاک میں ڈالا ورنہ میں کب دیکھ لوں ہستہ دام بلا میں گزرتا رہتا ہوں دست تدبیر اس نادر است کو تاہ ہو کہ اوکا وقت باقی رہا
مصرعہ چون کہم خود کردہ ام خود کردہ بلند شریعت + اور نزلوں کے کہا جو کوئی دنیا سے قدر کافی پر قانع نہ ہو او طلب زیادتی کی کرس
 مثال اوکی ایسی ہے کہ ایک شخص کو الہام اس تک پہنچے اور ہر ساعت اوکی نظر ٹکڑے پر پڑا و خیال کرے کہ یہ یہ یہ بڑی قیمت کو لیکر
 اس خیال سے آگے بڑھتا جاوے اور یہی زیر بالما سے پاؤ اس کے چلنے جائیں یہ وہ سستی طلب میں خزانہ ہوا و کلمہ ماہرہ آیت لیکر
 رنگے ہی بڑھتا جاوے اور وہ زخم ہرم زیادہ بڑھ جائیں اور یہ وہی حد سے گویہ ہلاک ہو جا کسبت از زیادت طلبی کار تو آری زبان +
 سوداگر خواہی زائد از زیادت طلب + دستان کہا کہ ایک یہ سخن بغایت پلیدیہ کہا تو کہ جو بلا کسی زبان سے نہ آوے اور کلمہ طبعی سے نہ آوے
ہریت ہو او کوئی مبتلا طبع + وہ ہو گا اسیر کلمہ + جو کہ دن کند بجز جس میں ناز ہی جاتی ہے آخر کو تنوع مذلت کاٹی جاتی ہے او جسے
 دماغ میں کہ سودا طبع کلمہ پڑا ہے آخر وہ سر حال برابر رہتا ہے اور اگر شخص کلمہ جیسے اسید و ملت پڑے تو نکت میں پڑے میں آخر کا
 فقر ہلاک حضرت میں گرفتار ہو جس جملہ سے کہ وہ مصداق وہا کی طبع پر کہنا تھا آخر یہ پاکست دماغ او کے ہمارا ہر ہوش سے
 کہا یہ باجریان کیا جا کر کائنات دستانے کہا کہ ایک سیاحت میں رو بہا لو کہما کہ نہایت جی وچالاک سے ایک شے میں گشت
 کرتی ہو مصداق وچال او کی خوش آئی بلکہ صلاح او کی گرفتاری کی کہ ایک سو باخ او کے دیما کس پاس ہو دا و آخر غنا تک سے پہنچا کہ
 گوشت او سپور کہ کے آپ کہیں گاہ میں جا بیٹھا جبکہ وہ رو ما و پاس باہری اور پادوس جھیکے ناک میں پہنچی غز دیک کے چا کہ او کہا
 یہ دلیس اندیشہ کیا کہ اگر یہ پادوس جھیکے دماغ کو محط کرتی ہو لیکن تو بلا ہی شام شویا میں آئی ہو و فقلا او س گم نہ دیک کہ جسوں قتال
 ہلاک کا ہو نہیں جاتین اور وہ مندی سے کام لکرا اندیشہ فقہ کا جسوں تصور ہو نہیں کر تین ایک احتمال ہے کہ کوئی جانور گیا ہو اور
 گمان غالب ہے کہ اس جھیکے تلے دام ہی بچا ہو بہر تقدیر یہ اندیشہ ضرر سے خد اولیٰ ہر نظم مگر ترا چون دو کار پیش آید کہ نہ دلی کلام
 بید کردہ آنگہ دو خطہ حضرت + آنت بر خود جرم باید کردہ و نہ کہ خوف و خلیا باند + گہات قیام باید کردہ + روئے یہ فکر کر کے
 خیال چمکے کہ وہ کیا لو لکھن کی راہی اس اثنا میں ہنگام سے نہ کہ سہیچہ و ترا جکہ لو اس مدار کی سونگی بلا تا مل او جسے یہ خطہ
 پاؤ کہنے کے ساتھ ہوس گزشتہ میں لگا جکہ صیاد و نگ گزشتہ کی آواز سنی سمجھا کہ رو بہا گری ہو نہایت حرص ہے تا مل او س گزشتہ میں
 صیاد کے لئے کہ سہا ہر ہی پاک فحشیت او کا جڑ الا صیاد غلبہ حرص او بے عقلی سے ہلاک ہوا و وہ با فضیلت قناعت او قطع طبع سے جان

میں حاضر ہو کے صورت حال پر عرض کی اور کہا کہ اگر غم رعیت کا کھائیگا تو تو سلطان ہمارا ہے اور اگر ہوا انکی زاری کی نہ
 کرے گا تو فرمان مرغون کی سلطنت کا تیسرے صفحہ دولت سے ملنے کے مشورہ انکی پاسبانی کا اور کئے نام پکچھا جائیگا بیت غم نیرول
 بخور نہا بہ برتر از بر دتی روزگار کا یہ میرغ نے انکی سلطنت کی اور باہم خوشامی دار سلطنت کو متوجہ رخا کہ کہ فیض
 ہوا اور سب پرندوں انکی آمد و رفت پر قوی لہجے کے ساحل دریا بند کی طرف رخ کیا جبکہ میرغ نے اپنی سپاہ کیساتھ
 صاحب سب میں سگائے اور انکا عدد صفحات میزان لکھا نہیں تو لالچے اُس دیہ کے نزدیک پہنچا المولفہ نظم سب کے تتبع و خان شام
 کے بچہ بچہ میں ناخون کے حسام سب لاور وایو دشمن سونہ فوج اعدا پر سب سب فیروزہ سب کے پیچھے تکبر و بال بدل سے
 تادہ جہاں قتال بہ برجھیاں جنگ میں تھیں متغایں بہ بال بازو تھے تیز تلواریں بہ دوستی کو ہنر بھی کہیں مہلوس
 بیشمار بھی کم ہیں بہ ہے بہت ایک بھی عداوت کو بہ ہودہ حسام فرست کوہ انیم نے کہ سلسلہ جہان موج ہوتی ہے یہ خبر
 وکیل میانی کو بھینچانی وکیل دریا کے لیے حصے میں طاقت مقاومت میرغ رکھتا تھا بنا چاری بے طوطیکے پھیرنے عرض
 ہل افسانے کے لڑ سے یہ جو کہ کئی شمن کو اگرچہ کیسا ہی حقیر ہو غار بنانا چاہے بعض جگہ سوزن خود قیامت وہ کام کرتی ہے کہ
 نیزہ وار نہ ہاں کچھ ہو نہیں سکتا ہے جھگڑے لے کہا ہو کہ دوستی ہزرت کی مقابل میں ایک دشمن کے بعضی جگہ کام نہیں لیتی ہے
 شتر بے کہا میں جنگ میں ابتدا نہ کرنا نامی اور کا فر نعمتی سے منسوب ہیں مگر خوشی ہوئی ہی قصد بیکار کیا تو صیانت نفس اور
 مدافعت کا پھر واجب و منائے کہا کہ جب شیر کے پاس پہنچو اور دیکھو کہ دم اٹھا کے زمین پر پڑا ہو اور سرخی لے سکے آنکھ کی شعلہ
 کی طرح بجکتی ہے تب یقین کرنا کہ آج ایسے میرا قصد کیا ہو شتر بے کہا کہ اگر کوئی بات اصرار پر شاہدہ کر دے گا تو یقین کرنا کہ
 باقی زندگی اس وقت حتی الوسع جو کچھ کہ ہو سکیگا قصود کر دے گا و مناسبات خوش ہو کر وادہ ہو المولفہ سمیت اور کے غم سے خوش ہو
 ہو عقل سے فرا نہیں بہ شرم نہیں جیا نہیں ق نہیں خانہ میں بہ کلبیلے کہا کہ کام کہا نک پھینچا اور ہم نے کس چیز
 کے ساتھ انجام پایا و منائے جواب یا مصرعہ بخت بھی بیدار رہا و آسمان بھی یار ہو بہ جملہ لہجہ کہ فرخ تا متر نے تلخ
 دکھایا اور کار و شوارے آسانی سے سر انجام پایا اور حال من اولہ الی آخرہ بیان کیا کلبیلے نے کہا کہ اچھا نہ کیا تھے اور انجام اس
 کام کا تیسرے اسطے غالب ہو کہ براہ ہونے کے ہکا کچھ خیال کیا اور جاکر شتر بے کہو اور دیگر شیر کیفہ تھیں یا شیر نے مناسکی تعلیم کے
 موافق غرا نا اور دم مانا شروع کیا شتر بے کہو یقین ہوا کہ شیر نے مقررہ قصد میری ہلاکت کا کیا اور اپنے دلیں کھتا تھا کہ خدمت
 ملوک کی خوف ہلاکت ٹھکی نہیں ہوتی جو اور ملازمت سلاطین کی ہم خانگی اور مہمانی شیر یاں کم نہیں ہے اگرچہ ہاں ہفتہ اور شہینہ ہفتہ
 نازگار لگا اور شیر جا گیا اور صبر بھینچا بیگانہ سمیت مکن سلا زبانشہ کراں سم کہ ہر صحبت سگ سبوشو دنا کا وہ بہ خیال گد تانا ہا
 اور ایشیہ جنگ و دلیں کتا تھا اگرچہ جانتا تھا کہ جان ہری دشوار ہو لیکن حکم کے سمیت وقت ضرور چوٹا لگایا نہ وہ دیکھ کر شتر بے کہو

لہذا میرغ نے
 سلطان کو
 اطلاع دے کر
 سلطان نے
 حکم دیا کہ
 میرغ کو
 قتل کر دیا
 اور اس کے
 سر کاٹ کر
 شہر میں
 لٹکا دیا
 اور اس کے
 ہاتھ پاؤں
 کاٹ کر
 دیواروں پر
 لٹکا دیے
 اور اس کے
 سر کاٹ کر
 شہر میں
 لٹکا دیا

آخ کو دونوں طرف کہ جو دستا فسون کا تھا اعلیٰ اعلیٰ نظر میں آئی دینے دونوں طرف غش شیر کی اور خاک و گلی بلند ہوئی
 نظم غوغا کی آیتان خوش و سبیل ۴ دران دست و پیدہ پریشان شدہ ۴ آخر شیر نے بل کا ٹکڑا کھڑکے چاؤ والا اور کام اس کے سر پر
 تمام کیا کلیڈ نے جبکہ یہ صورت دیکھی مناسے کہا راجھی صدیہ و شیرنگ برائیتہ ۴ وانگہ بیان کا بگڑ پڑتہ ۴ باران و صد سالہ
 فروغ نشانہ ۴ اس گرد بلا کہ رنگینہ ۴ اے نادان اپنی لمبے کی خامی دیکھتا ہوا اور جاننا ہوا نہیں مناسے کہا وہ خام کون ہے
 کلیڈ نے کہا کہ وہ قیاس اور کلام کہ تو نے کیا ہے میں اسباب غرض ظاہر موجود ہیں اول یہ کہ بے ضرورت اپنے ولی نعمت کو مشقت میں
 ڈالا اور بچ قوی شکی ذات کو بھینچا یا دوسرے اپنے محذور کو نقص عہد اور ہونانی کی کیا تھ منسوب کیا اور اپنے غلط فہم
 کیو سطر بنامی بادشاہ کی درواکھی تیسرے بے حیثیتان میں ایک تھ قصور کے سہی کی اور وہ ہلاک میں سکھو والا چوٹان گیا
 کاچی گردن پر لیا کرنا بد اس اخذیے نہ چھوٹکا پانچویں جہالت کشیر کو بادشاہ کے حق میں بدگمان کیا غائبہ کا اکثر لوگ پادشاہ کی
 بیخانی کے خوف سے جلاوطن اختیار کریں اور خاغان اس ادارہ ہوئے محنت و بلا جلا کر لکریں چھپے سپلا لارنگہ کو غرض میں لارنگہ
 جہت سب علیحدہ ہوا کہ بے غلط کام بیگی ستاویں عمرز و وضعنا پنا ظاہر کیا تھے و یہ جو تیرا دعویٰ تھا کہ کلام مدار سنا ہوگا
 سو خوب بنایا تھنے اور حق ترین مخلوقات وہی شخص ہی کہ غنہ ختم کو بید کر سکا و جو ہم کھلیجی ہمارک پذیر ہو سکتی ہوئی
 جنگ خون میں لائے و مناسے جواب دیا میرٹ نیک کام اگر فرزانگی سے قلم کیجھ دیوانگی سے ۴ کلیڈ نے کہا کہ تو فرزند
 مولوی کو کنا کام کیا کہ درست ہوا اور ہاتھ سے معارف دیر کے کوئی بنا ڈالی کہ وہ بن آئی اور فوسن اتنا بچھا تو کہ راجست
 اولینہ دیشہ و اکو جرات اور شجاعت پر ترجیح ہو اگر ازم قبل شجاع عند الشجعان ۴ سہ کارا رست کند عاقل کل بن ۴
 کو کلیڈ شکر گزار یہ فخر و ہائے مناجی ہمیشہ سے حال تیرے عجب اور غوری و اس بنیائے زمینہ کی چاہ پر غوغا کا کہ نقش بربت ہا کی نظر
 اور کچھ حقیقت نہیں معلوم تھا لاکس اسکے اظہار میں مجھ کو نال تھا مگر اب اسلئے کہ تو امتباہ پائی اور خوب غر و غنہ سے بیدار آئی
 شرب جہالت سے ہوشیار ہوا اتنا کہا جاتا ہو کہ اب تیری غنہ ناوانی حد زیادہ ہوئی اور بادیہ ضلالت میں گروانی اور تیری
 تیری بہت ترقی کر گئی تو اب ضرور ہو کہ تجھے تیری تیرگی اور غر و دلیری سے کہ ہو سرنگہ میں گئی ہو تاکہ کروں ہر چند حال ظہ
 نہیں کی طوہ میں دریا بیان میں اسکے لیکن لازم ہے کہ کچھ بقدر اپنے طاقت کے بان آوری کروں میرٹ تا تو بانی کہ چاکرہ
 نقش و عابہ خطا کردہ ۴ و مناسے کہا کہ اے برادر بتائے عمر سے تا ابد وہ قول کہ بچا ہے اور فعل کرنا مناسے مجھ کو
 دیا یا نہیں پڑتا ہوا اگر کوئی عجب میرا پندہ شاہ کیا مولے فرمائے کلیڈ نے کہا کہ اگر حقیقت میں وہ شخص کھشتا سنا عیب ہر جوں نہیں کیا
 تھے اول شراعت کچے آگے عیب بنایا ہو دوسرے کہ تیری گفتار پر زہیم رکھتی ہے اور یہ بات شہو یہ کہ بادشاہ کیوٹا کوئی بات
 اسکے برابر نہیں ہے کہ تو اس کے ہلکے ہلکے احوال پر چٹھان دیکھتا ہوا اور اہل علم قول فصل جس جاتیم کے پتے ہیں اول یہ کہ کہیں

اور کچھ حقیقت نہیں معلوم تھا لاکس اسکے اظہار میں مجھ کو نال تھا مگر اب اسلئے کہ تو امتباہ پائی اور خوب غر و غنہ سے بیدار آئی شرب جہالت سے ہوشیار ہوا اتنا کہا جاتا ہو کہ اب تیری غنہ ناوانی حد زیادہ ہوئی اور بادیہ ضلالت میں گروانی اور تیری تیری بہت ترقی کر گئی تو اب ضرور ہو کہ تجھے تیری تیرگی اور غر و دلیری سے کہ ہو سرنگہ میں گئی ہو تاکہ کروں ہر چند حال ظہ نہیں کی طوہ میں دریا بیان میں اسکے لیکن لازم ہے کہ کچھ بقدر اپنے طاقت کے بان آوری کروں میرٹ تا تو بانی کہ چاکرہ نقش و عابہ خطا کردہ ۴ و مناسے کہا کہ اے برادر بتائے عمر سے تا ابد وہ قول کہ بچا ہے اور فعل کرنا مناسے مجھ کو دیا یا نہیں پڑتا ہوا اگر کوئی عجب میرا پندہ شاہ کیا مولے فرمائے کلیڈ نے کہا کہ اگر حقیقت میں وہ شخص کھشتا سنا عیب ہر جوں نہیں کیا تھے اول شراعت کچے آگے عیب بنایا ہو دوسرے کہ تیری گفتار پر زہیم رکھتی ہے اور یہ بات شہو یہ کہ بادشاہ کیوٹا کوئی بات اسکے برابر نہیں ہے کہ تو اس کے ہلکے ہلکے احوال پر چٹھان دیکھتا ہوا اور اہل علم قول فصل جس جاتیم کے پتے ہیں اول یہ کہ کہیں

فریب بازی برک آب قائم کرنا تھا اسکا تیز موش لقب اودوسر فرط نادانی سے سود و زیاں میں فرق نہ کرتا تھا اسکو
 خرم دل کھتے تھے ان دونوں کو تجارت کا خیال ہوا اتفاق یکدیگر سفر اختیار کیا طے منازل امر حاصل کرتے جاتے تھے قصدا
 اشارہ میں بدرہ زربا بٹھایا اسکو غنیمت بیکران سمجھ کر متوقف ہوئے شریک دانائے کہا کہ بزدل جہاں میں سودیجنت بھی
 ہوتا ہے اب اس بدرہ زربا پر ترناعت کرنی چاہئے اور گوشہ کاشانیہیں فراغت سے بسر وقت کرنا بہتر ہے مگر خطم چند گوی عالم
 بہر زربا پیش کردہ رشود غم شیریں کا سہ چشم چرمی صباغ نشہ عاصف قانع نشہ پُر دُر نشہ یہ صلاح کر کے دونوں پہرے
 اوشہرہ کے نزدیک پہنچا پھر شریک غافل نے کہا کہ اسے بردار اب تقسیم کیجئے شریک غافل نے کہا کہ تفسیر کرنا بھی ہوتا
 نہیں ہے بقدر ضرورت کچھ خرچ کو کمال لیا اور باقی کسی جگہ گاڑیں اور وقت ضرورت اس طرح اس سے تھوڑا تھوڑا لیا کرتی آفت
 کو نوال وغیرہ سے محفوظ رہیں اور اگر کہا کہ لایا جلیغ جائے کوئی نظر باز پہنچا آفت میں تیرے جیسے شریک غافل جیادہ مکر و فریب
 عاقل سے غافل اسکے فہم پر فریب تھا اور نہ اسکا قبول کیا اور کچھ تھوڑا سا لے لیا اور باقی بدرہ ایک وقت کو نشہ
 دین کر دیا اور پھر شہر میں لکر اپنے پیٹے گھر میں فرمایا اور سر شرب چرخ شہباز سے نہ نہ وقت میں اس طرح پہنچا کہ شریک غافل
 شکوہ بدرہ کو رکھ دکر اپنے گھر لگیا اور زمین کو بدستور بر کر دیا جبکہ شریک دین پہنچا ہوا اسکے پاس لکر کہا کہ میں بہت
 بھرخ ہوں چلو اور میں کچھ لایئے شریک غافل نے تجاہل کیا اور کہا چلئے مجھے بھی ضرورت ہو القصصہ یہ دونوں ہم نزدیک
 اس درخت کے لئے ہر چند اس جگہ کو کھودا کچھ پیا اس تیز موش نے اس دان گریبان میں ہاتھ ڈالا کہ تیرے سوا
 کون اس وقت تھا تو ہی کھود لگیا ہے اور مجھے احمق بنانا ہو ہر چند میں چاہے میں تمہیں کھائیں اور اضطراب کیا کیوں
 ماننا تھا لیکن یہ حقیقت میں اگر دانا ہوتا اور موش ہوتا تو وہ شریک غافل جیادہ غنیمت جانتا لاکن کئے کو کب
 گھی مضم ہوا آخر دست گریبان ہوا اور وقت مجاڑے سے محکمیکو پہنچی زیرک غافل کو پکار قاضی کے گھر لایا اور دعوے
 اپنا ظاہر کیا سب مضمون تھیں کا سمع قاضی میں پہنچا پائے اسکار کیا غافل کے اصحاب بعد قاضی نے تیز موش سے گواہ
 طلب کئے آئے کہا کہ اے قاضی اس درخت کے سوا اگر کسیکے نیچے گڑا تھا اور میرا گواہ نہیں ہے پھر غلب یہ کہ حضرت سوائے
 تعالیٰ قدرت کا ملہ سے نہیں درخت کو گویا می بخشی اور وہ گواہی دے تا میں بے انصاف کی بددیانتی پر کسب زر لگیا ہو
 اور مجھے محروم رکھا ہو تا عالم آگاہ ہوا قاضی اس بات کو متحج ہوا مگر عدیل قال بیسیا قرار پایا کہ کل قاضی اس درخت کے
 تلے چلا اور گواہی درخت سے طلب کرے اگر وہ گواہی دے تو میرے عمل کے سوا والاخیر شریک دانا اپنے گھر کو گیا اور پڑا
 اپنے پاس بیان کیا اور کہا کہ لے پد بزرگواریٹنے انکی گواہی کے بخدا پر یہ خیال حلیہ محکمہ ضما میں بٹھایا اور اس مہم کا یہی شہقت
 پڑا وہ کیا ہو اگر تو میرے شہرہ وقت فرمائے تو میرے مضم ہوتا ہے اور اسکا نصف اور حال قاضی پر یہ توفیق العزما سائش متحج کر

عبارت ہوا
 ہر زربا پیش
 کردہ رشود
 غم شیریں
 کا سہ چشم
 چرمی صباغ
 نشہ عاصف
 قانع نشہ
 پُر دُر نشہ
 یہ صلاح
 کر کے
 دونوں پہرے
 اوشہرہ کے
 نزدیک
 پہنچا
 پھر
 شریک
 غافل
 نے
 کہا
 کہ
 اسے
 بردار
 اب
 تقسیم
 کیجئے
 شریک
 غافل
 نے
 کہا
 کہ
 تفسیر
 کرنا
 بھی
 ہوتا
 نہیں
 ہے
 بقدر
 ضرورت
 کچھ
 خرچ
 کو
 کمال
 لیا
 اور
 باقی
 کسی
 جگہ
 گاڑیں
 اور
 وقت
 ضرورت
 اس
 طرح
 اس
 سے
 تھوڑا
 تھوڑا
 لیا
 کرتی
 آفت
 کو
 نوال
 وغیرہ
 سے
 محفوظ
 رہیں
 اور
 اگر
 کہا
 کہ
 لایا
 جلیغ
 جائے
 کوئی
 نظر
 باز
 پہنچا
 آفت
 میں
 تیرے
 جیسے
 شریک
 غافل
 جیادہ
 مکر
 و
 فریب
 عاقل
 سے
 غافل
 اسکے
 فہم
 پر
 فریب
 تھا
 اور
 نہ
 اسکا
 قبول
 کیا
 اور
 کچھ
 تھوڑا
 سا
 لے
 لیا
 اور
 باقی
 بدرہ
 ایک
 وقت
 کو
 نشہ
 دین
 کر
 دیا
 اور
 پھر
 شہر
 میں
 لکر
 اپنے
 پیٹے
 گھر
 میں
 فرمایا
 اور
 سر
 شرب
 چرخ
 شہباز
 سے
 نہ
 نہ
 وقت
 میں
 اس
 طرح
 پہنچا
 کہ
 شریک
 غافل
 شکوہ
 بدرہ
 کو
 رکھ
 دکر
 اپنے
 گھر
 لگیا
 اور
 زمین
 کو
 بدستور
 بر کر
 دیا
 جبکہ
 شریک
 دین
 پہنچا
 ہوا
 اسکے
 پاس
 لکر
 کہا
 کہ
 میں
 بہت
 بھرخ
 ہوں
 چلو
 اور
 میں
 کچھ
 لایئے
 شریک
 غافل
 نے
 تجاہل
 کیا
 اور
 کہا
 چلئے
 مجھے
 بھی
 ضرورت
 ہو
 القصصہ
 یہ
 دونوں
 ہم
 نزدیک
 اس
 درخت
 کے
 لئے
 ہر
 چند
 اس
 جگہ
 کو
 کھودا
 کچھ
 پیا
 اس
 تیز
 موش
 نے
 اس
 دان
 گریبان
 میں
 ہاتھ
 ڈالا
 کہ
 تیرے
 سوا
 کون
 اس
 وقت
 تھا
 تو
 ہی
 کھود
 لگیا
 ہے
 اور
 مجھے
 احمق
 بنانا
 ہو
 ہر
 چند
 میں
 چاہے
 میں
 تمہیں
 کھائیں
 اور
 اضطراب
 کیا
 کیوں
 ماننا
 تھا
 لیکن
 یہ
 حقیقت
 میں
 اگر
 دانا
 ہوتا
 اور
 موش
 ہوتا
 تو
 وہ
 شریک
 غافل
 جیادہ
 غنیمت
 جانتا
 لاکن
 کئے
 کو
 کب
 گھی
 مضم
 ہوا
 آخر
 دست
 گریبان
 ہوا
 اور
 وقت
 مجاڑے
 سے
 محکمیکو
 پہنچی
 زیرک
 غافل
 کو
 پکار
 قاضی
 کے
 گھر
 لایا
 اور
 دعوے
 اپنا
 ظاہر
 کیا
 سب
 مضمون
 تھیں
 کا
 سمع
 قاضی
 میں
 پہنچا
 پائے
 اسکار
 کیا
 غافل
 کے
 اصحاب
 بعد
 قاضی
 نے
 تیز
 موش
 سے
 گواہ
 طلب
 کئے
 آئے
 کہا
 کہ
 اے
 قاضی
 اس
 درخت
 کے
 سوا
 اگر
 کسیکے
 نیچے
 گڑا
 تھا
 اور
 میرا
 گواہ
 نہیں
 ہے
 پھر
 غلب
 یہ
 کہ
 حضرت
 سوائے
 تعالیٰ
 قدرت
 کا
 ملہ
 سے
 نہیں
 درخت
 کو
 گویا
 می
 بخشی
 اور
 وہ
 گواہی
 دے
 تا
 میں
 بے
 انصاف
 کی
 بددیانتی
 پر
 کسب
 زر
 لگیا
 ہو
 اور
 مجھے
 محروم
 رکھا
 ہو
 تا
 عالم
 آگاہ
 ہوا
 قاضی
 اس
 بات
 کو
 متحج
 ہوا
 مگر
 عدیل
 قال
 بیسیا
 قرار
 پایا
 کہ
 کل
 قاضی
 اس
 درخت
 کے
 تلے
 چلا
 اور
 گواہی
 درخت
 سے
 طلب
 کرے
 اگر
 وہ
 گواہی
 دے
 تو
 میرے
 عمل
 کے
 سوا
 والاخیر
 شریک
 دانا
 اپنے
 گھر
 کو
 گیا
 اور
 پڑا
 اپنے
 پاس
 بیان
 کیا
 اور
 کہا
 کہ
 لے
 پد
 بزرگواریٹنے
 انکی
 گواہی
 کے
 بخدا
 پر
 یہ
 خیال
 حلیہ
 محکمہ
 ضما
 میں
 بٹھایا
 اور
 اس
 مہم
 کا
 یہی
 شہقت
 پڑا
 وہ
 کیا
 ہو
 اگر
 تو
 میرے
 شہرہ
 وقت
 فرمائے
 تو
 میرے
 مضم
 ہوتا
 ہے
 اور
 اسکا
 نصف
 اور
 حال
 قاضی
 پر
 یہ
 توفیق
 العزما
 سائش
 متحج
 کر

بسر کچھ باپ کہا کہ وہ کونسی بات مجھ سے متعلق ہو بیٹے نے کہا کہ اس دشت میں ایک تاج جو تیرے شکوہ چکر اس میں بیٹھ رہا ہوگا
 جب قاضی آکر پوچھے تو کوئی گواہی ادا کرنا باپ کہا کہ فرزند کو فریکے خیال سے دیکھ کر غضب مجال خلق سے جلا
 پیش لیکھا مگر گل خالق کو کوئی نکر فریب یکا حسیا کہ موکف نے کہا بلایت گواہی دیکھا ہر ایک عضو بر ملا ایک دم چھپا ہوا
 کے عبت ہم گناہ کرتے ہیں بلکہ بسا اوقات دیکھا ہے کہ جلا کو اکثر وبال جان ہو جاتا ہے اور اسکی خبر خود بخود جلا ساز کو پہنچتی
 ہے اور یہ فقر و فاقہ ہمارا ساتھ راستی کے نہت اچھا ہے کیا شعر موکف کا تو نے نہیں سنا ہے **بلایت** ہے بہتر
 اطلس گردوں سے یہ پوشاک عریانی ہے جہاں سے داغ سے نسبت نہیں تاج فریدوں کو ہمارے فرزندوں کا تاج ہوگا
 مکر تیرا مینڈک کے کمرے کے مانند ظہور کرے بیٹے نے کہا کہ یہ قصہ کہو مگر تھا حکایت **نوک** مگر اپنے ہماکتے ہیں مینڈک
 نے ایک سانپ کے نزدیک سکن کیا تھا اور اس ظالم غور خوار کے جوار میں گھر بنایا تھا جبکہ وہ مینڈک بچے نکالتا تھا سانپ
 کھا لیتا تھا انکا دل فرزندوں کے داغ فراق سے جلتا تھا اس مینڈک کے کچھویسے دوستی تھی اسکے پاس آیا اور کہا کہ اے یا
 موافق مجھے تدبیر لایق بنا کر دشمن قوی مجھے مستولی ہوا ہو اسکے ساتھ نہ تھا مقادمت کھتا پڑا جلا وطن کی سکتا ہو کر جب
 جاسے خوش و مسکن دلکش ہو کہ اسکا سو او مینڈک رنگ و مضہ منو کے مانند فرج اخرا و فریم دلکش کی طرح وہاں کے مانند عینہ کونسی
 باضیا خود دل بینی لکھ نہیں کرنا ہے اور دل ایسے نونہر و سن پس نہیں تھا تا ہی بلایت جگمگ کوئی متغیر نہ تھا جلا وطن کی جہاں
 چین مالکندہ کچھو سے کہا کہ تم نکھا کر دشمن قوی مکنہ جلا بین نہ جھاننا ہے اور خصم غالب کم کر میں قمار ہو سکتا ہے مینڈک نے کہا
 کہ تو نے کتاب چیل سے بہت میں کیا مسئلہ حل کیا ہے اور دفع غالمہ دشمن بد اندیش میں کس تیرے قرار پایا ہے کچھو نے کہا کہ
 غلامی جا کہ ایک راسو یعنی نولا جنگ جو ستیرہ غور صفا ہے تو چند چھلیاں کچھ کے مریخ راسو کا سوراخ مارتھو گے تھوٹے فرق
 سے چند سے جبکہ وہ نولا ایک چھلی کو کھا دے گا تو پھر دوسری پرائیگاہی طرح شدہ سوراخ تک پہنچے گا جو کہ فیما بین راسو
 اور مار کے عداوت جلی ہے سو ظاہر ہے پس بہ وقت کام مار کا تمام کر چکا اور تو بہر تینہ اسکے صر سے محفوظ رہے گا مینڈک نے
 اسی تدبیر سے کہ موافق تقدیر کے تھی کام سانپ کا تمام کیا جبکہ اس قصہ کو دو چار دن گذرے تو نے کو مڑا انھیں چھلی چھا
 یاد آیا اسی طرح سے تلاش کرنا تا خارا را آچھینا ہے اور مار کو تو نہ پایا مگر مینڈک جو چون سمیت فرغ خاطر سے بیٹھا تھا سبکو
 نوش فرمایا جو **بلایت** کہ انچکال گرگم در بودی + چو دیم عاقبت خود گرگ بودی + اور یہ فرزند اسنے لایا ہوں کہ اسکا
 حید کا گرفتاری خواری ہو اور آخر کار کر و فریب بلایت اور خاکساری میں لٹا ہو کیسے متفیلان ہوئے گلچکاں نہیں باقی بلایت
 مذکورہ ذکر کا راسو فرام + کہ مینڈک اس سے بڑ تیرا انجام + بیٹے نے کہا کہ پرتخن کوتاہ کو اور اندیشہ دور دازہ دگر کہ کو پرتخوری
 امداد و منفعت دیکھتے گا اور اگر میری ہلاکت پر راضی ہو تو ویسا کھ کیوں خود آپکو ہلاک کروں وہ چارہ کچھ حرص مال ہی

میں ایک تاج جو تیرے شکوہ چکر اس میں بیٹھ رہا ہوگا
 فرزندوں کے داغ فراق سے جلتا تھا اس مینڈک کے کچھویسے دوستی تھی اسکے پاس آیا اور کہا کہ اے یا
 موافق مجھے تدبیر لایق بنا کر دشمن قوی مجھے مستولی ہوا ہو اسکے ساتھ نہ تھا مقادمت کھتا پڑا جلا وطن کی سکتا ہو کر جب
 جاسے خوش و مسکن دلکش ہو کہ اسکا سو او مینڈک رنگ و مضہ منو کے مانند فرج اخرا و فریم دلکش کی طرح وہاں کے مانند عینہ کونسی
 باضیا خود دل بینی لکھ نہیں کرنا ہے اور دل ایسے نونہر و سن پس نہیں تھا تا ہی بلایت جگمگ کوئی متغیر نہ تھا جلا وطن کی جہاں
 چین مالکندہ کچھو سے کہا کہ تم نکھا کر دشمن قوی مکنہ جلا بین نہ جھاننا ہے اور خصم غالب کم کر میں قمار ہو سکتا ہے مینڈک نے کہا
 کہ تو نے کتاب چیل سے بہت میں کیا مسئلہ حل کیا ہے اور دفع غالمہ دشمن بد اندیش میں کس تیرے قرار پایا ہے کچھو نے کہا کہ
 غلامی جا کہ ایک راسو یعنی نولا جنگ جو ستیرہ غور صفا ہے تو چند چھلیاں کچھ کے مریخ راسو کا سوراخ مارتھو گے تھوٹے فرق
 سے چند سے جبکہ وہ نولا ایک چھلی کو کھا دے گا تو پھر دوسری پرائیگاہی طرح شدہ سوراخ تک پہنچے گا جو کہ فیما بین راسو
 اور مار کے عداوت جلی ہے سو ظاہر ہے پس بہ وقت کام مار کا تمام کر چکا اور تو بہر تینہ اسکے صر سے محفوظ رہے گا مینڈک نے
 اسی تدبیر سے کہ موافق تقدیر کے تھی کام سانپ کا تمام کیا جبکہ اس قصہ کو دو چار دن گذرے تو نے کو مڑا انھیں چھلی چھا
 یاد آیا اسی طرح سے تلاش کرنا تا خارا را آچھینا ہے اور مار کو تو نہ پایا مگر مینڈک جو چون سمیت فرغ خاطر سے بیٹھا تھا سبکو
 نوش فرمایا جو **بلایت** کہ انچکال گرگم در بودی + چو دیم عاقبت خود گرگ بودی + اور یہ فرزند اسنے لایا ہوں کہ اسکا
 حید کا گرفتاری خواری ہو اور آخر کار کر و فریب بلایت اور خاکساری میں لٹا ہو کیسے متفیلان ہوئے گلچکاں نہیں باقی بلایت
 مذکورہ ذکر کا راسو فرام + کہ مینڈک اس سے بڑ تیرا انجام + بیٹے نے کہا کہ پرتخن کوتاہ کو اور اندیشہ دور دازہ دگر کہ کو پرتخوری
 امداد و منفعت دیکھتے گا اور اگر میری ہلاکت پر راضی ہو تو ویسا کھ کیوں خود آپکو ہلاک کروں وہ چارہ کچھ حرص مال ہی

او بخت فرزند سے دین و دیانت سے مخوف ہو کر با برضالت خیانت میں گشت نہ ہوا اور صدق **لنکما اموالکم واکو**
دکم فنتد کا ملبہ دین آیا آخر کار حق شناسی کو طاق نیان پر رکھ کر وہ راہ کشہ شرع اور عرف میں ممنوع اور مجھوڑی اختیار کی لیکن
 اسی شب تیرہ میں بموجب ایما فرزند بادل مکر جوئے درخت میں جا بیٹھا صبح کو قاضی سہجم غیر شہر بان زیر درخت وارد
 ہوا اور خلق خدا انظارہ عجبائبات گئے واسطے صف باندھی کر سہجم کو قاضی نے حسب ملہا رمدی دخت سو گواہی طلب
 کی دخت سے آواز آئی کہ اوس زر کو خرم دل کہ غافل لقب رکھتا ہے لیکھ لیا ہے اور تیر خوش پر کہ شریک اوسکا ہے علم
 کیا ہے یہ سکر سب متوجہ ہو کر قاضی نے فرست سے دریافت کیا کہ اس دخت میں کوئی سہری ہو یا نہیں صاب کے
 معلوم نہ ہو گا ملکیت سے نفقش کہ از چشم خرد نہاں است + جزد رائیہ تیر نگرد و ظاہر + قاضی نے حکم کیا کہ بکثرت یہ
 سوختی اس دخت کے بڑ میں جمع کر کے آگ لگا دیں جب کہ اوس انبار سیرم کو جلایا اور دھوان اوسکا جو ف دخت میں
 بھرا اور دم اوس پیر مرد کا بھٹا آخر زوہت بجان پہنچی ہر چنضبط کیا مگر کیا ہو سکتا تھا قصہ پلایا و اماں چاہی قاضی نے
 اوس پر نکالا اور استمال کی اور حقیقت حال پوچھی یہ نیم سوختہ نے صورت ماجرا بیان کی قاضی حقیقت حال پر مطلع ہو
 اور امانت اور کوتاہ دستی غافل کی اور خیانت اور دراز دستی سچا عاقل کی سب پر بظاہر سو گئی متعارن اس حال کے
 شیخ فانی نے اس جہاں فانی سے رحلت کی آخر کار آتش فریختے اوسے نارچہنم کو پہنچایا اور غافل برکت صدق و صفا سے
 اپنے حق کو پہنچا اور عاقل نے شرمندگی اور وسیعہ حاصل کی اور مال کو اور بایکو ماہتہ ہے کہو بایا اور اس شل کی سادگی
 تا معلوم ہو کر خیر یا پسندیدہ خدا اور انجام اسکا بڑا ہی دمنائے کہا مگر نے عقل کا فریب نام رکھا ہے اور تیر کا جیلہ
 لقب کیا ہے اویسے اس ہم کو بڑی تیر صاحب سے انجام دیا ہے کلید نے کہا تو یہاں تک ایگاسٹ اور تیر کا نام
 ہو کر زبان اوسکے بیان قاضی اور خشت دل اور غلبہ حرص میں یہاں تک متلا ہی کہ انسان اوسکے ادا کر نہیں عاجز ہے فائدہ
 تیر سے مکر اور جیلہ کا جو کچھ ولی نعمت کو پہنچا سو ظاہر ہے دیکھئے کہ انجام اسکا کیا ہوا وراثت تیری دور وئی اور وزبانی کی
 یہ عجیبیچھے دمنائے کہا کہ دور وئی سے کیا نقصان ہو کہ کل رعنا دور وئی کے سبب زینت بخش باغ و بوستان ہوتا ہے
 اور قلم و دریاں کھسکے ملک مال پر پاسبانی کرتا ہے تلوار کہ ایک روز کہتی ہے خون پیا کام اوسکا ہے اور شانہ
 سبب دور وئی فرق حسدان نازنین پر قدم رکھتا ہے **لفظم** خون پیور وچو شمع و دین دیر کہ او + مکر و دیکر بان
 بود از ناک گوہری + مانند شانہ بر کرد و روست و صند بان + بر فرق خویش حامی و منہش سرخری + کلید نے کہا کہ ادا
 و متا نہاں آوری جیو کو کہ تو وہ گل عجا کہ کہ دوہی کے باعث تیر خوشاںہ جمال سے کہیں نہیں جہون ملکہ تو وہ خاکلا
 ہو کر دل تیری کے سوا اور کچھ متا نہاں کیا ہو کہ جو تیر کا اور تو وہ قلم و دریاں کہ اسرا کا ملکہ خیر کہی ملکہ و مار و زبان و کمر تیری

یہ کہانی سن کر
 قاضی نے فرست سے
 دریافت کیا کہ اس
 دخت میں کوئی
 سہری ہو یا نہیں
 صاب کے معلوم
 نہ ہو گا ملکیت
 سے نفقش کہ از
 چشم خرد نہاں
 است + جزد رائیہ
 تیر نگرد و ظاہر
 + قاضی نے حکم
 کیا کہ بکثرت یہ
 سوختی اس دخت
 کے بڑ میں جمع
 کر کے آگ لگا
 دیں جب کہ اوس
 انبار سیرم کو
 جلایا اور دھوان
 اوسکا جو ف دخت
 میں بھرا اور دم
 اوس پیر مرد کا
 بھٹا آخر زوہت
 بجان پہنچی ہر
 چنضبط کیا مگر
 کیا ہو سکتا تھا
 قصہ پلایا و اماں
 چاہی قاضی نے
 اوس پر نکالا اور
 استمال کی اور
 حقیقت حال پوچھی
 یہ نیم سوختہ نے
 صورت ماجرا بیان
 کی قاضی حقیقت
 حال پر مطلع ہو
 اور امانت اور
 کوتاہ دستی غافل
 کی اور خیانت اور
 دراز دستی سچا
 عاقل کی سب پر
 بظاہر سو گئی
 متعارن اس حال
 کے شیخ فانی
 نے اس جہاں فانی
 سے رحلت کی آخر
 کار آتش فریختے
 اوسے نارچہنم کو
 پہنچایا اور غافل
 برکت صدق و صفا
 سے اپنے حق کو
 پہنچا اور عاقل
 نے شرمندگی اور
 وسیعہ حاصل کی
 اور مال کو اور
 بایکو ماہتہ ہے
 کہو بایا اور اس
 شل کی سادگی تا
 معلوم ہو کر خیر
 یا پسندیدہ خدا
 اور انجام اسکا
 بڑا ہی دمنائے
 کہا مگر نے عقل
 کا فریب نام رکھا
 ہے اور تیر کا جیلہ
 لقب کیا ہے اویسے
 اس ہم کو بڑی تیر
 صاحب سے انجام
 دیا ہے کلید نے
 کہا تو یہاں تک
 ایگاسٹ اور تیر
 کا نام ہو کر زبان
 اوسکے بیان قاضی
 اور خشت دل اور
 غلبہ حرص میں
 یہاں تک متلا ہی
 کہ انسان اوسکے
 ادا کر نہیں عاجز
 ہے فائدہ تیر سے
 مکر اور جیلہ کا
 جو کچھ ولی نعمت
 کو پہنچا سو ظاہر
 ہے دیکھئے کہ
 انجام اسکا کیا
 ہوا وراثت تیری
 دور وئی اور
 وزبانی کی یہ
 عجیبیچھے دمنائے
 کہا کہ دور وئی
 سے کیا نقصان
 ہو کہ کل رعنا دور
 وئی کے سبب زینت
 بخش باغ و بوستان
 ہوتا ہے اور قلم
 و دریاں کھسکے
 ملک مال پر پاسبانی
 کرتا ہے تلوار کہ
 ایک روز کہتی ہے
 خون پیا کام اوسکا
 ہے اور شانہ سبب
 دور وئی فرق
 حسدان نازنین پر
 قدم رکھتا ہے لفظم
 خون پیور وچو شمع
 و دین دیر کہ او +
 مکر و دیکر بان بود
 از ناک گوہری +
 مانند شانہ بر کرد
 و روست و صند بان
 + بر فرق خویش
 حامی و منہش سرخری
 + کلید نے کہا کہ
 ادا و متا نہاں آوری
 جیو کو کہ تو وہ گل
 عجا کہ کہ دوہی کے
 باعث تیر خوشاںہ
 جمال سے کہیں نہیں
 جہون ملکہ تو وہ
 خاکلا ہو کر دل تیری
 کے سوا اور کچھ
 متا نہاں کیا ہو کہ
 جو تیر کا اور تو وہ
 قلم و دریاں کہ اسرا
 کا ملکہ خیر کہی
 ملکہ و مار و زبان
 و کمر تیری

ہزار کوس دوری چنیا کہ وہی خرد اور جند پس نہ کر سنا اور اگر ایسے کئی تاقی شناس ہو کہ موافقت کروں تو عقل بہنا صواب
اندیشی سے بچے شوب کیسے طوطا **نظم** سب ترک صحبت یا زبان روز خوب ہے ۴۴ حضور ہی بدستہ اوس سے بھینوری ہوئے
اگرچہ نزدیک کی صحبت طبعیت شاد ہو کہ طبع کی نصیحت خود سے دوری خوب ہے ۴۵ جیسا کہ صحبت اختیار و برابر میں فائدہ
نیابت ہے ویسی ہی صحبت نائل اثر میں مضرت ہے نہایت ہر بلکہ بد و نیکی صحبت جلد اثر کرتی ہے پس نقل کا بد
ہے کہ دوستی مردہ و نامستودہ معاش کی چنیا کر کے اور کذاب غائن کی ہندی سے پرہیز رکھو **شعری** تو ان بڑی
خلق بستی و محبوبہ تھانہ شستن ۴۶ رفیق نیک ۴۷ بد کردار و اصل ۴۸ کہ صحبت را نشاید پر نیل ۴۹ مرا ہست این سخن را غافل یا
۵۰ محبت ہر دو ان پاک و پاؤں کہ با یہ نشان بر کر کہ شایہ نہ تباری شان ۵۱ ہر شہ گزرا ہوا اور کوئی کنا ایل سے انس کر گیا
۵۲ اسے وہ چھوٹا کا وہ اس باغبان کو چننا نہ سے پوچھا کہ کیونکر تھا حکایت باغبان ۵۳ کلیہ نے کہا کہتے ہیں کہ ایک باغبان
تھا کہ اپنی عمر عزیز باغ و بوستان میں صرف کی تھی اور خود بھی ایک باغ ایسا راستہ کیا تھا کہ شکی چین فرد و نشان سے قنادگی
سے باغ بندہ روضہ رزمین یا تھا اور طر زوت از بار و دہار نے نہار نے نہایت دیدہ بوستان ۵۴ زمین میں چھپا رکھا تھا و بخان
۵۵ ہمارا گت سکھوہ عاوسی باہر اور گاہا ہزار نگار سے فروغ نکاح لیکو و نظی ہر تھا اور زمین کی شاہ طبع پوش کے مانند منور
۵۶ ان کی شہ ۵۷ غیر فروش کے مانند مظهر ایک وخت میوہ دار و انکا کثرت شمار کیویران کہن سال کے مانند پشت خمیدہ او میوہ
۵۸ حالات بخش چکا مانند جلوسے ہشتی بے رازت رسیدہ قنایات تارگی سے ہکا سبب اسبب فخر محبوب بستی کے مانند کونکوں
۵۹ سید بکر تھابس بیچار گویا اسی باغ کیوہ اسطے موزوں ہوئی تھی **نظم** سب ایسے کہ حضور اوس کے بخدا ان کیا ہو سبیل ایسا کہ کوئی
۶۰ کمال چہاں کیا ہو ۶۱ مژہ نہ تالو نگاہ ۶۲ جان میں کہاں ۶۳ میں نار ایسے کہ خوب نہ کہ پستان کیا ہو گل میں وہ رنگ کر خسا
۶۴ پری میں بھی نہیں ۶۵ سر و ایسے کہ کوئی سر و فرمان کیا ہو ۶۶ آگے بادام کے کیا چشم فسون را کی قدر ۶۷ سنا بہتوں کے کوئی لب
۶۸ نہ نہ کیا ہو ۶۹ چشم زد و آن بھی کیجا کہ بھی باغ ایسا ۷۰ باغ بہرام کو کیا باغ چہاں کیا ہو ۷۱ اور مر و شک کورہ نباتات کے مانند
۷۲ نایاب آریاں **بیت** غدا جو دودہ حاضر امر و سوا ۷۳ ہر شہر شان میں تکیا چرخ زہر جہد سوا ۷۴ بھی شاہ پوش مانند صوفی
۷۵ شب غیر با خمار ترخ و زرد شہر خاقانہ ابرار سے باہر کر و تہ کرد و او عشاق کو طعنف مہر کا تیتھے تھے اسطرح ہر پوچھ اپنی
۷۶ طرح میوہ کا باغ ارغ سے پہلو مار تا تھا یہ وہ جان باہر رات استغنا ہاں باغ میں تہا رنگاں بیکر تا تھا آخر افرط تہا کی
۷۷ ایک دن گھبر کے مول ہوا اور الم تہرے سے مجروح خاطر ہو کہ دامن کوہ کی طرف روانہ ہوا و یہی موافقت کی پڑھتا تھا **رباعی**
۷۸ ہاتھ چھوشت نے دور اسے کریمان کی طرف ۷۹ پھر مجھ دانا پڑا توہ بیان کی طرف ۸۰ چھٹ گئی دست فرو سے پھر خان ۸۱ ہتھیار
۸۲ پہلا چھوشتوں حشت ۸۳ باہان کی طرف ۸۴ ہنجر یک دست اس دشت میں گشت کرتا ہ تھا ملا ایک خرس زلف تہ سیرت

فج صورت ناخوش طلعت ناپاک طلیعت بھی تنہائی کے سبب کہ جنت نہ رکھتا تھا اسی پہاڑ کے نیچے اونٹن اور یہ دونوں چیکہ
 دو چار بچے بسبب جنسیت جانتے کہ دونوں کی جبلت میں تمی اترنا بہم پیدا ہو ایسے روستائی کا دل مصابت خرس پر پائل
 اور خرس بھی دیکھنے کے ساتھ ہی روستائی سے مانوس بدل ہوا باغبان خرس کو ساتھ لیکر اس روکش باغ ارم میں
 داخل ہوا لطفِ مہیت کرتے تھے زندن وہ ہم عیش باغیں مماند غمِ نکت گل تھی باغ میں جبکہ باغبان بسا اتر
 پر سر فرغت رکھتا تھا خرس بالین بیٹھ کر گس رانی کیا کرتا تھا ایک باغبان نوم غرق میں غافل تھا اور خرس مافق
 عادت کے گس رانی کر رہا تھا اور کھیون نے ہجوم بہانک کیا کہ خرس ہر چیز دڑاتا تھا مگر وہ دی رسانی سے اترتی
 تھیں خرس نے نہایت آشنانہ چکر اٹھانے کہ وزن میں خمیٹا جس سیر کا ہو گا اٹھا کر کہیوں پر ہلا کھیوں کا کچھ نہ بگڑا
 مگر کادہ سر باغبان خاک برابر ہو گیا ایسے ہی جگہ پر کھانے کہ دوست نادان دشمن داناسے بدتر ہے **حیثیت**
 دشمن داناکہ پے جان بود بہتر از ان دوست کہ نادان ہو اور یہ پیش ہی اسطے دار و کی پڑ کر تیری دوستی ہی وہ
 نتیجہ خشکی کی تیرے دوست کا سر خاک میں ملیگا اور سینہ مذنگ بلائے سپر بنے گا دمنائے کہا کہ میں ایسا نہیں بن کر کشت کی
 مضرت کا باز رکھوں اور امتیاز نیک بدین میں کہوں جیسا کہ خرس نے کہا کلیارے کہا کہ یہ بھی جانتا ہوں کہ تو ادا نہیں
 لاکن غلطی اور دو درص تیرے دیدہ بصیرت کو تیرا اور خیر کر دایگا اور دوست کیو اسطے ہزار توجہ ناموہ کر کے اسے
 نذر پر تو مطلق مضائقہ نہ کر گیا جیسا کہ شہر اور شہر کے حق میں کیا اور ایک دھوکا دہنی کرتا ہے اور ہرگز مذمت اور
 جیہ تھک نہیں تی جو تیری مثل میں سو دلا کہے مانند ہے کہ کتنا تھا کہ ایک شہر میں موش نے سون آہن کھا دیا اور ستر
 نے کہا عجیب نہیں ہو کہ باز کے کوئی اور ڈال گیا ہو دمنائے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت موشان آہن خوار کیا**
 کہتے ہیں کہ ایک تاجر کم پاد ضرر کو جاتا تھا سون آہن ایک دوست کے گھر میں امانت رکھ کر گیا جبکہ سیر کیا وہ آہن طلب کیا
 آہن طلب کیا کہ وہ تیرا آہن ایک گوشہ میں کھیا تھا ایک دن اسے کھول کے دیکھا تو چونے نے سب کھا لیا تاجر نے کہا کہ تو نے
 چرچ کہا چہ سوہ کو بہت دوست رکھتے ہیں اور یہی لذت پر جان لیتے ہیں ضرر کھا لیا ہو گا کہ دانت جو چنگی ایسے چرچ نہ لے
 پر خوب چلوں مولوہ **حیثیت بن گئے دانت** تھے مقنا طلیعت ان بن مذابہ کیا نعب ہو اگر آہن ہو موش کی غناہ مڑا پیش سراس
 بات کے بہت خوش ہو کر اتنا آہن بے نقصان و ہضم ہو گیا اور سمجھا کہ یہ سوداگر اتنا احمق ہی ابلہ نہ ہو کہ کھانڈی اہلی کی روٹی اور
 بھی بکا و غد فیصہ پاک ہو جائے آخر سو اگر سے ہمانی کے لئے بالذات تاجر نے کہا آج مجھے کام ضرور ہے کل حاضر ہو گا
 کھا رکھتے ہو کہ باہر کے اسکے اتر کے کو ساتھ لیا کے اپنے گھر میں پھپھار کھا اور صبح ہمانی کھا نیوٹے کھڑا بیڑا کو پونہا
 حال پایا یہ دھڑکنے لگا اسے جہان غریب چھو کہ معذہ رکھ کر کل سے لاکا اس شخص کا نام جو اسے وہ تمام شہر میں مناجا

حکایت موشان آہن خوار کیا
 کہتے ہیں کہ ایک تاجر کم پاد ضرر کو جاتا تھا سون آہن ایک دوست کے گھر میں امانت رکھ کر گیا جبکہ سیر کیا وہ آہن طلب کیا
 آہن طلب کیا کہ وہ تیرا آہن ایک گوشہ میں کھیا تھا ایک دن اسے کھول کے دیکھا تو چونے نے سب کھا لیا تاجر نے کہا کہ تو نے
 چرچ کہا چہ سوہ کو بہت دوست رکھتے ہیں اور یہی لذت پر جان لیتے ہیں ضرر کھا لیا ہو گا کہ دانت جو چنگی ایسے چرچ نہ لے
 پر خوب چلوں مولوہ حیثیت بن گئے دانت تھے مقنا طلیعت ان بن مذابہ کیا نعب ہو اگر آہن ہو موش کی غناہ مڑا پیش سراس
 بات کے بہت خوش ہو کر اتنا آہن بے نقصان و ہضم ہو گیا اور سمجھا کہ یہ سوداگر اتنا احمق ہی ابلہ نہ ہو کہ کھانڈی اہلی کی روٹی اور
 بھی بکا و غد فیصہ پاک ہو جائے آخر سو اگر سے ہمانی کے لئے بالذات تاجر نے کہا آج مجھے کام ضرور ہے کل حاضر ہو گا
 کھا رکھتے ہو کہ باہر کے اسکے اتر کے کو ساتھ لیا کے اپنے گھر میں پھپھار کھا اور صبح ہمانی کھا نیوٹے کھڑا بیڑا کو پونہا
 حال پایا یہ دھڑکنے لگا اسے جہان غریب چھو کہ معذہ رکھ کر کل سے لاکا اس شخص کا نام جو اسے وہ تمام شہر میں مناجا

ایک شب پنگ سے کہ مصائب شیر کا خفا ہی حکایت کہدا تھا کہ پنگ اسے عرض کیا کہ اے شہر باراندیشہ کرنا ہنسا کر نہ سوتا
 تلافی کوتاہ ہو گیا ہو بلکہ یہ اور نذر کس مہم کا کہ دائرہ محلات میں داخل ہوئے سو اور محض سو بار ہو کر کوئی تیرہ شب سے کھانا کھا
 ہاتھ نہ ہو بلکہ ایسا کام کہ حاصل ہونا جس کا عیر ہو نہیں سہی کرنا دستیاب کی بھی ہاتھ سے کھانا نہ دیا کہ وہ اپنے مرغ کی طرح میں
 بہت پارہ میں ہاتھ سے کھو یا شیر نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر ہے حکایت مرغ زیر کف رو باہ پنگ نے کہا کہ لکڑی و
 گرسنے اپنے دیواس باہر کر تلاش طعم میں بہرہ پھر قی قحی کرنا کاہ چرسے کی بدبو رواہ کے ناک میں آئی اسطرح نہ گئی دیکھا
 کہ ایک پوست پارہ سڑا ہوا ہے اسے چائے لگی اس کے قریب میں ایک گون تھا وہاں بہت مرغیان بیگنی ہوئی باہر
 تھیں اور ایک لڑکا زیر کف نام اوکے ساتھ محافظ تھا رواہ کو طرح یہ ہوئی کہ اسے گیسٹ کو چھوڑے کہ ایک مرغ مرغ نہیں کھانا
 کیجئے اور گوشت تازہ کھائیے اس خیال میں اوہ مردانہ ہٹی کر تیار راہ میں ایک شغال کو دوچا ہوئی شغال پوچھا کہ کہاں
 جاتی ہو او کیوں متفکر ہے رواہ نے کہا کہ اے عزیزان مرغ کو دکھنا ہو کس کس فریبی اور لطافت و پریر میں لگی دیکھو کی ہون
 رزاق نے پوست پارہ مجھ غلامت کیا تھا مگر جاؤ بے شوق ہنسا مقفی ہو کہ ایمیں ایک مرغ کی طرح کے اس کام جانوں کہ وہ گوشت
 لذت حیات رکھتا ہو شغال نے کہا کہ میں ایک مدت سے اس کینکاہ میں ہا کہ نہیں سے ایک کوڑکا کرکروں مگر وہ غلام پرک کر نکلا
 عجیبان، طریق محافظت اس طرح پر جانا ہو کہ جیسا خیال تھی یا سبانی کے خوف سے وہ مت متعبر مرغ کے احاطہ میں نہ لکھا ہو
 نقاش فکر اس کے پیچیدگی سے نقش اس کا لوح خیال پر نہیں کھینچ سکتا ہوا میں اس فکر میں مدت ہوں پر کچھ فکر نہ ہوا تو جیسے
 پوست پارہ پایا ہو اسے غنیمت جان اور اس فغولی سے درگزر سیت **ملح** سب سے پہلے قیاس تھا اور یاد کی
 توخ خطبہ نقصان ہو رواہ نے کہا کہ لے کر دیکھ لے ل کی مروت قی کہیہ تھا حال میں متعبر ہو تب تک جیغ کت کی طرح
 ارادہ کرنا عظیم جوار جب تک چہرے سایش میں گل عشرہ کھانا نظارہ دیکھن ہر قدم خارستان و نائت میں رکھنا عجیب شہسٹ اور کچھ
 بہت عالی نہیں چھوڑتی ہو کہ پارہ پوست پر ہنسا کا گون اور گوشت قرنارہ سے درگزر شغال نے کہا کہ لے کر لے کر مرغ مرغ خزانہ پندہ کا جہت علی
 نام کھا جو نفع حاصل ستودہ کا بزرگی لقب کیا اور سات سے خبر نہیں کی بزرگی درویشی میں ہے اور احوال و قیاس میں سے بہرہ کوئی باہر نہ
 کہ تیرا تیرا انیس دیوان رزاق سے متفرک کہ یا ہی سہر خوش ہو جو کہ طالع بنو لیکا ہوا ہو خراب و سرگردان رہا ہو رزق مقصود سے
 وقت آئے مقدر کو وہ اندر پیش وقت پیش قسمت طمع داری جاہلی ہوا میں یہ ڈرنا ہوں کہ اس نفسہ ولی سے باعث سے کہ او کہ باہر
 تھے وہ پوست سبیا بلکہ جان ہی ہاتھ سے بنائے او تیرا قصہ اس واز گوشت و بہت مشابہ کو کم طلب کیا تھا کان کھی کر رواہ نے کہا کہ
 یہ ہو کر تھا حکایت قصہ واز گوشن سیدم شغال نے کہا کہ **مسمومی** بوست خری کو دم نہ پوشا ہر روزی غم بندیدی
 فروست ہ ازہ قدی قدم ہی زدم آدمی طلب نہ تو غم غمی نہ ناگزیر راہ اختیار ی ہرگزشت میان کشت زار سے

وہ کہ ایک پوست پارہ سڑا ہوا ہے اسے چائے لگی اس کے قریب میں ایک گون تھا وہاں بہت مرغیان بیگنی ہوئی باہر تھیں اور ایک لڑکا زیر کف نام اوکے ساتھ محافظ تھا رواہ کو طرح یہ ہوئی کہ اسے گیسٹ کو چھوڑے کہ ایک مرغ مرغ نہیں کھانا کیجئے اور گوشت تازہ کھائیے اس خیال میں اوہ مردانہ ہٹی کر تیار راہ میں ایک شغال کو دوچا ہوئی شغال پوچھا کہ کہاں جاتی ہو او کیوں متفکر ہے رواہ نے کہا کہ اے عزیزان مرغ کو دکھنا ہو کس کس فریبی اور لطافت و پریر میں لگی دیکھو کی ہون رزاق نے پوست پارہ مجھ غلامت کیا تھا مگر جاؤ بے شوق ہنسا مقفی ہو کہ ایمیں ایک مرغ کی طرح کے اس کام جانوں کہ وہ گوشت لذت حیات رکھتا ہو شغال نے کہا کہ میں ایک مدت سے اس کینکاہ میں ہا کہ نہیں سے ایک کوڑکا کرکروں مگر وہ غلام پرک کر نکلا عجیبان، طریق محافظت اس طرح پر جانا ہو کہ جیسا خیال تھی یا سبانی کے خوف سے وہ مت متعبر مرغ کے احاطہ میں نہ لکھا ہو نقاش فکر اس کے پیچیدگی سے نقش اس کا لوح خیال پر نہیں کھینچ سکتا ہوا میں اس فکر میں مدت ہوں پر کچھ فکر نہ ہوا تو جیسے پوست پارہ پایا ہو اسے غنیمت جان اور اس فغولی سے درگزر سیت

وہ کہ ایک پوست پارہ سڑا ہوا ہے اسے چائے لگی اس کے قریب میں ایک گون تھا وہاں بہت مرغیان بیگنی ہوئی باہر تھیں اور ایک لڑکا زیر کف نام اوکے ساتھ محافظ تھا رواہ کو طرح یہ ہوئی کہ اسے گیسٹ کو چھوڑے کہ ایک مرغ مرغ نہیں کھانا کیجئے اور گوشت تازہ کھائیے اس خیال میں اوہ مردانہ ہٹی کر تیار راہ میں ایک شغال کو دوچا ہوئی شغال پوچھا کہ کہاں جاتی ہو او کیوں متفکر ہے رواہ نے کہا کہ اے عزیزان مرغ کو دکھنا ہو کس کس فریبی اور لطافت و پریر میں لگی دیکھو کی ہون رزاق نے پوست پارہ مجھ غلامت کیا تھا مگر جاؤ بے شوق ہنسا مقفی ہو کہ ایمیں ایک مرغ کی طرح کے اس کام جانوں کہ وہ گوشت لذت حیات رکھتا ہو شغال نے کہا کہ میں ایک مدت سے اس کینکاہ میں ہا کہ نہیں سے ایک کوڑکا کرکروں مگر وہ غلام پرک کر نکلا عجیبان، طریق محافظت اس طرح پر جانا ہو کہ جیسا خیال تھی یا سبانی کے خوف سے وہ مت متعبر مرغ کے احاطہ میں نہ لکھا ہو نقاش فکر اس کے پیچیدگی سے نقش اس کا لوح خیال پر نہیں کھینچ سکتا ہوا میں اس فکر میں مدت ہوں پر کچھ فکر نہ ہوا تو جیسے پوست پارہ پایا ہو اسے غنیمت جان اور اس فغولی سے درگزر سیت

وحقان پسرش لگوشتہ دید، بر جیت از دو گوش برید، مسکین خر از روی می کرد، نایافته و مدد و گوش گم کرد، آنکس که نصیب
 ہند گام، ابن ست سترائے اور سرخام، رواہ سے نہایت تعاضد حاصل شد، شغال کی طرف سے پھر لیا اور کہا کہ تو کچھ میں کھانے
 اکیلے سے مرعہ کو شکار کرتی ہوں یہ حکمران غن کی طرف روانہ ہوئی شغال سمجھا کہ میری نصیحت اس طرح پرانہ نہ رہی اپنے بیٹے کی
 طرف روانہ ہوا اور وہ وہ پست پارہ ایک غن غوطہ لاسکے نیچے میں لگی ہنوز وہ با صغون نکٹ پیچنی تھی کہ زیرک نے جبت کر کے
 ایسی چوبدستی رواہ پر ماری کہ صد تہ شدید پچھ پچھ کر گئی رو بہاں تھی غنمت جان کا مادہ ہی پست پارہ کی طرف کیا
 اُسے بھی نہ پایا دست نہ ابلند کیا اور کان کی طرف دیکھا اس غن پر نظر پڑی لکھا کہ وہ پست پارہ اس کے چنگل میں ہی رواہ
 نے اہم یافت مرغ سے اور پست تازہ کے تلف ہو چکی حسرت یہاں تک سر زمین پر انا کو داغ پریشان ہو گیا مقصود میں مل کے
 آیا کہ یہ کہ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے ایک کن کنین سلطنت کو ہلاک کیا اور جو کہ باقی ہیں کن کنی بھی کڑ نہیں کتا یعنی امرا اور وزرا
 اور افسران فرج سب راہ میں اور شتراب کی طرح ہاتھ نہ بچکا رہا تھی مانند کدو بہاؤ نکلے شہر نے کہا کہ ان معقول کی تو
 لاکن شتراب کے مقدمہ میں خطائے عظیم مجھے ہوئی اسلئے اکثر خیال میرا وہی تلافی میں تھا جو پلنگ نے کہا کہ اسے شہر کا وہی
 تلافی نہ نظر آئے حاصل نہ ہوگی بلکہ اسکو تہذیب صاحب در اور ست چاہیے اب علاج کا امین ہو کہ بادشاہ ترک جزع و غوی
 فرمائے اور بیجا کا تہذیب پر رکھے اور تحقیق ہم شتراب میں ایسی تہذیب فرمائے کہ مطلب راست راست واضح ہو جائے اگر شتراب کا
 حال جو کچھ کہ مظہر نے ظاہر کیا تھا اور اسکی اس طرح تھا تو وہ اپنے جڑائے عذر اور کفران نعمت کو بھیجا خوب ہوا اور گھاسنے
 اختر کر کے قتل کر دیا ہے تو اسکا نام بدنام ہوئے تیرا انتقام کرنا واجب شہر نے کہا کہ وزیر ملک تو ہے، وزیری رائے
 صواب اندیش پر مجھے ہمیشہ سے توفیق ملی رہا ہے آج ہی اس مقدمہ کو کوشش میں سے تحقیق کر اور مجھے گرداب نہ لگے کا اطمینان
 لے کہا کہ اقبال شاہی اندک عرصے میں اس حال مشغول عرض کر دیکھا اور کوئی دقیقہ وفاق سے پردہ خائیں سے نہ لگا
 شیر اس عرصے خوش ہو گیا کہ شب ہوئی اور پلنگ نے شہید و یاس سے رخصت لی قصداً گند پلنگ کا مسکن کلیلا و منا
 پر کہ وہ نون با ہم متصل تھے پڑا سنا سے کہ وہ نون میں آؤر بلند مباحثہ ہو رہا ہی پلنگ اہل سے و منا پر بگلا تھا ہوتا تھا
 مطلب گیش میں صفی زیادہ تر و غنہ دل میں آیا اور مسکن کے قریب ایک گوشہ میں کھڑا ہو کر سنا شروع کیا کلیلا نے کہا کہ
 و منا قہنے برا کلام کیا کہ بادشاہ کو بد عہدی خیانت سے مشہور خاص کر کیا اور آتش فتنہ و شوق عام سباع میں بلند کی رہا
 یہی خیال آتا جو ساعت بساعت یہ فضا ترقی کرتا جا بیٹھا اور اس حال میں کہ آخر کار گرفتار حال ہو گا بموجب اس مصرعہ کہ عم
 خون خرمینا ہو گا گریبان گیر ہے، مناسبت کے موافق بھی کہا ہو میت خون بہا بیٹھا کسی کا جو کوئی تہذیب سے
 وہی مالا جا بیٹھا خود ہی تلوار سے، اور میں یہ نصیحت جانتا ہوں کہ جیال میں پیچھے تیرے اس فساد کا کامیابی میں ہے

تو کوئی نتیجہ معذرت نہ کرے گا اور تیری مذکاری کر گیا بلکہ یہ پیر حق پر متفق ہو چکا ہے اس بات کو معلوم ہو چکی ہے جو حق
ہم خانگی خلاف رکھو اب اندیشہ ہر قطعہ بایمان کم نشین کہ صحبت بہ گرجہ پاک تیرا لید کند۔ آفتاب میں صفا رہا
پارہ ابرنا بدید کند۔ اب جاوڑ سے آشنائی کر اور اس کے نتیجے امید منقطع کر کہ میں کہی تجھے دوستی اور صحبت نہ کروں گا دنیا
کہا کہ اسے بردار دیجہ اپنی صحبت محروم نہ کہہ دو کار شتر میں زیادہ ملاست نہ کہ کار فرما کا ہر بار یاد کرنا زیادہ لال لالہ
اور لاعلاج ہے بلکہ شادمانی کر کہ جب دشمن اپنی تدبیر سے مار گیا تو کیا جگر ہلال اور ملاست کی ہر کلیہ نہ کہہ کہ عاقل
سادہ لوح باوجودیکہ جاوہر موت دیانت پر محرف کیا ہو اور اس اس قوت کو تیر خدا ہی منہم کیا ہے پھر ہی اتنا کہ دعوی
صدقت کا کہتا ہو اور اسید و اسلامت و عافیت کا یہ یہ نہیں جانتا ہے کہ کوئی منتقم حقیقی ہی جو معنا فی کہا کہ میں شام
خیت سے اوجیلہ و مکر کی آفت سے بچ رہا ہوں اور قباحت بہن چنی کے اور نقصان فتنہ بردار کیجے مجھ پر پوشیدہ نہیں ہیں مگر کثرت
حسد اور جب جاہ کا مجھ پر ایسا غلبہ ہوا کہ یہ عمل مجھے وقوع میں آیا اب اسکا کچھ چارہ اور تدارک میرا اختیار میں نہیں رہا ہے
پیشانی ہو تہ ہوں پر کیا ہو سکتا ہے ع چون کہم خود کردہ دم خود کردہ رت میری ہے ۛ ینگ یہ تمام ماجرا سکر شری کا
یاس آیا اور کہا ایک راز ہی اسے عرض کیا یا جانتا ہوں پر شرط یہ ہے کہ عہد درست کیجی کہ بغیر ضرورت شدید اسکا
اسکا وقتنا ہوجے سو گند و تاکید کے جو کچھ کھٹکھٹا کھلا اور مناسی سنی تھی ہو ہو جان کی اور ملاست کلیہ کی اور قرار
دن کا شرف و حایان کیا تاؤ اس حادثہ کی کیفیت کو نہایت متاسف ہوئی دو ستر دن موافق معمول کے شیر کپڑاں فی شہر
کو نہایت غمناک یا یا تو چہا کہ ای فرزند اتنی فکر و حیرت کا سبب کیا ہے فتنوی کا کمال تھا سچا گریں سہا ۛ سرد تھا تو
یہ سوچ عالم کا کھ کا کیا ہو ای باعث خجیدگی ۛ کیوں جونی ہر اس قدر کا سبب کی ۛ شیر نے کہا کہ میرا لال شتر بکے مارے
سوا اور سکا خلاق و ادواب یا انکی دلا اور کچھ نہیں ہے چرند یا دوسرے جلا تا ہوں بھولتا نہیں ہر اور جیکہ صلاح کار
ملک میں تامل کرتا ہوں اس وقت اندوہ میرا بہت بڑھ جاتا ہے کہ ان فوس سپا یا رنخو را و چاکر و فادار کہاں مل گیا مگر
نے کہا کہ گواہی واسطے اپنی دل کے برابر و سرشار نہیں ہوتا ہے و جو اسے شہر یا سیر ایسا یا با جاتا ہے کہ محل بادشاہ کا لگتا ہے ہی شہر
کی گواہ ہے کہ اسکا راجا تا بر بان واضح اور یقین صلوحتی سمجھیں ہوا تو غالب ہے کہ صاحب غرض شتر خلاف راستی عرض کر کے خون
اوس بیگناہ کا گردیا ہے جس سے ہر ساعت مذمت تادہ اور اندوہ بے اندازہ ہوتا ہے سیو اعلا شتر کا شتر تو سن غضب بجام شکایتی
و تامل سے ایسی عکبر و کنا ضروری تا گرداب مذمت میں نہ پڑے شیر نے کہا کہ عوام و جو کچھ فرمایا تو نے بجا ہے اس کام میں
بے انصاف تاہر محض پر غبر کر گیا اور آتش غضب نے خزن حلم کو جلا دیا اور اب تذرا کہ اسکا محال ہو گیا سو مجھ کو چارہ ہے
لیکن شاید یہ کہ ہر شہر کو میں بدتر تار ہوا اور جو میری فانی کا دامن میرا نام نہ لا جائیگا لیکن یہ چون کہ کھو کا کھو کے کہ تار ہوں

کہو میں غم خیزی کہ سر سبک بود سر سجادار، مگر فرزند ارجمند نے قصہ کا بار کیا نہیں مٹا ہی کہ افشاں راز بادشاہ میں جرات کی
پہر آخر سر سبک کو پناہ دینے لگا یہ قصہ کیونکر تھا حکایت کا بار بادشیر نے کہا کہ ایام ماضی میں ایک بادشاہ تخت سلطنت کو زور
عدل سے آراستہ کیا تھا اور شعلہ اعطاف و مکی اطراف مملکت میں تاباں تھا ایکوزاد شاہ شکار کو گیا جب مرغزار کے قریب تھا
برائے بہر حال میں شغل تھا بادشاہ کا بار کیا تو میرا تہہ گھوڑا دوڑا کہ بار بادشاہ کے فریضے گھوڑا دوڑا جب دو گھوڑے کاوٹا
نے باگ و لگی اور کہا کہ کا بار عرض میری گھوڑا دوڑا نے یہی کہ ایک بات سیر دل میں آئی ہو سچے کہوں کہ سوا سیرا عتدا و سیرا و پیر
پیشہ چہرہ گر کہ کہی بنان پر نہ لانا کا بار زمین دے بوسہ یا اور کہا اگرچہ ناجیز قابلیت کی نہیں کہتا ہر کہ شہر پر ازنا پناہ
فریضے لیکن آفتاب سلطنت اگر اس فرہم بقدار پر تو آگن و تواس از کو دل میں ہی زیادہ عزیز کہو گنا و نسیم صبا ہی کہی ہو
نیا نیکی مولود بیت جان جگر رہی ہی زمین بہانہ اسطرح میں سرکار زور کہو گنا بہانہ بادشاہ نے او کو آفرین کی اور
کہا کہ میں اپنے بہائی سے نہایت اندیشہ ناک رہا ہوں اب یہی جا آئے کہ وہ قابو لے کہی سیر قل میں کمی نہ لگیا سو میں یہی ہی صلاح
اولیٰ سمجھی ہے کہ پہلا و مکی قابو لے دوسرا عدم کہا و ن اور اس غرض سے دل پناہ خالی کروں تو خیر وارہ او جمیعہ میری بحفاظت
میں سرگرم رہا اور جو با و مکی مصلحت کا درپردہ ہمارا بی جگہ وہ کیا تیسر کر تہے کا بار آداب خدمت بجالایا اور نہایت تاکید سے
اس لڑکے اخفا کا وعدہ کیا ہنوز منزل کو نہ پہنچا تھا کہ کا بار کے دل میں یوفائی نے راہ کی اور کفران نعمت کا خیال کیا نظم میں ہر
مردان کم نہ کہ در گزار دہرہ جو باری و فادینج ہم یافت نیست و راز نادل گفت و بسیار خوردم خون زوہ کا ٹنگے ہستی اولیٰ
محرم یافت نیست و کا بار منزل کو پہنچا کہ بادشاہ کے بہانے کے پاس پوشیدہ حاضر ہوا اور اس زور کو بوجہ بیان کیا بادشاہ اسے
انعام دیا اور وعدہ کیا اسے بعد نہایت ہوشیاری سے اپنے آپ کو بچاتا رہا ایک دن موقع کا پانے کا بار دیر گز
قتل کیا اور آج تخت سلطنت پر بیٹھا اول یہ حکم دیا کہ اس کا بار کو قتل کروادے سے زبان نہاری کہولی اور کہا کہ اے بادشاہ
سیرا گناہ آج ہی حیر خواہی کے سوا اور کیا ہے اور جو میں کیا او کی جزا کیا یہی ہے بادشاہ نے کہا راز فاش کر نیکی برابر کوں
گناہ ہوگا اور سیر بہائی سے سب ملایا زمین سبھا اختصاص یا اور پناہ محرم راز بنایا اور کا بدلہ ہی تھا کہ تو نے اس کا
راز فاش کر کے اسے سیرا تہہ سے قتل کروا لیا مجھے تجھ پر کیونکر اعتماد آئے عاز ہم جو با فدائی خوشتر ہر خند کا بار
سندیش کے کوئی کام نہ آیا آخر کا لوس یوفا کا تن سیرا فائدہ اس مثل سے یہ ہے کہ فاش کرنا راز کا سوا ضرر کے کہی
سو بخش نہیں ہوتا ہے شہر کے کہا کہ لے اور مہربان اگر وہ اظہار کر نیوالا راز دار ہوتا تو بچتے یا ز کیونکر کہتا جبکہ خود
مستقل اس راز دار کا ہوا پھر دوسرے سے توقع راز دار کی کیونکہ کہتا ہے بلکہ اس کی عرض ہی ہے کہ یہ راز مخفی نہ ہو والا وجہ
کیا تھی کہ غیر کردہ پھرنا اور میں نہیں کہی خدا کی ممکن نہیں ہوں اظہار کرنا چاہتا ہو گا کہ ان اپنے بیٹے کا رخ اور ملک کیونکر

تجہ پلائی ہے کہ چشم بصیرت بالکل جاتی رہی اور جبکہ آنکھیں تیری سرمد قابض ارواح سے ہونے سے ہوتی ہیں پستی مافی فلذہ
 نہ بخشگی اس قطعہ پر میرے نظر کو بہت دنیا کی نہ کرو تو غوغا شکاری + اس کی بھی بہرہ ور ہو گا + اتحاد خرابی اپنی مست کمر
 قبیح ہے یہ اس کے گھر ہو گا + اور یہ مثل تیری امی زادہ مانند اوس نابینا کے ہو کہ کوڑے اور سانپ میں کچھ نہ فرق کیا
 اور کیا بھی کہنا نہ مانا آخر اسی باعث سے ملاک ہوا زہر نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت نابینا کہا کہتے ہیں
 ایک نابینا ایک بینا کے ساتھ ہم سفر ہو ایک شب صحرا میں مقام کیا جبکہ طیاری کوچ کی ہوئی نابینا اپنا کوڑا
 ڈھونڈتے لگا قصداً ایک سانپ پڑا ہوا سوتا تھا اندھا سمجھا کہ یہ کوڑا ریشم کا بنا یا ہوا مچھ مفت لگیا بہت خوش ہوا
 اور سواری ہو کر چلا جب کہ صبح ہوئی اور آفتاب نکلا اوس وقت اوس آنکھ بڑا لے لے دیکھا کہ اندھ کے ہاتھ میں سانپ ہو
 چلا گیا کہ اسے اندھے تیرے ہاتھ میں سانپ ہے زہر ناک جلد پھینک دے ورنہ کاٹ کہا گیا کہ اندھ نے بدگمانی کی کہ یہ کوڑا
 بیش قیمتی ہے یہ ہم ساری بچا ہوتا ہے کہ اسی جیلے سے اگر پھینک دے تو میں اوٹا ملوں اندھا بالوں لاکھ و فریق کوڑا میرا گم ہوا
 خداوند تعالیٰ نے اوس سے بہتر کوڑا بھیج کر بخشا ہی اگر نصیب تیرا باری کر گیا تو تجھی ہی مل جائیگا یہ کیا نیت ہو کہ میرے
 کوڑے پر کر تلے ہو میں ایسا احمق نہیں ہوں کہ تیرے دم دینے سے ایسا کوڑا پسند کروں مرد بینا اور کہا کہ آ
 برادر حق ہماری کا یہی ہے کہ میں جانتا ہوں کہ یہ سانپ تجھ کو بلاک کرے نابینا آرزو ہوا اور کہا کہ یہ چھابا نیتی ہے
 کہ کوڑا میرا اس جیلے سے لیا جاتا ہے یہ سو دھام سے سر نکال ڈال گئے ہو کہ انہیں کہا کیا ہر چند اوس نے مبالغہ
 کیا نابینا نے ہرگز نہ مانا آخر جب آفتاب بلند ہوا اور گرم ہوئی اور بار بار برف زدہ تاش آفتاب سے ہوش میں آیا اور فریاد کی
 اوسکی رفع ہوئی دیکھا کہ میں ایک شخص کے ہاتھ میں ہوں اور وہ ہر بار ہاتھ سے ملتا ہو کیا بارگی سلانے کو ہاتھ میں لپٹ گیا
 اور کمال غضب سے دانت مارا فوراً نابینا ہلاک ہو گیا یہ نہ مثل اسلے لایا ہوں کہ تو اس دنیا پر فریضہ نہ ہوا اسکی محبت کو دین
 جگہ نہ دے کہ زخم اسکا میرا یہ بہت زیادہ ہزار ہا کلام درویش کلمے سمجھا کہ واقعی یہ میرا دماغ پسچ کہتا ہی اس نے اسے نہ مانا
 اور دولت گم شد کہ کھٹ جہاں جا کا جہاں ہی برباد ہوتی تھی ہزار افسوس و تاسف سے ملتا تھا اور تمام شب تشنگی سے پوچھتا کہ گریبان
 سوزان رہا جدم کہ زہر بغیدہ پوش صبح نے سجادہ آفتاب بے بشر ترین بچپا یا غلابی نے اپنی طاووس کو فانی زہر کوڑا پر ہجوم
 کیا اور ہر ایک شخص عادت زبان شاعری کھولی اوشیطان نے پھر افسوس تازہ دم کیا اور زہر فریب تو کھٹ افسانہ دم و سر حرکت
 کو کہے طاعن زہر کو بند درویش اور دولت شبیہ نسیا مسموم گئی مجبور جب اس شکر کے سہ روز کہتا ہوں نہ ہو کمال سے میں سوا شوق
 بر سر ہوتا ہی وہ فاجوئیں پر سودا عشق + القلم بدست و سابل تاہم کام میں مشغول ہوا اور شیطانی وجہ اسطاعت میں غفلت کی کیا نہ ہو
 اور زہر کو لاکھ بھر مہر و مال دیا اور قتل عام میں ہی نفسا غلابی اور بے شرف بچہ فانی و باطل حق کی شمشیر کو قتل کا زہر

عجیب
 و
 غریب
 و
 غریب
 و
 غریب

اوس شخص کے قتل ہو نیک بعد اوس کے ورثہ حضور بادشاہی میں مستغنی ہوئی گزرا ہرے ناحق فلا نے کو قتل کیا شرعاً
 ہمیں قصاص ادا ہر پنجپا ہی بادشاہ نے انکا معاملہ دارالقضاء میں سپرد کیا انکا تحقیق حق قاضی نے حکم دیا کہ ادا کو قصاص قتل میں
 گردن مارین چنانچہ زابا اوس کے قصاص میں لگا گیا پھیل واسطے وار کی ہر کیس پر اپنا طرب طاعت خدا سرچہ کر کے
 آستانہ بادشاہی پر جمع لایا اور گردن کو فرمان بردار و گار عالم سے کینچا چوبیسر شاہی چھکا یا اب جو بلا کہ تجوز کچا اوس کے
 سزاوار ہون میں دمنے جبکہ کلام قنات انجام تمام کیا ملا زمان ہر سلطنت او کی فصاحت سانی پر مجبور ہو اور ہر نے
 سر نہ چا چکا لیا اور حیران تھا کہ کیا کروں اسکے بعد کہا کہ کوئی دمنہ کو جواب دیا کہ گوش کسب صاحبان بادشاہی میں نہ تھا
 رکھتا تھا دمنہ کی طیف پھیل اور کہا کہ تو نے یہ نعمت بادشاہ کی ملازمت کی بیان کی کہ جسکی بدولت و افتادہ خاک ملک
 افلاک کو پہنچا یہ جیتی تھی کہ کلام و اسی دور ازاد زبان پر لائی آگاہ ہو دمنہ ایک ستار بادشاہ کی کہ جو عمل واد اور پیر
 میں گذر کر اور وکی ایک سال کی عبادت کے برابر ہے اور اکثر سجاد و شہینان محراب مذہب طاعت و تلبذران کشف کرامت
 خدمت بادشاہ کی اس واسطے اختیار کی ہر کہ ملازمت ملوک کو نصف سلوک کہتر میں کہ کار سازی ستم رسید وکی اور اس کا گای
 محنت کشید وکی بہترین عبادت سے ہے اور سپر حکایت پر یہو شغیر کی شاہد پر دمنہ نے کہا کہ فیض کینکر تھا حکایت پر یہو
 کہا کہتے ہیں کہ شہر فارس میں ایک شیخ تھا کہ اوس پر یہو شغیر کہتے تھے اور طنط و اسی ولایت کو کراناکا فائے قافی چھا
 تھا ایک روز درویش ستاح ماوراء النہر سے عزیمت احرام پریم زابا باندہ کہ با مشقت بسیار لواچی پارس میں پھنچا اور بعد قطع
 بادیخیران منزل اقلان زابا میں بڑھ کر ول کیا اور بعد ادب نکالستان شیخ کو کوہو یا اور خادم خانقاہ کی کہا کہ کینکانت جید
 حاضر ہوا ہون میرا حال عرض کر دو خادم نے کہا کہ لاری درویش اندکے صبر کر کشخ بادشاہ کی ملازمت کو ملے گیا اور
 بعد تیرا حال عرض کیا یا گیا اس درویش نے اسوس کیا کہ میں صفت اپنی اوقات بر باد کی اور تباہی راہ کینچا و اس فقر
 کہ جو بادشاہ کی ملازمت کو کجا اور غصیا کی صحبت کا مائل ہوا اوس سے کیا فائدہ لگا اور طلب ذی ایستہ نبادت کو کیا
 ہوگا فقیر وہ ہر کہ جو اس سر پر گویا کے عمل کی طبیعت چہوڑ دیا کہ قناعت و طہین کفر میں خاکست سپر لڑا اطل جائیو
 اسکے بعد خانقاہ کو نکلا اور باز انکی طرف روانہ ہوا اور ہزارندست اپنی محنت راہبان پر مستاف پلا جاتا تھا کہ ناگاہ کو تو ال
 شہر کی آئندہ و سپر طری تضار اور قیدی اوسی شب زمان سے بہا گاتھا اور اس شخص سے شبانہت رکھتا تھا کو تو ال
 اگر خیمہ سبجہ اگر قرار کیا اور سلسلہ نگاہ میں بھیجا اور حکم دیا کہ نہ کہ کا کاٹ الوہر چند پر عذر کرتا تھا اور اپنا آمارہ دور ہر سے
 اور وارد ہوئے خانقاہ درویش میں بیان کرتا تھا کو تو ال کہ باناتھا اور حجابا دستہ ابدار اس درویش کے ہاتھ پر کھوڑ تھا کہ چھوڑ دینا
 جا کر اکر اس پر شغیر نیک ناگاہ اوس محکم پر چھا نبادت حاصل فرما کر کو تو ال کو کھوڑ دینا خانقاہ کو چھوڑ دینا حکم کر دینا

قنات
 حیران
 کشف کرامت
 ملازمت
 درویش
 شہر
 خانقاہ
 درویش
 شہر
 خانقاہ
 درویش
 شہر

امبارنگ میری گردن پر چلے اور جو کچھ میری میان کیا بادشاہ نے خود دیکھتے دیکھتے کیا اور صدق سخن میرا برہان خاطر سے لفظ
 کر کے اپنی رائے کے موافق کام کیا اور وہ شخص کہ شہزادہ کے اس خلعت میں شریک تھے انہیں اندیشہ پیدا ہوا کہ کیا یونہی ہمارا بی
 تحقیق کر کے بیان کر رہا تو بات ہو وہ مقدم بالخط سجا و کاکر نے بن اور لاشک جب تک میری دھڑکیں میری ہڈیوں میں
 نکل رہی تھیں تو میری گردن پر ہے گوہرین جان بجا رہے اب انصاف اسکا بادشاہ کا تھ ہے الحق میری بات ہی سچی
 اس صورت میں کہ میں کیسیک پہلا معلوم ہوا تھا کہ میں جس کے راست ہولادہ مجھ کو کچھ ہدیہ و خاموشی تو قبول ہی نہیں ہوتا اور
 اور میں یہ جانتا تھا کہ اہل غفلت میرے قتل پر لافانی کرینگے پر مجھے یہ یقین تھا کہ کائنات خیر خواہی اور بخیر خدنگزری یہ ہوگا کہ
 میری بقا بادشاہ کو متروک و بجزیرہ کی گئی جب دہانے یہ بات یہاں تک پہنچی اور شام قریب کی بادشاہ نے حکم دیا کہ دس گواہ لے
 میں ہر دو کو قاضی کا حال دریافت کرے کہ علم سیاست میں جسک شرائط شرعی تمام نہ ہوں گے کچھ حکم کیا جائیگا دہانے کہا کہ ان کو
 راست بادشاہ کی زیادہ ہے اور کوئی قاضی اہل شہر بارہو والا تر ہے کچھ کہتے کہ میری بادشاہ آئینہ ہے باصفا بلکہ جاچکے
 کہ صورت حال ہر لازم و رعایا کی و میں ہویا ہے رباعی سودا **۵** ایوان عدالت میں تمہاری بادشاہ ہے ظلم کو مٹا
 عبادت اللہ و شیعہ کا لوطی سے رہتی ہے ہاؤن و پتھر سے نکلتی ہے صد السلام اللہ ہے اور یہ یقین اتنا جانتا ہوں کہ کشف
 شہادت اور رفع حجاب میں کوئی چیز برابر فرست بدو شلہ جم جاہ کے نہیں ہے اگر کوئی شہر بارہ نفس راجہاں آرا کو
 قاضی میرے حال کا فرمائے تو کذب اور صدق میرا نندہ صمدی کے صادق کے روشن ہو جائے حافظ علیہ الرحمۃ فرماتا ہے **۵**
 عرض محبت درجیم حضرت محتاج سنت بدراز کس مخفی نامہ با فروغے راجہ تو بہ شیر نے کہا کہ اے دہانہ اندیشہ نہ کر کہ
 اس میں میں جستجو سے تمام کچھ لگی اور تحقیق اس کام کے کو سطح حیر کر زیوتی اور کس منصوبہ عمل میں آئیگی نظم جدرنگے ہم
 سطح حق و باطل کو کہ حبیب دودھ کہی نکال لیتے ہیں نکال لیتے ہیں جسطح عطر پہلوئی ہے ہر ایک کا ہم اسی نکال
 لیتے ہیں بدو دہانے کہا کہ میں بیگناہی کے سبب لاف میں اتھل زیادہ کروں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ میں تحقیق سے
 اخلاص میں زیادہ نظر ہوا گا اگر میں اس کام میں گنہگار ہوں تو حاضر درگاہ شہر بارہ رشتہ اور فرار اختیار کرتا بلکہ فیصلہ وائی
 آہستہ میں پرکھ اور اقلیم کی راد لیا کہ ملک خدا گنہگار نہیں اور یا قل بند بکا لنگ نہی ہے شیر کی آواز کہا کہ اسے سنا
 جبر اس لاف و خدیش خالی نہیں ہے مگر تو زبیری سے جانتا ہے کہ ایک بیگناہ کو کھلائی ولیکن اگر کوئی ابھی عرض فرماتا
 کہ تو اس قضیہ سے خالی بنانا تو زکر حال اور خود اہل ہے دہانے کہا کہ میری دشمن شہا میں ہر سید و ہر کمر کا ہم نہیں
 پیغمبر کو عرض کیسی ہو پاک ہوا و جو کچھ رہنبر است جو خود میں کیا یا بان بادشاہی کے عرض کیا کہ ہے اور بادشاہ
 علیہ السلام نے جل و جہد و اپنی رائے جہاں رائے کے آئینہ جہاں نمای کلم فرمائے تا میں مجھ دیکھی کے ملا جلاؤں ہو

میرے کچھ کر دیا
 میرے کچھ کر دیا
 میرے کچھ کر دیا

اور شہر بار رور جو افغان نواح میں مبتلا کے بازخواست سلطان تحقیق نہوا دیر طبع موافق میری حال کے موافق ہو
 غم نہیں اسکا مجھے میں پر گیا پغم یہ جو قاتل کا خنجر پھر گیا پشیر نے کہا کہ سینے اپنی دست میں کسی حکم میں یاہ و خوار نہیں
 کیا ہے اور اب بھی ممکن نہیں ہے کہ سو گوارہ خدا اور طرف قدم کہوں اگر باک ہو تو یہاں رہا اور اگر یہ خیانت تجسوس صبا ہوئی جو تو
 جزا اس گناہ کی سزا دار ہے نیز کرنا میں کبھی جائیگی میری جاس صبح کے صبح در مریع دیر پیکار جی دود و دوتا ہوا کہ اس
 خیانت سے مجھ کو کچھ اندیشہ نہیں ہے کہ میں ہاشم کے حق شناسی بہت مطمئن ہوں کہ اپنی نصاب عالم لڑی مجھ کو ہم کو گوا
 کا لٹھ لٹا لے نے تجھ کو داگتری کے لڑی پیدا کیا ہے اسنے میں ایک صراحت مخلص سے بولا کہ جو کچھ دنا کہتا ہے یہ رور
 تعظیم بادشاہی نہیں ہے بلکہ اس کلمات فریب میں سے چاہتا ہے کہ اس بلا کو اپنے سر سے دفع کرے دمنانے
 کہا کون ہے مجھ کو سوا میرے اور پیغمبر تریرا دیکھ کن جو میری مخلصی میں میرے حق میں مہر لہن ترادو کوئی کہ اپنی شکایت میں
 میچکا رہ ہو گا اور کہ کیا کام میگا بدیت ہو سکا جب تجسوسینا کام ہر اسکے گا تو کیا پر ایا کام ہا اور یہ باتیری دلیل جو مقصود
 فہم اور فوجیہل پر کعبین گفتگو میں بادشاہ کے تقدیر تیار ہو چکی ہے جہاں آرا کے نے لشکر باہر کران کو اپنی فکر سے پھر کیا اور
 لفظ غوثا ل غمیر میر سے عالم کو عدل داد سے معمور کیا وہ محتاج علم الیہ کا کب ہو لاکن تم سب کے جوہر خواہ شتر بے کے تھے
 اور جو را وہ لگیا تھا وہ انبال شاہی سے سب مرٹ گیا اسکے اندیشہ میں تم سب یہاں تک فتنہ آرا اور زور و فتنہ ہو کہ
 آداب صحبت سلطانی بھول گئے ہو اور جو چاہتے ہو کہ تیرے مولایا را بادشاہ کی مہربانی سے بیت کو دل نشوین بدیت
 ہو کام تیری عقل ہو یا ایک ن میں ہا وہ عمر پھر نہ ہو سکے سارے جہاں میں سیاہ گوش نے کہا کہ اس کرد زبان درسی اگر چاہی تو
 کہ زبان کو خیر خواہوں کے پند سے بند کر دیر یہ ممکن نہیں ہے دمنانے کہا کہ یسح ہے وقت پند کا ہا ہر شرطیکہ
 محل قبول میں پڑے اور ہنگام شمل کا ہا اگر سب خرد پسند کر دیر یا شیر نے کہا کہ اے خداوند خور امیدوار ہو کہ اس کر سوز کرے
 رہانی دمنانے کہا کہ اگر کوئی نیکی کو بدی کے ساتھ متاثر کرے یا دشمنی کی پادشہی شرم تر کر دیر تو مجھ کو دلا
 وہ کام میں مقرر کیا ہے اور وہ عہدہ امانت و وفاداری بجالایا ہوں کہ اسی بادشاہ کا دل خوب جانتا ہے بعد اسکے
 کوئی خائن دلیری کرے گیگا اور اگر عرض اس وفا سے تم میری حق میں تجویز کرینگے تو حضرت نیکی بالابا لا باغیا کی کہ منعم تحقیق ہو
 ہوا اور میری کام میں تحقیق قبول کرینگے تو آخر کا پشیمانی مال ہو گی اور درجہ ابد الہی ہو سکا یا نیکی بوجب بدیت کام میں خبر
 شتابی کی ہے عقل کی امتیاز تری کی ہو کہ جس کو کشتابی کی فضیلت شکبائی سے محروم رہا اور وہ وہ پھینکا جو اس عورت
 شتابی کی کہ پناہا بدیر نہ کہتے پوچھا کہ یہ چرا کہو پھر تہا حکایت عورت شتابی کہ دمنانے کہا کہ شہر شیر میں سوداگر تھا کہ مال
 شلخ واد کا مالک اور ایک زوجہ رکھتا تھا ناہا رو میں ہو کہ یہ چشم ملک نے لایا آفتاب کیا تھا وہ تائیں ہر کہ لایا تھا ہا

۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

نزدیک بدتر برگ سے ہر بدیت جنین کہ ہستانت راضیہ فرمودن بدتر اربار بار بڑو دست نالودن بدتر سنگا کہ ایدر بدیت ہر کچھ
 شرط نصیحت ہی بجالایا تو گر حرص مال اور تنانے جاہ میری راکھو ضعیف کر ڈالا تھا اور تیری نصیحت پہ کچھ اثر نہ کرتی تھی
 باوجودیکہ تیرے فرستے کو سپر اور درست جانتا تھا اور حضرت اسکام کی یہی میری نظر میں تھی لاکھ غلبہ حرص بر عکس جلا
 میں جیسا کہ بیان جانتا ہے کہ خلاف میں حکم طبع کے رنج اور تھاؤ لگا لاکھ ذائقہ زبان و سیرے عقل کو ٹھٹھا پڑیں ہی حال
 میر ہو اب جو کچھ کہ پیش آئے میں اسکا سہل وار ہوں اور جو شکایت کہ کروں وہ نہ ہو ہی نفس کی ہر ازمانت کہ بہاست ادب پرست
 حسب حال جیکے بدیت من لہ زیگا دندرم کہ دم را ہر غم کہ رکھتے ہیں خوش سیتہ کہ لیلہ کہ کہا کہ مرو عاقل وہ ہر کہ ہر کام کہ
 آغا میں انجام نظر رکھے تاؤں کہ کم کہ پیشانی امکہ نہوے پریشانی حال نہو کہ وہ پیشانی امہ پریشانی سوکھا تانتا اعداؤ
 ملامت لجاؤر فائدہ نہیں تھی ہے بموجب بدیت کام میں پہلے کی جوان دانی بد پھر ہے بیغا مدہ پیشانی بد وقتا کہ لاکھ
 برادر دشمن ہونا صفت و دم دل جنت کی ہے اور میں گذران کرنا اور خوش جینا کام غلبہ جو ہمت کا ہر اور جو کہ عالی ہمت ہوتا
 ہے دل اسکا ایدم رنج کشی اور مکر ماہ دور دراز خالی نہیں بنا ہر کلید نے کہا کہ دولت فانی اور جاہ بے ہمتا کیوں اچھو کر لاکھ
 کرنا کام حریف نام طع کا ہی سمیت اندر لہستان اور دولت مود شادی محوی بدتر انکو کمتر بیہودہ زین باغ دار اور انقلاب است
 لازم تھا کہ مال جاہ کیوے آجکد چاہ بلا میں نہ لڑا تھا اور ہل حسد غضب کو جو ہر ہمت میں نہ بھٹاتا تو آج ذائقہ بیہودہ ملاؤ لکھتے
 کیوں کہ بہتاد سنائے کہا کہ ایدر و شفیق جو کچھ مجھے صادر ہو دیوہ وہ نہ تھا اندازہ ہو اور جو غم ملا کہ مینے بولنا تھا سو آج
 وہی کا شاپر اب موجب ۵ زینکی نیک بینی و زیدی بد بدتر جو رہید و گندم گندم پیچنے نہ لہ لہ کہ بولنا تھا اسلئے مہر گیارہ
 کی توقع نہیں کہتا ہوں اکام بام تھہ سوار تھہ کام سے جا چکا ہے انگشت تدبیر کہ اگرہ تقدیر کہنا حال ہر دین ہی خطاب
 دانا اور عیب پر مینا ہوں کیا کروں کہ کہ صواب اندر لکھن کو حسد غلوب کر دیا میں ایسا نہ جانتا تھا اندر زبان کی پیچیدہ دھوی تھا
 سح کو شوق آسان نمودار دل کی انتا و شکلا ہا اب ایسا معلوم ہوتا ہر کہ میری شتی حیا محراب ہلاکت میں غرق ہوئی لی ہر اور انتا
 مغرب میں غروب کا لیکن ناقصہ دینی خلاصی میں دیلے کمزور لگا پرا نیشہ اسکا بے یادہ کہ کو قیصر شہرہ دہی میں گواہی کو تو گر فتنار
 اور گراؤ ڈالنا تھہ جو حق نہ کریں تو ہر از دیلے حلوں ہر مٹا کہینا اور کچھ ہونا کزنا والا سچ میردہ الامہ جا چکا کہ جو شتا ملو کہ نہو
 دور سیرا نہت یہ کہ میرے سبب تو گر خدا عذاب ہو کہ سنی مصلی تیری عالم پر شکت اسکے خلاف نہ کہ اسکا سطر کہ ملاقات میری اور تیری
 قیامت پڑی کلید نے کہا کہ تو جا شاپر کہ میں نکل غریب نہو سکون کا اور کچھ جانتا ہوں پویشہ و مکرو کا اور کسی طرح اور کسی وسط و درجہ نیکی کا
 لیکن بہتر یہ ہے جیلے اس کے کتبہ پوچھیں تو آپ نہ تو بہت کہد کہ رنج دنیا کا لسا ہر لیکہ میں غم مہیا ہے بلکہ قصاص کمال خرقہ پاک
 ہر جا ایگا اور خدا بخت کد و دلم تر کہ کو جا شاپر اس میں جان کا نجات پائیگا وقتا کہ میں نہیں ہی غم کو کہ جو کچھ نہو دل کا ہر گاہ

نزدیک بدتر برگ سے ہر بدیت جنین کہ ہستانت راضیہ فرمودن بدتر اربار بار بڑو دست نالودن بدتر سنگا کہ ایدر بدیت ہر کچھ
 شرط نصیحت ہی بجالایا تو گر حرص مال اور تنانے جاہ میری راکھو ضعیف کر ڈالا تھا اور تیری نصیحت پہ کچھ اثر نہ کرتی تھی
 باوجودیکہ تیرے فرستے کو سپر اور درست جانتا تھا اور حضرت اسکام کی یہی میری نظر میں تھی لاکھ غلبہ حرص بر عکس جلا
 میں جیسا کہ بیان جانتا ہے کہ خلاف میں حکم طبع کے رنج اور تھاؤ لگا لاکھ ذائقہ زبان و سیرے عقل کو ٹھٹھا پڑیں ہی حال
 میر ہو اب جو کچھ کہ پیش آئے میں اسکا سہل وار ہوں اور جو شکایت کہ کروں وہ نہ ہو ہی نفس کی ہر ازمانت کہ بہاست ادب پرست
 حسب حال جیکے بدیت من لہ زیگا دندرم کہ دم را ہر غم کہ رکھتے ہیں خوش سیتہ کہ لیلہ کہ کہا کہ مرو عاقل وہ ہر کہ ہر کام کہ
 آغا میں انجام نظر رکھے تاؤں کہ کم کہ پیشانی امکہ نہوے پریشانی حال نہو کہ وہ پیشانی امہ پریشانی سوکھا تانتا اعداؤ
 ملامت لجاؤر فائدہ نہیں تھی ہے بموجب بدیت کام میں پہلے کی جوان دانی بد پھر ہے بیغا مدہ پیشانی بد وقتا کہ لاکھ
 برادر دشمن ہونا صفت و دم دل جنت کی ہے اور میں گذران کرنا اور خوش جینا کام غلبہ جو ہمت کا ہر اور جو کہ عالی ہمت ہوتا
 ہے دل اسکا ایدم رنج کشی اور مکر ماہ دور دراز خالی نہیں بنا ہر کلید نے کہا کہ دولت فانی اور جاہ بے ہمتا کیوں اچھو کر لاکھ
 کرنا کام حریف نام طع کا ہی سمیت اندر لہستان اور دولت مود شادی محوی بدتر انکو کمتر بیہودہ زین باغ دار اور انقلاب است
 لازم تھا کہ مال جاہ کیوے آجکد چاہ بلا میں نہ لڑا تھا اور ہل حسد غضب کو جو ہر ہمت میں نہ بھٹاتا تو آج ذائقہ بیہودہ ملاؤ لکھتے
 کیوں کہ بہتاد سنائے کہا کہ ایدر و شفیق جو کچھ مجھے صادر ہو دیوہ وہ نہ تھا اندازہ ہو اور جو غم ملا کہ مینے بولنا تھا سو آج
 وہی کا شاپر اب موجب ۵ زینکی نیک بینی و زیدی بد بدتر جو رہید و گندم گندم پیچنے نہ لہ لہ کہ بولنا تھا اسلئے مہر گیارہ
 کی توقع نہیں کہتا ہوں اکام بام تھہ سوار تھہ کام سے جا چکا ہے انگشت تدبیر کہ اگرہ تقدیر کہنا حال ہر دین ہی خطاب
 دانا اور عیب پر مینا ہوں کیا کروں کہ کہ صواب اندر لکھن کو حسد غلوب کر دیا میں ایسا نہ جانتا تھا اندر زبان کی پیچیدہ دھوی تھا
 سح کو شوق آسان نمودار دل کی انتا و شکلا ہا اب ایسا معلوم ہوتا ہر کہ میری شتی حیا محراب ہلاکت میں غرق ہوئی لی ہر اور انتا
 مغرب میں غروب کا لیکن ناقصہ دینی خلاصی میں دیلے کمزور لگا پرا نیشہ اسکا بے یادہ کہ کو قیصر شہرہ دہی میں گواہی کو تو گر فتنار
 اور گراؤ ڈالنا تھہ جو حق نہ کریں تو ہر از دیلے حلوں ہر مٹا کہینا اور کچھ ہونا کزنا والا سچ میردہ الامہ جا چکا کہ جو شتا ملو کہ نہو
 دور سیرا نہت یہ کہ میرے سبب تو گر خدا عذاب ہو کہ سنی مصلی تیری عالم پر شکت اسکے خلاف نہ کہ اسکا سطر کہ ملاقات میری اور تیری
 قیامت پڑی کلید نے کہا کہ تو جا شاپر کہ میں نکل غریب نہو سکون کا اور کچھ جانتا ہوں پویشہ و مکرو کا اور کسی طرح اور کسی وسط و درجہ نیکی کا
 لیکن بہتر یہ ہے جیلے اس کے کتبہ پوچھیں تو آپ نہ تو بہت کہد کہ رنج دنیا کا لسا ہر لیکہ میں غم مہیا ہے بلکہ قصاص کمال خرقہ پاک
 ہر جا ایگا اور خدا بخت کد و دلم تر کہ کو جا شاپر اس میں جان کا نجات پائیگا وقتا کہ میں نہیں ہی غم کو کہ جو کچھ نہو دل کا ہر گاہ

عمل میں لاؤنگا کیلئے رنج اور پرخم ہاشم پر ہم بھلا اور ہنرم پر گرا اتمام شب کو خط طری اندازہ مردوم کو بیدار ہیج و تاب کشادہ
 اور آخر شب ہی ملک بقاء ہوا اس عرصے میں کوئی مابین کیلئے دوسرا کا گفتگو نہی ایک نہ کہ اسی مجلس میں مقید تھا جبکہ کچھ
 کھلی اور گفتگو ان دونوں کی سنی پھر سو یا اور کی تمام حکایت میں اعلیٰ آخروہ سنسار ہا دوسرے دن شیر زمین چنگ بیشہ مینار گین میں مایل
 پادشاہ نے سیدار ہو گئے نہ لاؤ فاضی اور کا ن ولت کو لایا اور علی کی تسکین مادر شیر نے حدیث نہ مناکو تازہ کیا اور کہا کہ نہ چوڑا
 شمشکاد کا پر ہیز کا نفل قتل کر نیکیے برابر ہوا دیکھی کرنا بدو نہی ستم ہے نیکیوں پر سبیت ملکی بادلان کردن چنانست بد کہ بد کردن
 بجائے نیکیوں کا بد اور چو کوئی کہ باوجود قدرت عاجز کو زندہ چوڑا گیا یا لاکھ کی مدد کر گیا جو ظلم میں نہ کیا اور کہا کہ نیکیوں نے فضا کو
 الزام دیا کہ کار دشاہ میں تباہ کیوں کرتے ہو جو کہ بیکاریات ثابت ہوئی ہو عرض کیوں نہیں کرتے ہو اور بوقت افضا
 اور شرف خاص علم میں جمع ہو کر کمال غرضی نے حاضران مجلس کھڑے تھے کہ اور کہا کہ بادشاہ کو تحقیق حال دشاہ میں ناخوش
 اور فرما نا ہے کہ انہیں مناجات نہ پائی اور کا نام نہ لگا و دشاہ کا حال سطح تحقیق کیا جائے کہ شرح کیوں ہو اور وقت فضا کو قتل نہی
 دو نہوا دشاہ نے لفظ نیت اور میں شامل ہونے پائے بلکہ نام ہو کہ جو کچھ حق حق ہو معلوم ہو ہر ایک بیان کی کہ اس شخص میں
 بہت بھلائی ہو مقصود میں ایک یہ حق کی باری کرنا علم راستی بلند کرنا ہے دوسرا میں برتر اور فتوحات میں ہماری کرنا اور سب
 ظلم کو کرنا اور اس شخص کو نہ ہند کرنا اور خائن کو کو قتل کرنا جو دنیا میں قضا و خالق اور ظلم طبع خلق ہیج سے تیسرے سنگاری
 پانا باب مکر و سوسے اور میں بھلا محبت دوسو حال ہوتا ہی جبکہ کمال غرضی نے بات تمام کی اور منتظر ہو کہ ہوا حسب فصل
 خاموش ہو گئے اور کچھ کچھ جواب دیا کہ اس کے گرد شاہ کی حقیقت کیسے معلوم ہتی فیاس سے جانتے تھے اسوہ طری اندازہ کرتے
 تھے کہ اگر ہم کچھ کہیں اور بادشاہ اس کے قتل کا حکم دے تو ہم سب ادا و ان حق میں ناخو ہوں جبکہ دشاہ نے سبکی بیجا لیکھا دل اسکا
 مانند نسیم بہانازہ اور اوند گل نو سنگفہ ہوا لکھا کہ لایا کا بزرگ دولت آگاہ ہو کہ میں بیگناہ ہوں اگر مجرم ہوتا تو متا بل میں
 اتنی حالی منتظر نہی کہ اس وقت کلیم میں جہیز قتل نہی بلکہ نہ ہے میں ہوش بر جا نہ تباہ لکھا یا کہ کلام فی نہی کہ تباہ لکھ کر پاک
 ہوں اسلئے بیجا ہوں اور میں سب کو قسم دیتا ہوں کہ جو میرے قصے سے آگاہی کہتا ہو تو براست بیان کر دو اور رعایت میری نہ کرے
 مگر نفاذ میں نہی فعل نہی کہ کوئی کوال راہمان آری شہر یا آئینہ حق نہی کہ حق بلکہ سید اور ایک دوسرا دشاہ کے سبب بھوکا
 ہی بہر حال بلکہ کو سبب حوالہ دہر شہر کو سبب منتظر نہی کہ اگر آج میرے واسطے نہ تھا غنا نفس ہی چاہیگا کل داجہ اب میں کیا
 کر گیا اور بادشاہ عالم پناہ اور کی نفاذ میں پر اپنے صبر میرے واسطے ہو گا تو بخالی سزا دے چوڑا گیا اور نام کی کہ بے شائبہ غرضی
 بلکہ از روی صحت یقین شہادت داکر دے اور لکھا حق میں مطلق جہیز نہ فرمائے اور اگر کوئی از روی حسد بھوکو عرض تلف میں لکھا کہ
 دینچہ کا جو اس طبع علم عمل کی پھر کمال غرضی نے پوچھا کہ دینچہ کا حکایت طبع علم عمل نہ لکھا کہ تو میں کہ میں نے لکھا

لکھا کہ میں نے لکھا

لکھا کہ میں نے لکھا

لکھا کہ میں نے لکھا

باوجود کہ پیشل سنے لایا ہوں کہ معلوم ہو کہ جو کام کہ جہالت سے کرتا ہے انجام و سکا ناپسندیدہ ہوتا ہے اور جو کام کہ گمان اور شبہ سے کیا جاتا ہے نفس خطرناکی کا ہوتا ہے ایک مضران مجلس بولا کہ وہ مذہب بات لیا کی محتاج نہیں ہے کہ تیر بحث بلکہ صحت ظاہر
 و بنا پائی تیری طہیت کی سب عوام پر روشن ہونا چاہیے کہ کہا کہ یہ کیا کہانے ہے تو نے اس کے واسطے حجت اور دلیل کیا ہے تو تو کہا کہ
 حکماء نے قیافہ شناسی لکھا ہے جو کتا وہ ابرو کا اوکی بائیں آنکھ دائم الاغلاخ یعنی پھر کتنی ہے اور بی اوکی جانب جبکہ بایل ہو
 اکثر اوکی نظر زمین کی طرف رہتی ہو یعنی تل نظر ہو تو اوکی ذات ناسا کہ جمع فساد اور مکر کہ جمع ہو اور غدر ہوتی ہے اور وہ عین
 او میں موجود ہیں و منانے جواب دیا کہ احکام آبی میں دخل سہو و غطا کا نہیں ہے **بیت** غلط و سہو برین تو سوتا ہے بر جہاں
 غلط و سہو یہ علامت کہ بیان کی تو نے اول صدق اور بیان حق پہنکتی ہے تو عالم نگاہ اور سگندہ سے رنگاری پائی اور
 حاجت قاضی اور رفدہ اور محاکمہ کچھ باقی نہ رہی پس اس کو سوانیک کی نثار اور بد کی مذمت کرنا نہ چاہیے کیوں کہ اس میں استیاس کے بالکسر
 کوئی شخص خالی نہیں ہے اور کما دفع از خود کوئی نہیں کہ سکتا ہے پس چاہیے کہ اس حکم پر بادشاہ شہر کی اور جزا اہل خیر کی جاری
 ہے اور چاہیے کہ احکام شرع صفحہ عالم سے محو ہو جائیں اور میری لغو و بالتذاکرہ بگناہ کیا ہی ہوتا تو ہر مینے بے حرم ہوتا کہ دفع
 اس کا میرا مکان باہر تھا اور نقدی آبی پیکر ہوا غزہ نہیں پہنچا ہے بموجب **بیت** مکن درین چشم منرفش خود روی و چنانکہ
 بروشم سینہ بندیم و اہل یزین لغو تیر را شرح بگاہ بر ہاں جبل نادانی ہے رنگاری پائے و الا ایسا کلام بھی حضور میں ہے
 او محض فضلہ اور مزین کہنا لایق نہیں ہے **بیت** سخن سر حال کہلتا ہے بشکر و مثل عزانت حاجی رگ بوجہا و جبکہ و منانے ایسا جواب
 سب مضران مجلس نے فہرست لکھ کر لایا اور اس کے بعد کہینے دم مارا قاضی نے حکم دیا کہ پھر زندان کو لے جاؤ جبکہ و منانے مجلس میں آیا
 ایک روز یہ دوست لکھ لیا کہ اس راہ سے گذراؤ بلا کہ کل سے خبر لکھ لیا کہ کچھ نہیں پائی ہے بوزینہ آہ سوختی اور رو
 و منانے کہہ کر کہ بوجہ کار بوزینہ پر کہ کہینے مال کیا ہے او نے کہا کہ اے و منانے کہوں کہ وہ یاد فادانہ سے عین
 اپنا بار سر منزل فلان سے اٹھ کے و ابغا کو لکھا اور داغ فراق مصاحبوں اور ہر یوں کو دی گیا اور مطلع لکھا کہ بڑھا
مطلع اٹھ گیا بار لکھا باعث ہا میں مر لکھا باعث جبکہ کلید کے مرئی خبر نہ مانے ہی بیہوش ہو گیا بعد ایک
 ساعت کے بیہوش میں آیا بالانکا ہ چلا یا اور زار زار و تانھا اور یہ شہار پڑھتا تھا نظم غن سینخو ز دیدہ روان و مصیبتا
 سر مرید ز شیش فغان و مصیبتا و سہر ہر عورت و قدم و جلال شد و امروز زیر خاک نہاں و مصیبتا و آئینہ زان و
 اسطوری مہر و زین کہینے عالم گندار و مصیبتا و در حین فصل گل بگشتان حشر تم و ناگ و زید باختران و مصیبتا و بگشت
 از جہاں و بد لہا گداشت داغ و جان جہاں و مصیبتا و او کی یہ شعر موقوف کا مکر کرتا تھا **بیت** مدح میں قنایا لکھا ہے
 پس نقش قدم میں ابین و میں ہے کہ و منانے زدی کہ کہیناں بوزینہ نے نصیحت آفا زلی کہ لے و منانے تو کہ

۱۱۴
 باوجود کہ پیشل سنے لایا ہوں کہ معلوم ہو کہ جو کام کہ جہالت سے کرتا ہے انجام و سکا ناپسندیدہ ہوتا ہے اور جو کام کہ گمان اور شبہ سے کیا جاتا ہے نفس خطرناکی کا ہوتا ہے ایک مضران مجلس بولا کہ وہ مذہب بات لیا کی محتاج نہیں ہے کہ تیر بحث بلکہ صحت ظاہر
 و بنا پائی تیری طہیت کی سب عوام پر روشن ہونا چاہیے کہ کہا کہ یہ کیا کہانے ہے تو نے اس کے واسطے حجت اور دلیل کیا ہے تو تو کہا کہ
 حکماء نے قیافہ شناسی لکھا ہے جو کتا وہ ابرو کا اوکی بائیں آنکھ دائم الاغلاخ یعنی پھر کتنی ہے اور بی اوکی جانب جبکہ بایل ہو
 اکثر اوکی نظر زمین کی طرف رہتی ہو یعنی تل نظر ہو تو اوکی ذات ناسا کہ جمع فساد اور مکر کہ جمع ہو اور غدر ہوتی ہے اور وہ عین
 او میں موجود ہیں و منانے جواب دیا کہ احکام آبی میں دخل سہو و غطا کا نہیں ہے **بیت** غلط و سہو برین تو سوتا ہے بر جہاں
 غلط و سہو یہ علامت کہ بیان کی تو نے اول صدق اور بیان حق پہنکتی ہے تو عالم نگاہ اور سگندہ سے رنگاری پائی اور
 حاجت قاضی اور رفدہ اور محاکمہ کچھ باقی نہ رہی پس اس کو سوانیک کی نثار اور بد کی مذمت کرنا نہ چاہیے کیوں کہ اس میں استیاس کے بالکسر
 کوئی شخص خالی نہیں ہے اور کما دفع از خود کوئی نہیں کہ سکتا ہے پس چاہیے کہ اس حکم پر بادشاہ شہر کی اور جزا اہل خیر کی جاری
 ہے اور چاہیے کہ احکام شرع صفحہ عالم سے محو ہو جائیں اور میری لغو و بالتذاکرہ بگناہ کیا ہی ہوتا تو ہر مینے بے حرم ہوتا کہ دفع
 اس کا میرا مکان باہر تھا اور نقدی آبی پیکر ہوا غزہ نہیں پہنچا ہے بموجب **بیت** مکن درین چشم منرفش خود روی و چنانکہ
 بروشم سینہ بندیم و اہل یزین لغو تیر را شرح بگاہ بر ہاں جبل نادانی ہے رنگاری پائے و الا ایسا کلام بھی حضور میں ہے
 او محض فضلہ اور مزین کہنا لایق نہیں ہے **بیت** سخن سر حال کہلتا ہے بشکر و مثل عزانت حاجی رگ بوجہا و جبکہ و منانے ایسا جواب
 سب مضران مجلس نے فہرست لکھ کر لایا اور اس کے بعد کہینے دم مارا قاضی نے حکم دیا کہ پھر زندان کو لے جاؤ جبکہ و منانے مجلس میں آیا
 ایک روز یہ دوست لکھ لیا کہ اس راہ سے گذراؤ بلا کہ کل سے خبر لکھ لیا کہ کچھ نہیں پائی ہے بوزینہ آہ سوختی اور رو
 و منانے کہہ کر کہ بوجہ کار بوزینہ پر کہ کہینے مال کیا ہے او نے کہا کہ اے و منانے کہوں کہ وہ یاد فادانہ سے عین
 اپنا بار سر منزل فلان سے اٹھ کے و ابغا کو لکھا اور داغ فراق مصاحبوں اور ہر یوں کو دی گیا اور مطلع لکھا کہ بڑھا
مطلع اٹھ گیا بار لکھا باعث ہا میں مر لکھا باعث جبکہ کلید کے مرئی خبر نہ مانے ہی بیہوش ہو گیا بعد ایک
 ساعت کے بیہوش میں آیا بالانکا ہ چلا یا اور زار زار و تانھا اور یہ شہار پڑھتا تھا نظم غن سینخو ز دیدہ روان و مصیبتا
 سر مرید ز شیش فغان و مصیبتا و سہر ہر عورت و قدم و جلال شد و امروز زیر خاک نہاں و مصیبتا و آئینہ زان و
 اسطوری مہر و زین کہینے عالم گندار و مصیبتا و در حین فصل گل بگشتان حشر تم و ناگ و زید باختران و مصیبتا و بگشت
 از جہاں و بد لہا گداشت داغ و جان جہاں و مصیبتا و او کی یہ شعر موقوف کا مکر کرتا تھا **بیت** مدح میں قنایا لکھا ہے
 پس نقش قدم میں ابین و میں ہے کہ و منانے زدی کہ کہیناں بوزینہ نے نصیحت آفا زلی کہ لے و منانے تو کہ

طعنه لوٹیں نال نہ تمام بٹے جاو دلی کسی آفریدہ کے نام بر زندگی پر قوم نہیں کیا ہوا نقاش موت نے نقش حیات سفہات
 ملکات پر سواۓ زخم کشی کے کھلائے اک آؤ چھہ نہت نہیں فرمایا ہے دھینا کا رخا نہ قدیم بجا رہو جو کا بغیر نہت عدم
 نہیں سیلے اور فراتش قدرت شمع زندگانی کو بے شمول تند باد آفت اجل روشن نہیں کیا ہوا ہے دنا گلستان کیسی کا
 باد و خزاں مرگ سے محفوظ نہ ہو گیا یہ وہ شہرت ہے کہ بسکوی بنا ہو گا اور یہ وہ محنت ہے کہ بار بار دسکا ہر ایک اٹھکا پڑے گا مہم اس
 سوا ہے مہر کے بنایا نہیں ہے اور سزا میں ض کا بھر شکسائی کے لکھا نہیں گیا ہے بیت صبور کی ضرورت کین عدل را
 بخیر صبور علی ہے بنا شدہ اور یہ صبر نہ گیا کا واسطہ تسکین کا کافی ہے یہ وہ درد کہ عین کبھی درمل نہ ہوا ہے اور دھلا
 خیال ماضی سے درگزر اور مہم و شہر مولف کے فکر مستقبل کے مہر لایا ہے بیت مہر لایا ہے ہی مہر کیا ہے آگے کے دیکھ لو ہوتا ہے کیا
 دسانے ان باتوں کی بحالہ کین بانی ادھکا اس جہنم میں حق میری طرف ہے کہ لکھ سادوست شفق اندام مہر بان
 کسین ہر حادثہ میں پناہ و سکی طرف لچا ہوتا ہے اور ہر مہم میں نصیحت و سکی پشت پناہ میری تھی ادھو کچھ لکھتا ہے اسرار عالم غیب
 اسما و آتے اس کے خزانہ دل میں امانت رکھا ہوتا آسمان کو ادھر ہرگز اطلاع نہ تھی ادھو سامن ناہیشتہ اسکی اطلاع سے
 محروم تھا انہوں کی ایسے برسانے کے سیر سہا یہ اٹھایا اور گوشہ کا شاد دنیا میں مجھے بے رفیق بولس محروم ہو گیا اب میری
 زندگی بدتر از مرگ ہے گو میں دینو لا مبتلائے بلا سے غم مہم ہوں پر اسکی زندگانی تک مطلق کسی جہا کا ٹڈر تھا بلکہ یقین
 جانتا تھا کہ اسکی رصوبہ اندیش ایک نہیں شکل کشا میری ہوگی و جس نہا کہ اب سکا مرگ کوئی چارہ باقی نہ رہا یہ کہا اور نہ
 اور یہ شعر گویا کہ پڑھا بیت خاک میں اس کے ملائیکہ کو گر شین تھا و مر گیا وہ اتنے ساکن آسمان ہو جائے گا و بوزید نے
 کہا کہ ای و دنیا پر ہے کلید الہی ہی تھا لیکن مانہ غالی نہیں رہتا ہے بیت غم خود گزین جہنم شاخ گلے شہر مردہ پر کوئی نہیں
 بہت جہنم نسل بدلہ دے دسانے کہا درست ہے تیری ذات ہی تندر کہ ہر مطلق اور دفع ہر ضرر کا رکھتی ہے اور آج سے تو جو جائے
 کلید برادیر ہے اور ہاتھ لاکھتہ عافیتا تجھے باندھوں آخر دونوں عہد پیلان برادری عکاس دنا کہا کہ ای و ز جہنم تک
 میں قید ہوں تو اتنی تکلیف کر کشا نہ زود دولت شہابی پر حاضر ہا کہ اور بیکر باب میں جو گفتگو ہو ادھو آگاہی جھکدیا مار کو نہیں
 دمنہ کے کہنے کے موافق علی کیا دوسرے دن اور شہر لئی اور چربی اور پریشانی خبر کی دیکھ کہ مضطر ہوئی اور دل میں کہا کہ اگر
 غمناک یا وہ کرتی ہوں تو شہر بریم ہوں اور اگر سستی کرتی ہوں تو دنیا جانا یا اور قضیہ شہابی جو بیکر کشا کہ ای و کام کر یا دنا کے مقدما
 میں مل دلی جیسا کہ ای و کر کرتی اپنی مصلحت تو جیسا شہابی جو بیکر کشا کہ ای و کام کر یا دنا کے مقدما
 تیری بات کہ میرے دیکھتا شہابی غمناک ہے بلکہ میرے جو بیکر کشا کہ ای و کر کرتی اپنی مصلحت تو جیسا شہابی جو بیکر کشا کہ ای و کام کر یا دنا کے مقدما
 فرق نہیں ہے اور غمت اپنی صفت سے جدا کرنا نہیں چاہئے اور دنا صفت پاؤقتہ اٹھایا کہ اسکی اسکی تانک میں جہنم کی شہابی

طعنه لوٹیں نال نہ تمام بٹے جاو دلی کسی آفریدہ کے نام بر زندگی پر قوم نہیں کیا ہوا نقاش موت نے نقش حیات سفہات
 ملکات پر سواۓ زخم کشی کے کھلائے اک آؤ چھہ نہت نہیں فرمایا ہے دھینا کا رخا نہ قدیم بجا رہو جو کا بغیر نہت عدم
 نہیں سیلے اور فراتش قدرت شمع زندگانی کو بے شمول تند باد آفت اجل روشن نہیں کیا ہوا ہے دنا گلستان کیسی کا
 باد و خزاں مرگ سے محفوظ نہ ہو گیا یہ وہ شہرت ہے کہ بسکوی بنا ہو گا اور یہ وہ محنت ہے کہ بار بار دسکا ہر ایک اٹھکا پڑے گا مہم اس
 سوا ہے مہر کے بنایا نہیں ہے اور سزا میں ض کا بھر شکسائی کے لکھا نہیں گیا ہے بیت صبور کی ضرورت کین عدل را
 بخیر صبور علی ہے بنا شدہ اور یہ صبر نہ گیا کا واسطہ تسکین کا کافی ہے یہ وہ درد کہ عین کبھی درمل نہ ہوا ہے اور دھلا
 خیال ماضی سے درگزر اور مہم و شہر مولف کے فکر مستقبل کے مہر لایا ہے بیت مہر لایا ہے ہی مہر کیا ہے آگے کے دیکھ لو ہوتا ہے کیا
 دسانے ان باتوں کی بحالہ کین بانی ادھکا اس جہنم میں حق میری طرف ہے کہ لکھ سادوست شفق اندام مہر بان
 کسین ہر حادثہ میں پناہ و سکی طرف لچا ہوتا ہے اور ہر مہم میں نصیحت و سکی پشت پناہ میری تھی ادھو کچھ لکھتا ہے اسرار عالم غیب
 اسما و آتے اس کے خزانہ دل میں امانت رکھا ہوتا آسمان کو ادھر ہرگز اطلاع نہ تھی ادھو سامن ناہیشتہ اسکی اطلاع سے
 محروم تھا انہوں کی ایسے برسانے کے سیر سہا یہ اٹھایا اور گوشہ کا شاد دنیا میں مجھے بے رفیق بولس محروم ہو گیا اب میری
 زندگی بدتر از مرگ ہے گو میں دینو لا مبتلائے بلا سے غم مہم ہوں پر اسکی زندگانی تک مطلق کسی جہا کا ٹڈر تھا بلکہ یقین
 جانتا تھا کہ اسکی رصوبہ اندیش ایک نہیں شکل کشا میری ہوگی و جس نہا کہ اب سکا مرگ کوئی چارہ باقی نہ رہا یہ کہا اور نہ
 اور یہ شعر گویا کہ پڑھا بیت خاک میں اس کے ملائیکہ کو گر شین تھا و مر گیا وہ اتنے ساکن آسمان ہو جائے گا و بوزید نے
 کہا کہ ای و دنیا پر ہے کلید الہی ہی تھا لیکن مانہ غالی نہیں رہتا ہے بیت غم خود گزین جہنم شاخ گلے شہر مردہ پر کوئی نہیں
 بہت جہنم نسل بدلہ دے دسانے کہا درست ہے تیری ذات ہی تندر کہ ہر مطلق اور دفع ہر ضرر کا رکھتی ہے اور آج سے تو جو جائے
 کلید برادیر ہے اور ہاتھ لاکھتہ عافیتا تجھے باندھوں آخر دونوں عہد پیلان برادری عکاس دنا کہا کہ ای و ز جہنم تک
 میں قید ہوں تو اتنی تکلیف کر کشا نہ زود دولت شہابی پر حاضر ہا کہ اور بیکر باب میں جو گفتگو ہو ادھو آگاہی جھکدیا مار کو نہیں
 دمنہ کے کہنے کے موافق علی کیا دوسرے دن اور شہر لئی اور چربی اور پریشانی خبر کی دیکھ کہ مضطر ہوئی اور دل میں کہا کہ اگر
 غمناک یا وہ کرتی ہوں تو شہر بریم ہوں اور اگر سستی کرتی ہوں تو دنیا جانا یا اور قضیہ شہابی جو بیکر کشا کہ ای و کام کر یا دنا کے مقدما
 میں مل دلی جیسا کہ ای و کر کرتی اپنی مصلحت تو جیسا شہابی جو بیکر کشا کہ ای و کام کر یا دنا کے مقدما

کہا کہ جلد تھانتا مع دنا حاضر ہوں جبکہ حاضر ہو کر قاضی ہو لا کہ عرضہ کا دنا میں تم کیا کہتی ہو کہ میں نے جواب دیا جبکہ
 حاضر ہوں تو قاضی نے دنا سے کہا کہ اگرچہ کئی سو وقت جواب نہیں دینا ہی گوسکا دل تیری گناہ پر گناہ ہر دیر تیرے قتل پر سکا
 اتفاق ہے میں تجھ پر حال میں کیا لطف زندگانی ہے اب تیری اطلاع داریں ہیں کہ اپنی تصویر پر اعتراض کرے اور اس
 عقوبت آخرت سے بچانے کے واسطے دیر میں موت میں بہر نوع دو فائدہ مصومین ایک یہ کہ اس کا وکالت دے ہم سب کی ایمنی
 اور دوسرے یہ کہ تو عذاب دنیا اور فطاعتی سے غلطی پاتا ہے فطرت نے یہ کان گونیکا اندر کوئی جنت ہے دریاں
 اس میں بخلق مستی نہیں دیکھتے اندکس کہ میری خللی از دو حال نیست یہ یاد بھی بہا کہ خلق از جو را جو میر جہند یا کہ اندر کی کو
 خلق کہ خلق روزگار یہ مہر دور زند اور دل خود جادہ نہد گر نکو کار سن میں زندان محنت و درید و رید اندر سے شعلہ
 محنت اور اندر ای دنا اگرچہ گناہ کا اعتراف کر تو وہ فیصلتیں بھی حاصل ہوتی ہیں اور اسکا نیکو عالم میں باقی رہ سکا ایک
 کہ اعتراف اپنی خیانت کا نشان ہے غفلت اور جو اندر دیکھا اور یہ سب شکوئی کی اختیار کرنا ملک بقا کا اور دوسرے یہ کہ شہر
 فصاحت زبان آدمی اور بلاغت سخن گہری نیز مشہور ہو گا کہ ایسی جواب دینا اور عند قبول تقریر کے کہ اندر ناخام عالم میں
 خیانت تک یہ مذکور باقی رہ سکا اور جو این جہ کہ حلیہ میں کہ جرم سکا بیشک تھا اگر میں سکا کہ اور تھا اور ایسی جواب دہی
 کہ یہ کوئی تینا تھا کہ میری مجال کلام باقی رہتی تھی اب بھی بہتر ہے کہ موت کو نیکو نامی کے بدنامی کے زندگانی سے عزیز کر کہ سکا مذکور تھا
 قیامت عالم میں ہم ہر اور قصاص کے باعث عقوبت عقی حیات باقی اور نہ پھر حق ہو اگر کوئی بہت تحقیق کا کل آلودہ
 مقرر قصاص کیا اور سوقت یہ نیکو نامی ہی باقی نہ رہی بلکہ یہ سب کیسے کہ اگرچہ غنہ روز میں ہزار نوع سے زبان عدی اور بند
 پر دانی کی کر ل مصل سلطانی کہ ایک حکیم سیدل تھا کہ چوڑی تھی آخر مطلب کہول ہی لیا اور سوقت یہ لو فائدہ
 تیری ہاتھ سے جاتے رہیں گے بہتر ہی ہے کہ حق ہے اور یہ خود اعتراف کر سیتے مردن کس نیکو فرامی بہتیز
 زندگی بدنامی ایضا نیکو نامی سے ہر روز زندگی سے خیر تر بد زینت بدنامی کے جہ جانی ہی جو محبوب تر ہے کہا کہ قاضی غلط
 گمان پر بغیر دلیل روشن کے حکم کرنا ہم سے بغیر حوائج بعض الظن انہ و اگر کہ میں ہی ہی شہد پر ای و طبیعت میری گناہ
 فوراً کھڑی ہو تو دوسرا فرما لیکن میں اپنے کام میں بہتر ناموں میں کہ ان غیر کو کہہ کر بے نقیہ بننا کہوں اور یہ بات بطریق فتویٰ
 ہو اور نہ بقاعدہ فتویٰ کہ جو دکان کے کہ خون شہر بچھڑت کرتے ہو اور مظاہر ماسکہ میر حق میں جا کر کئی بوس میں جا کر قتل پر سکا
 یعنی ہوں تو کس دلیل سے کہ نزدیک الکات کل موجود ہے عہد خطاب کا خلفہ یا کہ کئی التحککۃ سے جو ان مظاہر کہ
 ہر ایک حق اسکی دانہ پر غیر کی ذات سے زیادہ تر ہو یہ ہر بلا سطح میں بخود اپنے نفس کو جو جرم ظالموں سے قاضی اس بات سے
 و گزرا نہ حق شناسی یہ ہے کہ حاکم فرج لغو نام حق و باطل میں تمیز کرے و در حق لغو و حکم بجائے اعتراض کرے کہ بے

کہ اگرچہ کئی سو وقت جواب نہیں دینا ہی گوسکا دل تیری گناہ پر گناہ ہر دیر تیرے قتل پر سکا

فصاحت زبان آدمی اور بلاغت سخن گہری نیز مشہور ہو گا کہ ایسی جواب دینا اور عند قبول تقریر کے کہ اندر ناخام عالم میں

بے ثبوت تصور حکم می بیند و تو توبه می رسد و شک و احوال تعابیر عرضت ملایم و سوسا و شعیل بنی اهل کونکنا سے ملکہ کو باب
 خوش کے گمان پر دیدہ را کی کوثر و غفلت بند کرا بی بقول گویند نظم حساب لطف جز تو به مزاج عالم بد ہوا ہی برق جفا کیوں بکری
 خرم کو بد ہر ایک سر کہ ہے ظل ہما ز سایہ بد بنا ہی تیغ بلا کیوں ہماری اگر دلو بہ قاضی کی کہ حکم دلتش میں تبا نہ ہر پوری تو قیام حکم
 سے بچل رہتا ہی یوں چاہیے کہ بغیر اس شہادت کے کہ یقین صافی سے راستہ ہو کم ندی اور اگر اس کا خیال نہ کر سکا تو اس و وہ
 پہنچا گا جو اس بازدار کو پہنچا قاضی نے پوچھا کہ فیصلہ کیونکر تھا حکایت بازوار سنانے کہا بیان کرتے ہیں کہ ایک ہر زبان
 تھا پیش اور اس سنانے معروف اور صنفان سے موافق ہوئی اس کی ایک جو روئی جس آفت لگا اور بغیر وقت نہ جہاں با وصف جس میں ہر زبان کی
 عفت اور پار سانی میں ہی پیش بھی نظم دیدہ و فریب نہ کار جہاں بد گشت پس پر وہ عفت نہ لپا آئینہ اور جوشاش و دہ بود ہر جا
 سانیوں و بد لوفہ کا ہوا کسی قدم پر ہی جاکہ پڑے گل جکوتر آئے عباسے بد اور سہ زبان کا ایک علم تھا بہت بیباک اور
 ہا پاک اسکی فتنہ جاضر نہ تھا اور مرغان شکاری کی خدمت اسکے سے تھی ایک دن نظر اوس ملک مردود کی اسپر شری مرغ دل اسکا
 اسکے اہم عشق میں کھنس گیا اس علم نے بہ چند مدیر مصلح عیضہ کی برگردا و سنے قبول کر لیا اور کوئی تبا کیہ گزشتہ بیست ہر و این ام
 مرغ گزشتہ کہ عقار اہل بدارست شہادہ جکودہ معلوم مخرم ہوا غفلت کی پیش کے موفقت جاہا اسکے عیضیں یہاں آفتہ اوجھائے کجاں
 حیرت اوس کی رہا ہوا اسکے بعد و توتہ زید کر کے زبان لمبی میں نصیحت پڑھا تا شرم لیا ایک کہتا تھا کہ سینے سا بان کو کوا بولیس
 تلو دیکھا ہی دیر ہو سکھا ایا میں امض میں کچھ نہیں کہتا ہوا ایک دن زبان مغل شہر کا راستہ کہ کے بفرغت سندسٹا پڑھیا تھا باز
 ہا اور دلو توتہ بطوریکہ نذر گذرانے ان تو لون نے خوش بینی سوزا نہ ملری اور زمرہ پری مرغی کے ادھی دلو کوا کر کرتے تھے
 ہر زبان لمبی سمجھتا تھا اگر تلو الفاظ او خوش لمبی سے ہر تلو احزابی عورت کو دونوں توتہ پڑھنے کا چھی طرح رکھو وہ عورت بچاری
 زبان لمبی سے آگاہ تھی گزشتہ مکتو دو کی طرح ہر پیش کرتی تھی بہت نفس پروردہ تو فرخو شدم سوا زوہد من چونکہ ہم انصم
 خوش سامع و موعود اور تلو مکتو دو تو کی خوش لمبی یہ موعود کی کچھ نہیں کہتا بغیر نہ شہر میں میشتی تھی انصاف ایک گروہ تھا کالج سے رینگے
 گہرا در و ما ز زبان مغل مغل مہمانی اوانکے اسطے توریجی اور ان توتہ کو موعود ہر زبان مغل میں مکتو لیا اور موعود ہی دلو کچھ شہر
 کے جہاں کوا واقف اوس ٹانکے سے پس اہل لفظ کہتے ہی غم جو کر رہی حالت سب جہا لیا م زبان گزشتہ معلوم کیا کہ مہا
 منفض ہو کر اوشا دوا کو زائل ہو گئی کیا سب پر مچھا کہ سب انہرگی کا لیا ہی مرخیا اور ہن جہاں عدا در حیلے کے ہرگز قبول نہ
 نہوے ایک نے نہیں سے کجرات زیادہ رکھتا تھا کہ لکھا کہ ام زبان یہ توتہ جو کہتے ہیں تو نہیں سمجھتا ہی مرنے کے کہا کہ میں مگر وہ یہ
 زبان نہیں سمجھتا ہوں مگر اکی خوش اعلیٰ الیہ دلدادہ ہوں تم مجھے اسکے سنے سیا گلو کرو دینت من نہر مگھ سلیمان را چہ
 شناسم زبان مرا نہرا ہا اور ہن توتہ کلام کے معنی سمجھ رہا تھا گاہ کیا بس تھی تیز ہوا اور نہایت خرم نہ ہر کلمہ کہتے ہی توتہ

میں نے تو توبہ سے
 مکتو دو کو توبہ سے
 مکتو دو کو توبہ سے
 مکتو دو کو توبہ سے

چنین کہ بایضد بلبل شد و محب و دوست فتنه در میان جان و دل کشید و اس تاختنیه که طبع تیر بخشی او که با کسے مادر پرتا
 کوفته و شکا کجی شایه تو خوج ارشاد کرتا من نکر و در درازے نجات پاؤن او قتل و دمانم تاخیر کردن که مقدمه نیکوئی
 جلد شری ضرر و چاہئے مادر شیرنے کہا کہ اسے غرض نہ کہینے جو مجھ پر تھا و کر کے راز اپنا سپر کیا مو اظہار کا شروع و مرثیہ میں
 اور جو چیز کہینے امانت سونپی ہو اسکی مخالفت و صاف و ابابکر م کے ہر مگر آج میں اس شخص ہی اجازت یعنی ہون اس کے
 بعد فصل بیان کو کوئی شیرنے کہا کہ اچھا مادر شیرنے اپنے مکان پر اگر بلبلانگ کو بلویا اور نہایت تکریم کے کہا کہ باوجود خواہ جو کہا
 ساتھ سلوک کرتا ہے اور مروت اور عزت تمہاری منظور نظر رکھتا ہے اسکا اداسے شکر تم پر واجب ہے تا وعدہ کہیں
 شکستہ قصہ کہ زبیدہ منگھڑ سے لطف شاہی روز بروز تیر زیادہ ہو گیا کہ عرض کیا کہ اگر ملکہ نوادش و دشناماں اور حمت خردانہ
 شہر بار درو کار جو جن میں اس کا سر کے ہر پوشیدہ نہیں اب شاد و زکا شکر و اسکا انعام کا کوئی عرصہ سے ادا ہوا و سپاس میں اس کے
 انعام اگر کم اگر نہاد و درجہ میں سے ایک بھی ادا ہو تو میں اپنی سرفرازی کو میں سمجھوں بیٹ نفرض کن کہ جو سوس ہفتہ بان گردم
 کجا ز عہدہ احسان آن شرم زاد و بلکہ اپنی دست بین ہمیشہ میدان ہوا و درسی کو قدم شکر گزار ایسے کہا ہے سینے اور جی کھ
 ملکہ فرمائے اسے ہی جان و دل بجالاؤن بیٹ بیاد نہاد و چورمان + آنی کر تو نام گردان + اور عیال نقل ہی و وفا کا انعام
 اکیلا با تمام مادر شیرنے کہا کہ بادشاہ نے اہل اخیال دل تجھے کہا تھا اور تیرے وعدہ کیا تھا کہ تیرے کے انتقام لینے میں غرض نہایت
 مقدور کوتاہی نہ کرونگا اب اس وعدہ کو وفا کیا جا ہو مصلح یہ ہے کہ شیر کی خدمت میں جیسے حال اور جو کچھ کیا اور دستا
 سنایا و دیکھا ہے شروعا بیان کرنا ملی ائمہ تیرا اس پنجے ربانی پائے اور وہ عمارت ما بائے ہیں تو تیرے بہ کردہ مفلسی
 زبان اور سی آچو کچھ مٹھیر کے ربانی بانی اس تقریر پر کوئی اس کے غم سے پھر امین فرمے گا کہ ایک دیکھ قتل کرونگا اور
 اندک فرصت میں انسانہا کر میں بلبل و فضلہ کو ذائقہ ملاوت دیکھا ایسا خصوصاً جنہوں نے اس کو قتل و قید میں سی کی ہر اقلہ ہر اکر و
 فریبی میں ایسا پلنگے کہا کہ ای ملک اس راز کے چہا نے سے غرض یہ تیری کہنا بادشاہ کو دیکھ اس عذر کے پہلے کہ پہلے پہلے کو تیرے
 کہ اگر تیرا اس امر کی مجھے ہوا و بادشاہ کو شہید سے حد پڑے تو فریب میں ملند میں بہت قریب مت سمجھتا تھا کہ کبوت اس کو
 پہنچی ہو تو کوئی و قید میں فرو گذاشت نہ کرونگا اور اگر تیرا سر سر ہوئے تو قدر انا شہید کو بلبل کہ جو کچھ حق نہا و سکا سیری گردن پر
 ہر دین میں ایک بھی اذہن نہ کر سکتا ہوں بلکہ ای جگہ کب دیران کرونگا اس کے بعد بلبل ہر ہر کے دبا فلہ میں آیا و باہر اکیلا در نہا بلبل
 اور دیکھا ہوتا بطریق گواہی تسمیہ میں کیا اور درندہ و دوسرا کہ سیر جیسے زمان میں کھنگو ونا و کیلی کی سی ہی بطریق نہاد اس کی گویا
 خیر نہ ہو چکا پہلے تو کہ کوئی دم نہ کیا بلکہ کہا کہ گواہی ایک شخص کی حدیث پر قبول نہیں لیکن بیکار نہ لے گواہی ہی اور دوسرا کہ تیرا گویا
 اسکا راز و عہدہ اللہ ما خود اور خلاف ہو کہ کھنگو ونا و دشمن تھیں ہا فائدہ اہم طلبہ کہ ہم مو تا شیرنے و نوئی اواسے نہاد کی

مادر شیرنے کا یہ قصہ کہ بلبل کی خدمت میں اس کا حال بیان کیا اور وہ اس کا انتقام لینے میں غرض نہایت
 فرمایا کہ اگر تیرا اس امر کی مجھے ہوا و بادشاہ کو شہید سے حد پڑے تو فریب میں ملند میں بہت قریب مت سمجھتا تھا کہ کبوت اس کو
 پہنچی ہو تو کوئی و قید میں فرو گذاشت نہ کرونگا اور اگر تیرا سر سر ہوئے تو قدر انا شہید کو بلبل کہ جو کچھ حق نہا و سکا سیری گردن پر
 ہر دین میں ایک بھی اذہن نہ کر سکتا ہوں بلکہ ای جگہ کب دیران کرونگا اس کے بعد بلبل ہر ہر کے دبا فلہ میں آیا و باہر اکیلا در نہا بلبل
 اور دیکھا ہوتا بطریق گواہی تسمیہ میں کیا اور درندہ و دوسرا کہ سیر جیسے زمان میں کھنگو ونا و کیلی کی سی ہی بطریق نہاد اس کی گویا
 خیر نہ ہو چکا پہلے تو کہ کوئی دم نہ کیا بلکہ کہا کہ گواہی ایک شخص کی حدیث پر قبول نہیں لیکن بیکار نہ لے گواہی ہی اور دوسرا کہ تیرا گویا
 اسکا راز و عہدہ اللہ ما خود اور خلاف ہو کہ کھنگو ونا و دشمن تھیں ہا فائدہ اہم طلبہ کہ ہم مو تا شیرنے و نوئی اواسے نہاد کی

کام ہمارا علیہ مستہبا سے اضطراب کو پہنچاؤ کہ جمال التعلیض اور ملاحظہ عاقبت اندیشی فی نہیں ہے اور ہر گونہ سنجی کہا
 ہے سیت گرسر برلاہیر لود بد زانکار غرض خوش میر لود بد مطوقہ سمجھ کر لکھا کہ اندام البصوت میں گرفتار نہونگے اور میری رسن
 ملاست انہیں جاہ جہالت سے نکال سکینگے بلکہ گلاب کتا رکھیا جائیے اسکے بعد مقتضائے قضائے تھا صاف کیا کہ ایوان خلیفین گذرا
 کہ ایک عمر وہوں تیری رفاقت میں بسر کی ہے اسوقت انہیں تنہا چھوڑنا اس خاطر میں مروت و مودہ ہی آخر بخیر نصرت فرماؤ بھی
 باز حکمران کے ساتھ اس میں لا اہنوز دانہ اوٹھایا تھا کہ حیا دے دام پہنچا اور گستاخ ہو گئے مطوقہ نے فریاد کیا کہ میں کتنا
 تنہا تعین السیر موقع میں شرکت شیطان غلامی نہیں ہوتی ہے کوئی تر مندہ اور غلاموں ہو اور صیاد شادی کٹان دوتا کر و مال
 اکھا کر سکیا جاؤ دیکھتے ہی صیاد کے شہ پر لگے مطوقہ نے کہا لا جہا اپنی کوشش کر سیر ہنہ پہر ہے کہ سنا تعلق السیر
 کرو کہ سکی رہا ہی ہوا تم التفیق کو کہے جا ہم ایک ہی حاجت کرونا بلکہ قوت ہمت سے دھڑکتے سب کی غصی کی کل آئے آخر
 سبے جست کی اور دام کو کھڑا اور سبے پروان کی اور ایک باب کو مع دام چلے نزع نے اپنے دھن کہا کہ اگر مدت مدید سالان
 چرخ لڑ گیا تو بھی ایسا ساتھ عجیب روی کا نہ دیکھا جا ہو کہ یہ کہاں جاتے ہیں اور کیا کرتے ہیں نزع ان کے پیچھے اڑا اور
 صیاد نے ہی دور تک تعاقب کیا آخر تھک کر گیا اور زانچہ نظر اسکے کہ مقصہ عجیبانہ دے سے خالی نہیں ہے پیچھے کیڑوں کے
 جانا تھا قطعہ عاقل آنت کو در تجربہ لفع و ضررہ از حریفان گرسہرہ خورہ زار بد ہر چند کافر و نفع رسد نہ دے و انکار دے
 ضرر ہی فہم کند بگنار وید اور حدیث شریف و السلام علیہ من فیہ اعطی الخیر کا کچھ دیکھ مطوقہ سے کہا کہ اب کیا کریں اس نے کہا کہ اگر
 امداد یا رفا دار اس مسئلے کی نجات نہ ملیگی سو وہ ایک خوش ہے نیرک نام میری یار و نہیں ہے کہ اگر بسن روفا دار ہی ہو اسکو سوال کرو
 کوئی مدد گاری اس مسئلے میں نہ کرے گا اب کیا پاس چلے القصص میں پرانے میں کہ اسکا مسکن تھا پیچھے مطوقہ نے وار دی زیر مطوقہ
 کی آواز پہنچا کہ بار بار جگہ مطوقہ کو کہتا بلکہ دازار رو یا اور کہا کہ یار وفا دار یہ کیا حال ہے اور تجسا دانا کیو نہر مستلا ایسے دام
 بلا کا ہوا مطوقہ نے جواب دیا کہ ای موسیٰ بنج و طاعا لم یلع خیر نہ را و قسم نفع و ضرر دہستہ احکام قضا و تدبیر میں اور کچھ کہ منشی
 ارادت کے دیوانہ زار وجود میں قلم شیبہ صفحہ احوال مخلوق بلکہ ہے لایہدی کہ عرصہ کن فاسمین جلاوہ میں ہے اسے اور حاضر زار
 اجتناب کیا فائدہ نہ پہنچاؤ سیت قلم لکھی ہی نہ سیرت سب بہ اگر تو خوش نشینی تھا جو غم دارو ہے ای دیکھ تجھ قصا
 رانی اور تقدیر بیروانی نے اس مطہر ملک میں لا اور مجھے اور میرے یار کو دازار دام میں گیا نہ خیر میں نہیں منع کرتا تھا مگر اوچھوڑا تھا
 درست تقدیر نے پردہ غفلت کو دیدہ بصیرت پر ڈالا اور میں ہی ان سب کے ساتھ گرفتار ملا ہوا خوش کہا کہ یہ بہت تعجب کی جگہ ہے
 کہ تجسا دانا گرفتار ہو جاؤ اور محافظت نہ کر کے مطوقہ نے کہا کہ ای یار و زور کردہ لوگ جو مجھ پر وارد ہوتے تو شکوت فہم فرماست
 میں بالاترین ہی تقدیر الیٰ اللہ تعالیٰ لم نیلی سے بچا کر جو مروج نہیں سکتی تھیں جبکہ ہم نفاذ احکم سلسلہ ارادت کو

اور میری رسن ملاست انہیں جاہ جہالت سے نکال سکینگے بلکہ گلاب کتا رکھیا جائیے اسکے بعد مقتضائے قضائے تھا صاف کیا کہ ایوان خلیفین گذرا کہ ایک عمر وہوں تیری رفاقت میں بسر کی ہے اسوقت انہیں تنہا چھوڑنا اس خاطر میں مروت و مودہ ہی آخر بخیر نصرت فرماؤ بھی باز حکمران کے ساتھ اس میں لا اہنوز دانہ اوٹھایا تھا کہ حیا دے دام پہنچا اور گستاخ ہو گئے مطوقہ نے فریاد کیا کہ میں کتنا تنہا تعین السیر موقع میں شرکت شیطان غلامی نہیں ہوتی ہے کوئی تر مندہ اور غلاموں ہو اور صیاد شادی کٹان دوتا کر و مال اکھا کر سکیا جاؤ دیکھتے ہی صیاد کے شہ پر لگے مطوقہ نے کہا لا جہا اپنی کوشش کر سیر ہنہ پہر ہے کہ سنا تعلق السیر کرو کہ سکی رہا ہی ہوا تم التفیق کو کہے جا ہم ایک ہی حاجت کرونا بلکہ قوت ہمت سے دھڑکتے سب کی غصی کی کل آئے آخر سبے جست کی اور دام کو کھڑا اور سبے پروان کی اور ایک باب کو مع دام چلے نزع نے اپنے دھن کہا کہ اگر مدت مدید سالان چرخ لڑ گیا تو بھی ایسا ساتھ عجیب روی کا نہ دیکھا جا ہو کہ یہ کہاں جاتے ہیں اور کیا کرتے ہیں نزع ان کے پیچھے اڑا اور صیاد نے ہی دور تک تعاقب کیا آخر تھک کر گیا اور زانچہ نظر اسکے کہ مقصہ عجیبانہ دے سے خالی نہیں ہے پیچھے کیڑوں کے جانا تھا قطعہ عاقل آنت کو در تجربہ لفع و ضررہ از حریفان گرسہرہ خورہ زار بد ہر چند کافر و نفع رسد نہ دے و انکار دے ضرر ہی فہم کند بگنار وید اور حدیث شریف و السلام علیہ من فیہ اعطی الخیر کا کچھ دیکھ مطوقہ سے کہا کہ اب کیا کریں اس نے کہا کہ اگر امداد یا رفا دار اس مسئلے کی نجات نہ ملیگی سو وہ ایک خوش ہے نیرک نام میری یار و نہیں ہے کہ اگر بسن روفا دار ہی ہو اسکو سوال کرو کوئی مدد گاری اس مسئلے میں نہ کرے گا اب کیا پاس چلے القصص میں پرانے میں کہ اسکا مسکن تھا پیچھے مطوقہ نے وار دی زیر مطوقہ کی آواز پہنچا کہ بار بار جگہ مطوقہ کو کہتا بلکہ دازار رو یا اور کہا کہ یار وفا دار یہ کیا حال ہے اور تجسا دانا کیو نہر مستلا ایسے دام بلا کا ہوا مطوقہ نے جواب دیا کہ ای موسیٰ بنج و طاعا لم یلع خیر نہ را و قسم نفع و ضرر دہستہ احکام قضا و تدبیر میں اور کچھ کہ منشی ارادت کے دیوانہ زار وجود میں قلم شیبہ صفحہ احوال مخلوق بلکہ ہے لایہدی کہ عرصہ کن فاسمین جلاوہ میں ہے اسے اور حاضر زار اجتناب کیا فائدہ نہ پہنچاؤ سیت قلم لکھی ہی نہ سیرت سب بہ اگر تو خوش نشینی تھا جو غم دارو ہے ای دیکھ تجھ قصا رانی اور تقدیر بیروانی نے اس مطہر ملک میں لا اور مجھے اور میرے یار کو دازار دام میں گیا نہ خیر میں نہیں منع کرتا تھا مگر اوچھوڑا تھا درست تقدیر نے پردہ غفلت کو دیدہ بصیرت پر ڈالا اور میں ہی ان سب کے ساتھ گرفتار ملا ہوا خوش کہا کہ یہ بہت تعجب کی جگہ ہے کہ تجسا دانا گرفتار ہو جاؤ اور محافظت نہ کر کے مطوقہ نے کہا کہ ای یار و زور کردہ لوگ جو مجھ پر وارد ہوتے تو شکوت فہم فرماست میں بالاترین ہی تقدیر الیٰ اللہ تعالیٰ لم نیلی سے بچا کر جو مروج نہیں سکتی تھیں جبکہ ہم نفاذ احکم سلسلہ ارادت کو

معاذکر کے کمال مشتاق موشکی کو کتنی کاہلو اسکے بعد ویرا خ کے پاس جا کر اوردی موش نے پوچھا کہ لوگوں میں زناغ
نے کہا کہ میں زناغ ہوں اور کار ضروری تجھے کہتا ہوں نیرک لکسم باجی اور جہان ندی تھا گفتگو دشمن قومی مسکر تھیرن سنا
ہوا اور کہا کہ مجھے تجھ سے کیا نسبت ہو اور تجھے مجھ سے کون ہنسیت ہے زناغ نے صورت حال کو برتر زنی جہاں بدہ کی بنی اور وفا
اور احسان اٹھا جو دیکھا تھا بیان کیا کہ انتہا مروت فوت تیری دیکھ کر معلوم ہوا کہ تیرا نثر دوسری اور تیرا محبت مشکل
وقت کا رآمدنی ہو اسلئے میری ہمت کلی مصروف اس بات پر ہے کہ باقی عمر تیری رفاقت میں بسر کروں موش نے کہا کہ راہ
مصاحبت میری ادنی تیری مسدود اور طریق مواصلت انزل سے ممنوع ہو بیت بیار تو سوجھ زبان طین نغم
کہ بعد از مشرقین آمد میان مادرین سودا اس خیال سے درگذاور جو چیز کہ تھانا اسکا کسی جہ سے نہ ہو سکتا ہو طلب
ایسا ہے کہ کشتی کو خشکی میں چلانا اور گھوڑا بیکو دریا میں دوڑانا جو شخص کہ سمجھو محال کی کرتا ہے اپنے اوپر عالم کو سہوتا ہے۔
بیت این نام تبرہ صد شکار و گریکن + کان صید کہ دیدی بکن تو نیارید + زناغ نے کہا کہ لے نیرک بحر زبان پر لاکر
اریاب کر مل جتنا کج کو محرم نہیں کرتے ہیں اور میں جو لوٹ زمانہ سے پناہ اس شانہ پر لانا ہوں موافق اس بیت حافظ
قدس سرکہ بیت جز آستان توام در جہان پناہ ہے نیست + سر را بجز این در جوا لگا ہے نیست + اور میں اسے عہد کر چکا ہوں کہ
باقی عمر تیری رفاقت میں بسر کروں اور اگر نذر اس تھا تو میری آزمائش کر لگا تو ہی نیت قدم در ہنگام بیت کر شیشیا عینہی صا
ور تبرہ لایف علامی می پذیری بندہ ام + نیرک نے کہا کہ زناغ جیلہ چوڑا اور فریبہ تاجہ اور کھلا کمن طبیعت تیری ہی نوع کی
خوب جانتا ہوں اور تو میرے ہمسن نہیں ہے کیا نہیں کھنڈالنے عصر عمر روح ورا صحبت نا جنس غذا نیست الیم + اور میں کس
تجھے ایمن نہیں ہو سکتا ہوں اور جو کوئی غیر جنس مصاحبت کر لگا اُسے وہ پہنچا جو اس لک کے پہنچا زناغ نے پوچھا کہ جگہ
کیز کرے حکایت بیک وری کہا کہتے ہیں کہ ایک بیک درمی داس کو ۷۰۰ زامید اور غافلہ اسکے قہقہہ کا گند سپر میں
پیمیدہ تھا قضا را باز شکاری ہوا پر وڑا جاتا تھا جبکہ باز کی نظر اسکی خوش خرامی پر پڑی اور قہقہہ کا گندیں لایا غتا را دل
اسکی مصاحبت ہوا اور دین کہا پیشل سج کر جو کوئی بے یار ہو بیت بیمار ہر ششخص کی مصاحبت مضی راحت اور بار بار سو
بیت کسے کا در جہان یار و غار وہ دخت شتر سبک غار وہ + یک بیک جو خوش منظر امیرین حرکات ہے ایستہ شخص کی
مصاحبت دلیہ رفیق عجیب کی صحبت سے دل میں نہایت خوش رہیگا اسکے بعد کہ ہر سکی طرف مائل ہوا لک نے جبکہ مار گڈالے دیکھا
جلو گان سنگ میں جا چیا باز سگان کے قریب آیا اور کہا کہ لو لک کیوں چھتا ہے کہ میں ماش تیرا ہوں جب خوش امی تیری کجا
ہزار جاں نیز افرائی ہوں لازم ہے کہ تو مجھے خوف کہہ کر داپنے صحبت سے مجھے سرور فرما کر تیرا محبت کا بہت منفعت کہتا
ہے اور تیرے ہی غم و غار دیتا ہے بیت غلخہ نہ محبت کہ از دیوہ مقصود وہ ہر چیز کے پیش ہر ویش برآمد

[illegible]

لکھنے اور دیکھنے کا جو مہربان کا منگا مجھ پر کیا تو اٹھ اٹھ لے اور ایک کبک ویری پر زمین کہا یا مجھ لے یہ کیا خیال حال ہے
 اگر آتش ہم آہستہ ہوں اور سایہ آفتاب ہم چمکتے ہوں یہی محبت میری اور تیری نہیں ہو سکتی ہے صریح نہیں مگر مگر
 کہ بجائی نمی سدا باز نہ جواب یلکالغیر اپنے زمین سمجھ کر مجھ پر مانی کے ہو اگر خیال بد نہ بناتو اس لطف سے کیوں تیری طاقت
 میں مبالغہ کرنا تیری شکل میں نقصان کہ میں اور کبک کا شکار نہیں کر سکتا ہوں اور نہ متناہین سے فتنہ ہے کہ اپنے طمع
 کے شکار سے عاجز ہوں پس یہ کیا تھی کہ میں غاکرنا مگر تیری مونسیت و ہمیشہ تیری سلسلہ جہان ہوئی کہ اتنا اصرار کرتا
 ہوں اور میری صحبت سے تجھ کو فائدہ بہت مقصود میں پہلے یہ کہ تیرے اپنا سے جس وقت کہیں گے کہ بازا نہیں پایا بلکہ
 یوں سے پریش کرنا جو تو دست لختی تھے سے کوئی نہ کہیں بلکہ دیدہ و مست و کھین گئے دوسرے یہ کہ تجھ اپنے آشنا نہ میں لیا ونگا
 کہ اس بلندی پر بیٹھنے کے ناشاکوہ و صحرا کا بقعہ نظر دیکھتا رہیگا اور اپنے اپنا و جسر کا محو ہوگا تیرے سے یہ کہ جسکو اپنے مقوم
 میں پسند کیگا اور سکون ترا جفت کرونگا کفر لغت نامہ عشرت لکھا کہ از زمانہ جفا و از سپہر لالہ امید اصل مجامع اور
 الامال ہد کبک کہا کہ تو بزدل و کمزور ہے اور میں ان سے تیری رعیت ہوں اور میری ہمتاں تصور نگاہ سے
 خالی نہیں ہوتے میں ممکن ہے کہ کوئی قصود ظلم مزاج عالی مجھ سے صادر ہو اور اسکی عوض میں سب سے غضب سے
 تو مواخذہ کرے پھر بجز ہلاکت اور چارہ نہوگا اس سے یہی بہتر ہے کہ گوشتہ قناعت میں زندگانی بسر کردن اور اپنے حق
 سے زیادہ طمع کروں **بیت** میں قابل نظارہ خورشید کہاں ہوں بد سایہ کی طرح لہس لہس دیوار نہان ہوں بد
 باز نہ کہہ کہ لے ہرادر نہیں جانتا تو کہ دیدہ و محبت عیب بینی میں کور ہوتا ہے اور حمل کہ دوست سے سرزد ہوتا ہے
 زیبا دکھائی دیتا ہے چنانچہ یہ شعر شوق کا تعین کا نظم خان خان زاد سے کا مناسب اس مضمون کے ہے
بیت پاک طینت مکہ عیوب جیران مہنی بد استر کے گلہ کہم نہاد نرگان مہنی بد کبک ہر خدو جواب دیتا تھا مگر بار
 ردو جواب میں غالب رہنا تھا آخر کا کبک نہا چارہ اور بعد عہد و پیمان کے شکاف سے باہر آیا باز نہ کمال
 گلے لگا یا اور عہد محبت ایمان و تقسام سے مضبوط کیا باز چنے میں اوٹھا کے اپنے آشنا نہ میں لے گیا جب کہ وہ
 چاردن گذرے کبک کے دل سے خوف کم ہوا پھر ہر کلام میں گستاخی باز نہ کرنا شروع کیا اور نیکے سوال و
 جواب میں کرنے لگا باز ہمت عالی کے سبب شنیدہ کو ناغینہ سمجھے و گذر کر تا تھا مگر سر روزہ دل میں خوشی
 جگہ پکڑتی جاتی تھی لیکن طبیعت باز کی مست تھی اسلئے ٹھکرا کے واسطے آشنا نہ سے جنبش نہ کی تھی
 جبکہ شب ہوئی اور آتش اشتہا شعل ہوئی اور وہ کینہ جو سینہ باز میں کبک کی طرف سے جمع
 ہوا تھا اسوقت اس رنج میں یاد آیا ہر چند عہد و پیمان کو یاد کرتا تھا اور دل کو روکتا تھا

لکھنے اور دیکھنے کا جو مہربان کا منگا مجھ پر کیا تو اٹھ اٹھ لے اور ایک کبک ویری پر زمین کہا یا مجھ لے یہ کیا خیال حال ہے
 اگر آتش ہم آہستہ ہوں اور سایہ آفتاب ہم چمکتے ہوں یہی محبت میری اور تیری نہیں ہو سکتی ہے صریح نہیں مگر مگر
 کہ بجائی نمی سدا باز نہ جواب یلکالغیر اپنے زمین سمجھ کر مجھ پر مانی کے ہو اگر خیال بد نہ بناتو اس لطف سے کیوں تیری طاقت
 میں مبالغہ کرنا تیری شکل میں نقصان کہ میں اور کبک کا شکار نہیں کر سکتا ہوں اور نہ متناہین سے فتنہ ہے کہ اپنے طمع
 کے شکار سے عاجز ہوں پس یہ کیا تھی کہ میں غاکرنا مگر تیری مونسیت و ہمیشہ تیری سلسلہ جہان ہوئی کہ اتنا اصرار کرتا
 ہوں اور میری صحبت سے تجھ کو فائدہ بہت مقصود میں پہلے یہ کہ تیرے اپنا سے جس وقت کہیں گے کہ بازا نہیں پایا بلکہ
 یوں سے پریش کرنا جو تو دست لختی تھے سے کوئی نہ کہیں بلکہ دیدہ و مست و کھین گئے دوسرے یہ کہ تجھ اپنے آشنا نہ میں لیا ونگا
 کہ اس بلندی پر بیٹھنے کے ناشاکوہ و صحرا کا بقعہ نظر دیکھتا رہیگا اور اپنے اپنا و جسر کا محو ہوگا تیرے سے یہ کہ جسکو اپنے مقوم
 میں پسند کیگا اور سکون ترا جفت کرونگا کفر لغت نامہ عشرت لکھا کہ از زمانہ جفا و از سپہر لالہ امید اصل مجامع اور
 الامال ہد کبک کہا کہ تو بزدل و کمزور ہے اور میں ان سے تیری رعیت ہوں اور میری ہمتاں تصور نگاہ سے
 خالی نہیں ہوتے میں ممکن ہے کہ کوئی قصود ظلم مزاج عالی مجھ سے صادر ہو اور اسکی عوض میں سب سے غضب سے
 تو مواخذہ کرے پھر بجز ہلاکت اور چارہ نہوگا اس سے یہی بہتر ہے کہ گوشتہ قناعت میں زندگانی بسر کردن اور اپنے حق
 سے زیادہ طمع کروں **بیت** میں قابل نظارہ خورشید کہاں ہوں بد سایہ کی طرح لہس لہس دیوار نہان ہوں بد
 باز نہ کہہ کہ لے ہرادر نہیں جانتا تو کہ دیدہ و محبت عیب بینی میں کور ہوتا ہے اور حمل کہ دوست سے سرزد ہوتا ہے
 زیبا دکھائی دیتا ہے چنانچہ یہ شعر شوق کا تعین کا نظم خان خان زاد سے کا مناسب اس مضمون کے ہے
بیت پاک طینت مکہ عیوب جیران مہنی بد استر کے گلہ کہم نہاد نرگان مہنی بد کبک ہر خدو جواب دیتا تھا مگر بار
 ردو جواب میں غالب رہنا تھا آخر کا کبک نہا چارہ اور بعد عہد و پیمان کے شکاف سے باہر آیا باز نہ کمال

مگر کبک کی بے ادبیوں نے اس ملوک رکھا تھا اور وہ ہندوستانی کے واسطے لوٹے بہاؤ بھی بہت ہو جاتا ہے لہذا سخت
 آشفستہ ہوا اور کبک کا غضب بان کے چہرہ پر شاہدہ کے سمجھا کہ اب ہلاکت کا سامنا ہے اور وقت آہ سرد دل
 پر دروسے بھر لایا اور کہا بیٹے جو عاشق میشد گفتم کہ بروم کو ہر مقصود نہ دستم کہ میں دریا پر موج بیکران دروہ
 افسوس کہ اہل سینے نظر بایان کا پرہیز اور غیر جنس قوی باز کے ساتھ دوستی کی اور پند بزرگوں کی دل سے جھلائی گھمبٹ
 و جنس کی بلا عظیم ہے ہر آئینہ کن کشتی عمر کی گرداب ہلاکت میں ٹپی کہ ملاح مکار سنگی تدبیر سے عاجز ہے اور تیر
 میری حیات کا اس طرح ٹوٹا ہے کہ کوئی صنایع اسکو جوڑ نہیں سکتا ہے باوجود یہ اندیشہ کرتا تھا اور عباتا تھا کہ تو نزدیک
 آپہنچی ہے اودا دربار نے پیچہ از نو قبول رکھا تھا اور نشان خوشخوار کو زیر ہتھ سے باڑہ دے رکھی تھی اور اونسے
 بہانے کا نظارہ تھا جبکہ کبک اپھرد کے سوا اور با مکران تھا اور با زہی کوئی حیلے کے بغیر قصد سکا نہ کرتا تھا تو فرما نے
 بتیاب ہو کر کہا کہ کبک یہ بات رو ہے کہ میں وہو میں بیچوں اور نوسا میں کبک نے کہا کہ ایڑیاں جا لے بیٹے
 آفتاب کہاں اور وہو اور سا یہ کیا باز نے کہا کہ لے بے ادب مگر تو مجھے جہاں جانتا ہے اور میری باکور دکر لائی
 اب لایا یہ ہے کہ تجھ پر نرا دون یہ کہا اور بیچے میں پلڑے کے کھانا شروع کیا یہاں اسو طرح وادی ہے کہ جو کوئی غیر جنس
 سے انس کر لیا کبک درسی کی مانند جان شیریں کہہ سیکتا اس طرح میں بھی تیرا طعمہ ہوں اور کسی طرح تجھے سیر میں نہیں
 ہو سکتا ہوں اور وہاں ہست مجھیں مجھیں محال ہوا غ نے کہا کہ ایڑیاں کھل کیطون رجوع کر کے مجھے تیری ایند میں کیا فائدہ
 و تیرے کے کیا ہے کیا جا ملے بلکہ بقا میں بہت سے فائدہ تصور میں یہ موت سے دور ہے کہ میں صرف تیری دوستی
 کی امید پر نہ دور دراز ملے کر کے یا ہوں اور تو مجھے مجھے بھیر کے دست میں سے پر راتا ہے اور اس کی بیٹ اور
 پاکیزہ فصلتی کے ساتھ کہ تو رکھنا ہے ہر احوال غرت ضایع کرتا ہے اور غریب تیری شانی میا امید بھیرا جاتا ہے اور جو کلام
 اخلاق کو تجھے مشاہدہ کیے میں سینے یقین اس سے یہ ہے کہ ایڑیاں گرم سے تو مجھ پر مطلق نہ جوڑ لیا بلکہ میرے مشام میں
 رایحہ روح پرور کر لیا مونس نے کہا کیسی لطافت نہیں ہے کہ عداوت ذاتی کو ذریعہ کر کے کس واسطے لگا کر عقل و دریا
 عداوت عاشقی کتنی ہی طرہ سے جا بیا لند کہ سبب ماز فہم ہی اسکا کلمہ ہے اور اگر اصل میں باہم دشمنی ہے تو عداوت و فتن
 طرے سے اسکا اثر نمایاں ہوا اور باوجود اس عداوت قدیمی کے سبب بدیہی لاحق ہوئے ہوں اور ایک تحریر کی و لا
 یہی ہر دم ساتھ لگا ہوا ہے شہاد وغیرہ جبکہ اتنے مخالف جمع ہوں پھر ملاؤ اسکا دائرہ مکان باہر ہے اور حکما نے کہا ہی
 کہ دشمنی ذاتی دونوں پر ہے ایک کہ کبھی اس ضرر پہنچا ہے اور کبھی اس سے مٹاؤی ہوا ہے جیسا کہ دشمنی ذاتی شریعت و باہمی کی کہ
 کبھی ملا ہے عداوت میں ہوتی ہے اور کبھی اس نظر ہوتی ہے کہ کبھی بدیہی ہوتا ہے عداوت اور عداوت میں ہی رکھتی ہے کہ دونوں کو

۱۔ اس کا حال
 ۲۔ چونکہ اس کا حال
 ۳۔ اس کا حال
 ۴۔ اس کا حال
 ۵۔ اس کا حال
 ۶۔ اس کا حال
 ۷۔ اس کا حال
 ۸۔ اس کا حال
 ۹۔ اس کا حال
 ۱۰۔ اس کا حال
 ۱۱۔ اس کا حال
 ۱۲۔ اس کا حال
 ۱۳۔ اس کا حال
 ۱۴۔ اس کا حال
 ۱۵۔ اس کا حال
 ۱۶۔ اس کا حال
 ۱۷۔ اس کا حال
 ۱۸۔ اس کا حال
 ۱۹۔ اس کا حال
 ۲۰۔ اس کا حال
 ۲۱۔ اس کا حال
 ۲۲۔ اس کا حال
 ۲۳۔ اس کا حال
 ۲۴۔ اس کا حال
 ۲۵۔ اس کا حال
 ۲۶۔ اس کا حال
 ۲۷۔ اس کا حال
 ۲۸۔ اس کا حال
 ۲۹۔ اس کا حال
 ۳۰۔ اس کا حال
 ۳۱۔ اس کا حال
 ۳۲۔ اس کا حال
 ۳۳۔ اس کا حال
 ۳۴۔ اس کا حال
 ۳۵۔ اس کا حال
 ۳۶۔ اس کا حال
 ۳۷۔ اس کا حال
 ۳۸۔ اس کا حال
 ۳۹۔ اس کا حال
 ۴۰۔ اس کا حال
 ۴۱۔ اس کا حال
 ۴۲۔ اس کا حال
 ۴۳۔ اس کا حال
 ۴۴۔ اس کا حال
 ۴۵۔ اس کا حال
 ۴۶۔ اس کا حال
 ۴۷۔ اس کا حال
 ۴۸۔ اس کا حال
 ۴۹۔ اس کا حال
 ۵۰۔ اس کا حال

امید اپنی فحشائی کی ہوتی ہے اور دوسرے کہ ہمیشہ حضرت ایک طرف اور صنعت ایک جانب پر جیسے کہ گربہ اور خوش اور گرگ اور گوسپندین دشمنی دہائی ہے حضرت ایک طرف احمد اور دوسری جانب ہر اور اس عداوت نے یہاں تک استحکام پایا کہ اگر دشمن ٹنگی اھل کو بغیر سے ملتی ہے اور نہ اختلاف زمانے کا اس عقیدہ کی قبول کر سکتا ہے پس جبکہ یہ ثابت ہوا کہ نقصان جان کا ایک طرف ہر چھوٹا ہنر صورت ملاقات کی رد اھو **نظم** آن بھٹکہ کہ روز و شب ہم جو بندہ یا شہد مہر سایہ با ہم بندہ من بالو نشیم و دران حالت نیزہ ارباب خرد کام بریں خندہ زار نے کہا کہ کچھ لڑکے عداوت تیری میرے دشمن نہیں ہے اگر میرے اہل سے جس تیری دشمن ہوئی ہوں کچھ نہیں ہے کہ میرا آئینہ دل تیرے عبا نہاقت سے بالکل پاک ہے اور مثل شہد ہے **مِنْ الْقَلْبِ اِلَى الْقَلْبِ رُوْنَةً** یعنی دل سے دلی طرف ایک سوراخ جو ہر غالب ہے کہ تیرا دل میری خلوس محبت پر آپ گاہی دشمن نے کہا کہ بالآخر حد سے زیادہ کہتا ہے اور تکلیف دہی کی خواہی خواہی دیتا ہے لیکن اندیشہ کرتا ہوں کہ اندک سبب یہ رشتہ محبت کا ٹوٹ جائیگا اور وہی عداوت اصل ہلو کر بیگانی اور نہ اپنی مادت جلی پر کل کر یگا جیسا کہ بانی ہر چند ایک جگہ پر بند ہوا اور رنگ بوا و ذوالقیبہ بدل گیا ہوا مگر خاصیت اصلی باقی رہی گئی جب آگ پر ڈالیں گے تو ٹیجا دیکھا جائے گا حکما کا انفاق ہر کہ دشمن کے کلام پر کسی ذلیفہ نہ لگے ہر ارعہ و بیان کرے ہر ہر ارعہ و بیان کرنا نہ چاہئے اور جو کوئی تر بات دشمن پر عمل کر یگا اور وہ بھی بگاڑ اس شتر سوار کو پیش کیا زار نے کہا کہ یہ قطعہ کیونکر تھا **حکایت شتر سوار** کہ کہتے ہیں کہ ایک شتر سوار نساے سفر میں ایک مقام پہنچا کہ اس کے کاروانیوں نے کچ کے وقت آگ لگا دی تھی از بس کہ بدستور ان ہتی خوش خاشاک اس جگہ کی جلاتے جلاتے گوشہ صحر میں جا گئی اور دور دور اس صحرا میں پھیل گئی لالہ زار کے مانند تابان ہتی اتفاقاً مار کلاں اس آگ میں گھر گیا کسی طرف رستہ نہا تھا اور گرمی سے قریب تھا کہ ہلاک ہو جائے ناگاہ شتر سوار کو دیکھا فریاد کی کہ در ماندہ اور بیچارہ ہوں اگر مرحمت کرے اور مجھ اس بلا سے بچائے تو بموجب آیر کریمہ **اِنَّ اللہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِ** خالی ناکر نہ ہو گا شتر سوار خدا ترس اور رحیم مزاج تھا جب کہ زاری اور بیچارگی سانپ کی سنی اپنے دل میں کہا کہ اگرچہ مار دشمن انسان ہے مگر اس دم در ماندہ و حیران ہے اب بہتر یہ ہے کہ اس پر رحم کروں اس کے بعد تو بڑے کو نیزے پر رکھ کے سانپ کے نزدیک کیا سانپ جلدی سے اس تو بڑے میں در آیا سوار نے نیزہ کھینچ کر تو بڑہ اپنے نزدیک کیا اور نہ تو بڑے کا کھول کے سانپ سے کہا کہ آگ سے نونے نجات پائی اب جس طرف چاہے جا اور شکر اس کا یہ ہے کہ ہر مرد آدمی آزادی نہ کرنا لاکھ جنس نے تجھ پر احسان کیا ہے **ہمیت** ترس از خدا و میا زاکس + رہ رستگاری ہمیں ست و پس +

دل سے
دیکھیں
دل سے
دین کی
دیکھیں
از سوا ہر ہر
عداوت ہے
نہ ہر ہر
فوجی و فوج
شہد ہوا
تعلق ہوا
چراغ اعلیٰ
علا ترش
خدا میں
سوا ہر ہر
دلی کی

ساپ ستن ہن شتر سوار کی لپٹ گیا اوسکا ہاکھ کلام میں جیک تجھ اور تیرے اوند کو نہ کالو ہکانہ جاو تھکا شتر سوار نے کہا میں نے تجھ بلا سے بجات دی ہے اس اعلان کا بد لایہی ہے ساپ نے کہا واقعی ٹوٹنے نیکی کی مگر غیر عمل میں ایسی ہوتی اور شفقت کی تو نے لیکن ساتھ غیر سختی کے صادر ہوئی کیا تو نہ جانتا تھا کہ تین طرح ہوں تو مجھ سے او میں کو نفع غیر ممکن ہے پس جب کہ ایسے سے نیکی کی تو نے کہ سزاوار بد بیکار تھا اب جملہ روکی ہی ہے کہ تجھے اہم ہے کہ نیکی کرنا بدوٹن ایسا ہاکھ جیسا نیکوں سے بدی کرنا قطعہ چٹا لہذا روش عقل و شرع ممنوع ست + بدی بہ نسبت باکان نیکوں کر دن + چیلے دون ضحائی کہ مردم آزار اند + بہ پیچ و جنگ کوئی نیتیلان کر دن + جو کہ مجھ میں تھیں عادت جلی تہی تو عاقبت اندیشی معقنی اسکی تہی کہ مجھے جلنے دیتا اور میری زاری چڑے بلنی پر ملال ذکر تا بلکہ اور سر کو بی کر تا قتل الموتی قبل الایمان آئی تو نے خلاف شرع و احیاء کے کام کیا پہلا میں کیوں اپنی وضع کے خلاف کام کر دن ہر آئینہ میں تجھ کا ٹون گناہی نوعی میں تیری طرح احمق نہ نہیں شتر سوار نے کہا اگر اسے ساپ لہذا نفع کو کام کر کا فانات میں نیکی کے بدی کو کسی مذہب میں رو نہیں ہے ساپ نے کہا عادت تم سب اذیت کی ہی ہے میں بھی تنہا ہی فتوسے پر عمل کرتا ہوں جو کچھ انا رسکانات میں تمسخر خرید کیا ہے ہی تنہا ہی اتھہ جو نگار صرح یک خطہ بخود افروشی ہم عمر ہر چند شتر سوار نے تقریر میں نفع کیا کہ کچھ نائدہ ہوا ساپ نے کہا کہ اب تباہ پہلے تجھ کا ٹون یا تیرے اوند کو سوار نے پھر عند کیا کہ نیکی کا عوض بدی نہیں ہے حق فراموشی نہ کر ساپ نے کہا یہی طریقہ آدمیوں کا ہے سینے جو کہ تم سکوتی تم سے کرونگا سوار نے کہا اگر اس عوی کو گونا گوا دل سے ثابت کیا ہے کہ انسان نیکی کے بدلے بدی کرتے ہیں تو نرم جان قبول کرتا ہوں ساپ نے جار طرف نگاہ کی اور ایک سینس کو چرتو کھا کھا کھل آس سینس سے جو میں شتر سوار ساپ کو لیکر گا ہمیش کے پاس آیا ساپ نے کہا کہ اگر گاوشن جز نیکی کی کیا ہے اس نے کہا کہ اگر آدمیوں کے مذہب میں پوچھا ہے تو خراش کی بدی ہے سر مست یہ ہے کہ مدت و راز سے ایک شخص کے پاس ہتی ہر سال ایک بچہ دیتی تھی اور کھڑا سکائیڈ وروغن سے بہار کہتی تھی اور اسکا سامان دیتی تھی غیر ہر روغن پر پوتون تھا جبکہ میں بوڑھی ہوئی اور دودھ اور بچہ دینے سے عاجز آئی پہلے دانہ اور چارہ کو تون کروا کر بعد صحرا میں اٹکدیا میں بڑھاری تمام اپنے منہ سے غصہ فاشاک حرمہ دراز سے جرتی ہی کل وہ اتفاقاً اوہر آٹکلا بیکہ تجھ دیکھا اسکی نگاہ میں اندک نظر آئی تھاب کو بلا کے اس کے ہاتھ مجھ پر آج وہ مسلح میں لیجا کہ کد کر کے بند بند میرے کھانگے گار مذہب میں کلات نیکی کی یہی ہر ساپ نے کہا کہ خاتو نے اب ماہ و نم کا ہوں صوفی کہا شرع میں ایک گواہ پر حکم نہیں کرتے ہیں اگر گواہ ہی ضرور ہے ساپ نے ایک خود دیکھا اس کے نزدیک کر پوچھا کہ جزائی کی کیل ہے رخت نے کہا کہ انسان کے مذہب میں نیکی کا بدلا بدی ہے چنانچہ میں اس صحرا میں ایک پانوں سے اپنا دھ ہون آدھی کر گری میں آتا ہے میرے سایہ میں ٹھہرتا ہوں

یہ قسم
خود شتر
بیکہ کر دینا
شتر علی
جلی کسرت
رفتہ بیکہ
غور بیکہ
بہی بیکہ
عقہ عوار
زیرا بیکہ
بیکہ بیکہ

جبکہ اس درست ہونے میں تجویز کرنا ہو گا اسکی شاخوں کی یہ چیزیں بن گئیں اور بنو میں اترا ہوتے تھے اور کڑیاں نکلنے لگی اگر
 قابولتا تو ضرور اسے کاٹتا جسکے پاس تیر ہوتا ہے وہ ایک غلام بھی کاٹ لیتا تھا ہے یہ حال ہے بنی نوع انسان کا ہے
 کہ ایک دیکھو وہ عامل گزر چکے ہیں اب میں تجھے کاٹتا ہوں سدا رہنے کہا کہ جان بہت عزیز ہے اگر ایک گواہ ادب ہی ہو تو بلا مشافہ
 تو مجھے کاٹ پھر کچھ عذر نہ کرنا انفا تھا ایک روباہ بھی اچھا کہ کھڑی یہ حکایت سنتی تھی سانی نے کہا کہ اوری روباہ تو بتا کہ میں نیکی
 کی کیا پھر روباہ نے کہا کہ کیا نہیں جانتا ہے تو کہ عوض نیکی کا بدی ہو اسکے بعد روباہ نے پوچھا کہ اگر شتر سوار تو نے سامنے
 حق میں کیا نیکی کی ہے کہ مستحق بدی کا ہوا جو شتر سوار نے صورت حال بیان کی روباہ نے کہا کہ مرد عامل کو ٹھکانا چاہی
 بیت زحافل کے دعا باشد عنہا نے خطا گفتن و نریدم مردانہ اخلاف باور گفتن و سانپ نے کہا کہ یہ سوار پھر کہتا
 ہے یہی تو بڑھ کر کہیں کر کے مجھے آگ سے بچا یا ہر روباہ نے کہا کہ یہاں کی طرح خیال میں نہیں آتی کہ تو اتنا بڑا اور تو خود ہے
 تو بڑھ کر آگ سے بچا اور اٹھا لے اگر بے اختیار ہوں تو لبتہ مجھے باور دے اسکے بعد ایک دم میں جیکہ کہ دو گئی خوف
 یہ ہے کہ میں ایسا ہو کہ خلاف راستی حکم کروں اور اسی گنگنا خدایا ہو سانی سی تو میری میں دیا اور سوار نے پڑے پڑ چکے کہ دیکھا
 چاہتا تھا کہ کھینچ کر روباہ نے کہا ایسا سوار شتر کی قابو میں لایا یہ اب بھلت ندریت دشمن چوتھا اور
 منظور شد بد حکم خردا کشتنا ماش نہ ہی یہ سوار تو بڑے کو اچھا کر زمین پر ٹپکا کہ سانپ مر گیا اور شتر سوار امان پائی۔
 مصرع ابن چین بد زنگانی مردہ بہ بد فائدہ ہر حکایت کا یہ کہ دشمن کی زاری پر فریب کھائے اور کسی طرح اسکے
 قول پر اعتماد نہ کرے اگر سب ہی زناغ کی جاتی رہی تو یہی دشمن اصلی دوست نہیں ہونی کار باغی کہ کس کے بغل ختم ضرور
 شود بد شمع فروش تیرہ ولے نور شود دشمن دانی تو درجہ محل گرد و ستودہ آنوقت کہ تیر کی زشب دور شود بد
 نراغ نے کہا کہ یہ تین محض حکمت میں کہ سیان کی تو نے سوئی میں اور یہ جواب روشن کہ کان خرد سے ہاں لایا بد
 دل اس منور ہوا اگر تیری موت اونفتوں اپنا لے لایم ہے کہ خیال مضائقہ دل سے اچھا وے اور
 یقین مجھے سوچ کا کہ اور اب طریقہ موملت کجاری فراتول حکما کا ہے کہ کہیوں سے امیر شمس اولیہم کی گزیر جاتے کہ کہیم
 دوستی ایک ساعت برابر عمر دان کے جانتے ہیں اولیہم دوستی صد کہ طرقت امین میں بہا دیکھتے ہیں یہ بار بار دیکھا
 ہی کہ از ادھون یر میں کشتہ ہوتے ہیں اور سچے یکے بعد بہت یر میں دشمنی کرتے ہیں مانند کونہ زمین کہ دیر میں بنتا
 اور دیر میں ٹوٹتا اولیہم جلد دوست ہوتے ہیں اور دشمن بھی جلد مہم جاتے ہیں جیسا کہ کونہ مغالین جلد بنتا ہے
 اور جلد ٹوٹتا ہے اور دوسرے سبب کی دشمنی کا یہ ہے کہ یہ کہیں کسی کے دل سے دوست نہیں ہونے لگتا دانی
 سینے اور سب طرح کی خوبیاں تیری ذات میں سمجھ لی ہیں اسلئے تیری ہمیشی اور دوستی کا شتاق ہوں اور یہی

اور ایک سنگ پشت کے تیرے اندر یاد دلا رہی وہ بھی اوس جاسکے کن کٹا ہی اگر اوس کا تشریف فرما ہو تو ہم تمینوں یار
 بے نیج و مخالفیۃ العرب سرکین مرثیہ نے کہا **ہیت** تا داس کن کٹم نہ پکا تو بے باور کن کردست زد اسن بدارت
 اور مجھے اب کوئی آرزو تیری شرف ملاقات کی برابر نہیں ہے اس میں طرف تو آفتاب وار خرام کر گیا سایہ کی طرح بیچھا چھوڑ
 اور جب تک گریبان میرا ہاتھ میں ہا دم لذات کے سپر نہیں ہوا ہے ست ارات تیرے دہن صحت کو تاہ مکرونگا **ہیت**
 و امق لت بیدار نہ چھوڑو نگامین + سر ہے جب تک قسم یار نہ چھوڑو نگامین + اور یہہ بقعد وطن اصلی میا نہیں ہے بلکہ سنا
 عجیب یہاں آئیکا باعث ہوا ہے اگرچہ قصد و راز ہے مگر عجب اسبیا سے تعلق رکھتا ہے اگر سمع قبول سے سنا منظور ہوگا
 تو مختصر اوسکا بیان کیا جائیگا آخر سخن پر ختم ہوا و موش مستعد چلنے پر ہوا زانغ موش کی دم ستار میں پکڑ کے ہوا پر اوڑا آخر
 اپنی منہ لگاہ پر پہنچا اوسوقت سنگ پشت چٹنے سے باہر نکلا تھا دور سے سیاہی زانغ کی دیکھ کے اندیشناک ہوا و چشمین
 دریا زانغ نے موش کو آہستہ زمین پر رکھ کے کٹا وادی سنگ پشت وازر شنائے باہر آیا اور ویدار گری دیکھ کر
 خوش شادی بلند کیا اور یہ بیت تکرار کرتا تھا **ہند** شکر یارب مغرے یار آیا + دل میتاب کو
 قرار آیا + ہوئے زانغ غم خزان سب محو ہو گل کیلے موسم بہار آیا + بالید گر کمال گرم خوشی کی اور کہا لایا یا بتاب کیا تھا
 اور کیا حال گندازانغ نے سرگزشت میں اولہ الی آخرہ موبو میان کی سنگ پشت تفصیل اور اسکے اوجھال موش دیکھ کے کمال
 خست ہوا اور کہا المولفہ **۵** مردہ تھا میں تو جو آیا جان آئی جان میں نہ تیرے پاؤں کی صلہ ہی تم باقی کان میں +
 احوال شکستہ بخت ہمارے یاد ہوئے کہ تجھ شفیق تشریف لایا موش نے کہا کہ میں کسل این ہوں میض بندہ نوازی ہے
 جو تو فرماتا ہے بلکہ حوادث موزگار سے تمہاری سایہ دولت میں پناہ لایا ہوں آگے اختیار تھا ہا ہر جبکہ سچ راہ سے
 آسودہ ہوئے غم نے کہا کہ اسے برادر وہ سرگزشت اپنی کہا جائے کہ باجر تجھے شخص کا خیالی نواند سے تہوگا **ہیت**
 کنا لب زان حریث شیرین + کام دل پر از شکر کن + موش نے آغاز سخن کیا کہ دیار ہند میں شہر ہے کہ ادو باروت کہ تو میں
 اس شہر کے زاوید میں ایک ہند تھا کہ اوسکے مکان میں سینے بھی رہنا اختیار کیا تھا اور موش چند سیر ملازم تھی جب غصہا سے
 گو ناگوں پر ہاتھ میر کشادہ دیکھا روز بروز اور موش زیادہ ہوتے تھے میں بھی ہر ایک سے باخلاق پیش آتا تھا اور
 زاہد کسرید پر موز کو چھائی کے واسطے طعام اور غلام تھے زاہد کچھ خرچ کرتا تھا اور باقی دوسرے وقت کیلئے رکھتا
 اور جو بچتا تھا اوسکا ذخیرہ کرتا جاتا تھا جو بقت کر دہا نکل دس جگہ سے غیش کرتا تھا میں فوراً اوسکے دست بردار کرتے
 آپ کھانا باقی سب موش کو کھلاتا تھا زاہد ہر چند میری ہلاکت کی تدبیر کرتا تھا مفید نہ ہوتی تھی ایک دن وہاں داکا کاشا
 زاہد میں وارد ہوا زاہد نے مراحم محبت بخونی ادا کئے اور طعام مہانداری کو سرخام دیا - بعد اکل و شرب کے باہم

پہلو ۱۱۰
 ہندی و دیوناگری
 لڑائی و لڑائی
 موت و اور
 مدینہ شریف
 میں یا اور
 کونڈا اور
 اللہ تعالیٰ
 کرتا ہے اور
 سے گرم و
 یعنی گرم و
 ہیت ۱۲
 شکر یارب
 یعنی اوجھال
 علم سے
 صفت کس
 کا بارشہ
 دیکھ کر
 جلدی ہوا اور
 قصد اوسکا
 مشہور ہے ۱۲

سمیت دیدہ دیکر پھر ہے نیز خوش جہل و سعت شے سخت کوش بد بے شبکیدن اسخی جال لگا یا تھانفقا
 ہر ان پھنسا صیاد دام کے نزدیک پنچاکم رہنے اوش تھ سے جبت کی کہ حلقے دام ٹوٹ گئے اور وہ بوجھال گیا صیاد نے
 تیز رستی کر کے ایسا تیر جگہ و دھنرا کہ اوپر ٹپڑا صیاد بچ کر کے دلپشتناہ اسکا کر سے بانہ کو روانہ خانہ ہوا چند قدم چلا
 تہا کہ ایک نوک محوئی و دو چار ہوا اور سپر حلقہ کیا صیاد نے تیز رستی کر کے نوک کے بھی ایک تیرا کہ کام نوک کا بھی تمام ہوا
 مگر گرتے گرتے اسنے بھی ایک انت سینہ صیاد پر مارا کہ اوپر نوک ابیدہ صیاد دوسر ہو گیا اس طال میں ایک رگ گرسہ
 وہاں وارو ہوا دیکھا کہ صیاد وارو ہوا اور نوک تینین جہان پڑے مین اس نعمت کے مشا بہی بہن خوشدل ہوا
 اور باخود کہا کہ وقت ذخیرہ کر نیکا ہے اگر اس طرف کروں تو مہربانیت ہوتا ہوں بہتر یہ ہے کہ تقدیر نہ تھا کھا
 و دجو باقی رہے ایک شے مین ذخیرہ کروں کہ ذخیرہ ایام کلفت میں کام آتا ہے جیسا کہ شاعر کہتا ہے قطعہ چون
 پیشہ مباحش جلد بنو و ترش بہ چون زندہ مباحش جلد انس و غرائش بلعلیل زماہ گیر علم مباحش بد چیرے سو خود سے
 کش چیز سے میا ش بہ پھر خیال کیا کہ گشت تازہ ذخیرہ کیے لائق ہے پہلے کمان کا رودہ اور چکر چرمی بہ کھایا
 چاہیے باقی پھر کھجور کا انقصہ نہ کمان کو چبانے لگا تھوڑی فشا مین دندان خارا شگات سے چلے کمان کا کٹ گیا کمان
 از بیک سخت تھی دونوں گوشے پھیرے کے پٹ مین پٹھو تھوڑے وقت تمام غصائے باطنی اسکا باہر نکل آئے رگ
 بھی اسی جگہ مردار ہو گیا مصرعہ این نیز نشد نہ ہم تھوڑہ بامدب نامدہ امشل سے یہ کہ بکھرنا مال کا بیشہ صجان
 ایسا کچل دہل ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ جو آج میسر ہو و سپر خوش ہووے اور ہم فردا کرے سمیت اپنے طری بنو اور
 نعم و ہر مخور بہ چون یہ فردا برسی روزی فردا برسد و آؤ کی جان پر کمال دنیا بہر رنج پیدا کر کے ذخیرہ کرتے مین
 اور صرف مناسب مین مضائقہ کرتے مین اور نیکے قت بہر حشرت چھوڑ کر مواخذہ اسکا اپنی گردن پر لیجاتے مین
 وہ مال اور کے کام آتا ہے قطعہ تاکہ و خواجہ مل جمع کنی بہر بزرگ از تو با ز خواہا نہ بد گنج تاروں اگر ذخیرہ نہی پھینچا
 حرم ز خواہا نہ بد پیروز آتش کا زوبہ بر تو سوز و گداز خواہا نہ بد وہ گن جلا کا آپ اس کے سوز مین گداز یا نہر جیکر
 سیزمان نے یہ حکمت امیر بائین سجن اور علم سعادت نے مشر وہ الذین علی اللہ اسکی کوشش مین پھنچا بولی کہ اگر
 اگر مین قدر سے جادل کھیل لفظ کے واسطے مین اب معلوم ہو کہ ذخیرہ کرنا مین مین دس دینوں کا کھانا پکانی
 ہوں تو جسے چاہیے ملاحظہ مینے سبکو لگو کوش کیا اور ہو مین کھا اور کہا کالو مین اور کام نہ کر مین تو نگہبانی کرتا چلا
 اسخو بہ کرین اور آپ اور کام مین شغل ہوئی مرد پر نیند غالب کی ہو گیا ایک کھانا یا دتعلون مین منہ و الا ورت
 نہ دیکھا کہ کتنے نے منہ و الدیا نہایت کمزور تھی اور اٹھا کر باز لے گئی مجھے اور کچھ ضرورت تھی مین ہمارا زکو گیا تھا

نہ دیکھا کہ کتنے نے منہ و الدیا نہایت کمزور تھی اور اٹھا کر باز لے گئی مجھے اور کچھ ضرورت تھی مین ہمارا زکو گیا تھا

دیکھا کہ وہ عورت دوکان کچھ فروش پر بیٹھی ہے اور مقشہ کو خوب مقشر سے صلیح بملوح بدلتی ہر ایک شخص اور بچہ دیکھتا
 آواز دی کہ ای عورت! میں کچھ تو کھتہ ہے کہ کچھ مقشر کو کچھ پست و کچھ برابر بدلتی ہے یہ حکایت اسلے کہیں میو کہ میری خیال
 میں آتا ہے کہ اس موش کو جو اتنی جرأت اور جاہلی ہو گمان غالب ہے کہ کچھ نقد اپنی سطح بیکٹا اس سبب اتنی دلیری کرتا ہے
 اور اگر نفس ہوتا تو یہ حال اور سکا نہ ہوتا مثل شہر ہے کہ بے نسا اندر مرغ بے مال پر کے ہے چھ یقین ہے کہ اس موش کا نند
 زر کے سبب ہی کوئی کڈال لگا کر اسکے سولہ گم کو کہو ص کے دیکھو ان زارہ کڈال لایا اور وقت میں دو سر سو راخ میں تھا موش کو کہ
 ہزار شرفیاں سیکر سو راخ میں جمع تھیں میں ہمیشہ اپنے لوٹا کرتا تھا اندر میری فوت واقعی اس کی باٹ تھی جبکہ وہاں نے صلیح کو
 کہو دو آخر نہوت زنا تہی کھا لگا کر زلیہا سے لے کر یہ فوت اور جرأت موش کی اس باعث تھی کہی اسکے بعد دلیری
 نہ کر گیا اور عرض نہ خوان کا ہو گا میں یہ سب باتیں انکی مستانہا اوسو مبدم افسر کی اوضف دیستولی ہوتا جاتا تھا
 او کیا دیکھتا ہوں کہ اوسو مبدم سب موش اکٹھے چرائے گئے اور ایک ایک چیلے سے اپنی اپنی راہ لینے کا نظم در دل کس
 وفا کو مانتا ہاں مرا مہر گیلے کا مانتا ہا یہ صدر برگ و لو ابو در زب زبند و برگ و نو اسے مانتا ہا اور کہو موش کہ میر
 لٹا ہر مو خواہ اور جان خامشتہ اب وہ فرمان برداری اور مو خواہی سے اخاض کر کے عیب ہوئی اور بد گوئی کر
 لگے اور ترک محبت کر کے میرے دشمنوں کا ملے میرے جیشل شہور کے من کل و پکارا و ذل و مقدار اسے جیسا کہ عالموں نے
 کہا ہے کہ جو کوئی بہائی نہیں کہتا ہے اگر وطن میں ہی تو یہی غریب ہے اور جو کوئی کہ فرزند نہیں کہتا ہے نام کا صغر
 روزگار پر باقی نہ سیکار اور جو کہ نفساں ہے کہ ہے کوئی اوسکا یا زمین ہوتا ہے اور دوستی مخلص اور دن ہتھوکی شخص
 نفسانی پر ہوتی ہے کچھ کہو کہ وہ دوست ولی ہوں ایک نلے دل سے لپو چھا کر تو کتنے دوست کہتا ہے کہ کھا کہی تو عالم
 دوست جدا خواہستہ اگر ایم نکتہ میں اوسو وقت معلوم ہو کہ یار کوں اور غیا رکون ستو کتنے وقت بچا جاتا ہا
 اور یہ وقت کے وقت دریافت ہوتا ہے چنانچہ صفا لکھا میں لکھا جو کلا کیا ضل سے لپو چھا کہ میں کیا نکتہ ہو کہ میری تعلیم
 اور چشم فرار سے دیکھتا ہے اور منکر سبب ہم سے نکلا کرتے میں اسو جو ایداکال جو عالم ہے جسکے پاس جمع ہوا تو کوئی
 تعظیم جالائے میں تو جسکے اندر جو جانا رہتا ہے کچھ اسکے نزدیک کی نین ناما ہر باجی چون گل چمن اسن چہند ہمو و بل
 بہر صورت درختان استو بہ دانکہ یاد رفت برکش کہ بودہ کس نام گل اند بان نشو بہ اور ان سبب خوشنیں اکبر شاکیر
 ملازمت میں منتظر کہتا تھا اور طریق یابی اور بیان وفاداری اس طرح بیان کیا کرتا تھا کہ میں تیرے عشق میں یہاں تک لدا ہوں کہ
 اگر تو بیغ میرے سر پر لگتا تو شمع کی مانند پانچویں جگہ میری سر کا دنگا وہ سب سے پہلے کتا کش ہوا میری اس کا کہ اگر یار خدا را
 کیا ہو گیا ہو کہ غصہ تو نہ لگا کیا اسو ایداکال کچھ حق پر حشوت کہ تو صاحب منسا کہ کتا تھاں باعث وہ دم ہونے تو صاحب کتا تھاں

میں نے
 دیکھا کہ وہ عورت
 دوکان کچھ فروش
 پر بیٹھی ہے
 اور مقشہ کو
 خوب مقشر سے
 صلیح بملوح بدلتی
 ہر ایک شخص
 اور بچہ دیکھتا
 آواز دی کہ ای عورت
 میں کچھ تو کھتہ ہے
 کہ کچھ مقشر کو
 کچھ پست و کچھ
 برابر بدلتی ہے
 یہ حکایت اسلے
 کہیں میو کہ میری
 خیال میں آتا ہے
 کہ اس موش کو
 جو اتنی جرأت
 اور جاہلی ہو
 گمان غالب ہے
 کہ کچھ نقد
 اپنی سطح بیکٹا
 اس سبب اتنی
 دلیری کرتا ہے
 اور اگر نفس
 ہوتا تو یہ حال
 اور سکا نہ ہوتا
 مثل شہر ہے کہ
 بے نسا اندر
 مرغ بے مال پر
 کے ہے چھ یقین
 ہے کہ اس موش
 کا نند زر کے
 سبب ہی کوئی
 کڈال لگا کر
 اسکے سولہ گم
 کو کہو ص کے
 دیکھو ان زارہ
 کڈال لایا اور
 وقت میں دو سر
 سو راخ میں
 تھا موش کو کہ
 ہزار شرفیاں
 سیکر سو راخ
 میں جمع تھیں
 میں ہمیشہ اپنے
 لوٹا کرتا تھا
 اندر میری فوت
 واقعی اس کی
 باٹ تھی جبکہ
 وہاں نے صلیح
 کو کہو دو آخر
 نہوت زنا تہی
 کھا لگا کر زلیہا
 سے لے کر یہ فوت
 اور جرأت موش
 کی اس باعث تھی
 کہی اسکے بعد
 دلیری نہ کر گیا
 اور عرض نہ
 خوان کا ہو گا میں
 یہ سب باتیں انکی
 مستانہا اوسو
 مبدم افسر کی
 اوضف دیستولی
 ہوتا جاتا تھا
 او کیا دیکھتا
 ہوں کہ اوسو
 مبدم سب موش
 اکٹھے چرائے
 گئے اور ایک
 ایک چیلے سے
 اپنی اپنی راہ
 لینے کا نظم
 در دل کس وفا
 کو مانتا ہاں
 مرا مہر گیلے
 کا مانتا ہا یہ
 صدر برگ و
 لو ابو در زب
 زبند و برگ و
 نو اسے مانتا
 ہا اور کہو
 موش کہ میر
 لٹا ہر مو خواہ
 اور جان خامشتہ
 اب وہ فرمان
 برداری اور مو
 خواہی سے اخاض
 کر کے عیب ہوئی
 اور بد گوئی کر
 لگے اور ترک
 محبت کر کے میرے
 دشمنوں کا ملے
 میرے جیشل
 شہور کے من کل
 و پکارا و ذل و
 مقدار اسے جیسا
 کہ عالموں نے
 کہا ہے کہ جو
 کوئی بہائی نہیں
 کہتا ہے اگر وطن
 میں ہی تو یہی
 غریب ہے اور جو
 کوئی کہ فرزند
 نہیں کہتا ہے نام
 کا صغر روزگار
 پر باقی نہ سیکار
 اور جو کہ نفساں
 ہے کہ ہے کوئی
 اوسکا یا زمین
 ہوتا ہے اور دوستی
 مخلص اور دن
 ہتھوکی شخص
 نفسانی پر ہوتی
 ہے کچھ کہو کہ
 وہ دوست ولی
 ہوں ایک نلے
 دل سے لپو چھا
 کر تو کتنے
 دوست کہتا ہے
 کہ کھا کہی تو
 عالم دوست جدا
 خواہستہ اگر ایم
 نکتہ میں اوسو
 وقت معلوم ہو
 کہ یار کوں اور
 غیا رکون ستو
 کتنے وقت بچا
 جاتا ہا اور یہ
 وقت کے وقت
 دریافت ہوتا ہے
 چنانچہ صفا لکھا
 میں لکھا جو کلا
 کیا ضل سے لپو
 چھا کہ میں کیا
 نکتہ ہو کہ میری
 تعلیم اور چشم
 فرار سے دیکھتا
 ہے اور منکر سبب
 ہم سے نکلا کرتے
 میں اسو جو ایداکال
 جو عالم ہے جسکے
 پاس جمع ہوا تو
 کوئی تعظیم جالائے
 میں تو جسکے
 اندر جو جانا رہتا
 ہے کچھ اسکے
 نزدیک کی نین
 ناما ہر باجی چون
 گل چمن اسن چہند
 ہمو و بل بہر
 صورت درختان
 استو بہ دانکہ
 یاد رفت برکش
 کہ بودہ کس نام
 گل اند بان نشو
 بہ اور ان سبب
 خوشنیں اکبر
 شاکیر ملازمت
 میں منتظر کہتا
 تھا اور طریق
 یابی اور بیان
 وفاداری اس
 طرح بیان کیا
 کرتا تھا کہ میں
 تیرے عشق میں
 یہاں تک لدا ہوں
 کہ اگر تو بیغ
 میرے سر پر لگتا
 تو شمع کی
 مانند پانچویں
 جگہ میری سر کا
 دنگا وہ سب سے
 پہلے کتا کش
 ہوا میری اس کا
 کہ اگر یار خدا
 را کیا ہو گیا
 ہو کہ غصہ تو
 نہ لگا کیا اسو
 ایداکال کچھ
 حق پر حشوت
 کہ تو صاحب
 منسا کہ کتا
 تھاں باعث وہ
 دم ہونے تو
 صاحب کتا
 تھاں

اور جو کام کمال درجہ کا باعث مانج دنیا ہو گا وہ اس کے واسطے موجب طمع مذمت ہو جائیگا مثلاً اگر فخر جس جرات کرے گا
تو دیوانہ کہیں گے اور اگر سخاوت کرے گا تو سرفراز و بیہودہ نام کہیں گے اور اگر گذر اور بردباری کرے گا تو بے خبری و غریبی میں
شمار کریں گے اگر رفتار کرے گا تو کراں جان اس کا ہل کہیں گے اگر زبان آدمی اور فصاحت کرے گا بسبیا گو لقب کریں گے اور
اگر خاموشی اختیار کرے گا تو نقش دیوار سے مثال دیں گے اگر کج خلوت میں بیٹھ جائے تو وحشت سے لہٹ کر یوں گے اگر
خندہ رونی اور آمیزش شکاری کرے گا ہزار اور سحرہ نام کہیں گے اگر غرور و بی ادب و تشدد میں اندک بھی تکلف کرے گا
تو قہر پروردگار کہیں گے اگر کھانے اور پینے میں تکلف گو اور اگر لگیا تو دانہ ذرا اور لیم لقب کرے گا اگر غرور اختیار کرے گا تو گزشتہ
کہیں گے اگر سب سے ترک کر کے گوشہ کشانی میں بیٹھ جائے تو آرام طلب اور سست ہمت نام کہیں گے اگر تجرد اختیار کرے گا تو
اور سست کہیں گے اور اگر کہ خدا ہو گا تو بے نفس اور بزدل شہوت شمار کریں گے حامل الامر متعلق اہل ناد کے نزدیک
مردود اور سقیدر مہو تاس ہے اور جو حاجت کسی سے پیش کرے گا ہذا اللہ حاجت اس کی رد دہی نہ کریں گے اور جو سخت
دیکھے اس حال میں جو خوار کی کاد سے بچ کر گشتا اس کا وہی طمع ہے ذل من طمع یعنی جس نے قطع کی ذلیل ہو جائے
اور معاش نے یہ بات تمام کی کہا ہے کہ سچ کہا تو نے کہ تیری صواب پر ہے میں نے ہی بزرگوں سے بارہا سنا ہے کہ اگر کوئی
شخص ایسا بیمار ہو کہ خیال شفا محال ہو اور ایسی بلا میں گرفتار ہو کہ نہ روئے باز گشتن اور نہ اسبابا قاست میسر ہو
یہ سب سامان ہے مگر انلاس اور تنگ دستی سے مشکل تر ہے اب یہ سب سبیر مشاہدہ میں آیا اور یہ کلام تیرا سر
حکمت پایا نظم احتیاج تیر درجہاں بلا نیست مدد پہنچ و جد نہیں را نوائے نیست کہ کسی گشت نفس معلوم نہ ہو
گو میرا کین درد را دوائی نیست ہمارا پہنچ نہیں ہے کچھ طلب کرنا موت اس سے ہزار درجہ تیر ہے بلکہ ہاتھ دہان مار میں کرنا اور
اوس سے بڑا قتل اپنے کھانیکو نکالنا اور شیر گرسند کے آگے سو طعمہ لے بھاگنا اور پلنگ غم کو دوسرے ہم کاسہ ہونا آسان ہے مگر
حاجت نہیں ملنے کے لیجانا اور ذلت سوال کی اٹھانا یہ بہت مشکل ہے جبکہ بات یہاں تک پہنچی نہیں تھی اس سے پہلے اور باخ
کی طرف آکر دیکھنا کیا ہوں کہ اوس کو زہاد و پیکان باجم قسمت کیا ہو اور ذرا ہونے حصہ بنا لیک خریطے میں کر کے زیر النکاح
اور وقت طمع خاتم ہو کر ہوئی کہ اگر اس مال سے کچھ بھی دست یاب ہو تو قوت روح اور پروا بال دل کے ٹکے ٹوڑتے ہیں
اور یا اندر دوسری خدمتیں پھر رجوع لاتے ہیں اور مجلس ستورق پر آکر استہ ہوتی ہے اس ہر پیشہ میں اتنا توقف کیا
کرنا ہر سو گیا اسکے بعد آہستہ آہستہ منو جب الین زاہد ہو لیکن یہاں ہوشیار اور بختہ کار میرے خیال میں ہمارا تھا جبکہ
میں نزدیک پہنچا دسنے ایک چوبیسویں سال کی ماری اگر بدن پر پیشہ تھی تو اتنا حال سمر نہ ہو جائے لیکن وہ صرغ
اتنی قریب نہیں پریشی کہ اس کے صدر میں من ایسا کوفتہ ہو گیا کہ پائے کشان سوراخ نہایت شوری ہو چکا ہے

۱۰ برگشتن
 ۱۱ مود بافق
 ۱۲ مافق
 ۱۳ مافق
 ۱۴ مافق
 ۱۵ مافق
 ۱۶ مافق
 ۱۷ مافق
 ۱۸ مافق
 ۱۹ مافق
 ۲۰ مافق
 ۲۱ مافق
 ۲۲ مافق
 ۲۳ مافق
 ۲۴ مافق
 ۲۵ مافق
 ۲۶ مافق
 ۲۷ مافق
 ۲۸ مافق
 ۲۹ مافق
 ۳۰ مافق
 ۳۱ مافق
 ۳۲ مافق
 ۳۳ مافق
 ۳۴ مافق
 ۳۵ مافق
 ۳۶ مافق
 ۳۷ مافق
 ۳۸ مافق
 ۳۹ مافق
 ۴۰ مافق
 ۴۱ مافق
 ۴۲ مافق
 ۴۳ مافق
 ۴۴ مافق
 ۴۵ مافق
 ۴۶ مافق
 ۴۷ مافق
 ۴۸ مافق
 ۴۹ مافق
 ۵۰ مافق
 ۵۱ مافق
 ۵۲ مافق
 ۵۳ مافق
 ۵۴ مافق
 ۵۵ مافق
 ۵۶ مافق
 ۵۷ مافق
 ۵۸ مافق
 ۵۹ مافق
 ۶۰ مافق
 ۶۱ مافق
 ۶۲ مافق
 ۶۳ مافق
 ۶۴ مافق
 ۶۵ مافق
 ۶۶ مافق
 ۶۷ مافق
 ۶۸ مافق
 ۶۹ مافق
 ۷۰ مافق
 ۷۱ مافق
 ۷۲ مافق
 ۷۳ مافق
 ۷۴ مافق
 ۷۵ مافق
 ۷۶ مافق
 ۷۷ مافق
 ۷۸ مافق
 ۷۹ مافق
 ۸۰ مافق
 ۸۱ مافق
 ۸۲ مافق
 ۸۳ مافق
 ۸۴ مافق
 ۸۵ مافق
 ۸۶ مافق
 ۸۷ مافق
 ۸۸ مافق
 ۸۹ مافق
 ۹۰ مافق
 ۹۱ مافق
 ۹۲ مافق
 ۹۳ مافق
 ۹۴ مافق
 ۹۵ مافق
 ۹۶ مافق
 ۹۷ مافق
 ۹۸ مافق
 ۹۹ مافق
 ۱۰۰ مافق

تو تھا کیا کہ وہ صدر دل سے دور ہوا بار دیگر اسی طرح بر سرِ رخ سے باہر آیا وہ همان کہیں گاہ میں تھا پھر لپٹی ضربی کہ مجھ پر
 ہو کہ میرا اثر لایا سوئے میں در آیا اور تمام شب لپٹی جرات کے نجر میں لپٹی کی اور خوش حال اور طلب مینا سودل سر ہونگیا اور
 ہو جب اس بیت کے خیال میں گزرا بیت نام ہے زلیت سندرتی کا بہ ہی لقب موت صفت و سستی کا بہ اور بخوبی دل پر
 متحقق ہوا کہ پتیل پہنک سب بلاؤں کی طبع ہر جہنگ کوئی مرغ طع نے کی نہ کیگا گردن اسکی بستہ دامن ہوگی قطعہ
 لے برادر طبع کن کہ طبع بد آدمی را خراب زد و خوار بد و سخن نشنوار بہین خواہی بد کہ شوی از خیانت بہ خود دارم پای و
 و من قناعت کش بد طبع از مال مردان بگدا ارتعجب ہے اولیٰ خصوص کہ راحت بہت سی مال میں سمجھتی ہیں ینہیں جانتے
 ہیں کہ تھوڑے مال میں بہت آرام ہیں لیکن افسوس ان لوگوں کو حال پر ہے کہ تو نگری مال کے جمع کر نہیں تصور کرتے
 ہیں اور اتنا نہیں خود کرتے ہیں کہ ترک کر نہیں کیا گیا انسان یا یہ بلند کو بچتا ہے بیت عزت ان یافت کہ بکند
 دل از مہر چہاں بد راحت آن دید کہ دوست طبع ہا کشیدہ القصہ اس حوالے سے ایسا فرد دل ہوا کہ نہاں طبع گشت
 دل سے اور کھلا اور الا اور شاخسار رضا پر دگار سی سیوہ قناعت دست تصویر میں لپکھ قضا از دی براضی ہا میں
 عنایت پر دگار سی سیوہ فائدہ ہوا کہ دنیا نے اس طرح کیے ضمن میں پادری خاصا اور معارفے مجاہد طبع کیا اگر ویدہ عقل جرموں
 نابینا ہو تو بے خوبی ظاہر ہے کہ کون دو تھانہ تھا کہ وہ مسکن اگر کشال کا ہوا اور کونسا قصر بلند تھا کہ سیلاب فنا نے
 جو طے کہو ڈنڈا اور کیسے اور ٹھہلا اگر ٹنڈا یا اور کسی ساتھ محبت کی کہ اور کسا لہو نہ پیا اور کسی مہر پر دروازہ دولت کا ہوا
 کہ چھریز کیا اور اور دگر ہزار پریم و محن میں نارا **قطعہ** ز نے اخفاست دنیای دون بد کہ ہرگز از نو ہری پر خور
 کہ بر با یکنہ او پانہا بد کہ فر دست او تیغ بر سر خور دہ پس ایسی بیوہ کا کیوڑے بیخ او ٹھکانا اور بودہ ابو واد و زبان و سودہ
 ایسے کے غم و غصہ کھانا مارا جہل نادانی ہے اسکے بعد خانہ زار سے صحرایطرن روان ہوا اور جگہ کر دیکھا تو نے سکھ
 اختیار کیا مینے اسکے لہو دہ کہو کہ مجھ کو کھتی رکھتا تھا جو دہنگزاری اسکی کہ مجھ سے کسے مل لایا تو نے بودہ کشائی
 میری اور کہو کہ طرح کوشی کی ڈولی ہرنیہ عذر کیا ہے کہ دوستی میری اور تیری دراز عقل و اخلاص رائے حکما کہے او شلال
 و دست و دگر گاہ چست گزرنے میں کہ دوستی و شوش و انداز کی عقل سے دور ہی لاکن اصل تیرا کہ ہوا اور نوبت گزارے کی
 حد سے گزار دی مجھ سے مرث کھتی ہوئی منو کلا علی اللہ دہین کہا مینے کہ میں ازین نیست کہ نراغ اگر بد معہی کر گیا اور
 تجھے ہلاک کر گیا پس ایک دن مرزا مقرر ہے سودہ بھی سودہ تعین رہنا جل کیسی جرات نہی کی کہ ہلاک کر سکے لہذا جو کچھ
 کہا تو نے قبول کیا مینے بعد ہر بیٹاق کے تو نے بیان کیا کہ سنگ پشت میرا دوست ایسا اور کچھ یعنی یہ کہ مرزا مقرر
 بیان کے ترک سکھ کو بہت سمجھا میں جب کہ سنگ پشت سے ملاقات ہوئی ہزار چند تیرے بیان سے

عہد بخون
 دہرچہ کمال
 مہنگی کا پر بیان
 اسخوارا کلا
 عہد باخون
 تابانہ حضرت
 ہر کمال

بیان سے زیادہ پایا اللہ کرمی محنت بجا ہوئی اور احسان نیز اکس بن سواد اور کن کیری پتو ایسی حبت بے
 پایاں کو پہنچا میں کہ دنیا میں کوئی شادی دوستوں کے مجالست کی مانند نہیں ہے اور کوئی غم ہر مونہ کو فراق کی برائیت نہیں سکتا
 ہے یہ سب سرگردشت میری کہ جو بیا نہیں آئی اب تہا ری جو میں آیا ہوں مقصود ہے کہ تہا ری صغیل لطف سے میرے کینڈل کا
 زنگ باقی نہ رہے سنگ پشت سے جھکے یہ حکایت اجماع کی بساط ملاحظت کو بچا کے طرح ملائمت کی آغا کی اور کہا
 کوئی سعادت تیری شرف مجاورت سے موازیہ کرو میں اور کوئی شہر تیری بہت ملازمت کے مقابل کیا کج جیسا کہ
 تو اس چہر کی دوستی سے خوش ہے زیادہ اس ہزار چند میں تیری ملاقات سے پنجا کرنا ہوں جینک میرا رخ چاہا صدمہ باد
 بادم اللذات سے گل نہ ہوگا پروانہ وار تیرے شمع جلال پر تصدی رہو نگا لعل یہ حکایت کیسا فرامی تو نے اس ضمن میں
 ہزاروں پیدا و زکات فوائد امیز مندرج ہیں ایک اندر جلیل سین یہ ہے کہ تیرے متاع دنیا و مسقر کرے اس حاجت
 انبیا و جنس کے رہبر و درازن ہو یا وہ اس فکر کرنا رخ اور یہ ہوگی ہی اور اگر زیادہ ضرورت ہے ہوں کریگا یا ضیالائین
 سرگردان ہوگا اور اسے وہ پہنچا جو اس گریہ کر میں پہنچا خوش نے بوجھا کہ قصہ اسکا کہ نہ کہ ہے حکایت کہ در جہاں
 سنگ پشت نے کہا کہ میں کہ ایک شخص نے علی بابا ہی اور مسقر گوشت کو علی گریسنگ فرود جاتا تھا رتب اسکا مقرر کیا تھا
 سو وہ جے جاتا تھا مگر اسکو جلنے تھا و جس قناعت نہ بتی تماش سے تھک کوتاہ کرتے تھے ایک دن کسی کبوتر خانے میں گزریا
 کبوتر کوئی صد اول آویز سے گریہ از خود نہ ہوگی اور کہو اس طرح یعنی کہ میں تولد یا کبوتر کوں بگیاں اسے سے گزرتا کر کہ
 مارا لا اور چوست اسکا حق سے جدا کر کے اور بھسک بھسک کے کبوتر خانے کے دروازہ پر لٹکا دیا اتفاقاً ایک گر بسطرت
 گزرا کہ کیا کہ گر کہ جہاں یہ حال ہے کہا کہ اسے عرض ہے کہ اگر اسقدر گوشت پر قناعت کرتی تو یہ سب تیرا گوشت ہے
 کیونکہ جدا ہوا اس شکل کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے بھی جو اللہ تعالیٰ سدر مرق عنایت فرمائے اور لیا سولای کر گراما و فطر کو
 کفایت کرنے اور خف دشمن سے میں کہو اب اور قناعت کرو جو مال کہ غلبے ہو یا ہی رہنا غم اسکا نہ کہ بیت
 غم نہ یا مخر کہ بیہوشہ ہے چکس نہ جہاں یا سوڈہ بہ اور کہی شرف کمال سے ہی نہال سے جو شخص کہ ہر سے آہستہ ہر گز
 تہوڑی بضاعت کہتا ہو پر جگہ عزیزہ کرم ہوگا شیر گز پرستہ زنجیر ہو یا اوکی مہانت کم نہیں ہوتی یہ اندو گز ہے ہر
 ہمیشہ ذلیل اور بے قدر سگ کے ماتہ ہے ہر خد طوف و طحال سے زینت بجائے ہر کسی کی فخر میں مایا کہ از ہر مقدار
 ہے اب ملکہ ریت غرت دل ہو در اور ہجرت مسکن وطن کا خیال کہ میں نہ لا کہ عاقل جہاں جائیگا ہر کسی زمین گہر بنا سنگا
 اور ہاں بے ہزار گز وطن میں ہے ہر ترغیب سے کہ گیسکو اتفاقاً ماویہ ہوگا اور مال دنیا سخت بے اعتبار
 کرنا اور جانا اسکا دونوں صورتوں سے غفلت کی نظر میں اعتبار نہیں کہتا ہے حکمائے لکھا ہے کہ چھ چیزوں نے

یہ سب سرگردشت میری کہ جو بیا نہیں آئی اب تہا ری جو میں آیا ہوں مقصود ہے کہ تہا ری صغیل لطف سے میرے کینڈل کا زنگ باقی نہ رہے سنگ پشت سے جھکے یہ حکایت اجماع کی بساط ملاحظت کو بچا کے طرح ملائمت کی آغا کی اور کہا کوئی سعادت تیری شرف مجاورت سے موازیہ کرو میں اور کوئی شہر تیری بہت ملازمت کے مقابل کیا کج جیسا کہ تو اس چہر کی دوستی سے خوش ہے زیادہ اس ہزار چند میں تیری ملاقات سے پنجا کرنا ہوں جینک میرا رخ چاہا صدمہ باد بادم اللذات سے گل نہ ہوگا پروانہ وار تیرے شمع جلال پر تصدی رہو نگا لعل یہ حکایت کیسا فرامی تو نے اس ضمن میں ہزاروں پیدا و زکات فوائد امیز مندرج ہیں ایک اندر جلیل سین یہ ہے کہ تیرے متاع دنیا و مسقر کرے اس حاجت انبیا و جنس کے رہبر و درازن ہو یا وہ اس فکر کرنا رخ اور یہ ہوگی ہی اور اگر زیادہ ضرورت ہے ہوں کریگا یا ضیالائین سرگردان ہوگا اور اسے وہ پہنچا جو اس گریہ کر میں پہنچا خوش نے بوجھا کہ قصہ اسکا کہ نہ کہ ہے حکایت کہ در جہاں سنگ پشت نے کہا کہ میں کہ ایک شخص نے علی بابا ہی اور مسقر گوشت کو علی گریسنگ فرود جاتا تھا رتب اسکا مقرر کیا تھا سو وہ جے جاتا تھا مگر اسکو جلنے تھا و جس قناعت نہ بتی تماش سے تھک کوتاہ کرتے تھے ایک دن کسی کبوتر خانے میں گزریا کبوتر کوئی صد اول آویز سے گریہ از خود نہ ہوگی اور کہو اس طرح یعنی کہ میں تولد یا کبوتر کوں بگیاں اسے سے گزرتا کر کہ مارا لا اور چوست اسکا حق سے جدا کر کے اور بھسک بھسک کے کبوتر خانے کے دروازہ پر لٹکا دیا اتفاقاً ایک گر بسطرت گزرا کہ کیا کہ گر کہ جہاں یہ حال ہے کہا کہ اسے عرض ہے کہ اگر اسقدر گوشت پر قناعت کرتی تو یہ سب تیرا گوشت ہے کیونکہ جدا ہوا اس شکل کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے بھی جو اللہ تعالیٰ سدر مرق عنایت فرمائے اور لیا سولای کر گراما و فطر کو کفایت کرنے اور خف دشمن سے میں کہو اب اور قناعت کرو جو مال کہ غلبے ہو یا ہی رہنا غم اسکا نہ کہ بیت غم نہ یا مخر کہ بیہوشہ ہے چکس نہ جہاں یا سوڈہ بہ اور کہی شرف کمال سے ہی نہال سے جو شخص کہ ہر سے آہستہ ہر گز تہوڑی بضاعت کہتا ہو پر جگہ عزیزہ کرم ہوگا شیر گز پرستہ زنجیر ہو یا اوکی مہانت کم نہیں ہوتی یہ اندو گز ہے ہر ہمیشہ ذلیل اور بے قدر سگ کے ماتہ ہے ہر خد طوف و طحال سے زینت بجائے ہر کسی کی فخر میں مایا کہ از ہر مقدار ہے اب ملکہ ریت غرت دل ہو در اور ہجرت مسکن وطن کا خیال کہ میں نہ لا کہ عاقل جہاں جائیگا ہر کسی زمین گہر بنا سنگا اور ہاں بے ہزار گز وطن میں ہے ہر ترغیب سے کہ گیسکو اتفاقاً ماویہ ہوگا اور مال دنیا سخت بے اعتبار کرنا اور جانا اسکا دونوں صورتوں سے غفلت کی نظر میں اعتبار نہیں کہتا ہے حکمائے لکھا ہے کہ چھ چیزوں نے

اوس دوست کے دروازہ پر آیا اور آواز دی اوس بزرگ نے قیاس کیا کہ اس وقت کا اتلبے سبب نہیں ہے مگر دور دراز میں پڑا اجنٹال سبب یا ایک توڑ اور ہم کا تھک لگایا اور شمشیر حایل کی اور کینہ خبیلت سے کہا کہ شمع ہاتھ میں لے کر آگے چل جب کہ دروازہ کھولا معاقل کیا اور کہا کہ اسی دوست تیرا انا اس شب نار کی مین تین صورت پر پھر خالین آتا ہے ایک یہ کہ احضیاج مال کی کچھ ہوتی ہے یا دشمن جانی نے علی کیا ہے یا تنہائی لال کا باعث ہوئی ہے اسلئے میں تمہیں چیزیں مہیا کر کے حاضر ہوں اگر حاجت مال کی ہے تو یہ توڑ حاضر ہے اور اگر دیر چاہتا ہے تو بندہ شمشیر آبدار موجود ہے اور اگر خاموشی کی حاجت ہے تو یہ کینہ خیر و شر و ہر ذیہ سمیت جو ہو فرمان تیرا تابع فرمان ہوں میں بہ ہر یغیبل ہو تو بندہ حسان ہوں دوسلئے عذر کیا کہ ہرگز کوئی حاجت نہیں ہے فقط تیرا اشتیاق لایا ہے اسلئے اجڑا حکام مجھ تک ایک سی ہزار درجہ بڑھتی پانی مر دیکر اگر گرداب حادث میں گرفتار ہو تو سوار باک ہم کے کوئی اوسکا دستگیر نہیں ہو سکتا ہے جیسا کہ ہاتھی اگر لکڑی میں پھنس جائے تو ہاتھوں کے بغیر کوئی اسے نکال نہیں سکتا ہے شاید موش کی جانب سے تو چوڑی ہے مگر تیرا شمشیر ہاتھ میں عاقل ہیشہ عالی مہنی کو کام فرماتے ہیں بلکہ دیکھا حوض ہی نیکی سے کرتے ہیں اور نڈر حیل انہیں لوگوں کا زمانہ دراز میں قی رہتا ہے سمیت دینا میں ہر جیسا نام زندہ + لاریٹ ہر مایم زندہ + اور جیسی دولت میں کو محتاج شریک ہوں اگر عیوہ زیر زمین شمار نہ کیا جائے گا اور جیسی زندگانی کہ بنامی میں سیر ہو وہ زندہ نہیں ہے بلکہ پتہ از مردہ ہے مقبل صدی علیہ الرحمۃ سمیت صدیامردن کو نام نہیں ہرگز مردہ انت کہ نامشک کوئی نہ بزدلہ زرافع سنگ پشت کیسا تھا جسے تلو میں کر لیکر ہو دور ہو وادہ اور کمال جلدی و درنا اتانہا لگان یہ ہوا کہ کوئی شکاری در پہلے سنگ پشت نے اس پریشی سے بانی میں جست کی اور زرافع دخت پر جا بیٹھا اور موش سورخ میں در آیا ہوا ایک بار قریب پانی کے آگے نزار کر پڑا ہوا اور زرافع ہر جانب کو نظر کرنا تھا کہ کون اسلے ہو کہ پیچھے آتا ہے جیکہ کوئی نظر نہ پڑا زرافع نے آواز دی کہ پھر بانی سے اور چوہا سورخ سے باہر آیا سنگ پشت نے دیکھا کہ آہو بیچوس بانی کو دیکھتا ہے مگر پتہ نہیں ہے سنگ پشت نے آہو کی تسلی کی کہ یہ جگہ خوف کی نہیں ہے اگر تشنگی ہے تو بانی پی اور اگر کچھ چاہتا ہے تو بیاں کر اور اتنا مضطرب نہ ہونے کہا کہ اگر کھانا میری نگر میں رہتے ہیں اسلئے اندک شہر سے بھی میں دوردور بھاگ بھاگ جایا کرتا ہوں آج ایک پہلیا جیر کے بہت سہ پیر بن کر ہاتھ اوسکا خوف از بس علیہ لایا بچھا میں کہ کبھی سی جیلے ضرور گرفتار کر لیا اوس نے خطر سے بھاگ کے یہاں ایک پہنچا ہوں کچھ پورے کہا کہ الپ ہرگز اندیشہ نہ کر یہاں ہرگز صیاد کا گزند نہیں ہو سکتا ہے بلکہ تیرا دل چاہی تو ہماری صفحہ قبول فرما کر پھر دوسری میں تجو ہی داخل کریں کہ ہم میں شخص میں چارہ معامین کا زندہ میں اسلئے کئی چیز حاضر ہیں کچھ مصلحت نہیں مٹی ہوا کالہ ہے فرمایا ہے کہ دوست جہد زیاہ ہوں مجرم لیاٹ کا کمر تلوار پسندیدہ عطا ہے ہی ہے کہ دوست

بے
توڑ و خبیلت
بے

اگر ہزار ہوں کم نہیں تو میں اگر ایک ہو بہت جانے بہت دیتی راہز کر کشنایدہ دشمنی را کیے بود بسیار دیکھو بخت
اور زناغ ہی کلمات طایم سے پیش لے آہو نے دیکھا کہ یلان لطیف طبع اور صاحبان پاکیزہ خصلت باطلہ میں نش
دلی کہتے ہیں سنے بعد مویشیق و غمراہی مرغزار میں قرار کیا اور دل آہو کو وضعیت کی کہ جس چراگاہ سے قدم باہر کرنا
اور اس خیر کے سوا کہ جگہ مویشی ان کی ہے دور کا مادہ نہ کرنا آہو نے قبول کیا اور بائیکہ کیلوقا لبر کرتے تھے اکر وہ موافق تھا
ہر روز کے سب کے سب کیا ہوئے آہو کو نہ دیکھا بعد نظر اسی لان تینو کو مضر ارموز زناغ سے تہاس کیا کہ تو بھلا
کر کے خبر لے کہ آہو کو کیا مادی پیش آیا اور کھر گیا زناغ تھوڑے عرصہ میں خبر لایا کہ آہو سیر اہم صیاد ہوا سنگ پشت نے
مویش سے کہا اس عادی نہیں تیرے سوا مشکل کشائی آہو کی کوئی نہیں کر سکتا ہے جلدی کر کر وقت اچھ سے نہ جائے
مویش زناغ کی راہ ہری سے آہو تک پہنچا اور کہا کہ اے برادر کیا پیش آیا کہ جسے اقل اس بلا میں گرفتار ہوا آہو نے کہا کہ اختیار
آہو کے مٹا بلین تدبیر کیا کام آتی ہی نہیں نے کہا کہ سچ ہے اسکا جلد جلد جلد چنندے جال کے کاٹنے لگا عرصہ میں
سنگ پشت ہی تلق صحبت کشان کشان آہو تک پہنچا اور لکا لکا لال ملال میان کیا کہ اے اعزیز تیرا اس مقام پر
میرے حادثے سے ہی دشوار تر ہے اگر مویش خندیر کاٹے اور صیاد اپنے تھوڑے وقت کو کہ بہاگ سکتا ہوں اور زناغ پر
کر گیا اور مویش سوراخ میں دریا گیا مگر تجھے نہ دست مقاومت اور نہ زور سے سنیو اور نہ سرخاطت اور نہ پاکی گریز ہے کیا
کیا تو نے دیکھو یوں ہماری جیلانی دو بالا کی سنگ پشت نے کہا کہ کیونکر نہ آتا اور میدان محبت میں پھر کھڑے قدم رکھنا امر
محبت میں مجبور ہوں اور اگر تجھ پر بار کے واسطے جان ہی جائے تو غرض ہوں کہ میرا نام فادار خون لکھا جا چکا ہے شک کی جا
ہے کہ المعلقا نے تیری نجات کا سبب پیدا کیا تو یہ کہ اس بلا سے فرانت ہائے اور ساتھ یا لان سچو
ایسی منزل کو عاودت کرے سخن تمام تھا کہ صیاد نمودار ہوا مگر مویش جب نہ کاٹ چکا تھا کہ آہو نے جھٹ کی اور زناغ شا
اور مویش ایک سوراخ میں ہا چیا گھنڈا لپٹنا دسی جگہ گیا کہ صیاد قریب آئے کہ آہو نے سوراخ میں لپٹا اور چپ و راست چھکا
تھا کہ یہ بند کسے کاٹے کہ نظر سنگ پشت پر پڑی باخود کہا کہ اگرچہ یہ متاع غیر آہو کے اہم جتہ اور دام گست کی تلافی
نہیں ہو سکتی ہے مگر خالی ہاتھ پہنچا حیت صیاد کی خلاف ہو ویرقت سنگ پشت کو پیر کے تو بڑے مٹی کیا اور
لپٹ پر کہی راہ شہر کی لی اس کے جانیکے بعد یعنی چون جمع ہوئے معلوم ہوا کہ سنگ پشت کو باز نہ کر لے لیکنا نہایت اندو
میں مبتلا ہوئے اور نالہ فریاد کرتے تھے زناغ نے کہا کہ اس لئے دوزاری سے سنگ پشت کے دھوکے فائدہ
ہوگا نہ تدبیر صاحب کرنی چاہی کہ اسکی نجات کی صورت ظہور میں آئے نہ لوگوں نے کہا ہی کہ اسخان چار گروہ کا چا جگہ پر ہوتا ہی
عادل شجاعت کا جنگ کے دن کہلتا ہی اور اہل اسکا عاودت کے وقت پہنچا جاتا ہے اور وہ دوا زن و سرزند

لہ ساریاں میں
پیشانی کسی بستی
پیلان اسوداد
مے طلال بنیتر
اندکی دیکھا
جسیر ۱۴۰

اور جیسا کہ یہ قوم ظفر غنی انداز سانہی میں جرات کہتی ہیں محتاج بیان کے نہیں ہیں اور انہوں نے ہمارے واسطے اس قدر
 حربے حربے سے خوب طمع ہو گئے اور اس نتیجہ کی بنا پر ابھی انہیں لیر کر دیا غالب ہے کہ پھر جلد ہمارے اقتدار میں آجائیں گے
 یہی دست برد پر کار نہ ہو میں لائین اولیقین ہے کہ ایک بار ایک زندہ و سلامت نہ چھوڑیں اس کام میں نامل کرو اور غور
 تمام سے کچھ ایسی تدبیر جو کار لاؤ کہ دفع دشمن اوس سے مقصود ہو لاہ موجب بیت کے دیکھو گے جو کچھ کہہ دیکھو گے
 بہت آج کر تدبیر دشمن ہو دشوار کل گر کشتن من امل بخشل اوستاد کی بد جگہ پیر ورنے یہ بات تمام کی باغ زاغ
 جوان کسٹ خون میں عقل حکمت اور فرست مصلحت میں برگزیدہ تھے لگے بڑھے اور لجاوے دعا و شامان عرض
 کیا کہ جو کچھ کہ بادشاہ نے فرمایا سر پا حکمت ہو اور اسرار بسیار میں مندرج ہیں لیکن بغیر خوب سمجھو ہم کیا عرض کریں بادشاہ نے
 کہا کہ مجھ پر ہماری سب پر ہمیشہ سے اعتماد ہے اور آج دن امتحان کا ہے جو ہر کہ درج ضمیر میں ذخیرہ کہتے ہو رشتہ بیان
 میں کہیں اور جو نقد کہ دار الفرج خاطر میں جمع ہو سکے غارت امتحان باز از ظہور میں لاؤ زان خون نے زبان ناکہولی اور اخبار
 موافقہ بڑھے شکار الہی ہر گلزار زلزلہ و باغ جنان کہچیں میں پھرتی رہی جب ملک ہم بہار شہا جنت میں آئیں
 شوکت و اجال ہر ملامت سے تخت تاج و جاہ و وقار راہی عالی اسات میں جو کچھ تجویز کریگی وہی بہتر ہوگا اور جو
 کچھ کہ ہم عرض کریں گے زیادہ تر اوس سے خاطر خداوندی پر روشن ہوگا اور کیا چیز ہے کہ ہم جانتے ہو گئے کہ ہزار چند
 زیادہ اوس سے لوح و نشہ نشانی پر قسم ہوگا لاک حکم الہی ہو رہا معد و س جو کچھ ارشاد ہوا نقد و رس عقل ناقص کے
 عرض کیا جائیگا بادشاہ اوس سے ایک ہی کہا جا رہ دفع دشمن کیا ہی اور کہا کہ او بادشاہ عقل و سلف اس طرح کے کام کیے جیلوں
 توڑتے تھے کہ جب مقابلہ دشمن قوی سے عاجز آئے تھے تو مولد و مسکن سے فرار کر کے ترک ملک مال ہتھار کر توڑ کسلے کہ جنگ میں
 عظیم ہے نقصان دشمن سے کہ انش محول ہو چکا ہو پس اس دشمن سے کہ حرب ضرب جبکی اپنے فوج کے دلوں پر لڑ کر لگی ہو اوس پر اوہ
 حمار بے کار لگدنگا ہل پر غور نگاہ بنانا ہے موجب بیت کے بہت جو غالب ہو چکا ہو لڑنا اوس سے بد شل ہے ہر زہرہ و میدان
 پادشاہ نے خط و سر کی طرف پھرا دیکھا کہ لکھا گیا کہ میں مصلحت دینا ہی اور عرض کیا جو کچھ زیر سانی نے کہا میری راہ اوس کے
 خلاف ہو کیونکہ اصل حملہ دشمن میں مولد و مسکن ہو چکا ہو نار با سحر کے نزدیک موجب ناموسی اور باعث بے یقینی ہر شہر و ملک و ملک
 میں از جارت ہونا کہا ال بے تنگی ہو بہتر ہو کہ ہم متحد اور کجا شوکت قلم و سپہداریں اور جنگ محول ہو سکے کار لائین دیکھو کہ
 زمانہ کس یاری کرتا ہے اور کس عاری میں آتا ہو اے شہر دار بادشاہ کا نکاح و عروست ملک کو زیر کیا کہ کیا کہ پہلے بوسہ تیغ
 آبلہ لیا گیا بہت حوس ملک کو داخل گیر ونگ ہو کہ بوسہ بلبل شیر بد زہر زہرہ و سہ وقت سا حشر اب شہنشاہ کو ہنچا
 کہ چاہئے نہنا دشمن کو تنگ نظر سے توڑ ڈالیا اور کھانے کی ہم پر واجب ہو گیا اور انتقال ایسا مضبوط کر کے جس میں گارڈین کے ہر وقت

یہ زار باغ عری
 شمشاد مال بسیار
 من جو کچھ لیا
 سندھو
 روح باغ تری
 زواری و طاقت
 رس ملک
 باغ ملک
 شہنشاہ
 شہنشاہ

بہار کا مقدر و نہ تھا کہ اس کے حکم کے خلاف عمل سکے اور بہت شان جالستان صاحب کو دار سے طاقت بائیں تھی
کہ دیکھ کر زمین پر کچی سی بہر سکے یہ اشعار و ملف کے لائق اس کی شان کہ میں اشعار یہ عدل ہے کہ نگاہی ہرگز ناخن سے
جو لگے ٹوٹ ہی رہے گو سفندین خا بد ہو اسے صورت کاش چراغ کو دشمن ہو بد لبان اوٹ ہے دشمن ہر ایک کا غمخوار
نگاہ گرم سے دانے انار کے ہوں شر بہ شر از شاگ تلمع ہو دانہ بے نار بد اور یہ بادشاہ چرم حرمت اور پردہ عشر
بین ایک محبوب رکھتا تھا کہ اس کی زلف شیر نگ و دانہ بی شب بیل پر دراز دستی تھی اور اس کا روی جان کش کمال حسن سے
چو وہو میں رات کے چاند سے سبقت لیکھا تھا بادشاہ کو اوں زمین سے نہیں ملے تھی کہ شاہد او کی جمال کا حال
زندگانی چھتا تھا اور اوں فتنہ دیگر نے جو مرغ دل شاہ کیا سیر اپنے کند زلف کا یا یا تھا لو کسان ابو کو تانا کوں کینچکر
خدا نگ عز کو ہر دم بدن سینہ پر مارتے تھے کہ او کی حکم حسن حرکت نہ کر سکتا تھا بموجب بیت رسم عاشق کنی شیوہ
شہر آشوبی بد جا رہو کہ بر مقامت او دست بود صمدی حبیب تر نگار لگتا ہے ہرگز دل نہیں سکتا بد لب نو فدا ساز غم
پیمان مل نہیں سکتا بد لیکن یہاں تک بیہوش شراب بہت تھی کہ فقط بادشاہ پر لگتا کہ کئی تھی ملکہ ہر طرف نفا ڈالنی
رہتی ہر ایک خواص بادشاہ کا نہایت حسین اور برگزیدہ اور ذی اعتبار تھا کہ غدر بادشاہ کو بھی اوس پر دہتا تھا
یہ یکدم لدا و دھوی اور وہ بھی جل و جان اسکا نہ لیتی تھا کہ آخر کار رسم حلاط کمال باہم پیدا ہوئی اور ملاقات مخفی جاری
ہونے لگی ایک شب بادشاہ نے غسل عشرت اسے سنکی اور شاہ بیکم کیا بیٹھے اور یہ خواص بھی خدیں بیٹھے تھے اور بادشاہ
ہر دم نگران جمال حکیم تھا اور یہ گوشہ نگاہ و زیدہ و مخموشاے گل خسار خواص تھی اور اس میں غافل تھی کہ بادشاہ یہی حرکت
مستحب ہوا ہے سلطنت اشارت میں ہر گرم نمی جبکہ بادشاہ نے چند بار یہ حرکت دیکھی کہ یہیں شعلہ غیرت عشق اور آتش حیت
بادشاہی کا نون سیدہ میں متعل ہوئے اور ہم اس کی محبت دل برداشتہ ہوا بموجب بیت اہل تحقیق رائے کہ بڑا نور
از دستہ کہ مرید وہ باغ دگر ہے بد لیکن یمن کہ کلا اس کام میں منتابی کہ ناظر فیہ احتیاط سے دور ہو اسلئے ایسا دھوکا دیا کہ
اونپر ثابت نہوا کہ بادشاہ کچھ سمجھا ہو اور بی طرح تلمع متانی معمول کے برسر کی مگر آتش غیرت سے دل کباب کی اند
بہشتار ہا جبکہ کار فرمائے نے حاکمیت الیدان سپہر مینا گوں کو اٹھایا اور شمع عالم اور ذرنے علم و قہر فیروزہ نام پڑھ
کیا بادشاہ دلو گستر دولت مسرا ہرگز رونق افزا تخت عدل داد ہو اور قہر داد و خواہوں کے موافق دستور العمل کدیت
خود فیصل کرتا رہا بہت شد کہ با عدل ہشتا بادشاہ سپاہ رحمت خدا باشد بد بعد از فراغ کار سلطنت خلوت میں بیٹھا
اور اس وزیر کو کہ مشا الیامورات سلطنت تھا طلب کیا کہ جلاؤ فہر متقاضی تھا کہ اجازت کیا وزیر سے ظاہر کر کے تدبیر
اس کے قتل کی سطر حجر کرے کہ مردہ ناموس دریدہ اور شتر نہ لگائی بریدہ ہو اور کار فرمائے عقل سپہر کہتا تھا

کہ ہیرا وزیر سے بھی نہ لکھ کر بشری شرم کی بات ہی آخر جانب قہر کی غالب آئی اور اجازت شب گزشتہ کا کیا لکھا اور شہزادہ وزیر سے چاہا ہونے ہی ان کے قتل کے سطر چہرہ صلح دی کہ دونوں کو نہر بلال سے ہلاک کیجئے اور شہزادہ وزیر کے پیچھے کو اطلاع نہ ہو سیت کار کا پچھنچن ان کے کہ پہنچائی ہو وہ آشکارا اگر بو ذرا خیر نیامانی ہو وہ اسکے بعد وزیر اپنے گھر کو آیا اور اسکی ایک بیٹی تھی اور جو بہت عزیز رکھتا تھا اس سے نہایت غلین پایا سبب پوچھا معلوم ہوا کہ اسے ملکہ نے آج بہت بے عزت کیا ہے یعنی ازل بن سیتیں ستر مغل دی ہیں وزیر کمال خشناک ہوا اور برائے تسکین اس غلین سے کہا کہ تو غم نہ کر اور دل شاہ کے کہ بس دو چار ہی زمین چرائے اسکی عمر کا افسرہ اور گل حیات اسکا پڑ مردہ ہوا چاہتا ہے بیٹی نے وزیر کے اس جہال کی تفصیل میں سبالتہ کیا وزیر نے بطریق دلالتی شہزادوں را کا بیان کیا لیکن اسکی کتمان میں سبالتہ تمام کیا و خضر وزیر شہزاد سے خوش ہوئی اور بارہائے معارف اس حال کے ایک جامہ خاتون کی اس کے پاس آئی اور عنبر خواہی اور دلدار سے پیش آئی و خضر وزیر نے کہا کہ کچھ غم نہیں ہے خاتون نے مجھے بے سبب لنت دی ہے عنبر سبالتی سزا اور جزا کی کمی کی خاتون نے کہا کہ اے وزیر زادی تو جانتی ہے کہ مین خاتون سے زیادہ تیری تابع فرمان اور فانی ہوں جس میں کچھ راحت ہو عین میری تمنا تو تیرے سے حل کو نہ چھپا لیا اسکی جفا سے عین ہی بہت خفا ہوں خدا کرے یا جس ہو کہ میں ہی اسکی گڑا سے نجات پاؤں بلکہ اگر کام عین کچھ سیر کر لیا ہوں تو جلالوں وزیر کی بیٹی نے کہا کہ مجھے افسوس ہے کہ تو میرے درویش صادق ہے لیکن اگر قوت اسکی کہنی ہے کہ راز کو زبان سے نہ لائے تو حال مفصل بے کم و کاست تجھ کو کہوں خدا دے سو گند کھائی اسکے بعد اسنے کل حال اس بیان کر دیا خاتون فوراً وہاں سے پھری اور خاتون سے مشورہ حساب حقیقت بیان کی خاتون نے اس جوان کو نہایت عین ہلاک کہا کہ جان ہم دونوں کی جہانگیر اگر ہو سکے تو بادشاہ کو مایہ دو دنوں نے باہم مشورہ قتل کر لیا شہ جبکہ بادشاہ سویا اور بغیر خواب بلند ہوئی جوان پر دیسے نکلا اور سر بادشاہ کا رخ سجدا کیا فائدہ اس مثل کا یہ ہو کہ بادشاہ و زرا و مشورہ لین گروہ راز کہ جیتن صحت ملی ہو اسے اصلاحا ہم مکرین والا ایسا ہی کچھ پیشکش بیگار چند یہ وزیر خیر خواہ بادشاہ کا نہا گزشتہ بشری سے بادشاہ کو قتل کروادیا اور مظاہر ہے کہ اگر بادشاہ باوجود فریادانی اور بہت بلند کے راز اپنا چھپانہ سکے گا بھلا اور لوگ باہم عین کتر اور عقل دانش میں اسکو فروتر ہیں کہ طرح مخفی کر سکے گے بیت جو تو متواقی کہ راز خوشیں نہ مان کہنی دے پس جو راز مجھ کو اور دیگران افشا کنندہ کا نشانہ ہے جبکہ یہ حکایت بیان کی ایک شخص نے کہا کہ اس حکایت سے معلوم ہوا کہ راہ شہزادہ کی چاہئے کہ مشہور ہو جائے کہ جو کچھ بادشاہ کے غفلت ہی راجہ کرے اور حالانکہ ترک کرنا مشورہ کیا پسندیدہ مغل حکمت عین ہوا آہ کر مہ و شاد و غم فی الاہر مقتدی اسکی جو کہ بغیر مشورہ کی ہوئی کسی ہم کامادہ نہ کرے بیت بنای کا رونا و زبوا ورت نہ ہنی نہ حق خرع گزار دی نہ دا و قتل ہی ہے اور کلام ابی

[illegible]

پیغمبر برگزیدہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واسطی مشورہ حکم کرتا ہے۔ دلیل اس پر ہے کہ مشاورت محمود ہے اور غلط اس کا
 فوہا پسندیدہ نہوگا بیت شد پیغمبر مشورت امور و توجہ ان میں طریقہ باشی دور بہ کار شناس نے کہا کہ امر حقیقتاً لے کارنا
 اپنے رسول کو مشورت میں ہوا سب سے نہیں ہے کہ اس کی رائے کو اور وکے مشورہ کیے سبب مدو حال ہو کیلئے کہ ضمیر میں حضرت
 سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وحی الہی سے مرید اور امین جہاں ناک تھا کہ حقایق انبیا و امین بالتمام ظاہر تھی مگر
 قائمہ مشورہ کیا ہے کہ اس طریقہ پسندیدہ کہ لوگ سیکھیں اور اپنے عقول ضعیفہ کے واسطے اور وکے عقل سے
 مدد گاری جی چاہیں جس کا اور چرخ کا تو طریقی اور روعن دلنے میں روشنی زیادہ پڑتا ہے اور فرغ آتش کا جزو کم
 زیادہ کرنے میں و بالا ہوتا ہے اور ان باتوں سے یہ نہیں نکلتا ہے کہ ترک مشورہ کیا کرنا چاہیے بلکہ یہ ہے جو کچھ مشورہ حاصل
 ہو اور اپنی رائے ہی اور ہر قرار پر اسے اور چھپا کر لا خفا کرنا اور کتمان انی ضمیر میں دونا مدد کی حاصل ہوتی ہیں یک
 یہ کو تجربہ میں آیا ہے کہ حیل و کونجی نہ ہو تاثر یہ ہو کہ ملکہ عقدہ کشائی اس کی ہوتی ہے اور غالب ہے کہ ہی مضبوط شرف کا
 ہی ہو جس کی کہ اگر مشورہ الکتب سے قرار دی اور تقدیر الہی کے موافق نہو تو شمات اعدا سے اور عیب جو کی خود گیری سے
 چیتا ہے موجب بیت کے بیت ایک وصل تو میر شہ و جہان نیست نہ کہ نقیان زیر طعن زبان کثایت بد و بوللا
 کراہ کار شناس میںے طلب زمان در گاہ میں ہر خوش بیگانہ ہے تجویز برگزیدہ کیا ہے اور تیری رائے ہمارہ پسند
 دل ہے تو نے جو کچھ تجویز کیا ہے بلا تکلف کر اور تا مقدر راضی بقصود و کار شناس نے بعد دعا عرض و ان عرض
 کیا کہ ہر ملک و دار پر جب کہ جب کوئی ہم اپنی نصیحت کو و پیش آئے جو کچھ ازراہ صواب اندیشی او کے خیال میں آئے
 عرض کر دے اور اگر راضی و مخدوم مائل بخطا پائے تو ضرور اطلاع کر دے کہ اس تدبیر میں نقصان متصور ہیں اور تنک
 سر انجام اس تدبیر کا دلپذیر نہ تھا اے بہت کو قاصر کرے اور اس کے مدارک میں خواب غرور فراموش کرے
 آخر کوئی بات کام کی ہاتھ آہی جائیگی اور بادشاہ جسکو مادہ امانت داری سے اندک خوف بای او کی سزا میں ہرگز نابل
 نہ کرے اور جسکو خیر خواہ بدل اور امانت دار و صلحت کار درست بای او کی سزا میں کوئی خفیہ علی قدر حال کر و نا
 لغو نہ کرے جیسا کہ پنا نسق اس طریق پر جاری رکھو تو اسی وزیر کا فی اور شیران متین ضرر ہاتھ آئیں گے کیونکہ خائن و خبیث
 وہاں کو کسی ایسی بادشاہ کی نزدیک قبول نہ کرے کیونکہ کمالا جو ہو گا وہ امین ہو گا کہ جب بادشاہ نے سزا کے خائن و خبیث
 اور امین کی سزا اس طرح اپنے اوپر لازم کی پھر غالب ہے کہ اس بادشاہ کی سلطنت پائیدار رہے اور
 سزا اس کا افشا نہ ہو اور حوادث زمانہ کی اس کی ملک پر دست برد نہوئے پائے بادشاہ نے پوچھا کہ
 یہ کیا ماراں کا کس طرح اور کن کن خصوصاً کیا جائیے اور کن لوگوں سے پنا ہے کار شناس عرض کیا کہ بادشاہ کو کمال

مشورہ کی ضرورت ہے
 و اگر مشورہ نہ کرے
 تو اس کی رائے غلط ہوگی
 و اگر مشورہ کرے
 تو اس کی رائے درست ہوگی

کہا کہ مجھ پر تیری رائے صواب اندیش اور امانت اور دیانت پر کمال ثنوی ہے حاجت امیں کیا ہو سبک یا جو اور جو مکتا
 سمجھو کہ لاکھ رسول زبان بادشاہ کی ہوتا ہے نیز لکھنا میرا کہنا ہے جو کوئی چاہے کہ بغیر ملاقات و سکا رانمل دریا کو تو نواسکی
 فرستادہ کی گفتار کو دراز سے معلوم کر لے کہ وہ ایسا ہے کہ جسے ایسے کو برگزیدہ کیا ہے اور حکمانے ہی امیں نگاہ کی ہے
 کہ بادشاہ کو چاہئے کہ ایسے کو کول کر کر کے برگزیدہ سے قیام کا اور داناتراوس گروہ میں ہوجا پچھ سکندرو و القرمین مشیر تبدیل لہا کر
 میں آپ رسالت کی گیا ہے اسلئے کہ فرستادہ وانا اور ولید وانا چاہئے کہ ہر سوال کا اپنی ذکا سے ایسا جواب دے کہ راہ صواب سے
 نزدیک تر ہو یعنی پسندیدہ اہل تحقیق اور مقبول نظر بات بتیقین ہو بہت لوگ ہوتے ہیں کہ حدیث و سنت سے ایسے آتش پر یا
 کرتے ہیں کہ جہان جلیجائے اور بعض ایسے ہیں کہ گفتار و پسند سے دو گروہ میں طرح محبت کی پیدا کرتے ہیں بہ روز فی عرض کی کہ
 لے بادشاہ اگر مجھے طریقہ رسالت میں کچھ دخل ہے لیکن بادشاہ عالم پناہ ہی انچیز محکمت سے جو ہر چند فیض سے بیخبر
 کے گوش ہوش میں آویزان فرما تو اور میرا یہ رسالت کر کے دوسری تالوں سے ہر بات کو مٹن ترتیب تیار ہوں بادشاہ کہہا کہ
 لے بہ روز بہترین طریقہ رسالت یہ ہے کہ تیغ زبان اندر تیغ آبدار تیزی اور برش میں درست کہو لیکن جو ہر لطیف مارا
 ہی مٹنے نہ پائے اگر ادا میں فی سوا ابتداء کہ مخفی ہو تو اپنی طرف سے پہلے وہ کلام کرے کہ ابتدا اس کے لطف ملائمت پر ہو
 اگر دیکھو کہ وہ نہ نہیں ہوتا ہو اور سنی پر نہیں آتا ہے تو نرمی کے پردہ میں ایسی تیزی بیان میں ادا کرے کہ نہ ہر وہ کلام
 ہو جائے اوسا معین یہ واضح ہو کہ کپ پر خاش کبابی نہیں ہے مگر جواب پر خاش میں بہت پر کار ہو بیت الطائفین
 از سببہ تخم کین برزید زبان غنی زابو و تخم چین برزیدہ حال یہ کہ کلام رسول چاہئے کہ قاعدہ لطف و شرم و سادگن اور
 سوختن پر مبنی ہوا و ناموش سکھ بادشاہی ہر حال میں کم نہونے دی اور مطالب اور کنا یہ دشمن کے بخوبی سمجھ لے غرض کہ
 وانا کو پند و نیا تحصیل حاصل ہو پس رخصت ہوئی امان اللہ بہ روز آداب بجایا اور رخصت ہوئے کہ شب کو گروہ پیلان
 میں آیا خیال کیا کہ یہ سب سے مست بادہ نخت میں بلے اسکے کہ حال مفصل بیان ہو تیری کیا قدر جانیں گے اگر تجھ سے
 ہزار کو مال کر دین تو ہی انکو چہرہ جاری پر غبار نہ آئیگا بیت کب دست منوج کرتی ہو ماتم حساب کا بہ دریائے
 طمرین کو کہان خم جا کباب **ایضا** اگر جس جا ہو سیلان دمان کا کہے دمان و سیان ہو رناتالوں کا پاپس
 بہتر یہ ہے کہ ایک بلند ہی پر بیٹھ کے پہلے پیغام داکرون اگر ساعت کی قبول دلا و لا جان تو سلامت رہیگی اسکے بعد
 بلند ہی پر آکے آواز دی کہ لے شاہ سیلان میں پیغام بر ماہ کاموں اور پیغامبر کو چاہئے کہ کچھ لاکھ
 کہا ہو اوسے حربت بخت ادا کرے کہ نامور معفو رہوتا ہے - اور رسول کی بات گو
 مطلع ہو لیکن سماعت کے قابل ہوتی ہے - اور تو جانتا ہے کہ ماہ باعث رونق

۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

بازار شب اور نائب ہی بادشاہ روزگار کوئی اوسکا غلاف اختیار کرے اور بات اوسکی سمع قبول نہ ہونے
 قوتیتہ اپنی ہانوں پر ملتا ہے بادشاہ پیلان اپنی جگہ سے نکل آیا اور کہا کہ سنیام ماہ کا کیا ہو کہ ماہ ہوتا ہے کہ جو پھر
 اپنے روز اور قوت پر مغرور ہو کر زیر دستوں کو از اسنچا تو یہ دلیل روشن ہو اوسکی رسولی کی کیا وہ ہمارے وعدہ
 قوت سے آگاہ نہیں ہو جو اپنے کو بھول گیا ہے صیبت خدا کی کہ بالادست آفرید چنبرہ دست ہر دست دست آفرید
 اور تو جو اس خود پر ہے اور میں اور یہاں سے قوی تر ہوں اور یہ قوت اور شوکت کہ افنی خواہی سے معروض وال میں
 آجاتا ہے بس لیو کیلے تو نے یہاں تک خیر کی ہو کہ ہمارے حرمی میں تیرگی کر دی ہے کیا تو نہیں جانتا ہے کہ نقاب
 تیر پر اگر میرے چشمے پڑے تو اوسکی بال پر جل جائیں اور اگر نرطایر کسی چشمہ پر سے لہرنگاہ کرے تو قوت باصرہ اوسکی
 فوراً نکل ہو جائے پس تو آپ کو کیا سمجھا ہے کہ خیال فاسد کی دلہن راہ دی ہے لیکن میں نے ہمارے کسی ہر گاہ کیا ہے
 اگر اپنی جگہ سے قدم اُدھر نہ کر کہ کیا تو رام کی سر کردہ الاذات خود میں آؤنگا اور عذاب الیم سے بچ کر ہلاک کر دنگا
 اور اگر اس میں کچھ شک تھے ہو تو جلد آکر میں اس چشمی میں اس وقت موجود ہوں براہ صیبت ماہ ہر اور چشمہ جرت کھل شاہ
 پیلان اس بات کے سنتے ہی تعجب ہو کر اوس مسجد میں چشمہ حاضر ہوا اور صورت ماہ کو پانی میں دیکھا بہر نے کہا کہ اسی
 بادشاہ نہ تو پانی اوٹھا کے منہ دھو کہ ماہ بر سر ترم آئی اور تجھ پر ماضی پہل نے خرطوم اینٹوں کی جنبش خرطوم سی بلانی ہلاتا
 اسی معلوم ہو کہ یہ اضطراب غضب میں ہو کہ ایک طرف غصی کا پایا جاتا ہے پل نے آواز دی کہ دی وکیل ماہ جناب ماہ اپنی جگہ سے جا بھاؤ
 حرکت کرنا ہی بہر ہو کہ کہا کہ قہمی ماہ جو کہ بر سر ترم ہے ہی حال ہے تو جلد عجدہ کر کہ غضب فرو ہو اور تفریق پر ہی نے سمجھ لیا اور
 کہا کہ اب زہار خشن ہو کر گردنی پل نہ آئیگا قصور گزشتہ کرنا دانستہ گناہ نہاساں ہو یہ کہہ کر پانی سے خرطوم باہر ایدم
 بعد پانی پھر اور ماہ بنے قرار پھر ماہ دھوئے کہا کہ جاقصودیر اصاف ہو اہر ہر کر ایسا نکرنا پل اپنے جزیرہ کو روانہ ہوا اور ہر روز
 آکے اپنے بادشاہ کو خوشخبری دی بادشاہ نے نہر تحسین بہر دنی کی راہ سلیم پر کی اور حسین تہذیر اوسکا جب گوشو کو باعث آن
 امان ہوا زانے نے کہا کہ یہ نیکل سلتے بیان کی ہے میں نے تم میں ایک قاتل ایسا چاہیے تا وقت ضرورت تدبیر دفع دشمن ہو
 اگر کج تم میں کوئی نہرک صلاح کہ جوا تو کب یہ صلاح دینا کہ گوتم شوم کو تم نیا فرماؤ اور دو کہ باوجود اتنی فضائل اپنے یہ
 کہ مذکور جبکہ ہو چکا فریب دغا اور بیوفائی سرشت میں داخل ہے اور بادشاہ کا اس زیادہ کوئی عیب نہیں ہو کہ دغا و بیوفائی
 اوسکی طبیعت میں ہو کہ چونکہ بادشاہ سایہ پروردگار کہے جاتے ہیں عرشانہ نے انکی آفتاب عدالت سے عالم کو منور کیا ہے انکا
 عدل و انصاف کے بغیر من و امان عالم میں وجود نہیں باقی ہے پس چاہیے کہ بادشاہ وفادار ہو نہ جفا کار اور
 رعیت کے ساتھ ہر و الطاف سے پیش آئے نہ قہر سے اور زنگا کینہ و لوح سید کو صاف نہ کہ نہ کد

اور جو کئی کہ مکار کا حکوم ہوگا اور پیچیدگی جو اس تک کہ اور پیچیدگی کہ مکار سے پہنچا مرقون پوچھا کہ یہ تصنیف کرتا
 حکایت گریہ مکار اور کبک اور پیچیدگی نزاع نے کہا کہ دامن کوہ میں میرا نشانی تھا ہمایہ سیر کا کبک
 کبھی سکون تھا تاثیر قرب جوار سے ایسی محبت ماہم پیدا ہوئی کہ بجز تلافی معاش مخالفت اکدم کی بچے گوارا نہ تھی گاہ
 وہ کبک ایسا غلب ہو گیا کہ نازا نہ دراز بر سرع افسگانہ ملائعین ہوا کہ ہلاک ہو گیا بعد مدت دراز ایک تہو پیدا ہوا
 اور اس کی آشیانے میں سکون کیا مینے خیال کیا کہ آشیانے کے خالی رہنے سے تہو کا بدلہ بچہ ہے اگر معلوم ہوا کہ وہ زندہ
 تو اندیشہ میں متعرض ہوتا حکم اس کے مہر عہد کے مہر و دو دیگر سے بھی آبادی فاش ہو رہا میں تہو کی شدہ مہر
 گزری کہ کبک مودہ ہوا دیکھا کہ غیر مہر سے آشیانے میں تنگ ہے کہا تو مہر کی جگہ چوڑے سے تہو نے کہا گلاب میں
 قابض ہوں اور مقتضائے القبض دلیل الملائح کی اب اسکا مالک میں ہوں اگر اپنی حقیقت سمجھتا ہے کو حجت
 شرمی سے اثبات کر لکے کہ کہا کہ تیرا قبضہ غضب و تغلب سے ہوا و غصب کے نزدیک رہا نہیں ہر آستان میں
 ستیہ جی کہتا ہوں میں القصد و لون میں نزاع کلی واقع ہوئی چنانچہ ہر شہر مینے صلح کی تدبیر کی پر کوئی بات
 درست نہ پڑی آخر کار سہر قرار پایا کہ جرح حکم عادل کریں کہ دونوں کی بات سن کے حق سے باطل کو جا کر کہے
 کبک بولا کہ یہاں سے نزدیک ایک گریہ روزہ دار اور عابد اور خدا شناس اور کم ازار و ن روزے میں بسر کرتی ہو اور
 شمع واریا کتہم سوئی نامیج سوز گرا عشق آہیں میں کھڑی ہو کے لشکری کی لکرتی ہو ٹھنوی باب دیدہ دست از گونہ
 ز کفر کفر گنج فیض جنت زہر ہر دو عالم پشت پا سے بہ زور دیکھا نہ باخ آشنایہ + انطا لک کاہ کی کرتی ہو اور
 خونریزی جانور و کی حرام جانتی ہے اس سے زیادہ قاضی عادل اور نہ ملیگا اور وہ حکم اس قضیہ میں حکم بستی کری بہتر اس سے
 اور ہاتھ نہ آئیگا و لون اسان پر راضی ہو کے گریہ کیون روانہ ہوئے مینو از راہ شفقت کہا کہ ایگزیزوئے جو تھو کی
 قابل خما و کے نہیں غالب ہے کہ راہ تہا ہی خطا پر ہو لغو اسے سمجھو کہ گریہ کو تھو سے کیا علاؤ کوئی اور بھلا بچہ صلح کی
 کرو اور اس خیال محال سے درگزر و نہ ہوں کہ میں مابا کو کیا مینے کہا مصرعہ کہے مصلحت خویش کو عیال نہ خیر بہتر ہے روانہ ہو
 لیکن زمین کہا کہ یہ قضیہ نوادر و رکار سے ہے تماشا اسکا دیکھا جائے کہ گریہ روزہ دار میں کیون کیا فیصلہ کرتی ہے
 میں ہی ان کے چپے چپے آکے ایشاخ دفت پر مشہد ظاہر کرنا تھا جبکہ دوسرے گریہ نے دیکھا کہ دونوں پہلڑوں
 آتے ہیں طہ کبر سے ہو کر نا پڑ پڑ لگی اور تعیل ارکان حبیب کا چاہی کوشش کرتی تھی ٹھنوی کلید در و درختان نازہ
 کہ چشم مردم گزاسی دراز کبک اور تہو کہ دارا و زکا را دس کا رہ کے دیکھ کے متغیر و زیادہ تر مخفہ ہوئی کس بعد اتنا
 اتنا کیا کہ نامر سو مانع ہوئی مدعون جزا دین ادب پر کہ کبک لو کہ ہم دونوں میں قضیہ ہے توجا کے فیصلہ دشوار ہے امید

اور جو کئی کہ مکار کا حکوم ہوگا اور پیچیدگی جو اس تک کہ اور پیچیدگی کہ مکار سے پہنچا مرقون پوچھا کہ یہ تصنیف کرتا
 حکایت گریہ مکار اور کبک اور پیچیدگی نزاع نے کہا کہ دامن کوہ میں میرا نشانی تھا ہمایہ سیر کا کبک
 کبھی سکون تھا تاثیر قرب جوار سے ایسی محبت ماہم پیدا ہوئی کہ بجز تلافی معاش مخالفت اکدم کی بچے گوارا نہ تھی گاہ
 وہ کبک ایسا غلب ہو گیا کہ نازا نہ دراز بر سرع افسگانہ ملائعین ہوا کہ ہلاک ہو گیا بعد مدت دراز ایک تہو پیدا ہوا
 اور اس کی آشیانے میں سکون کیا مینے خیال کیا کہ آشیانے کے خالی رہنے سے تہو کا بدلہ بچہ ہے اگر معلوم ہوا کہ وہ زندہ
 تو اندیشہ میں متعرض ہوتا حکم اس کے مہر عہد کے مہر و دو دیگر سے بھی آبادی فاش ہو رہا میں تہو کی شدہ مہر
 گزری کہ کبک مودہ ہوا دیکھا کہ غیر مہر سے آشیانے میں تنگ ہے کہا تو مہر کی جگہ چوڑے سے تہو نے کہا گلاب میں
 قابض ہوں اور مقتضائے القبض دلیل الملائح کی اب اسکا مالک میں ہوں اگر اپنی حقیقت سمجھتا ہے کو حجت
 شرمی سے اثبات کر لکے کہ کہا کہ تیرا قبضہ غضب و تغلب سے ہوا و غصب کے نزدیک رہا نہیں ہر آستان میں
 ستیہ جی کہتا ہوں میں القصد و لون میں نزاع کلی واقع ہوئی چنانچہ ہر شہر مینے صلح کی تدبیر کی پر کوئی بات
 درست نہ پڑی آخر کار سہر قرار پایا کہ جرح حکم عادل کریں کہ دونوں کی بات سن کے حق سے باطل کو جا کر کہے
 کبک بولا کہ یہاں سے نزدیک ایک گریہ روزہ دار اور عابد اور خدا شناس اور کم ازار و ن روزے میں بسر کرتی ہو اور
 شمع واریا کتہم سوئی نامیج سوز گرا عشق آہیں میں کھڑی ہو کے لشکری کی لکرتی ہو ٹھنوی باب دیدہ دست از گونہ
 ز کفر کفر گنج فیض جنت زہر ہر دو عالم پشت پا سے بہ زور دیکھا نہ باخ آشنایہ + انطا لک کاہ کی کرتی ہو اور
 خونریزی جانور و کی حرام جانتی ہے اس سے زیادہ قاضی عادل اور نہ ملیگا اور وہ حکم اس قضیہ میں حکم بستی کری بہتر اس سے
 اور ہاتھ نہ آئیگا و لون اسان پر راضی ہو کے گریہ کیون روانہ ہوئے مینو از راہ شفقت کہا کہ ایگزیزوئے جو تھو کی
 قابل خما و کے نہیں غالب ہے کہ راہ تہا ہی خطا پر ہو لغو اسے سمجھو کہ گریہ کو تھو سے کیا علاؤ کوئی اور بھلا بچہ صلح کی
 کرو اور اس خیال محال سے درگزر و نہ ہوں کہ میں مابا کو کیا مینے کہا مصرعہ کہے مصلحت خویش کو عیال نہ خیر بہتر ہے روانہ ہو
 لیکن زمین کہا کہ یہ قضیہ نوادر و رکار سے ہے تماشا اسکا دیکھا جائے کہ گریہ روزہ دار میں کیون کیا فیصلہ کرتی ہے
 میں ہی ان کے چپے چپے آکے ایشاخ دفت پر مشہد ظاہر کرنا تھا جبکہ دوسرے گریہ نے دیکھا کہ دونوں پہلڑوں
 آتے ہیں طہ کبر سے ہو کر نا پڑ پڑ لگی اور تعیل ارکان حبیب کا چاہی کوشش کرتی تھی ٹھنوی کلید در و درختان نازہ
 کہ چشم مردم گزاسی دراز کبک اور تہو کہ دارا و زکا را دس کا رہ کے دیکھ کے متغیر و زیادہ تر مخفہ ہوئی کس بعد اتنا
 اتنا کیا کہ نامر سو مانع ہوئی مدعون جزا دین ادب پر کہ کبک لو کہ ہم دونوں میں قضیہ ہے توجا کے فیصلہ دشوار ہے امید

عمل ہونے کا انجام کار پر نظر کرے اگر کج تاج خرد سے فرق حال میر مزین ہوتا تو پہلے کسی عامل سے مشورہ کر لیا ہوتا جسکے بعد اس گفتگو میں جرأت کرتا تو سخن بے ضرر اور پاکیزہ کہنا اور یہودہ گوئی سے احتراز کرتا مین بقول شاعر بیت سخن ساختن استیجہ گفتہ بہ دوزیا سفتی بود اینکہ ستم بد افسوس کہ ہے شورتنا صحاں عاقل اور خرد و خندان کا مل بات کہی میز اور بغیر ورت محض کلمات خصوصت انگیز زبان پر لایا مین غالب ہے کہ مفسدون کے زمرے میں شمار کیا جاؤں نادانی اور جہالت سے منسوب ہو کہ جینی پرچ کہا ہی کہ بسیار گو یہ یہودہ گو ہوتا ہے بلکہ آدمیوں اور بہائم میں کلام سے امتیاز کیا جاتا ہے بیت جو کرے بات ادوی چاہیے ہوش بگر نہیں ہوش تو بیٹھے خاموش بد الفصہ لایع اسی طرح برقرار رہا اور کہو نفرین کرتا تھا اور اسکے بعد اپنے مسکن کی طرف پر وانی پس ہم میں اور قوم بوم میں سبب عداوت یہ ہوا بادشاہ کی کہا اس کا شناس یہ حکایت فایدا مومنی مین اور حال حکایت کو سزایہ دل اور مین خرد کیا مینے بزرگوں نے کہا کہ خرد و مند و مندو مصاحب کرنا اور انوکھا کلمات طہیات کو اپنا پیشوا کی کار بنا نا ناشانی ہے سعادت و اقبال اور حصول مرتبہ کمال کی اور کا اس پر اتفاق ہے کہ محبت نیکوئی شک کی انتہی کہ اسکو فیض نسیم سے مغز جان کو قوت حاصل ہوتی ہے و فعل نیکون کا دلیل دلش ہے اور قول انکا حکمت کی طرف راہبر ہے خانہ دل میرا تیرے بیان گردش ہوا اب تباکہ تذکرے کے دفع کا کسر حیر کیا جاتی کا شناسنے و عاثر شاہانہ دی اور کہا کہ وزرا ی روشن رہے نے جنگ اور صلح اور توار و فرار و قتل باج و خراج سے جو کچھ کہتے تھے کیا ہے میرا ایک ہی امن پسند مین ہے امید خدا سے رکھتا ہوں کہ ایسا جیلہ بر سر کار لاؤں کہ جس خوشی اور کامیابی شہر یار کو حال میں چاہے زمانہ سابق میں بہت شخصوں نے جیلے سے بیشتر مقصود اپنے حاصل کیے مین جیسا کہ طرہ ولایت گر گانی گو سپند کو ایک ہی جیلہ مین زائد کے ہاتھ سے لیکر بادشاہ نے کہا کہ یہ نصہ کیونکر تھا : حکایت طرہ ولایت گر گانی کہا کہ ایک زائد صاحب دوع قربانی کیواسطے ایک گوہند فر بہ خرید کر کے اپنے صندوق کو لیے جاتا تھا دل کو دھڑا دھڑکا ہوس گو سپند کو دیکھ کے لوٹ گیا اور چاہا کہ کسی فر سے گئے میند سے بچے صلح کر کے راہ میں کھڑی ہو ہی جبکہ زائد نزدیکیا ایک لاکہ یا شیخ یہ سگ گفتی کو لیا جو دوسرا لاکہ یا شیخ کہاں بچا گیا تیسرے نے کہا کہ اب شیخ مکرارادہ شکار کا ہی کاس سگ کو ہاتھ مین لیا جو ایک کہتا تھا کہ غلیہ شوق سے زائید تھا دوسرا لکھ دیتا تھا کہ باوجود صلح و تقویٰ کے سگ محروم کو ہاتھ مین لیا ہی خانہ منازکی کو اپاک کو سے غرض سی طرح ہر ایک مکاری سے نئی طرح کا کلام کرتا تھا ہمارے دین کہ کہا کہ تھے شخص کچھ ہی تو ہمیں مین لگو سپند کو سگ کہتے مین مگر حقیقت مین یہ تھا ہی اور فرشتہ اسکا سامنے نہا بیٹھے اور مینے میری نگاہ مین اسے بکری کو کھلایا اسکے بعد ہمارے طرہ نسی کہا کہ اگر تھی بہرانی کر کا کسی کپڑے رہو تو مین اسکے فرشتہ سے کو دھڑکے پکڑ لاؤں

کہا کہ اس شخص کو
کہا کہ اس شخص کو

اور کتے کو اس کے حوالے کر کے اپنے دام پھر لون مار روئے قبول کیا اور زائد فروش شد کے پچھو دوڑا دوہرہ راہ رفتہ
 ہوا اور ایک طرانے بکری کو اپنے گھر میں بیچایا جبکہ زائد اس سے کھڑا لیا پوچھا کہ بکری کہاں ہے طرانے نے کہا
 کہ ایڑا زائد شناسی بہت دور ہی کہ سگ درندہ تو ہمارے حوالے کر گیا تھا کہ تیرے جانے کے بعد وہ ہمیں کاٹی کر دیا
 مجھے خوف گزند سے چوڑا دیا سو وہ اس طرف کو بھاگا گیا ہے زائد نے ہر چند اس کو قصیدہ کیا پر بکری نہ بی اور دام ہی
 فروشت دینی پھر پائے آخر کار ناچار ہو کر اپنے گھر آیا اور طرانے سے اس سے کامل حاصل کیا مصلحتوں سے مل سی یہ کہ
 ایسے مواقع میں ایسی ہی کروں گا کہ کلٹا ہی جاتا ہوں کہ ایک جیلایا سرور کو کلا لاون کہ جس سے ہم قوی سر ہو میت گز
 دشمن ہر تو غالب ہو سکے شمشیر سے نہ زیر کرنا چاہیے آخر اسے ترویر سے یہ بادشاہ بولا کہ جو کچھ ملین رکھتا ہے زبان بڑا کاٹنا
 نے عرض کیا میں اپنی جان آرام بادشاہ کے واسطے نذا کرتا ہوں کیونکہ ایک شخص کی موت اگر جماعت کثیر کے باعث حیات
 ہو تو قطعاً اور نقصان پسندیدہ ہے میرے نزدیک مصلح یہ ہے کہ بادشاہ خلوت بہا ہر شرفیہ کے یختونت مسلم
 یوں ارشاد فرمائے کہ یہ کہ کو نمک خیر خواہ ہو مونا کا ہی سب پر دہال اسکے نوح و لو اور سی آشیانے میں چھوڑ دو
 کہ تو پ تڑپ کے بے آہ و زور جاؤ اور میں اُن وزرا کے مشورے کی میر خیر خواہ ہوں جلا وطن اختیار کرونگا اسکے بعد
 پر دہال نوح کے پے معشر چلے جائیں اور کوئی بیان باقی نہ رہا اسکے بعد جو کچھ نہ بیجھیں ہن آشیانگی اور شکر کے
 اور قوت فرصت کے حاضر ہو سکے عرض کرونگا اور موت جبکہ موقع ہو گا اور عمل میں لایا گیا دیکھئے کہ پردہ عیب
 کیا لطیفہ بر سر کا کر تا ہے بادشاہ نے کہا کہ ای کا شناس تیری مخالفت از بسشاقی ہو اور خصوصاً اس خوری سے تجھے
 دشمن قوی کے منہ میں چھوڑنا بہت عجیب لگو اور ہر لیکن کیا کران کہ تیری راصوب اندیش پر بھی دونوں تمام ہے اسلئے تو
 جو کہتا ہے ناچار وہی کرتا ہوں بعد اس مصلح کے خلوت سے باہر آئے تمام دربار اور لشکر غفلت سے تھوکر دیکھ کر شاہ و وزیر
 کیا تیریدہ لیر پھر اترے میں جبکہ بادشاہ کو شگمین اور وزیر کو چین چین دیکھا سب تھیر ہوئے کہ یہ کیا سبب کہ لاسمین پاد
 نے کہا کہ یہ کہ کو نمک خیر خواہ ہو مونا کا ہے اسکے ال پر نوح کر چوڑا و ذانیہ تڑپ تڑپ کے بے آہ و زور اسلئے میں
 مر رہے ہوں جب کہ بادشاہ کے مہران غضب نے پر بال نوح کے وہیں چھوڑ دیا اور آپ تمام شکوہ مقام معین کو روانہ ہوا
 کہ کب شب ہوئی ہو مونا کے بادشاہ نے باہم صلح کی کہ نزع ایک ہی شب ہو میں سترہ اور بد حال ہوگی ہن اگر دوسرا
 شبنجھن مارا جائے تو اعلیٰ بنیا دہا و دنا ہو گا والا دشمن کو مار سیاہ کی طرح دم کو سیدہ چھوڑنا آپ کو معر من غنہ ہن
 اگر مہلت پائے اس کوئی تیرہ مفعول ٹھیر کے قصد ہا لکریں تو مجھ میں کہ ضرر کل نہ چھوڑا میں اب دشمن میں جان کو زندہ چھوڑا ہے
 دور اندیش کے خلاف ہی سبب جب عدو پیش ہو جائے اجل کسجام بہ غریب چکر زم عشت تیرگی کلام

یہ کہ کو نمک خیر خواہ ہو مونا کا ہے اسکے ال پر نوح کر چوڑا و ذانیہ تڑپ تڑپ کے بے آہ و زور اسلئے میں مر رہے ہوں جب کہ بادشاہ کے مہران غضب نے پر بال نوح کے وہیں چھوڑ دیا اور آپ تمام شکوہ مقام معین کو روانہ ہوا کہ کب شب ہوئی ہو مونا کے بادشاہ نے باہم صلح کی کہ نزع ایک ہی شب ہو میں سترہ اور بد حال ہوگی ہن اگر دوسرا شبنجھن مارا جائے تو اعلیٰ بنیا دہا و دنا ہو گا والا دشمن کو مار سیاہ کی طرح دم کو سیدہ چھوڑنا آپ کو معر من غنہ ہن اگر مہلت پائے اس کوئی تیرہ مفعول ٹھیر کے قصد ہا لکریں تو مجھ میں کہ ضرر کل نہ چھوڑا میں اب دشمن میں جان کو زندہ چھوڑا ہے دور اندیش کے خلاف ہی سبب جب عدو پیش ہو جائے اجل کسجام بہ غریب چکر زم عشت تیرگی کلام

آخر بادشاہ مع فتح ظفر بیج روان ہو کر جب کہ لاہور کے بسک تک پہنچا نشان زنا غونکا نہ کیا متحیر ہو کہ یہ کہاں گئے
چار طرف جستجو کرتے تھے کہ کاوشناس کی شایعین بتقریری کر رہا تھا اور آہستہ آہستہ کہ کینچا تھا ایک نے بادشاہ کو
خبر اسکی دی اسی چند قریب پہنچ کر مدیات کرویدہ کون ہے اور کیا حال ہے وہ سہاگے نزدیک آئے اور عالی چھا
کاوشناس نے کہا کہ میں بادشاہ سے عرض کرونگا جبکہ بادشاہ کے نزدیک آئے نام در عہدہ وزارت اپنا بیان کیا
بادشاہ نے کہا کہ نام تیرا کس تھا گیا ہے مگر بتا کہ یہ حال کیا ہو گیا ہے اور زراعت سب کہاں گئے اور کہا کہ میرا حال خود
کہ میں ان کے حال سے خبر نہیں کہتا ہوں بوسہ بادشاہ نے کہ شہنشاہ نام تھا پوچھا کہ تو وزیر اور وزیر اور شاہی وزیر
گروہ کا تھا کیا خانت تجھ سے صادر ہوئی کہ ستون ایسی سزا کا ہوا کاوشناس نے کہا کہ بادشاہ مجھ سے بدگمان ہوا اور عاصی
نے سخن سازی کر کے کش فتنہ کو زیادہ ترافوضہ کیا اور وہ میری خدمت کے معوق سب بھول گیا اور سب کا عرض
یہ ہوا جو حضور نے معاہدہ فرمایا ہے میرا دود منت ہر غلے کہ قدم بد یا بد باد کس نامہ دوم جنیات بد شب
آہنگ نے پوچھا کہ بدگمانی کا کیا سبب تھا کہ تبار غیب خون کے بعد بادشاہ نے وزیر جمع کر کے پوچھا کہ تیرا حال
کی کیا ہے ہر ایک نے اپنی اپنی رائے کے موافق عرض کیا جبکہ میری نوبت آئی میں نے عرض کیا کہ اولیٰ تھا بلجنگ کیوں
تو تہ اپنی دشمن سے زیادہ چاہتے اگر یہ نہ ہو تو مقابلہ برابر کا ہو سو وہ بھی نہیں ہو گا وہ کی شوکت اور جلالت زانو
بہت زیادہ ہو کر صاف جانتا تھا کہ میرا حال ملا تاویل ہے نگہت اور شہنشاہ کی اور خداوند قبل روز افزوں
ارادہ جنگ کرنا نشانہ ہے برابادی اور نادانی کی میری صلاح یہ ہے کہ سفیر قابل کہتہ جا جائے اور تہ میر صلح کی
اگر باج و خراج سے درست ہو جائے تو نہایت مناسب ہے کہ خزانہ و صلح حفظ جان اور عزت کے جمع کیا جائے
جو سر بایت سر سناپ از خراج و دگر نہ دسر تو ماند نہ تلج بلکہ میں خود کے ساتھ ہی بادشاہ نے متحیر ہو کے کہا کہ یہ کیا کہا
تو نے اور جرات اس ادبی کی کس جینے دلائی تجھے مگر تو مجھے جنگ بوم سے ڈراتا ہوا دیکھ لگا کہ ان کے بلاخونی کر
ہراس دلا تا جو بیت اگر دشمن ازین دار متحیر و ملہم ہاں ستائزہ چون آرزوی نہر دوم و دل دشمنان را بدو دوم +
یعنی از روی غیر خواہی کہ عرض کیا کہ تو غیر بار بار مدح و تحریف فرمایا ہے و فرمایا بکار یکساں نہیں ہاں مال و غنم کہ
دشمن بھی بغیر لطف ہمارا کے خات نہیں ملتی ہے بیت آسائش دیکھی تھیں بہت محنت و بادرستان تلفت بادشاہ مارا
اور جسے کہ ایسے موقع میں متابعیت نفس کی ہے مقرر سرچنگ اٹھائے بہتر ہے کہ میری نصیحت پر عمل فرما لگی کو
پہنچ تو میں ہوں کہ بادشاہ کو میر صلح لاؤں پھر دھنڈے کے شہنشاہ ہوا اور کہا وہ بات سے نظر آتی ہے کہ لوگوں کو مجھ خبری
نہی کہ ہمارے رنقا پونہ سے ہوئے ہیں سو واقعی اس میں کچھ شک نہیں اسکے بعد حکم کیا کہ پوہاں اسکے نوح کے چوڑو باور باور

عہدہ وزارت
خبر اسکی دی
کاوشناس نے
بادشاہ نے
کہ میں ان کے
گروہ کا تھا
نے سخن سازی
یہ ہوا جو
آہنگ نے
کی کیا ہے
تو تہ اپنی
بہت زیادہ
ارادہ جنگ
اگر باج و
جو سر بایت
تو نے اور
ہراس دلا
یعنی از روی
دشمن بھی
اور جسے کہ
پہنچ تو میں
نہی کہ ہمارے

حسن جہان تاب کی اس نظم سے کرنا تھا منظم آنکھ آہم ہے گریب آہم ہفت سہل ہو مگر غریب ہو شرح
ہے وہ گل کہ نہیں جسکو خزان بد قد ہے نشا اور لیکن ہے مدان ہی وہیں غمہ و لیکن گویا نہ سنگ لہا کہ سخن
کی نہیں حاشو ہر زردل سے جو یا اسکے وصال کا تھا اور کس طرح ادھکی مایل نہ ہتی تھی اور ہر چند دھکی سویش تانہا
مگر کارہ اور متفر ہستی تھی اور کس پہنے وصل سے شاد و گمان کرتی تھی ایک دن چوڑکے گہر میں آگیا یہ عہد تہیدار تھی کچھ
ہی چوڑکے گئے اور مرد کے سینے سے چوڑکے جیسا کہ آنکھ باز رگان کی کہلی دوست کو پہنے ہو چٹا یا خروش مشفانہ
زبان پر لایا اور غایت خوشی سے جوش میں آیا اور کہا بیت مجھے لپٹ گیا ہے میرا رخو میں بد غواید وخت
ہو گئے میدار خواب میں اور کہا کہ آج یہ کیا شفقت ہو خلافت عادت ظہور میں آئی اور کون چیز اسکے باعث ہوئی موت
نے کہا کہ جو گہر میں آیا ہے کا و سکون ہو یہ حرکت بنی کہ ہے مرد نے کہا کہ اسے دزد مبارک قدم کو کچھ چاہ سو میرے
مال سے اٹھا کہ کیا کتیری بکیت قدم سے یہ لطف مجھ حاصل ہوا دزد اسکے حال ذفال پر ترم کر کے کچھ لیا اور غالی کچھ لیا
باز رگان نے بار کو اسد مٹا دیا اور ال ہی ستارہ پائل اسلئے عرض کی گئی کہ بعضی صورت میں ایسا ہونا ہو کہ کچھ
سبب حصول مطلب بت جائے و حال اس کا ہی اتنی قیل سے ہو بادشاہ نے وزیر سوم کو چاک تیری را اس
تخصیص میں کیا حکم کرتی ہو اسنے کہا کہ میرے نزدیک اولی یہ ہے کہ شہر بار لباس حیات اس کے بدن کے زنا و زنا
بلک صحت مان پینا کے لاطان و پروش سے ورنہ نغرائے تا وہ اسکے مکانات میں خدمت بانٹا کی اپنے چارو و
جانے اور موہویت اور خلوص خیر خواہی میں عرق ریزی کرتا ہے دوسری یہ بات ہو کہ غلام بیٹہ سے اس میں کوشش
کرتے ہیں کہ جماعت دشمن سے جتنے لوگ ٹوٹ آئیں در جتنے سنگ تفرقہ او اس گروہ پر ٹرین موجب فراغ حال
اور نظام کا او میں منصور ہے جیسا کہ دزد اور دیو کا خلافت باعث محبت خاطر زاہد ہوا بادشاہ نے کہا کہ یہ تھکے و کمر ہٹا
حکایت دزد و دیو کہا کہ ایک ہد پاک طینت پاکیزہ میرت کا لواجی بغداد میں خود کو ہوتا تھا اس کے نام عبدالملک ملازمین
میر کرتا تھا اور حیا و لطافت اپنے دامن کجاڑا لٹا تھا اور قصو کیا نہ کا کوش سرت و نیش شفقت حاصل ہیں تھوڑی اور نقد
کچھ غنا بغیر کچھ و غنا ہا نہیں میں آتا ہوں کچھ واسطے چند انفاست حاکم کائناتی ملائکہ کا زہد بار و نا بری حاکم ہی میرت ہاتھ
اوپر اٹھ کر گویا انہی نے پیچھے خار سے ارٹھو کہ کچھ کو چھ خوف کیا ہو گا یہ بچھکا زواید نفاست میں سکھو چاہتا اور جو طیفہ
کہ عالم غیب سے حمایت ہوتا تھا او سپر ہزار شکو راضی رہتا تھا ایک مرید صادق و مفلح کیا شیخ ہوا کہ زہد فقاہت میں میر کرتا ہے
ایک گاؤ میں شیر دار بزرگ مرستند کی اور کہا کہ یہ جبستہ لہڑ آپ کے نذر ہے کہ اگر پریشانی روز کی اوقات
شریف کو کمد کر کرتی ہے۔ وقت ضرورت اس گم رنگی فرمایا کچھ بلکہ اور دار صادر ہی اس فیض پاؤں گے۔

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

زادہ نے خیال کیا کہ بے طلب نے سو بہچا ہے پس حکم کا پھر ٹھوکر لگا کر کہنے قبول کیا ایک چوٹے گا ویش شیر وازیکہ
 باخو کہہا کہ سے چرائے مال مفت ہو شکوہ صوح زائد کا ارادہ کیا انعام لایک ہو یہی شکل آدمی بنکے مزد کے ساتھ چوہا و زونے
 کہا کرتو کون ہے اور کہاں جائیگا اوسنے کہا کہ میں یوہون بنشکل آدمی بنکر صوح زائد کا قصد کرتا ہوں اگر اکثر لوگ
 اوسکی برکت تلقین سے طریقہ توبہ تقویٰ میں کامل نیکے ہن جاتا ہوں کہ اگر فرصت پاؤں تو اوسے قتل کروں تاہیل
 ہریت مسودہ ہو جا بیہ ہی حال میرا جو ناتوانے اب تو نیکہ تو کون ہے اور تیرا کیا حال ہے دزد نے کہا کہ میں عیار
 بیشہ ہوں او شہرے روزا سی نہیں مگر یہ پتھر ہوں کہ کسلی مل پاؤں تو اوسے چور لیجاؤں اور داغ حسرت تل برکہ ہوں
 بلکہ آج اسلئے آیا ہوں کہ زائد کی بھینس کو شبیر وارچا اوسے چور لیجاؤں اور صرف معاش کروں دیکو کہا معصم
 ایساں جہاں تو جان لئی ۴ پھر دیکو کہ رشتہ منہیت کا تجھ میں مجھ میں حکم ہے اور میرا شرب و تیرا ایک ہی شہر ہے
 صوح زائد میں آئے زائد عبادت کر کے سورا تہا دزد نے اندیشہ کیا کہ اگر دیوار اوہ زائد کے مارنیکا کرے اور وہ فریا
 کرے اور مردم ہمایہ دو طرح میں تو مطلب میرا فوت ہو جائیگا اور دیونے خیال کیا کہ زائد جبکہ بھینس چلیگا تو دروازہ
 کھولے گا اوسکی آہٹ ہو اگر ناہد جاگ اوتھا تو زائد کا توقف میں پڑے گا دیونے کہا کہ اے دزدانہ کئے تل کر کہ میں
 پہلے زائد کو قتل کروں اسکے بعد تو بطلب اپنا کرنا دزد نے کہا کہ میں پہلے گا ویش کو خانہ زائد پر لیجاؤں اسکے بعد
 زائد کو مارنا بیہ قصدان دونوں نہیں پڑا آخر دونوں کا انتقال جدال کو پہنچا و زدنے اس جگہ یوہون زائد کو آواز دی کہ
 اے زائد غافل ہو شیبا ہو کہ دیو تیرے مارنے بہت تھک چکے دیونے کہا کہ بیہ دیو تیرے گا ویش چرائے لے جاتا
 سپہ زائد ان کے عہدہ شور انگیز سے میدان ہو کر چلا یا مردم ہمایہ دو طرحے اور بیہ دونوں بہاگ گئے نفس اور مال زائد
 و ہمنون کے خلاف ہو غوطہ را بیت چوہا لشکر دشمن است غلام بہ تو گنڈا دشمن خود در غلام بہ بصورت کہ
 تیسرے وزیر نے بات تمام کی پہلا وزیر کشفہ ہوا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ باغ کروہ و ہن تہیں فریفتہ کر کے
 خراب کر لیا زہنا غفلت نکرو اور پنبہ نیکہ و غفلت گوش ہوش سے نکال دلو حال تو نیکہ لایک کی ہے کہ کلام دشمن پر
 کہی اعتماد نہ چاہیے یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ عداوت جلی ہرگز مخو نہیں ہوتی ہے دشمن ہزار رنگ ہو کہ باخو کے واسطے
 چاہیو سے پیشانی کے گراو سے سرا پا دعا اور فریب بھجا چاہے طرف تیرہ کہ میں سکو اوسکے فریب پر گریویدہ پاتا ہوں
 حال تہا را دسکا و دو گر کے مانند ہے کہ قتار زن بد کردار پر فریفتہ ہو بادشاہ نے پوچھا کہ یہ ماجرا کیا تھا۔
 حکایت و روگر سر ندیپ کہا کہ تھہ میں کہ شہر اندیپ میں دروگر تھا کہ خوبی کسب میں حد کمال کو
 پھنچا تھا اور ایک عورت رکھتا تھا غایت حسن جمال سے غیرت پر ہی تھی بہت نکارے ملی فریب جان گذارے

یہ کہانی ہے کہ ایک آدمی نے ایک عورت سے محبت کی اور وہ عورت نے اس کی خدمت میں رہ کر اس کی مال و دولت کو لوٹ لیا اور اس کی جان کو بھی ہلاک کر دیا۔ یہ کہانی اس کتاب میں ہے۔

پری پیکرتے عاشق نواز دی و دروگر از بس مسکامیل تھا لیکن وہ دروگر سے کارہ اور عیون کے
تیر کی کھال تھی اور اسکے ہسائے میں ایک شخص تھا کہ سرور عنائیہ ہی قدر کی محبت پر غم لکھ دو لون خدا
رشک بن عور شیداہ کے بد آہ تو نام صید میں چشم سیاہ کے بد سب مرغ جان بہترین لغو کو دام میں بد سب مرغ
دل شکار میں تیر نگاہ کے بد ایک دن نظر لگی باہم دو چاہوئی بدو لونو پسین لہنتہ ہوئے قصہ نامہ و پیغام سے کار
بہ عیش آراہنچ اور بدلم سی و تیرے پر دوا عیش و تیر تھے وہ لوگ کہ اسکی وصل کی تمنائیں ناندیہا کے بیقراری کیا
کرتے تھے اور شبانہ روز اسکے ہر حال کی جاسوسی میں ہوتے تھے آخر قصہ سے شرم آگاہ ہو کر آتش رقابت کا لون
سینہ میں شعلہ زن ہوئی لہذا اس حال سے دروگر کو خبر کیا ہر چند دروگر حیدان غیرت دار تھا مگر اس صدمہ
میں ہوا کہ اس بنا کو در تیا کر عورت کھلا کہ مجھ ایک منزل پر کچھ رکھو ہر چند دروگر نہیں ہے ہر چند روز اسی جا
رہو نہ تو کچھ شہید کا دعو تو میں جاؤں عورت نے مکاری سے رو کر کہا کہ مجھے سفارت ایک دن کی ہی گوارا نہیں ہے لیکن
خود رفت سے مجبور ہوں چند روٹیاں پکا کر کھائے کہ دن دروگر غصہ وقت کہنے لگا کہ شہید وازہ خوب بند کرنا اور سیاہ
بیت محافظت سے رکھنا کہ ما دام میری غیبت میں کوئی چور دست برد کرے نہ خضک بعد قیل قال بسیار دروگر روانہ ہوا
اور اسے فوراً بفرما دیجی کہ آج گہرا غیار سے خالی ہے آج اس باغ میں سب گل میں کوئی غارت نہیں بد جلد آ
یا کہ انہام کو اغیار نہیں یہ جوان کھلا ہوا کہ پھر رات کے بعد ونگا عورت نے سبب ہمانی اور سامان عیش شادمانی جیا
کر رکھا ہوا اور انتظار وقت کی پیشی دودگر شرم گھر کے ایک کونے میں آچھا جبکہ جوان آیا دیکھا اسنے کہ دونوں ہم آغوش ہوئے
اور یوں کنار بہ کنار نماز و نینا و کلمات تغش اور عہد و پیمان ناداری سے لگنے لگا کرتے ہیں جبکہ لہجہ غلام کو و لون بگا
میں گئے دروگر آہستہ آہستہ نزدیک آیا کہ تماشایا بوس کنا لڑکھ بچہ کا انگلی شاہی سبائت معاینہ کرنا گاہ نظر
عورت کی اس دروگر کے پاؤں پر پڑی تھی کہ کھجوا اسکا خض بہا نہ ہوا اپنے بارے کہا کہ جڑا یہ ہے اتنے یوں کہنا
میں یوں کہوئی او سننے بوجھ کلاؤ مجھے بہت چاہتی ہے یا اپنے شوہر کو اوسو کلاؤ کیا دان اگر سچ ہو جھٹا ہے تو یہ سچ
عورت کو کوا کثر بہت غلبہ شہوت یا بوسطہ لہو و یا البسب یکا و زغلانے کے لیا اتفاق ہو جاتا ہے لیکن جب حاجت
ہو چلتی ہے فی الحال پھر کچھ نسبت اس شہوت باقی نہیں رہتی اور شوہر بہتر دروگر دیکھ کر ہے اور عورتوں کو جان دل
سے شوہر زیادہ تر عزیز ہوتا ہے چنانچہ ایک میں ہوں وہ موجود اس جانب میں ہے اور میں جسکے دلوں کے سے اور شک
و زحمت سے تیری دامن پہنچی و نکاحہ امرا کر میں اوسکی باپوش کے برہم ہو نہیں سکتی ہوا اور سنت اتنی پیشانی ہوا
کہ مر جائے بدھی ہوا ہر چند اپنی عورت میں زبانی نہیں کی ہر فقط بنا جاری یوں کنار توڑ کیا ہر لیکن باریا اگر میری نعل میں

عاشق نواز
پری پیکرتے
عاشق نواز
پری پیکرتے

ہوتا تو میں راضی ہوتی تیرے ہوس راضی نہیں ہوں اور اپنے شوہر کے بغیر یہ بستر مجھے آتش سوزان سے بدتر ہے مرد
 کہا کہ حق بجانب تیری ہے اور تو سچ کہتی ہے لیکن میں تو بدکار نہیں ہوں فقط تیری دیدار و لب و سنا کا فریاد
 ہوں جو وقت دروگر بغیرت سے عقل نے یہ حکایت عورت کی زبان کتنی شفقت اور رافت اور سیر غافل کیا اور دین کہا
 کہ نزدیکی کا اس عرس ہی کرتا مگر نیر گدڑی کہ نزدیکی کے گنگا نہوا یہ کیا گسان بدتھا کہ میں اس کی حقین کرتا نہا وہ
 بچاری میرے عشق میں زار و بقیار ہے اور اس محبت و جان نثاری کے ساتھ اگر کوئی خطا ہی اس سے صادر ہو تو مضا
 کیا نہا کہ کچھ گہرے نجاتی اور اس کے سوا کون آفریدہ جہان میں خطا و نسیان سے خالی ہے مصحح کسی کماست کو دانا اور
 نیا اور بہت بد بیٹے بیوہ اور انبیا اب صلاح یہ ہے کہ عشق کا منفص نہ کروں اور اس کی آبر و نفس غیر کے
 رو بہ و خاک مذلت میں نہ ملاؤں کہ عمل اس بنا جاری ہوا ہے مجھے چاہیے کہ نظر اس کی ہر پرکھوں نہ عیب ہو جیسے
 بیت گر نہرے داری فہتا وجوب دوست بنید بجز آن یک سہرہ بدید میں سمجھ کے کسی تخت کے ترو دم بخود پلٹا
 رہا جس وقت کہ علم شتاب نگولنا جو اور آفتاب عالم فروز نے گوشت مشرق سے پیش خمیہ نکالا مردیکا نہ اپنے گہر گیا اور
 عورت نے بالائے تخت آکھو نگولنا رسونے میں ڈالا اور دگر باہشتی تخت کے تلے سے نکل کے عورت کے پاس بیٹھا اور
 بتلطف سامع بار ملا اس کی خاطر سے پاک کرنے لگا نہ نرم اپنے ہاتھ کمال محبت اس کے بد نہر پھرتا ہکا دن پڑنے کے بغیر
 کہوں اور شوہر کو دیکھ کے جلدیوٹی اور شہر گویا کا پڑا قطعہ شب فراق میں ہم بجز بھوکو خواب آیا بدبو آہ تو انکھ میں
 خون تاب آیا بد عجیب صبح سہاگنے اب کیا ہے طلحہ بد کہ میرا یہی جہاں آفتاب آیا بد چھاکر سلامتی سے کسب شریف
 لائے کہا کہ جو وقت اس مرد بیگانے سے تو دست بخل نہی اور اس کے بعد معلوم کیا میں کہ یہ کام اپنے ارادے تو نے
 نہ کیا بلکہ مجھ ہی فریب لوگوں کے وقع ہوا ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ تم دونوں میں محبت پاک ہے اس وقت رنج دینا مجھے
 انصاف و مروت سے بعید ہے میں اب جیسا کہ شفقت تیری بدل ہی حال پرانی اور اپنی دوستی میں مجھ سے متفرق دیکھا
 تب ہی یقین معلوم ہوا کہ تو اپنی زندگی میں میرے لیے ادینائی میرے مشاہدہ جلاک حواسے چاہتی ہے اور یہ حرکت
 تجھے صادر ہوئی محض مکار کا فریب ہے جو اس باعث سے تیرے دل میں سے دوست کے آراکھ لیا مجھ پر واجب ہو تو
 دل خوش کھلا کچھ خوف ہراس نہ کر اور مجھ سے مکار کہنے اہل تیری طرف گمان بد کیا نہا بدی اور کشتہ کشتہ خیال میرا بطل نہا تو تو
 ایسی ہی جیسا کہ میرا نقطہ تھا عورت سکا رہے نہ شرم حیا سے عذرت اپنی بے اختیاری اور خطا کی جا ہی اور اپنا شوق
 شہر کرتی تھی اور سچا اپنی خطا مٹا کر دانا تھا اور یہ بیت کہ اگر کرتا نہا بیت کی تجھے بدگمانی سے بڑی خطا کی بد کرد
 اسات و حیات جگہ تو قسم خدائی و پیش اس واسطے بیان کی گئی ہے کہ تم دروگر کے مانند کام فرما کر میرا ہوس کے فریب نہا

اور عیوب ظاہر کو مشہور تھانیں مکار کے کلام پند فریب کشا اور اس کے کرشمہ پیر پہل بنام و کاس کو بخون
 بجھاتی تھا دوست اس کا فریب نہ ظاہر ہو گا کہ چارہ کار اختیار سے باہر ہو جائیگا سینہ بغیر انصاف بداندیش غرور
 نتوان شد یک لکچر چنین عاقبت پیشان شد باور دشمن انا جبکہ دوسری سافیت میں کچھ نا بونہیں پاتا ہے کسی جیلے
 سے آپ کو نہ دیکھ چکا تھا ہے اور لطفان و مدارا سے محرم راز میں جانا ہی جو صفت کہ او کو راز دار و چارہ کار پر مطلع
 ہوتا ہے فرصت با کے ایسا نرم کاری لگاتا ہے کہ صاعقہ آتش با کہ طرح دشمن کی خرس منہی کو جلا دینا پیر کاغذ
 کہا کہ اچو زبر صاحب تدبیر چشم خدایں سے دیکھو ورنہ ہوش نفس ایسا ظلم کہ کہ خلا و مردان خدا پسند نکیرین
 اور پہلا انصاف تو کر کوئی قائل ایسا میل اپنے حق میں پس کر گیا کہ مرنہ وزارت سے قصد اس دولت میں پڑی
 کہ پروا لیاں چو اسکے لشکر دشمن قویں آکھو و لم گرا دشا چیر مزاج نہ ہوتا تو انکے محرم زندہ و سلامت چھوڑتا اور اس سے بچ کر کیا فائدہ ہوتا
 کہ ویدہ و دانستہ امر سوہم کے واسطے ایسا میل کہ پیش چلے یا نہ جائے کر کے اپنی ہلاکت سر و دست قبول کرتا ایسا
 جہنم اپنی حقین و اگر کہتا کہ میر کی اسائش کیو اسطی اسوت ہن لت قبول کرتا تو بھی زیادہ کمین جہان میں ہوتا بلکہ فضل و کمال
 تا پیر صدر سالہ کوئی ایسے جیلے کو پس نہ کر گیا پس انہو جانتے ہیں کہ یہ خورای اختیار سینہ قبول نہیں کی ہے اور کیا بادشاہ
 جاسوسوں نے خیر خندی ہوگی کہ تمام شکر میرے واسطے تناسف اور روتا تھا کیونکہ سینے عمر کچھ کسی کو نہ چھینچایا ہی بلکہ پیشہ
 بادشاہ سے جہاں مخلوقات کے عضو کو داتا رہا ہوں لکھتے پھرتا ہوں کہ تا تو تمام لشکار و کچھ توڑا کا ہیکو گریہ و زاری کرتے
 بلکہ سکیاشنی ہوتی کہ حکمت عملی کیو واسطے باہر کیا ہے ہر خیر دینے اپنے بادشاہ کو خیر خواہی سے نصیحت کی تھی مگر ویر تانہ
 ہوا کہ یہ خیر خواہ بوسن کا ہے اور فوس سازش رکھتا ہے اسلئے بہل بہل کر کیا اور گرمین جہاں ہوتا ہوسوی کہتا کہ میں نے تمہاری
 خیر خواہی سے کہا تھا اور حاشا کہ میں تمہاری خیر خواہی سے نہیں کہا تھا مگر ویر خیر خواہی جاننا کہ اس وقت کو بھی پہنچا یا بلکہ اور
 ویر کہ میرے دشمن کچھ عوام دہنوں بھی شہرہ دیا کہ اسو زندہ نہ چھوڑا جائے بادشاہ نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ تیرے
 اپنے دوستوں کے مرے تو چھوڑا ہے لے وزیر کچھ خون خاک اور انصاف سے نگذرانہ بوجہ اس نا جمی کے کل کر
 رباعی گر بر سر نفس خود امیرے مری بد و بربر و گرے خودہ گیرے مری بد مری نمودن خدادہ راکار و دن +
 گروست خدادہ گیرے مری بد وزیر نے کہا کہ ای زان مکار بیہ بات کچھ نئی نہیں ہے جو تو نے کی ہے گریہ کی لوگوں نے
 ہیو کلام بکلاس ہی زیادہ کئے ہیں کہ ہلاکت تیرے واسطے بڑی بڑی حقبتیں گوارا کی ہیں اس تصور کہ ولینعت کی
 کار براری میں جان ہی جاوے تو مضائقہ نہیں ہے کہ لیکھن مرنا ہے مگر نام میں گرا دیا جہاں دیکھ نہ گرا پر باقی ہے کیا کہیں
 اوس نہ بنے آکھو ہاک کیا ادا انتقام یا نہ مگایا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ لکھتے کہ تیرا حکایت بوزمینہ

یہ ساقی تھیکہ
 راز کائنات و ترقی
 دوسری مغرب میں
 عہد و کچھ خیر
 بیٹے گاہ ۱۲
 جہاں شہزادہ خیر
 دوسرے راز ک
 جہاں دہاں

اور خرسون کی کہا کہ گروہ بند روٹکا ایک جزیرے میں کہ جہاں میوہ ترو خشک بہت تھا اور ہوا ہے
 خوب اور مرغوب تھی راکر تھانہ لیکر اس جزیرہ بزرگ اس قوم کے ایک درخت کے سایہ میں باہم بیٹھے حکایت ہر طرح کی کرتے
 تھے کہ ان کا ایک شخص اس راہ میں گذرا اپنے دل میں کہا کہ یہ بہت بار نہیں ہے کہ میں کوہ میں زیر سنگ دل تنگ گذرنا
 کرتا ہوں اور نہ راحت سوج گیاہ حاصل کر کے شکم پوری کیا کرتا ہوں اور بندہ اس جزیرہ میں ایسی ہو خوب میوہ دار
 میں بادل شادلاں بسر کرتے ہیں اور میں کہ انہو قوی تر اور بہتر ہوں اس بات کو گذران کرتا ہوں یہ بہت کے خلاف
 ہے **بعیت** رقیبان دربار مول دل شگفتہ بچوں گل + جراسن دزدان ہجرے برگ نوا باجم + اس نکر کے بعد
 خرس بے جماعت بوزینہ میں جا کر گیا کہ سکودرم و برہم کر کے اس جزیرے پہنچا دیکر اور فزیرہ اذکا کہا لے دیکھتے ہی جب
 بندہ چلائے فوراً ہر طرف سے جو قیوں سب جمع ہوئے اور خرس کو یہاں تک کاٹا اور نوچا کہ از سر تیار ہو کر چلا اور خرس
 ہو کر غار اور شیشمان کو ہستان کو پہنچا گا اور وہاں پہنچے کے خوشگیا خرس جمع ہوئے اور چلے پوچھا خرس نے
 صورت بجز ایساں کی خرسون نے کہا کہ واسے نامی کو بوزینہ ضعیف اکھنڈ خرس ہی پیکر کو یہ دولت میں کبھی ایسی
 دولت ہماری قوم کو نہیں ہوئی تھی یہ بدنامی قیامت نکلس قوم کے فوسے پر باقی رہی آخر خرسوں کی رگ بہت زور
 حرکت میں آئی اور بعد ازاں اگر ان ہی شور مٹھایا کہ ہم سب جمع ہو گئے ایسا شیون مابین کہ ایک بندہ سلا ^{طنداری} نہ ہو
بعیت میں عدو مانند رو شیر ہم، ایک حملہ میں کر گئے زیر ہم جب کہ شب ہوئی لشکر بچہ جزیرہ پر متوجہ ہوا
 قضا را بند روٹکا پادشاہ اس روز ایک اور جو کہ کینٹ شکار کو گیا تھا ایشہ کو بھی اس شکل میں قیام کیا تھا ہوا سیو
 بندہ اس جزیرہ میں آرام کرتے ہو جبکہ فوج خرسوں کی مانند مور و ملخ کے وہاں پہنچی اکثر بندہ قتل ہو گئے کچھ بچے سیو
 خستہ اور مجروح باقی ہے جا بجا بہاگ گئے ریکھوں نے جو جزیرہ کو چھپ میوہ دار غالی پایا اور چاقو کیا اور اسی خرس
 ستم رسیدہ کو اپنا امیر کیا بند روٹ نے جو میوہ کہ مدت دراز میں جمع کیا تھا ایک دم میں ریکھوں نے کھا ڈالا جبکہ سچ ہوئی
 بادشاہ بند روٹکا اس حال میں غافل متوجہ اپنے جزیرہ کا ہوا بند خستہ اور پریشان جو باقی بچے تھے راہ میں پادشاہ
 ملے اور دادخواہی کی بادشاہ نے اس عاجزی سے اطلاع پاکے گشت حیرت ٹھہرین لائی اور کہا کہ ہائے ملک سدنی
 مفت ہاتھ ہو گیا اور خصوص کہ نجات نے گشتگی کی اور وہ بے اعتبار نہ تھے بھیا سچ کہا کہ فریب باد دینا پر اعتماد نہ کرنا
 اور اس طرح اور بندہ بھی اپنے قوت مال و سنال اولہل و حیل پر گریہ و زاری کرتے تھے اون بند روٹین میں ^{میر} کا نام
 بندہ نہ کہ فضیلت حکمت میں نہایت آراستہ اور مرتبہ کیا ست میں سب گروہ ہرگز نہ تھا اور بادشاہ ہمیشہ و حکم مندرے
 پر کام کرتا تھا نظم میں روشندلے صاحب نصیرے + تہذیب و دست آگاہ گیسے بد عطار و چاکر ش در خامہ لانی +

انی
 حکایت
 جزیرہ
 خرس
 ۱۶۶

زحل شاگرد اور نکتہ دانی بدیمون نے جبکہ بادشاہ کو حیران اور یاد کو سرگردان دیکھا نصیحت کی اور یہ قطعہ پڑھا۔

قطعه در بلا حاجت کج ازان بد و دوزیانت گوش کن انمن بد اولادستان نشوند لعل بد ثانیان شادان شود دشمن بد

کہا کہ جزع کرنا بندہ خدا کو صواب اندیشی سے محروم لکھتا ہے اور بے صبری اور بے کسو ساتھ شہر کرتا ہے اور اس موقع میں سوچ کر

اور کسی میں فائدہ نہیں ہے، ایک صبر اور دوسرے نجات کہ صبر ثبات وہ درخت ہیں کہ میوہ ادا لاتے ہیں حکم الصبر مفتاح الفرج

یعنی صبر کلیدی در ابواب نجات کی نظم کلیدی دیگر مقصود صبر است بدو رسته آنکس کشود صبر است بدو از آئینه سینہ دور نماند عباد

آنکہ بنو دجبرست ای بادشاہ کے نیک اور تدبیر ورستے ہر اوصالہ عم کیساعت میں منع ہونا ہی میت توان بہر ہم تدبیر نیک

رای صواب بہ جراتِ دلِ صد پانہ رادو اکرلن پادشاہ لے پوچھا کہ اس مہم کی تہیاریا ہر میمون خلوت جا ہی اور اسے بعد لہجہ

کہ خرسوگام میری عزیز اور فرزند بس لے نہیں اب جہاز اوردیدار کے بغیر رملی سے لذت اور نہ دولت کی راحت ہر جگہ ہے

زندگی ہزار درجہ موت بدرجہا اس سستی سے اچھل چکا تھا ہاں وہ کہ جتنا جلد تر اس میں غرق ہو جائے

پاکستان کے لیے ایک نیا دور ہے۔ یہ ایک نیا دور ہے جس میں پاکستان کے لیے ایک نیا دور ہے۔

خانا نہیں ہے، ایک بیہ کہ حق، ملک، ماد، شہازی سے بیکدوش ہوں کہ جان، شمار، آئینہ، نمک، ان کی کیلئے، کوئی عمل نہیں ہے اور دوسرے

عزیز دل اور فرزندِ دوستو صلیبِ ملنا ہوگا بادشاہ نے کہا کہ اگر ایسا ہوں لذتِ انتقام کی کامیابیات کو اہتِ شیریں کتنی ہوا زلفِ

دشمن پروسطا سائیس زندگی گمانے کو مطلوب تھا ہی اگر تو نہ ہو تو بھی ان صورتوں کو کیا فائدہ ہے دوسرے قریب بغیر نام عالم میرزا

آنکہ ہمیں نیزہ ہو جائیگا اور میں نیزہ ایسا انتقام میرے دل کو ہرگز خوش نہ کرے گا وہ بات سوچ کر حسین مجھے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے

نہیں مہیوئے عرض کیا کہ اسی شہر یا نیا مدرسیہ حال کہ میں رکھتا ہوں اس صورت میں ہونگا لاکھ درجے حیات پر تیر چہرے کسلی

کہ نور اکبر کو نیکو فرزندوں کے ماسوائے جل سے متعلق ہونا ہی سہو نہ ہوں گے اپنا منہ نقاب پر بزمین چہ پالیا اور حرم جمعیت میر

تندباد قمار باز کرد و او را قوام محیثت که مال و منال و رختها و تاراج دهن بین تلف هوا استول بهی اندیشیه بجهه بهادر در

اور عزیز سلطنت رہنما بجز موت کوئی چیز میری دلجو کام نہیں ہی اس بہن نے اس کی ماری کی امت کی جیلاؤں میں

کہ جو روح دل آستانہ حاضر ہے مریم اہم دین اسے سمجھو الیام دون اور خدا جان دیکھ سچ عیسائی عربیہ

بیت انعام نور دم اردوستان ۴۴ زمین جلا مقصودم نبوت بیداد سادہ کوچا ہے کہ میری موت دیرم کر رہی ہے

تیسری جگہ کو میری وفاداری فراہم کیا، وہ ہمارے کونسلر بن گئے۔ ان کے پاس ایک بڑا گھر تھا، جس میں ایک بڑا باغ تھا۔ ان کے پاس ایک بڑا باغ تھا، جس میں ایک بڑا باغ تھا۔

اسجوانہ کے ہر فرد کیلئے ایک بڑا کھانا پکانا

لاسکتی ہے چہ جاوہ گرمی اور لیکا چلنا اور پانی کا نہ ملنا غایت ہے کہ میری راجہ صوبہ سرحد کو ایک ہوا و زمین تیر تیر ہر طرف ملو اور
 پورا بیٹھے اب صلح یہ ہے کہ بادشاہ سب بندروں کو حکم کرے کہ وہ لوگوں میں میری فوج و زمین اور ہاتھ پاؤں کو توڑ کے اس کو اپنے
 جزیرے کے قریب پہنچائیں اور بادشاہ اس جزیرے کے گرد و پیش سب بندروں کو پریشان کر دے کھنی بہن دور و
 انتظار کیجئے تیسرے دن بغیر غمت تمام اپنے سکن پر تھکن ہو جائے اور سہین مطلقاً شبہ اور نزو نہ کیجئے کہ کوئین سے
 ایک ہی زندہ و سلامت نرسیکا بادشاہ نے بوجب صلح میں کچھ حکم کیا وہ سب عمل میں لائے اور بادشاہ بندروں کو
 منتشر کر کے آپ ایک گوشے میں چھپ رہا بیٹھوئے تمام شب اس پر نا امان خراش کئے کہ دل سنگ اس کے اضطراب سے
 آپ ہوتا تھا اور کوہ اس کی صد الم ناک سے فراہم کرتا تھا جرات شاہانچہ نے تیکہ گاہ فراہم کر دیا کہ وہ قدم لگا کر بادشاہ
 کی سونگھا خواب لے لے ڈھک دیوان عام میں آیا اور وہ انداز اس کے اس کی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ ایک کشتہ خستہ حال چل چھا
 کہ اس کی جفا کا بال ہے اس کو اپنا احوال شروع کیا ان کیا باوجود دیکھت دل تھا اس پر وہی مہربان ہوا اور کمال شفقت سے
 استغفار حال کر کے اسے اس کے لگا بیٹھوئے پچاس ایک بادشاہ دیکھو کیا یہی جو دعا و شراعت کی ایک آدمی تھا بادشاہی
 کو لائین بادشاہان علیل اللہ کے ہوتی بہن عرض کیا کہ میں وزیر ہوں بندو گاہ بادشاہ کا اتفاقا اس میں بھی ہوا شکوہ کا ساتھ
 شکوہ کو کیا تھا اور وہ شب کسی جنگل میں بسر ہوئی دو سون لقمہ اسے پیو اور ہونے حال شنون کا بیان کیا بادشاہ کو کہ ہمیشہ
 میری تہذیب پر اعتماد نہ تھا یہیں ہم کی بھی مجھے پوچھی میری خبر خواہی سے وہ حکم کیا کہ پہلے سرف سرف خاصا اور ہم کی راجہ میری تہذیب پر
 ذلیل کیا یہی دورانی میں تو بہت دور تھا بقول سعدی علیہ السلام ہر کیا و لا و بازو پنجہ کر وہ ساتھ میری راجہ کر وہ اور اس کے
 ہر جگہ جو جائے وہ حضور کے ملائمت میں تھے صلح یہی کہ مدت میں میری راجہ کو اور کفر و بیگناری جتنی حق تھا حکم کیا اور تمام راجہ اس سے
 میری راجہ کو اور کفر و بیگناری کا قبول کرتے ہیں و لا اب ہی او کی عداوت سے جان بری ہوگی کہ جان سرائے تہذیب را پائین گئے
 بہرہی حال ناہن گئے کہ تو کم سیخ افکے مرد سیدان ہو سگم گے بادشاہ ضمن میں سے ہی آشفته ہوا اور حضور کی شان میں
 زبان ملن کہو کہ وہ کیا چیز ہے میں ایک تہذیب میں نام نشان اس قوم بخرد کا صفحہ صحتی سے مٹا دینا چاہتا ہوں دوسری بار
 خیر خواہی سے تم کو اس حکم دیا کہ اس کے کان کاٹ کے خستہ و مجروح ہاتھ پاؤں توڑ کے اسی جزیرے میں پھینک دینا
 یہ ہوا خواہ ہے وہیں جاتے ہر چند سینے عند کیا کہ او بادشاہ میں تہذیب لازم اور خیر خواہ ہوں مجبوراً کیا کام ہے شخص
 تیری خیر خواہی سے اسنا عرض کیا ہے کہ اس کو مغر اور نہیں کا ہوا خواہ ہے کہ خیر خواہی کے پر دین میں میری فوج کو ہر اسائی کرتا ہے
 اب جاوہ کو لگا چٹامی بنا کر تیرے حال میں لیکر آج بادشاہ کے شاہد سے میں تیرا غرضکے عوض غمگن دیکھا اس بادشاہ کے
 نہ وہ ایک دل آزاری تھا سو بیٹے حال کیا یہ کہا اور گریہ و رنک خرم کیا بادشاہ دیکھ کر کا اگر غلیظ القلب

تہا لیکن آستانہ برتر رحم آید چند قطر حراستوں کے حکم پہنچو باہر لایا بادشاہ نے ہوجھا کہ اب لشکر بندرون کا کہاں ہے کہا کہ ایک محل ہے کہ اسے مرکز مانتے ہیں اور زمین پناہ لی ہے اور ہر طرف لشکر جمع کرتے ہیں اور ساعت بساعت لشکر جوار و خوار زیادہ ہوتا جاتا تھا بادشاہ بھیونکائی کے آشفٹ ہوا اور کہا کہ ایسی ہون اب صلح کیا ہی سب از ان کا رخصت میری جماعت پر ہو چکی ہوں کہ کہا کہ البتہ وہ کوتاہی کمرنگی لگوانی تدبیر پہل ہے پر کیا کروں کہ میری پانچوڑ ڈالیں اور اعلیٰ غفلت لشکر عالی کو ان کو سر پر لیجا تا اور مغرائن خن شاہوں کا آئین نکلو ڈالتا خرس نے کہا کہ جانتا ہوں کہ ان کو حال و سکن سے خوب آگاہ ہے اگر میرے لشکر کو ان تک پہنچا دے تو کمال احسان ہے اس گروہ پر ہوگا اور ہیشہ تیرے خدمت گزار ہیں کہ ہمارے فرقہ میں شیعہ ہوں فانی کا نہیں ہے اور جو جتنا تجھے آزاد دیا ہے اس کا انتقام تیری ہاتھوں سے لوں تب میلزل غرض ہو ہیون نے کہا کہ کیا کروں کہ چلنا ان پاؤں سے منتعز ہے اور حرکت کرنا ان ہاتھوں سے بادشاہ نے کہا کہ میں تیرے پیچھے چلنے کی تدبیر کروں گا حکم دیا کہ امرا و مقرران درگاہ حاضر ہوں جبکہ حاضر ہوئے صحت حال ظاہر کر کے کہا کہ آ رہو کہ میں اب کی رات دشمن پر بخون جاؤں گا آخر شکوہ ہیون کو ایک خرس کی پیٹھ پر باندھ کے اوسکی نشاندہی پر روانہ ہوئی تمام شب اس بیابان ہولناک میں چلے آخر کو وہاں لیکھا کہ جہان فرسٹون بجز دیگ روان نام پانچا کہتا کہ کسی نہونے سے اس و بار پر بند لگزا تھا اور کوئی نہ بچتا اس وادیں کہی وار و نہوا تھا اوسو سم گرمی کا تھا اسطر و با در طبع تھی کہ بدن جیسے جیسے تھے اور دیگ اس جگہ کی جھنگوں کی چھ کپڑے شعلہ نئی تھی اور کوئی گیاہ اون میں شورہ زار نہ تھا میں روئیدہ نہون تھی **تلقوی** بیابان وسیع و پر مخالفت بہ بہر گاہے از صحران گذشت بہ ہوش التشن و تش ہلاؤ ز میٹش سنگ و سنگ بن بر بالو دیدہ ہیون کہ کہا کہ آفتاب برآمد نہونے پائے کہ کام بند زندگیاں تمام کمر خرس جلدی اس میدان میں در آئے اور جلد جلد گے کو دوڑے جاتے تھے اور ہیون کہتا تھا کہ جلدی کرو اور جلدی ہیون کہ غفلت میں ہو گیا میں انقصہ جگہ آفتاب نکلا یہ سب میدان میں پہنچو تمام ہات کے چلے و نہنکے آخر ماندے ہوئے ایک جگہ پہنچے گئے اور بندہ نکلا کہ پہلے نہ ملا اوسمیں ان من افسانے میں یہاں نکلا کھو لگائے رہا کہ آفتاب جھنڈا ہوا میں ایسی گرمی غرض ہوئی کہ کھٹکھٹا کر جو کوئی ہو کہ طرف دیکھتا تھا بیٹائی جاتی تھی اور جو کوئی قدم زمین پر رکھتا تھا ماندہ دم کے گھل جاتا تھا و بعد دم موزندہ نے ٹپھنا آٹھ کیا اور ایک بیٹائی سے سر جھٹے لگا خرسوں کے بادشاہ نے ہیون سے کہا کہ بند کہاں ہیں امیدہ کو لٹا بیابان ہے کہ اسکی بیست ہون جواب ہوا جاتا ہے اور کوئی تش کہ بعد تیز و تند ہوتی جاتی ہیون کہ کہا کہ آج ہم گارڈاں نہ دیکھیں اہل ہے اور یہ جو باتیں ہوتی ہوتی ہے بیٹا موت لاتی ہے بیٹن خاطر جمع نہ ہو کہ اگر نہ زندہ جان کہتو موت دیکھی سلامت نہ لیا کہ اسی کیا دیکھا ہے

عبارت شریفہ
یعنی اس
عبارت میں
یعنی اس
عبارت میں
یعنی اس

وہی کہ جس نے اس کو دیکھا ہے

اور سید جبرائیلؑ اور شیخ ہر کسی طرح اس کی دفع پر تفراد نہیں ہو سکا ہوں بلکہ فرستے کہا کہ سچ کر موش کو یہ غالب ہے
لیکن مجھے آدمی چاہیے کہ میں فی الحال آدمی ہوں کہ تعالیٰ اس حال کے ایک موش پیدا ہو جو کہ حضرت کا سرشتہ جنسیتا سپر
منبتی ہونا تھا اس لیے اس کی نام اس کی طرف پیدا ہوا اور زاہد سے کہا کہ میں مدت سے ارزو مند ہم جنس کی ہوں اب
دعا کیجئے کہ میں آدمی ہی رہوں موش نہ بنوں تو اس دست عشرت آغوش شوہر جنس میں ڈالوں زاہد نے جبکہ بخت موش اور
دختر کی باہم دست پائی دست مدعا دیکھا تو فی الحال دعا زاہد کی مستجاب ہوئی اور حکم کلی منیٰ بیک جبرائی اصلہ کے
مطہر کر پڑا یعنی وہ دختر مجھ پر بیاموگئی اور زاہد نے موش کے حوالے کی سیف جان من ہر چیز با اصل خود باشد رجوع
باہر از خاکیم بار خاک بیاید شیرین بنامندہ اس مثل سے یہ ہے کہ جو کچھ کہ مقتضا طینت اسی ہوتا ہے اگر کسی عارضہ سے
اوسکا حال مبدل بھی ہو جائے آخر کو رجوع اپنی حالت اصلی پر کرتا ہے جو کچھ دیر بخندان معنی سخن نے اس رضون کو تمام کیا
جو تو کہ بادشاہ نے اس کی بات حسب معمول کی اور نظر عواقب مور پر نظر فرمائی اور زلع ہر روز حکایت دلہندہ اور ہر شب فسانہ
بے نظیر بادشاہ کو سناتا تھا اور شلہا ہی غریب نکتہ بائی عجیب ہر دم تقریر میں لاتا تا بیان انکے بشتہ پی کی حرم سرار
خاص ہوا ایک دن کا شناس سبکو دھوکا دیکھنے پر بادشاہ کے پاس آیا جبکہ فرزند نے کا شناس کو دیکھا ہزار جان سے
شاد ہوا بعد ازاں اسے سرم محبت پوچھا کہ اسے کا شناس کیا کام کر گیا یا اسنے عرض کیا اچھا لکھ جو اسطے کو محبت اختیار
کی تھی سو سب درست ہو چکا کہا کچھ دیکھا بیان کر کا شناس نے عرض کیا کہ اس کو دین ایک غار ہے دن کو با دھوم
کے سبب گردہ بوم شوم کا دھن جمع ہوتا ہے اور اس غار کے نزدیک ہیزم بیٹھا خشک تر مرغ ہے بادشاہ فلانے
دن کو جبکہ وقت سب را خون کو کم دے کہ جلدی و جھگڑا کی ہیزم خشک منظر کے منہ پر آہستہ آہستہ جمع کرین اور اصل کو
آواز مند سے ماہر نہ نکالے چھکے جمع ہو چکیں گے میں آگ او سپر رکھ دو لگا اوس ہم تراغ ایک ہی بار پھر بازوؤں سے ہوا
دین تا وہ آگ بھر کر اٹھے جبکہ آگ بڑھ کر گی جو بوم کہ باہر نکلیگا جل جائیگا اور جو اندر رہیگا دھوئیں سے گھٹ کر
مر جائیگا بادشاہ کو یہ اندیشہ نہ نہ غرض کی کا شناس پھر جلدی ہی ابو زمین آلا اور غیر دروز زمین سب زافون کو
لکھ کر کا شناس کے نشانہ ہی کے موافق وہی اندیشہ مل میں لایا اور کام سب بوم کو کھا تمام کر کے بافتہ و طفر معہ کا شناس کے
پہر کلائی سلطنت چکن ہو اسکے بعد اترام و لاکرم کا شناس کل ہر روز تفرتی کرنے لگا ایک دن بادشاہ نے کہا کہ
اے کا شناس اتنی مدت محبت میں غیر خیر کے کیونکر بسر کی تو نے مصرعہ روح راحبت جان عبدیست لیتم
کا شناس نے عرض کیا کہ یہ سچ ہے کہ دیار لمانا سب تر از جنہم ہوتا ہے لیکن بے خودی کی فراغ خاطر لکھو جو
اس کا کمال ہے عامل کو لازم ہر کد پر منتقل کر لے اور صاحب ہمت کو چاہیے کہ شستہ در اندہ کیونکر لکھو طرہ خطاب

انے تھے اور جو کچھ ہوا تھی وہ لکھنؤ میں لکھنؤ کی گزشتہ رات ہو گئی اور انا دوسرے دن شام کو آ کے دیکھتا تھا کہ ہے کہ بادہ فریاد
 ہو رہی کر رہی ہے کہ کب کب اچان من اعتنا اتنی فریاد کا کیا ہو کیا سیف میخلد در سید ام غار کو کیسیارم سرشک دہل
 صخران غمے دارم کو تیرے میکشم پد کیو کمزاری نکودن کہ تیرے جانیکے بعد نہوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک بار مہیج
 دیکھا کہ قصد میرے پور نکا کیا ہر چند بت کہا میںے سمیت اگر چہ عالمی از دس ضعیف ترس پد کہ تیرا عمر نشانہ کی بڑ
 مارنے لگا کہ یہ وہ سید نہیں ہے کہ تیرے تیرے میں اثر کرے کہا نیچے حوت کہ میں اور بالکل چو نکا لکڑی کا تھا ہم پر پد ہینگے تیرے
 حق میں اچھا نہ ہوگا ساپ ہنسا اور کہا کہ میں وہ ہوں کہ تیرا نہ رہے جس آب ہو تہے پہلا تم ایسے کی اندیشہ کی جاگہ ہے
 اسکے بعد چہرہ چللی کوئی میری فرما کو نہ پہنچا آخر فرما عالم تم گارنے جو نکو کہا کہ اسی شیانے میں آرام کیا ہے نہ نے یہ
 باہر اسکر آہ سوزنا کو کھنی امد صفت مدیر میں خردین ڈالا اوسوقت کہ شام تھی صاحب نے چراغ جلانے میں مشغول تھا فیکے
 جلا کر چراغ اٹھ پر کہا تھا کہ جنگ نہبت کر کے فیصلہ کو لے اور اور اپنے اشیانے کے متحد پر دہر دیا صاحب خانہ
 سبھا کا اگر گوسلا جلا تو سقف میں آگ لگی لاٹے ہام کر کر نیا نیکو چوستی سے کر نیا لگا مارنے نوا بخت سے
 میاں ہو کر سر باہر نکلا صاحب خانہ نے مار مار کیکے وہی چوب سستی کہ اٹھ میں تھی ماری کہ مر مار کا مانند جاب کے
 دوبارہ ہو گیا پٹیل سیلے بیان میں آئی کہ ساپ اوکی دشمنی کو خیر سمجھا تھا اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سنگ مقام سے سر
 اوس شکبہ کا کچلا گیا سمیت دشمن اگرچہ خواہ بود از طریق فرم پد اور بزرگ وان و نم کار غویش غر ب دہاد شاہ نے کہا
 کہ جینے ہمیشہ جو کام کہ تیرے مشورے پر کیا بخیر فوئی اوسے سر انجام پایاں سولون جو کہ کوئی کہ کام اپنا ناصح صواب اندیش
 مشورے پر کرکینگ دست ناکامی اوسکے دین اقبال تک نہ پہنچا اور سب ہنر دن سے زیادہ تیرا تیرا نہ تھا کہ
 مدت دراز تک شمنون میں رہا پھر کبھی ایسا کلمہ تیری نہ پڑ گندہ اگر کوئی خرقہ گیری کرتا اور نہ ایسا تجھے عمل صادر ہوا کہ
 اعت اوکی نفرت و بدگمانی کا ہوتا کا شش شخص کی کہ یہ سب ہنر کے تربیت کا تھا اگر خانہ زاد کو کسرت چرن بردار کیا
 حال نہوڑا تو ہے ضعیف اس غلام کی اس مرد شواکی ہرگز عقد کشائی نہ کر سکتی نہ لکھ کہ ہادی بادشاہ حجام و خوبی سے
 اور کسے تیرے سیر و شوکت و سمیت اور خجاعت و سمیت کے ساتھ کوئی دقیقہ تعاقب نہایت سو پوشیدہ اور باقی نہیں رہا ہوا
 تعجب اور تائی اغوشم اور دم و علم و حیا اپنی عمل پر سب صرف ہوتے ہیں خلاف وقت ہر موقع کے کوئی کام میں
 نہیں آتا ہے اور تہلے کار میں انتہا و مصلحت لکھ رہی ہے اور کیونکہ میں مرتبہ احتیاط کا ہاتھ سے نہیں جاتا ہوں
 اور مہوس سلطنت اور رونق ریاست کی اور ریاست دشمن کی مراتب اصلا فرما داشت نہیں ہونے پاتے میں پھر جو
 کوئی کہ ایسی بادشاہ کی شرمی احتیاط کرتا ہے ہوا ہوا پنی ہو تو کہہ کر گندہ پنی طرف نہ پڑتا ہے اور اپنی بیخ زندگانی اپنی اتھا

عہدہ دارانہ
 عہدہ دارانہ
 عہدہ دارانہ
 عہدہ دارانہ
 عہدہ دارانہ

او کبیر تاجی فرزند نے کہا کہ ای کا شناسا جس کو تو جیسے جدا ہوا لذت طعام شراب حلاوت خواب قرا و طلق نہیں ملتی تیرے
کا شناسا سے عرض کیا کہ کھانا و شاد ہوا جو کوئی کہ بلائی دشمن قوی دست بن مبتلا ہوتا ہے جب تک اس سے چھٹکا رہا نہیں پاتا ہے
مات دن میں فرق نہیں کرتا ہوا اور در ہر ماہ میں امتیاز نہیں کر سکتا ہوا اور حکما کا یہی قول ہے کہ جب تک بیمار کو صحت کامل
نہو کہا کیا مر نہیں ملتا ہے اور حال جب تک مگر دن ہی روز اوتا رہا آرام نہیں پاتا ہے اور عاشق جب تک دولت و مال حاصل نہ
کری اضطراب رفع نہیں ہوتا ہوا اور در ہر سال میں جب تک غلبہ اسے مان نہیں حاصل کرتا ہوا دم سالیش سے نہیں لیتا ہے
اور بادشاہ فیو جب تک تعلق نہیں کے لئے ہنر آرام پر نہیں رہتا ہے نیز نہ پوچھا کہ عورت اور دیر اور کمالی رزم و نرم
کی سطح دیکھی تو نے وزیر نے کہا کہ حقیقت اس کی عجب غرور و فن پروری سے متعلق تھے اور انارایت صواب سے
کچھ نصیحت کیا تو تھے اور کہ راستہ و نکر خطا میں کچھ تفریق نہ کرتے تھے اور سبب ابطال گفتنی ہوا وہ ایک وزیر کہ
بیرے قتل میں مبالغہ کرتا تھا حکیم تھا دادا دلی اور بیکار مغر بادشاہ نے کہا کہ لاکھ لاکھ عجب کیا ہیں وزیر نے کہا اداں
دلیل ہے کہ جس پر قتل کا حکم کرنا تھا اور کتنے کہ پہلی شب اور اس کی صواب پر پہلی اگر اس کی راہ کو قبول کرتے تو کیوں طرح بر باد
ہوتے تھے مگر یہ کہ تا دم آپس ادبی نصیحت سے ہاتھ نہ اٹھایا اور مصلحتی کے کھٹا سی ہر گز پاس ادب کیا مگر طریق بے
ادبی سے ہی بچاؤ کیئے جانتا تھا اگرچہ جانتا تھا کہ میری بات نہیں سنتے ہیں اور نہ سنیں گے تیرے ہی زبان بند نہ کی
بادشاہ نے کہا کہ وہ ادب نصیحت شاہی کیا ہیں کہ خیر خواہی کی جگہ ادب ہی نہ کرے اور بے ادبی سے ہی بچتا ہے کہا
کہ مخرج نشت کو ایسی نرمی سے اور لطف تفریب سے ادا کرے کہ مطلق ناگوار طبع بادشاہ نہاد اور جانب تعظیم سے ہر بات
میں رعایت کہو بلکہ کسی کام میں گستاخی اور فضول گوئی نہ کرے اور اگر فعل و فعل میں مخدوم کے ظلم یا زلل شاہدہ کرے
تو اس کی اطلاع کرے میں عبارت نیک و ملائم سے بغیر گئے اور تعریفیات شیریں اور شلہاے دلخیز اور
دوسرا لیش سے رہنمائی کری اور صواب و خوبی انسانی حکایت میں جو مناسب حل کے ہوں اور نہیں تا میں
بہمین تقریر کریں وزیر بومون کا یہ سبب صفین کہتا تھا اور کسی باب میں دقیقہ فرورداشت نہ کرتا تھا اور با تباہی وہ
مرتبہ عالی ہے کہ کسی اگر چاہے کہ اپنی کو خوش می یائے تو با نہیں سکتا ہے بلکہ دست آندہ ہی ہر بات میں نہ چاہا نہیں سکتا ہے
مگر دینیاری اور مدد گاری سخت حاصل ہوتا ہے اور اگر وہ ادبی سے یہ دولت نصیب ہو تو اس سے عزیز جانے سے ہر
نہ سبب ضبط قواعد و حفظ مرسوم عدل و داد سبب ہر دم تمام پیش نظر رکھے نظم اسے آنکہ ملک یافتی دسترس
دولت طلبے کم طلب آزار کے بد صارتیغ سیاست گن خرابی ممکن یہ کا ہی کہ مختصر کر کر فتنے بد لائق نشان بادشاہی
کو کہ ہر کام میں غفلت سے احتساب کری اور کسی ہم میں سہل انکاری نہ کرے کہ قبای ملک اور تحکام دولت چار چیزیں

نہو کہا کیا مر نہیں ملتا ہے اور حال جب تک مگر دن ہی روز اوتا رہا آرام نہیں پاتا ہے اور عاشق جب تک دولت و مال حاصل نہ کری اضطراب رفع نہیں ہوتا ہوا اور در ہر سال میں جب تک غلبہ اسے مان نہیں حاصل کرتا ہوا دم سالیش سے نہیں لیتا ہے اور بادشاہ فیو جب تک تعلق نہیں کے لئے ہنر آرام پر نہیں رہتا ہے نیز نہ پوچھا کہ عورت اور دیر اور کمالی رزم و نرم کی سطح دیکھی تو نے وزیر نے کہا کہ حقیقت اس کی عجب غرور و فن پروری سے متعلق تھے اور انارایت صواب سے کچھ نصیحت کیا تو تھے اور کہ راستہ و نکر خطا میں کچھ تفریق نہ کرتے تھے اور سبب ابطال گفتنی ہوا وہ ایک وزیر کہ بیرے قتل میں مبالغہ کرتا تھا حکیم تھا دادا دلی اور بیکار مغر بادشاہ نے کہا کہ لاکھ لاکھ عجب کیا ہیں وزیر نے کہا اداں دلیل ہے کہ جس پر قتل کا حکم کرنا تھا اور کتنے کہ پہلی شب اور اس کی صواب پر پہلی اگر اس کی راہ کو قبول کرتے تو کیوں طرح بر باد ہوتے تھے مگر یہ کہ تا دم آپس ادبی نصیحت سے ہاتھ نہ اٹھایا اور مصلحتی کے کھٹا سی ہر گز پاس ادب کیا مگر طریق بے ادبی سے ہی بچاؤ کیئے جانتا تھا اگرچہ جانتا تھا کہ میری بات نہیں سنتے ہیں اور نہ سنیں گے تیرے ہی زبان بند نہ کی بادشاہ نے کہا کہ وہ ادب نصیحت شاہی کیا ہیں کہ خیر خواہی کی جگہ ادب ہی نہ کرے اور بے ادبی سے ہی بچتا ہے کہا کہ مخرج نشت کو ایسی نرمی سے اور لطف تفریب سے ادا کرے کہ مطلق ناگوار طبع بادشاہ نہاد اور جانب تعظیم سے ہر بات میں رعایت کہو بلکہ کسی کام میں گستاخی اور فضول گوئی نہ کرے اور اگر فعل و فعل میں مخدوم کے ظلم یا زلل شاہدہ کرے تو اس کی اطلاع کرے میں عبارت نیک و ملائم سے بغیر گئے اور تعریفیات شیریں اور شلہاے دلخیز اور دوسرا لیش سے رہنمائی کری اور صواب و خوبی انسانی حکایت میں جو مناسب حل کے ہوں اور نہیں تا میں بہمین تقریر کریں وزیر بومون کا یہ سبب صفین کہتا تھا اور کسی باب میں دقیقہ فرورداشت نہ کرتا تھا اور با تباہی وہ مرتبہ عالی ہے کہ کسی اگر چاہے کہ اپنی کو خوش می یائے تو با نہیں سکتا ہے بلکہ دست آندہ ہی ہر بات میں نہ چاہا نہیں سکتا ہے مگر دینیاری اور مدد گاری سخت حاصل ہوتا ہے اور اگر وہ ادبی سے یہ دولت نصیب ہو تو اس سے عزیز جانے سے ہر نہ سبب ضبط قواعد و حفظ مرسوم عدل و داد سبب ہر دم تمام پیش نظر رکھے نظم اسے آنکہ ملک یافتی دسترس دولت طلبے کم طلب آزار کے بد صارتیغ سیاست گن خرابی ممکن یہ کا ہی کہ مختصر کر کر فتنے بد لائق نشان بادشاہی کو کہ ہر کام میں غفلت سے احتساب کری اور کسی ہم میں سہل انکاری نہ کرے کہ قبای ملک اور تحکام دولت چار چیزیں

بغیر ممکن نہیں ہوا ایک یہ کہ دشمن کی رائے اس کے لئے مستقبال کا کہ غیر موجود ہوئے موجود زیادہ تر دیدہ دل سے مشاہدہ
 کرے اور دوست کے لئے اس کا کہ ہر پہلو سے تحقیق کرے جب یہ یقین جائے کہ یہ فتنہ تو اور قصور خالی ہوا سو وقت اسے
 عمل میں لائے اس کے لئے راستہ کہتا ہو کہ خطا اور غلط کی طرف کبھی مائل نہ ہو چاہے شمشیر سیسی تیر و تندر کہتا ہو کہ اس نے
 برق جہان سوز کہ جب دشمن دشمن پر گرنے کی غاشاک سکی ہستی کا برا دفا کرے اگر سپر کوہ کو بناہ چہ و کرے تو مانند خیا تر کی
 اس پر ہی اس کے مراد ہے کہ بہادر ہو اور رکایت اور عذر اور شکایت دشمن پر اگر چہ کتنا ہی تضرع اور زندل کرے فریفتہ نہ ہو
 کہ ایک نفع تنہا نے جب دشمن کے دشمن کے پہلی باوجود تنہائی اور ضعف کے ہونے سے دشمنان قوی دست ایک
 آن میں ہلاک کر دیا اور انہوں نے اپنی رکاکت طبع اور قلت فہم سے ایسی باتیں قرار و قیاس پائی کہ نام و نشان ان کا صفحہ
 ہستی سے محو ہو گیا اور اگر کچھ یہی نہیں کاقت اندیشی ہوتی تو بلیغ اس مراد کو پہنچتی بلکہ چہ غلط خوابین نہ دیکھتی بلکہ
 چاہے کہ اس حال کو چشم غریب دیکھے اور اس نصیحت کو گوش خرم سے سنے کہ دشمن کتنا ہی ضعیف ہو اسے چشم کہ نہ دیکھ
 اور اگر ہزار لاف دوستی مائے اور آئندہ دوستی کے یہی اُسمیں پائے جائیں تو یہی اعتماد نہ کرے اور کبھی اُس سے غافل نہ ہو۔
 نظم دشمن اگر لاف مروت زندہ صاحب عقلش نشانزد دوست با رہا ہست بسیت کہ بہت نہ کہ چہ بصورت
 بدایند کہ دوست نہ اور عمدہ فائدہ اس سے یہ ہے کہ دوستان خالص اور ہواداران عاقل اور مخلص کا خواہان
 نہ ہے اور ان کی خریداری کرے کہ نافع تر اس سے کوئی تجارت نہیں۔ مسئلہ کہ ایک کارشناس نے کہ مخلص خالص تہا را غور
 حق میں اس کی دوستی اور راستہ یہی نتیجہ بخشا کہ مہملکہ ہول ہراس سے نکال کے منزل امن و امان کو پہنچا دیا بہلا جس
 کہ بہت دوست ہوئے اس کو کیا فائدہ پہنچا کہ قس طے بند جو کوئی کہ دوست اور ہواداروں کا خواہان ہے گا اور مخالفان
 عدا کے غبار سے دامن اپنا اودہ نہ کرے کہ کمال مراد اور نہایت آرزو کو مقدر پہنچا کہ بسیت یا یا نیکو غولہ بعشرت نہیں
 و ز دشمن بد امن صحبت بر چین باب پانچواں مضرت میں غفلت کو نیکے اور سبب اسکے
 مطلوب کے ہاتھ سے کہوئے میں ہے راے و ایشلم نے برہمن سے کہا کہ تو نے دوستان
 بیان کے فریب دشمن سے پرہیز کر چکے اور ان کے مکر و زور کی مضرت سے احتراز کر چکے کہ پردہ دوستی میں
 دشمنی کرتے ہیں اُس سے چھنا واجب جانے اب التماس یہ ہے کہ بیان فرما کہ اس کی مثال کہ حصول
 مدعا میں چند کرے اور جب مطلب حاصل ہو تو اسے غفلت سے ضایع کر دے برہمن نے زبان ثنا
 کہولی اور یہ بہتین مولف کی بادشاہ کی دعا میں پڑھیں نظم الہی تا ہے قائم یہ آسمان وزمین الہی
 تاکہ ہے آفتاب و ماہ منیر فلک پائین اخترین پادرم زادہ الہی تاکہ ہے برق و وعدہ ابر مطہر یا مژدہ کو تیرین

۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

اور بوزید جو واسطے ملازمہ صدائے انجیل اور سین گرانانہا لوسنگ پشت اوسو فتوح نہیں جان کے کہا تا ما تہا اور مرد خدا
 کرتا نہا کر جسے شفقت الہی نعمت غنی اللہ نے عنایت فرمائی اور دین منون ہونا تھا کہ بہر بندر بھی جہاں جان کے
 بیخیر گرا تا ہے۔ جان لہذا کیا مرغی اور جہاں نواز ہے اور یہ خیال کیا کہ اس شخص نے بوساقت معرفت سیر تعین یہ
 فرمائی ہے اگر واسطہ محبت اور وسیلہ دوستی حکم ہو گا تو کیا کچھ احسان اور مروت کر لیا اور قطع نظر فرمائیہ مایہ صحت
 السخی شخص کی کہ کلام اخلاق اور محاسن شہنائی جسکی طینت میں اسد عیدہ اصل میں اور قلم کرم لہی بے یارن جہاں غریب و تنگ
 اس کے ترستے تھے صفیہ محبت پر لکھی ہے پس ایسا شخص مختلف روزگار سے ہے ہر آئین اسکی مصلحت و عبت و روزگار
 باطن آئین دل سے جو ہو جائیگا اور ایسی خاشاک اسکو تو بہر طاعت شب بوجہ حوادث روزگار کو اپنی خاطر سے دور کرنا ہوگا
 مصرعہ انعامیہ محبت روشن رائی بہ اسکے بعد عزم محبت با محرم کر کے زبان توحید و دعا کہی اور از روی ملازمت
 بعد از انتظار کی لورینہ نے جواب سلام آوایام سیو دیکر کہا مصرعہ ای آمدت باعث آبادی باد اور یہ کہا کہ میں بھی
 بدل و جان شنائی تیری صحبت با برکت ہوں کیونکہ رغبت اخلاط رفیقان کامل اور خواہش محبت یاران عامل خصال سبب
 اور صفات نازک و مزید سے ہے اور جو کوئی کہ دوست جھٹتی اور بد اور بدینی رکھتا ہو دونوں لہجہ میں باؤسکی سرفرازی کا ہوا
 قطع جسے کہ سید یا بابا یا بہ کو میں اقتدار پایا بہ دولت کے حصول کی خوشی کیا بہ خوش وہ ہے کہ جسے یا بابا بہ شگفت
 نکلا کہ میں حوصلہ دوستی اور محبتی کرتا ہوں مگر یہ نہیں جانتا ہوں کہ قابلیت اسکی رکھتا ہوں کہ نہیں بوزید نے کہا کہ حکا
 بنے اہل سنی میں میزان لکھی ہے یعنی لازم ہے کہ کوئی بے دوست ہے مگر ہر سیکو دوست ہی بنانے پر تین گروہ کو دوستی
 ہے ایک فرقہ علماء و فقہاء کا انکی برکت محبت و عید دین حال ہوتی ہے دوسرا ہل کرم اخلاق کہ دوستی خطا چھاننا انکی
 عادت ہو اور ایک گاہ بنانے میں دینے نکلے ہوں تیسرے وہ لوگ کہ پیغمبر اور بے طبع دنیا کے دوست ہیں اور بنائے
 دوستی کی صدق و صفا اور مروت و وفا پر حکم ہو اور حاضر اور کرنا تین گروہ کی پہنچی ہو واجب ہے ایک باقی اسکی باخبر
 کہ محبت او انکی انفس پہنچی اور شیطان کی پیروی پر صرف محبت اسی کو لگی دین و عت کا باعث ہوتی ہے دوسرے
 دروغ و گواہ تمام کہ محبت انکی غایہ الہیم اصحاقت انکی ملا فی عظیم لاتی ہے کہ شہید ایک کی باتیں دوسرے کا سخت
 میں ادب و پیغام و محبت و عید از غنیمت و عید اور دینی طرف سے غلام دوستی کے دوست کہ میں تیسرے اہل و عیال و حیر و جلب
 منفعت اور ذمہ عزت میں امتیاز نہیں کہتے میں انکو غلام کرنا نہ ہار جاوے گا اسکی اصلاح چہرے
 میں خیر دفع سجھا جائیگا وہ محض غمرا و ضرر ہوگا سید واسطے نیشل مشہور ہے کہ دوست نادان بہتر دشمن نا
 سے ہے کیونکہ دشمن غافل دور اندیشی کے سبب جنگ فرست دیتا کی گمان خدہ پایا گدا دم لگے نہ جو ایسا

مصرعہ انعامیہ محبت
 روشن رائی بہ اسکے بعد عزم محبت
 با محرم کر کے زبان توحید و دعا کہی
 اور از روی ملازمت
 بعد از انتظار کی لورینہ نے جواب سلام
 آوایام سیو دیکر کہا مصرعہ ای آمدت
 باعث آبادی باد اور یہ کہا کہ میں بھی

اور دوست نادان کہ دولت انش سے بے بہرہ ہوتا ہے ہر چند کسی امر میں نگاری کرے مفید مطلب نہیں ہونگی
اگر اسکی راہ پر کوئی اعتماد کرے تو غالب ہے کہ اسکی راہ کو ابھری خط میں گرفتار کرے جیسا کہ بندر کی دوستی پر بادشاہ
کشمیر نے اعتماد کیا اور گرداب ہلاکت میں پڑا اور دزد کہ دشمن ڈالتا تھا اگر اسوقت حفاظت نہ کرتا تو تارک اس نصیب کا دبیر
پذیر نہ ہوتا سنگ پڑتے پوچھا کہ یہ قصہ کس طرح ہر تھا حکایت بوزن و بادشاہ کشمیر حوزہ کاروانا لے گیا کہ لای
کشمیر میں بادشاہ تھا کہ ایک بندر کو بہت عزیز رکھتا تھا اور جانتا تھا کہ آفت کے وقت یہ میرے کام نیکار ہے اسکی
پرورش میں زیادہ تر مصروف رہتا تھا اور اسکی ہی بہتال تھا کہ تمام شب کٹا رہا تہ میں سر رہا بے بادشاہ کے تا دم صبح
کبڑا رہتا تھا بلکہ تمام شب بلک سے بلکتا تھا تھا قصار ایک دزد و نادان لاییت دوردست اس شہر میں وارد ہوا
شب کو لباس عاری پہن کے شہر میں گشت کرتا تھا کہ اور دزد و حیر اور کم تجربہ ہی باشندہ اسی شہر کا اسی فکر میں
گہرے نکلا تھا اتفاقاً ان دونوں میں ملاقات ہوئی اور سبب جنسیت کے باہم متفق ہو کر دزد مسافر نے پوچھا کہ کس طرح
چلنا صلاح ہو اور کسکے گہر میں نقب دینا مناسب زود نادان نے کہا کہ میں شہر کے صطل میں ایک اسپتیز تیار
باد کردار ہو اور میں سکونہایت عزیز رکھتا ہے اسلئے شب کے زنجیریں اسکے پاؤں میں ڈالتے ہیں اور چوکیداری میں بہتے ہیں
اگر اس سب کو بائیں تو شیشہ گر کی دکان شیشہ گر ان قیمت چرائیں اور اس پر بار کر کے لو شہر میں لیجا میں دزد و نادان اس
بات کو سنکے متحیر ہوا چاہتا تھا کہ اس حال کو شہر و جا پوچھو اور عرض کرے کہ ناگاہ کو تو اس مع جمعیت سپاہ سانسے کیا وضع
دانیلے کی ایک کمنے ہو گیا اور دزد و حیر کو گرفتار ہو کو تو اس نے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں جاتا تھا اس نے جواب دیا کہ میں
چوہوں اور ارادہ یہ تھا کہ گھوڑا میں کا جڑا کے اور دکان شیشہ گر کی تو شیشہ گر ان قیمت اس پر بار کر کے گھر کو لیجا دن
کو تو اس سبھا اور کہا کہ اچھا چور تو کیا ساغز کہو را کہ بادشاہ کے جوکیدار جہر میں اسے جڑا لے اور شیشہ گر دزد ہونگے
بکنا ہے اس پر بار کر کے اور کبھی معروض ہلاکت میں ڈالے شاید کہ شاعر نے یہ مصرع تیری ہی شان میں کہا ہو مصرع بجز خود
جان از ان قدرش نمیدانی اگر کتاب کے مخاطب کا خزانہ بادشاہی کی واسطے کرتا تو البتہ سزاوار تھا کہ ہر ایک ہاتھ اسکے
باندہ اور زندان کی طرف ہمینجا دزدیر کہ کو یہ سب حکایت کو تو اس اور چور کی سنکے تجربہ حاصل ہوا اور زمین کہا کہ یہ
چور دوست نہاں تھا اور کو تو اس دشمن نادان دوست احمق مجھے درط ہلاکت میں ڈالتا تھا اگر یہ دشمن ڈالتا ہوتا تو کام آتا تہ سے
جا چکا تھا جیسا کہ کو تو اس کہہ گیا چارہ خزانہ بادشاہی کا مناسب شاید قصہ کلی حاصل ہو اسکے بعد سستہ سستہ قصر
بادشاہی کے نزدیک اور نقب یا شروع کیا نام شب امید خزانہ میں سنگ دیوار کو شیشہ گر نوں کا لایا ہنہو عیا شہر و نقاب شہر
شرق کو نقب میں پہنچا کی تھی کہ دزدیر کی نقب تھا کو پہنچا اتفاقاً جو مقام بادشاہ کا تھا اسی جگہ نقب ٹکلی دیکھنا

بندر کی راہ پر کوئی اعتماد کرے تو غالب ہے کہ اسکی راہ کو ابھری خط میں گرفتار کرے جیسا کہ بندر کی دوستی پر بادشاہ کشمیر نے اعتماد کیا اور گرداب ہلاکت میں پڑا اور دزد کہ دشمن ڈالتا تھا اگر اسوقت حفاظت نہ کرتا تو تارک اس نصیب کا دبیر پذیر نہ ہوتا سنگ پڑتے پوچھا کہ یہ قصہ کس طرح ہر تھا حکایت بوزن و بادشاہ کشمیر حوزہ کاروانا لے گیا کہ لای کشمیر میں بادشاہ تھا کہ ایک بندر کو بہت عزیز رکھتا تھا اور جانتا تھا کہ آفت کے وقت یہ میرے کام نیکار ہے اسکی پرورش میں زیادہ تر مصروف رہتا تھا اور اسکی ہی بہتال تھا کہ تمام شب کٹا رہا تہ میں سر رہا بے بادشاہ کے تا دم صبح کبڑا رہتا تھا بلکہ تمام شب بلک سے بلکتا تھا تھا قصار ایک دزد و نادان لاییت دوردست اس شہر میں وارد ہوا شب کو لباس عاری پہن کے شہر میں گشت کرتا تھا کہ اور دزد و حیر اور کم تجربہ ہی باشندہ اسی شہر کا اسی فکر میں گہرے نکلا تھا اتفاقاً ان دونوں میں ملاقات ہوئی اور سبب جنسیت کے باہم متفق ہو کر دزد مسافر نے پوچھا کہ کس طرح چلنا صلاح ہو اور کسکے گہر میں نقب دینا مناسب زود نادان نے کہا کہ میں شہر کے صطل میں ایک اسپتیز تیار باد کردار ہو اور میں سکونہایت عزیز رکھتا ہے اسلئے شب کے زنجیریں اسکے پاؤں میں ڈالتے ہیں اور چوکیداری میں بہتے ہیں اگر اس سب کو بائیں تو شیشہ گر کی دکان شیشہ گر ان قیمت چرائیں اور اس پر بار کر کے لو شہر میں لیجا میں دزد و نادان اس بات کو سنکے متحیر ہوا چاہتا تھا کہ اس حال کو شہر و جا پوچھو اور عرض کرے کہ ناگاہ کو تو اس مع جمعیت سپاہ سانسے کیا وضع دانیلے کی ایک کمنے ہو گیا اور دزد و حیر کو گرفتار ہو کو تو اس نے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں جاتا تھا اس نے جواب دیا کہ میں چوہوں اور ارادہ یہ تھا کہ گھوڑا میں کا جڑا کے اور دکان شیشہ گر کی تو شیشہ گر ان قیمت اس پر بار کر کے گھر کو لیجا دن کو تو اس سبھا اور کہا کہ اچھا چور تو کیا ساغز کہو را کہ بادشاہ کے جوکیدار جہر میں اسے جڑا لے اور شیشہ گر دزد ہونگے بکنا ہے اس پر بار کر کے اور کبھی معروض ہلاکت میں ڈالے شاید کہ شاعر نے یہ مصرع تیری ہی شان میں کہا ہو مصرع بجز خود جان از ان قدرش نمیدانی اگر کتاب کے مخاطب کا خزانہ بادشاہی کی واسطے کرتا تو البتہ سزاوار تھا کہ ہر ایک ہاتھ اسکے باندہ اور زندان کی طرف ہمینجا دزدیر کہ کو یہ سب حکایت کو تو اس اور چور کی سنکے تجربہ حاصل ہوا اور زمین کہا کہ یہ چور دوست نہاں تھا اور کو تو اس دشمن نادان دوست احمق مجھے درط ہلاکت میں ڈالتا تھا اگر یہ دشمن ڈالتا ہوتا تو کام آتا تہ سے جا چکا تھا جیسا کہ کو تو اس کہہ گیا چارہ خزانہ بادشاہی کا مناسب شاید قصہ کلی حاصل ہو اسکے بعد سستہ سستہ قصر بادشاہی کے نزدیک اور نقب یا شروع کیا نام شب امید خزانہ میں سنگ دیوار کو شیشہ گر نوں کا لایا ہنہو عیا شہر و نقاب شہر شرق کو نقب میں پہنچا کی تھی کہ دزدیر کی نقب تھا کو پہنچا اتفاقاً جو مقام بادشاہ کا تھا اسی جگہ نقب ٹکلی دیکھنا

کہ بادشاہ تخت پر سوتا ہوا اور ساجھل کران قیمت مسند شاہی پر کھایا اور عین کا فوری روشن میں نے نظر غور سے دیکھا
کہ ایک بندہ کھڑا ہاتھ میں لکڑی کا سہارا ہوا بادشاہ کے ہنگامہ اور چپستان ہوشیاری تمام دیکھ کر باوجود یہ حال دیکھ کر تعجب ہوا اور کہا کہ یہ
سامنے اور جو کنبہ نگار ہاتھ میں اس طرح ہاسبانی کرتا ہے ہنوز اسی تعجب میں تھا کہ گھبراہٹ ہوئی تو مجھ سے بادشاہ کے سینہ پر گر کر
بادشاہ خواب غفلت سے ہاتھ پیر سینے پر مارا بوزینہ دور کے نزدیک آیا دیکھا کہ جو عثمانی بادشاہ کے سینے پر بھرتی ہیں ہتھ
غضبناک ہو کر مجھ سے ہاسبانی موجود ہے اور یہہ جو عثمانی ایسی بے ادب ہیں کہ انہوں نے بادشاہ کے سینے پر ہاتھ کیا
اس حمیت رنگ جاہلیت اسکی حرکت میں تھی چاہتا تھا کہ کٹا جو مٹو نہ پراسے بس اس صوت میں کام بادشاہ کا حضور
تمام ہوجانا کہ چور چلایا کہ ادا حق بلے باک ہاتھ کو ہتھام کہ جہان کو بر باد کیا چاہتا ہے یہہ کہ کھڑکست کر کے اور بندہ
ہاتھ مضبوط لکڑی بادشاہ غرہ وزد اور غرض بوزینہ سے جاگ بڑا اور یہہ حال مشاہدہ کیا چور سے پوچھا کہ تو کون
جو ہے کیا تیرا دشمن انہوں اور واسطے طلب مال کے آیا ہاتھ میں اگر ایک خطبہ ہی تیری حفاظت میں اہمال کرتا تو سن ان
جہان کو خون سے لال کر دیا ہوتا بادشاہ سجدہ شکر ادا کیا اور کہا سچ ہو اگر عنایت یزدی ادا نہ کرتی تو جو سیکون جہان
اسکے بعد جو کہ سرفراز کیسے اپنا مقرب کیا اور بوزینہ کو زنجیر میں باندھ کے صطل کو بھجوا دیا اب سو کو قیاس کیا تیرے کہ چور
تمام شب اس امید پر کہ باندھو گا کہ اگر قابو پاؤ تو خزانہ بادشاہی کو چور کیا لیکن دانش جو اسکے برعین تھی اسلئے راج دولت کو
سپر پر کھانگایا اور بندہ کہ محرم اسرار اور باوقار تھا ملکہ خاندانی کو اسکے دامن انجما ہوا تھا اسلئے لباس مسکے سے تارا
گیا فائدہ اس مثل کا یہ ہے کہ مرد عاقل کو لازم ہے کہ دوستی انہیں سے کرے اور صحبت دان سے کو سون پہا سنگ پست جو یہہ
حکایت کہ مشتمل فوائد بیشمار ہے ہستی تو یہہ کہ کلامی دیکھا دانش تو نے میرے کانوں کو ہر شاہ ہوا حکمت زینت بخشی این دنیا
کہ دوست کے طرح کے میں کارڈانے کہا کہ حکما میں طرح کے دوست تحقیق کو بہن بعضے خدا کے مانند ہیں کہ نے کسی طرح چہنگارا
ہن میں اور مجھ مشاہدہ کے جمال کی شمع صحبت دشمن نہیں ہوتی جو مصرعہ چراغ خاندل رو یا رستہ اور بعضے مانند
دو ہیں کہ انکی کہیں احتیاج ہوتی ہو اور بعضے وہ کہ مانند ہیں کہ رنج پہنچاتے ہیں وہ لوگ میں کہ اس نفاق اور دورویہ
ہیں کہ اوہ ہر بناوی دوستی کا دھوکہ دیتے ہیں اور کسی ظاہر دیکھ لے کہ مسکام ہی آئے ہیں اور مطلب سے دھوکا دینا اور غفل
کرنا ہوتا ہے اور اوہ ہر تہا سے مخالفوں سے راہ و رسم کہتے ہیں اور ہر دم ایذا رسانی کی فکر میں رہتے ہیں بس عاقل وہ ہے جسے
دشمنوں سے ظاہر میں دوست نور باطن میں دشمن ہیں پر نیز و احتیاط تمام کرے اور دوستان خاص اور رفیقان مخلص کا
آرزو مند نہ سنگ پست تھا کہ رفیق خالص اور دوست مخلص کو کہ طرح ہوجانے بندہ نہیں کہ جس میں خصلتیں باقی جائیں
اکلی دوستی میں کوئی قصور ہوگا اولی کہ اگر تیرا بیگمے کے کسی ظاہر کرے دوستی نہ کرے اگر تیرے سے ۵۰۰ روئے دو چہند

جہاں کو خون سے لال کر دیا ہوتا بادشاہ سجدہ شکر ادا کیا اور کہا سچ ہو اگر عنایت یزدی ادا نہ کرتی تو جو سیکون جہان اسکے بعد جو کہ سرفراز کیسے اپنا مقرب کیا اور بوزینہ کو زنجیر میں باندھ کے صطل کو بھجوا دیا اب سو کو قیاس کیا تیرے کہ چور تمام شب اس امید پر کہ باندھو گا کہ اگر قابو پاؤ تو خزانہ بادشاہی کو چور کیا لیکن دانش جو اسکے برعین تھی اسلئے راج دولت کو سپر پر کھانگایا اور بندہ کہ محرم اسرار اور باوقار تھا ملکہ خاندانی کو اسکے دامن انجما ہوا تھا اسلئے لباس مسکے سے تارا گیا فائدہ اس مثل کا یہ ہے کہ مرد عاقل کو لازم ہے کہ دوستی انہیں سے کرے اور صحبت دان سے کو سون پہا سنگ پست جو یہہ حکایت کہ مشتمل فوائد بیشمار ہے ہستی تو یہہ کہ کلامی دیکھا دانش تو نے میرے کانوں کو ہر شاہ ہوا حکمت زینت بخشی این دنیا کہ دوست کے طرح کے میں کارڈانے کہا کہ حکما میں طرح کے دوست تحقیق کو بہن بعضے خدا کے مانند ہیں کہ نے کسی طرح چہنگارا

کر کے لوگوں میں بیان کر کے بیترے یہ کہ تجھ احسان کرے تو اسے ملا پرین زبان پر نہ لائے اور دل میں ہی
 حساب کو جو تجھے یہ لگا کر تجھے نفع پائے تو اسے فراموش نہ کرے یا جویش یا اگر جانا کوئی قصود تجھ سے صادر ہو تو پیش
 آلودار اور اجارہ نہ ہو جائے چھٹے یہ لگا کر تو عند کرے اسی قبول کرے جو کہ ان صفات کو کج سماعت و ضعف نہ ہو وہ
 ہم کو دوستی کے لائق نہیں ہے اور اس زمانے میں دوست خاصہ حکم کیسے رکھتا ہے اور محبت بغیر محض عقدا
 کی طرح چشم عالم سے نہاں ہے سنگ اپشت تو کہا لگا کر چاہی تھا اپنے منہ سے نازیبا ہے لیکن گمان یہ ہے کہ اگر تو چاہی تو
 بہن سرفراز کرے اور طوق منت کا میری گردن میں ڈالے تو ادا الم تیار ہوں وہی میں ثابت قدم ہوں اور کوئی کشتہ و تاب
 محبت نہ ہو مگر اشت نکرون ہند نے دھت سے پیچھا دتر کر باجم حالہ کیا اور عہد و پیمان آشتی مستحکم ماند با اسکے بعد وطن
 سرور ہوئی اور دشت غربت بند کر دی کہ ہوئی اور سنگ اپشت بھی خوش ہو اور ہر روز ہنسی و شادی کا کرتا تھا اور
 گشتن باری و دب و مد و نق و طراوت و بصا و نکل پاتا تھا آخر یہاں تک کہ بت سبھی کہ ہند ملک اور بادشاہی کا غم بھول گیا اور
 سنگ اپشت نے بال عیال اور سرگرم دیار اپنا فراموش کیا اور دونوں یہ سب عیال کی تکرار کرتے ہی بیت اب بھی جوت
 کوئی جو لکھنؤ ہم یار سے کوئی دولت ہی بہتر دولت دیدار سے باجی اس بات کو زیادہ عرصہ ہوا وہ سنگ اپشت کی
 خزانہ یار سے بیقرار ہوئی اور کبھی کہ شاید وہ ہلاک ہو گیا مطلق سراغ نہیں پایا جاتا ہے نہایت بیتیابی کوئی تھی اور شہر
 دن رفتی تھی آخر یہ حکایت الناک اس کی ایک مضمون سے بیان کی اور کہا کہ معلوم نہیں کہ اس پر کیا حادثہ ہوا اگر زندہ نہ ہوتا
 تو کیونکر دیکھ رہتا لیکن خبر مفصل معلوم ہو جاتی تو صبر کرتا اور سننے کہا کہ اسی خواہر ہر بان اگر تجھے اس امر میں متنبہ ہو کر سوا
 نکری اور نماز نہ جانے تو حال مفصل تجھے کہہ دوں اور سننے کہا کہ اسی خواہر ہر بان اگر تجھے اس امر میں متنبہ ہو کر سوا
 نقد محبت صدق و عدل تیرا بار محاکم انتہی ان پر دایا تو تمامی عیا رکامل پایا ہے جو کچھ کہہ گا وہ مقرر ہے ہوگا اور
 تیرا کسی پر ظاہر نہ ہونے پایگا اور سننے کہا کہ سچے تحقیق سنا ہے کہ شوہر تیرا ایک شہر کا یار ہو چکا اور جیلان و مال دار ہے
 سب اس کی وقتی پر قربان کر چکا ہے وہ کیسے اس کی صحبت کے سیر عزیز نہیں رکھتا ہے وہ سنگ اپشت کی بہانہ
 کے سختی ہی آتش خیرت کی جل گئی اور جہاں تک ان کی عیاری دایا اور شہر کا بیت روزگار و گشتہ شوہر خدا کی کرتی تھی
 اس سنگ اپشت نے کہا اگر یہ دماغی اور زبان دماغی کیا حال چھو نہ کر وکاسی حصول مطلب صورت ہو تو حکم اللہ کے کیا
 عظیمہ کے حیلہ تدبیر سے کوشش کرنے کے قبل فیصلہ بہر قرار یا کہ جیسا کہ مذکور کیا جا چکا مقصود ہاتھ نہ آئے گا اس
 سنگ اپشت کی صلاح ہے وہ سنگ اپشت کی بیاری ہے اور پیغام سنگ اپشت کے پاس پہنچا اور یہ کہا بیت یار اگر سر پر لین
 بیاری نہ پادگوبیا خوش کہ ہنوز نفس نفسی سے آید با بگ سنگ اپشت خبر نالوں انی و نیم جانی مادہ کے صحن بوزنی سے

اگر تو چاہی تو
 بہن سرفراز کرے

پانی وہ کہی عزیز دل اور محل اعتماد نہیں ہوتا ہر بلکہ اعتنا کیسے قول و فعل اور ملاقات سے عاقل سمجھتے ہیں بیت پر جان
 شکن من کہ نہ نش خوش باد گفت پر سیر کن اور محبت پیمان شکنان بد سنگ پشت جبکہ راہ بند کی ہلاکت کا مصمم کیا
 سمجھا کہ اسے مسکن پر لاؤں گا مدعا حاصل نہوگا اس راہ پر بند کس پاس یا بندر از بسکہ متمنی اسکی ملاقات کا تھا کہ جو ہی
 خوش ہوا اور ہالغہ تنہا و شتیاق اپنا بعد بان بیان کیا اور یہ بیت نکلا کہ تاہتا بیت جان طلب جو میں تھا شکریہ
 یا آریا ہو گئی مجھ کو شفا شربت دیدار آریا از خوہن فرزند سی مجھے فرحت ہوئی اگر کوئی ہی صورت راحت کی پیش آتی تھی تو فوراً
 یا و تیری سبدل برنج کرڈالتی تھی باعث یہ کہ خیال آتا تھا کہ او بیروت تو اس جگہ گلشن فراغت میں مسند عیش پر
 بیٹھا ہو اور یار و فادار تیرا غارتستان غربت میں خاک پرستہ رکھتا ہو مروت سے کتنا دور اسلئے یہ عرض کر گیا یا ہوں کہ
 ایک تو اہل و عیال میرے تیرے قدم چھیننے کے اشتیاق میں بیقرار ہیں و سرسخت کی بیمار داری نکدون تو طعون و خویش و قوا
 ہوتا ہوں اور اگر بغیر تیرے وہاں ہوں تو رہ نہیں سکتا ہوں پس اگر تو مجھے درمیر کر لو اپنا سمجھتا تو پوچھتا ہوں کہ
 کلمہ نامیک نور فواد عزیز اور اقربا سیر کہ وہ حقیقت میں تیرے اقربا ہیں کہ نہیں اپنے دیدار سرفرازی بخش اور تیرے قدم کی
 بدولت سیر بلکہ میری سب قوم کی عزت افزائی ہی ہوتی ہو اور میری قبول دعوت و رتبہ تیرا کہہ کہ نہوگا بوزیر کہہ کہ
 اس خلقات و گزشتہ جب سلسلہ محبت کا باہم مستحکم ہوا برج مہمانی اور مراسم میزبانی کی جیسا کہ اہل رسم کی
 عادت ہے فضول میں بدترین دوستوں کے وہ ہیں کہ جبلی جہت سے تحلف اور تکلیف کی نوبت پہنچے مصرعہ تحلف
 گر نباشد خوش توان زیست : اور میں تیری دوستی کو سرمایہ زندگانی جانتا ہوں کہ مکارم اخلاق تیرے مجھے ہزار
 نعمت سے زیادہ ہیں کہ میں وطن و مسکن اور عشرت و ملک اور چشم و خدم سے دور ہوا تھا اور وحشت و خواری
 اور زلت تنہائی میں مبتلا تھا جامع المتفرقین نے تیرے میں صحبت سے منت تازہ چھپر کھی کہ بلا رنج و سخت
 سے رنگاری پاکے شیری لند بیت فیضیا ہوا اور سب کرتب ثابت میری دل جو محو ہو گئی بلو جیلاس بیت کہ بیت
 یار ہو جب پاس ہر رنج و غربت کا نہیں : ہو اگر غربت تو ہو برج و فرقت کا نہیں ان مقدمات کے سبب حق تیرا میری
 گردن پر بہت : اور ہر سمت عافی واسطے ان کے مقررین جو محبت دل بہتہ کہتے ہیں بیت بے تکلف دوست
 سے باید کہ باشت زبان دوست : در میان رحم تحلف گر نباشد کہو مباحث بد سنگ پشت نے کہا کہ اے
 دوست میرا عرض اس عرض سے فقط لوازم ضیافت کی رعایت منظور نہیں ہے بلکہ مدعا کے خاص
 یہ ہے کہ ویسی صورت قرار پائے کہ اس جگہ خواہ اُس جگہ ہو پر ایک دم کی جدائی اُس میں
 منقص نہ ہو بیت گہر ہو یا باغ ہو یا کوہ ہو یا صحرا ہو نہ پر جد لب مجھے نہ لک آن وہ مدعا ہوتا

لعل
 نعمت و نیک
 بزرگ

بند نہ کیا کہ راجت میں محلہ قرب بعد نہیں ہو اگر دوستوں میں بعد از شفق کا اتفاق ہو مگر تسلی باہر گر کہ یاد کیہ نہیں
 حاصل ہوتی ہو کہ راحت ال ایک کو دوسرے کے تصور جمال کی مٹی رہتی ہو پس دوسری حیالات معنوی کے مانع نہیں
 ہو سکتی ہو بہت قرب حافی اگر بہت میان میں دوست بہت تفاوت کند راجد نگا باشند سنگ بہت شمع بکڑنا
 شمع کیا کہ ای بار اگر یہ عرض اس جان بٹار کی قبول نفرمانی تو نے تو عزت میری سبب بنا جس کے خاک میں بلجائی کی بند
 کہا کہ طلب ضائع دست شمع رعت مروت میں اجبت او میں خاطر شکنی تیری کسید طرح گوارا نہ کردن کا زیارت اولقات
 سحر اقرار کی اسن تو انکی راحت جان ہو لیکن گدنا میر اسن یکے پایاں سے کہ ماہین اسن می شو کہ او تیرے جزیرے کے حال
 بہت عیسے سنگ بہت شمع خاطر جمع کہہ کہ اپنی پشت پر تیرے سوار کر کے آسانی تمام لیا ونگا کہ اصل کسید طرح کی تکلیف
 نہ پہنچے گی ناچار بن کر قبول کیا کہ میں حاضر ہوں جس طرح چاہیے سنگ بہت جلدی اپنی پشت پر سوار کر کے وادہ ہوا
 جبکہ وسطو دیا میں پہچا اندیشہ کیا کہ میں ایسے شنائے میری پانی بہ کیا حرکت کرتا ہوں کہ نتیجہ جس کا سوا دنا می اور وسیلہ
 کے اور کچھ نہیں ہو اور ایک ن ناقص العقل کی واسطے دوست سرا پا خردی و خاک کا عادت ابرار بہت ہو و در شیطانی
 خوشنودی کی واسطے سر شتر رضا رحمان ہاتھ سے عمل چھوڑنا سر پا عقل کا تصور ہے اس فک میں جا بجا پائین کہرا
 ہوتا تھا اور نفس اور عقل سے بچ کر تاتا تھا اور انارتزد ضا کے حرکات اور سکناں کا ظہور ہے تھے بوزیرہ جھما
 کہ یہ حال اسکا بے سبب نہیں ہو چکا کہ دوست باعث تفکر کیا ہو سنگ بہت شمع کہ یہ کہیو مگر سمجھا تو کہ میں نظر ہوں
 بند نہ کیا کہ دوست تیرے حرکات سکناں اس پر گواہ ہیں کہ تجھے اپنے نفس سے کچھ بحث ہو لیکن تو تردد نہ کر اور گویہ
 دوستی پر تجھ کو اعتماد تو بلا تکلف مجھے فرما کہ اگر جان تک تیرے کام آئے تو ہی تصور کو نکاس سنگ بہت شمع کہ مجھ پر دیکھ کہ گفت
 کی سیار کے سبب لازم مہانداری جیسا کہ ہے ادا ہو سکیں گے تو کس قدر ندامت اٹھاؤ چکا پس ہو جب اس میرے ک
 اگر گناہ بخشد شمع مساری بہت بوزیرہ کہ اگر مجھے دوست صادق جانتا ہو تو بیگا تو کی طرح رسمیات مہانداری کو گذر
 کہ یہ بات طریقہ شنائی اور اتحاد کے سنائی ہو بہت بیگانہ رسم تکلف کنند دوست و آجی کہ دوستی سے تکلف چہ
 حاجت سے سنگ بہت شمع او تیرے دوسری دور چلا او پر کہ راہوا اور دلیں کہا کہ عورت مجھ کو چیل شکنی پر آمادہ کرتی ہو اور مجھ
 ماصو اندیش اور بیوفائیش کی بات پر عمل کرنا روش خرد مندی کہ بہت بعید ہے اور صواب دید زنان بد راہ نامردی
 اختیار کرنا نہ بہا انت میں اندر دیکھ اہل دین و دیانت کے بری بھلی ہے بہت مہاد کس کہ از زن ہر جہد نہ کلان
 شومہ میں کلان زید نہ پیرہ دلیں کہ کہ پر تو قہ کیا بد گمانی بوزیرہ کی اور زیادہ ہونی اضطراب میں آیا اور دلیں کہا کہ جب
 دوست کے دلیں شک ہا تو تیرے صاحب کی ہا میں جاکے رفیق اور دلیں کو چھوٹو کر کہنا صاحب جہد آریہ بد گمانی میرے

دوسری
 شمع بہت شمع
 شمع بہت شمع
 شمع بہت شمع

کہا ہوتا تو میں دل کو ساتھ لیتا اسامی ایک عرصہ دراز سے ہواؤں کو نکال کے علو رکھ دیا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ میں اوس کو بزر
 سنگ یا ہون کہ ہرگز اوس کو جانیں مجھ پر نہ پہنچے بلکہ دو سبب راحت ہو ایک یہ کہ تیری زوجہ کو محتاج و تیرا آرام
 دل ہو یہ ملے و راحت تیری روح کی جو دوسرے کی کہ زیادہ از حد غم داند و گہر گیا ہر اسلئے کوئی چیز اسکا صحبت
 سے دشوار تر مجھ پر نہیں ہے اگر ایسی جگہ صحت ہو کہ جس سے تجھے راحت اور مجھے شگاری حاصل ہو تو میں جرات اور سراپا
 فراغت ہی سنگ پشت نے کہا کہ دل تیرا کہاں جاؤں پس ساتھ کیوں لایا بوزینہ نے کہا کہ گہر میں چوڑا یا ہون اسلئے
 کہ ہماری قوم کی ہم سے کہ کبھی دوستوں کی ملاقات کو جلتے ہیں تو دو کو ساتھ نہیں لجاتے میں تاؤں پر خوش و آرد و زہور
 شکون ہسکی شاستن پر میں کہ دل اس میں مجموعہ رنج و محنت اور منع شقت نمی ہر اور ہر دم خفا غم ماضی میں غنیمت مانی
 کو کہ کرتا تھا ہے و دل کا نام جو طلب کہا ہے وجہ یہ ہے کہ انقلاب کی خلقت میں کچھ ہی سہاقت میں ہل سکا ہے خوش
 کیٹون اور نفع سے غریب رہتا ہی بہت و بدسم غم کرنے کو کیا و ہیان یا دہر و کاشا ناظر میں ہی زمان نیا پنی چو کہ قصہ
 تیرے جو زہر و زہر کی تر با کے ویدار کیا و لکھو اسی جگہ چوڑا یا بلا غم و غارت سکی حاصل کر دن گریہ تباہت مری کی میں علوم
 کروں کہ تیری ایلیمی کی یہ دوا ہے اور دو کو مکان پر چوڑا و کن گرتی رہا ہے خاطر جمع ہو کہ تیری تمتت جت کو خوب جانتا ہو لیکن
 اور لوگ مجھے تمام دقت میں کشتا نا الاق جانینگے اور کیا کیا ملامت لگائے اور تیری ہی اپن کی ہر کہ کیوں جو غم و غرض کو کشتا کیا تھا
 پس حیف ہو چو کہ لکھو ساتھ کیلئے جاؤں اور کبھی لکھو میر قول کی تصدیق کر گیا تو ہی تیری قوم غمنا کر گئی بلکہ سب ہی کہینگے کہ
 و بختا سے دل چرا اور گہر میں چوڑا یا اس سم مذکور پر نہ ہا رضین لایینگے اور اتنا شکوہ و جھپسے کہ تو نے جان بوجھ کے
 تکلف کیا کہ میری چیز کو اپنی زبھجا لکھو ایک صورت ہے تو ہی معذرت ہے کہ تیری قوم میں اور بلکہ سب مینمیں شاید ہی قاعدہ ہو
 اگر دل نہ ہو تو زندہ نہیں رہتی مین پس جہان کو غم و غم نہوا کہ میرا دوست ہلاک ہو جائے گا سو ایسا نہیں ہے کہ ہماری خلقت
 خدا نے اسطرح برکی کہ دل سے زندہ گانی کو کچھ ملا تو نہیں ہے جس کا خون فاسد بدن ہی مین پیدا ہواؤں کو نکال
 و اتنی مین تو راحت ہوتی ہے اسطرح کہ دل کو غم نہ ہوا ہوا سکر کھانے میں بہن فرحت ہوتی ہے پس ایسی صورت میں صرح
 چغرض ہو کہ ہر بیک کر شد و کار ہر ایک میا از اغ خاطر درد و دوسرے تیری افزائی راحت اب سنا سب کج کشتی تکلیف و دباہ
 خیال کرنا وہ مین سے چھ چل کر ادا لکھو ساتھ لیکے چلون اور نہ سنگی کی چون سنگ پشت فوراً پہر اور بہت شاد اور خرم تھا
 کہ مرد ہی حال ہوئی اور کوئی بذاتی ہی عاید ہوئی اس خیال سے جلد کنا سارے پہنچا بوزینہ جت کر کے دخت پر جا بیٹھا
 اور شکر و شکر نہاں ہو گیا ایک ساعت کے بعد سنگ پشت نے آواز دی کہ اسی بار جلیل کہ وقت تنگ اور عرصہ منزل کا بہت دور ہے
 بوزینہ نے خندہ و غلٹن کیا اور کہا کہ میں غمناک ہی جہان داری اور شہر یاسی مین بسر کی جاؤں گم سرور زمانہ غوب چکھا ہے

یہ مختصر
 جلد شکر و شکر
 کہ تیرا زہر و زہر
 کہ تیرا زہر و زہر
 کہ تیرا زہر و زہر

بر چند روز نے ملد اپنی جیسے لی اور آسمان جو کچھ بچتا تھا سو پیہ لیا اور نکلو بلوں اور غلٹ دھنکے درمیں الیا لیکن
 اب تک اتنا ذخیرہ نہیں ہوا ہوں کہ فوائد و نقصان تنہائی کو نہ سمجھوں اور وفایا کو نہ پہچانوں بار بار اس لئے
 دگندہ و جو اندوختی مجلس میں آجھ قدم نہ کہنا اور پرکھی حسن و قدا و مروت میں نہ مارنا عبادیت مہلک و فائدہ خرم خوان
 کہ کو ز وفاداری نداری نہ اور یوں جو اندوختی اور وفاداری کا ہر کوئی دھوکہ کھاتا لیکن استیجاب کے وقت حال سب کا کھل جاتا ہے بیت
 فحش بود کہ محکم تجربہ بیدار بیان نہ تاسیہ و شہرہ کہ دروغ شائبہ سنگ نیست و فدا کی کہ یہ کیا چکان کہ میری طرف کیا تو نے
 ماشا کہ تیری عدا کے خلاف کوئی بات دل میں سیر گزری ہو یا کوئی اور فریب کا قصد نسبت تیرے سیر میں کیا ہو اگر کد
 سنگ جفا میرے سیر تو ریکا تو ہی تیری آشنائی سے گردن تالی نہ کرو نکاح اور اگر تیغ بے التفاتی سے سیدہ میرا چاک کر کا
 تو ہی تیرے آئندہ وصال سے دل اٹھا دنگا بوزینہ نے کہا کہ اوجہ حق میں نہ نہیں ہوں کہ تیرے فریب میں نہ ہوں
 کیا مضمون حدیث شریف کا نہیں سنا ہو تو کہ صاحب ایمان ایک سوراخ میں دو باکا کا نہیں جاتا جو سوراخ میں
 کہ صاحب ایمان احق نہیں ہوتا ہو کہ دو بار کسی کا فریب کہائے کیا قصہ رواہ کا نہیں سنا تو کہ کہتی تھی کہ وہ گدما
 گوش و دل نہ کہتا تھا اس پر چہا کہ یہ باجوہ کہ تو نہ حکایت و باجوہ شیعہ کہتے ہیں کہ ایک شیر غار میں
 علت میں مبتلا ہوا باوجود تپ دہی کے شدت خارش ہو بہت مضطرب ہوا اور قوت بالکل ساقط ہو گئی بلکہ شکال کی ہی
 طاقت نہ رہی اس شیر کی خدمت میں ایک وہاہ تھی کہ فضلہ اسکے طعم کا جن کہاتی تھی پس ہی اس کا قوت تھا جبکہ شیر شکال
 سے دراندہ ہوا نوبت وہاہ کی اضطراب کو پہنچی ایک دن غلہ پشتہا اور تنگی معیشت شیر کو ملاست کہ کئی کسے بادشاہ
 دندہ نے تیری بیماری اس لئے کے جانور نکلو بلوں کر کہا ہو اضعف تیرے جمیع رعایا دہلیں سرایت کر گئے اور سب کی دوا
 کس لئے نہیں کرتا جو اور اس درد دل خراش کی فکر کیوں غافل ہو شیر آہ سر کہیں ہی اور کہا مہر مہر غلاست
 در دل کان بوزن بر بنی آیدہ اسی عدا بہت گذشتی کہ اس رنج میں خون دل مینا ہوں اور وزیر روز کا سیدہ
 ہوتا ناجا ہوں نہیں جانتا ہوں کہ اس کی کہا دوا ملے ایک طبع کیب جس کو قول پر مجھو اعتماد ہو اس کو کہا ہو کہ گدہ کے
 دل اور کان کہانہ سوا اور کوئی علاج اس کا نہیں ہے اس وقت میں اس اندیشہ میں ہوں کہ کس تہہ سے کھانا آتا
 لئے کہ میری دوا ہو و باہ عوض کیا کہ اگر حکم ہو تو بہت چیر اسکی تدبیر کرے امید کہ بہت اقبال سلطانی اور سعادت
 دولت و وطنی و مقصود حاصل ہو شیر نے کہا کہ کیا حیلہ کریگی اور دفتر کرے کیا انصون پر بیگی اور مجھ اس گدہ کے
 پاس کسائی سے کھیلے گی رو بہا نے کہا کہ آہ شاہ نکلو اس صحت سے بہتر نہا چاہیے کہ بدلے کوئی بلان تانی نہیں
 رہا ہو بہر صورت شکوہ و شہامت بادشاہی کے منافی ہو اور کسر نشان شاہنشاہی اس میں ہے کہ خویش و بیگانہ

بلاغ تیرے کلام اور
 شہادت لایا ہے کہ
 اس کا قوت تھا جبکہ شیر شکال

اس مرغزار میں لیچلون کہ زمین اس کی ان بکلیہ زمرہ و فرشتان سرسبز اور آبدار ہے اور ہوا اس کی اسطبلہ عطار
 اور لیم سکی مانند رشک خاص کے مجنوں ہے **قطعہ** ہوا سے خوش میوہ ہا و فزاع بہ درختان آباد و زبر شاخ پذیریم گل
 نازناخت بہ جویان محرم ہم ساختہ بہ اور اس پہلے ایک اور گدہ کہ زیادہ از حد قرار نہیا اتفاقاً کسی چور پر دوسری ملاقات
 ہوئی تھی دیکھا تو حال اس کا تجھ بھی لاناغہ زیادہ تر خراب قریب ملک تھا مجھے اپنی عادت کے موافق اور بھی معلوم آیا
 اور اسی مرغزار میں اوس پہنچا دیا اوس جو چند روز پہلے فزاع نامہ اور دھواہی کہہ کیا اور بیلانہ کچھ کے قابل ہوا کہ چور ہمیں
 میں آج اس کا کافی فریاد اور سرور الحال ہو گا تو بھی اگر چلے تو تم دونوں باہم بے محنت رخ اوقات بسر کری دو
 اس زیادہ کوئی راحت نہیں ہے گویا زندہ درجست ہوا ہو گئے اختیار ہو اور مجھ بھر مشقت یہ راہوں کوں کا تم متعلق
 بلکہ قصہ وہاں کے لیسادہ و مدہ پر فریب کہ کیا کہ فرما شخص کا ان طبع نور و زور میں خیمہ بھولی گردہ کہ ہا اس کا غافل تھا کہ ہم
 جیسے اصل کے دیکھ لے جاتی ہیں کہ ہا اور دست پر باغیچا بنا ہوں کہ تجھ سے سو کشفیات اور مجھ سے کیا مطلب پس اس وقت
 بغیر کسی بات نہ انا صاحب اندیشی کے خلاف یہ مصرعہ ہرچہ فرامی بجا ان من بناء فرما ہر مہم القصہ وہاں خیر کے
 پائل سے لے آتی تھیں فوراً اوپر جنگل راگدہ بانجی ہو کر ہا کا یہ سبب ضعف اور انوائی کے تیر سے ہم نہ سکا روا نہ
 شیر کی ہفت لڑائی پہنچ گیا اور ملائت آغا نہ کی کہ حرکت بیفائدہ کیا نتیجہ کرتی تھی اور تعجب کرنا اور اس میں کہ جسکی فرحت تھی
 ہو گیا ضرورتاً بلکہ عقل کے لایق یہ تھا کہ ضبط کرنا اور ثبات بادشاہی کو سنا تھا کہ عنایت کین تھے نہ تیا تا انجام کام کا
 پشیمانی کو نہ پہنچتا مصعدہ زبانی چہ سو دکنوں کا کار و دست رفت بدرواہ کی باقین شیر پر گران گزین اور ملین کہا اگر گستاہوں
 کہ میں عداا ہمال کیا تو خیر ہی اور سستی رکے منسوب ہوتا ہوں اور اگر غلبہ نص کا اقرار کرتا ہوں تو حریفوں اور سکونین تھا کیا
 جاتا ہوں اور اگر ضعف اور انوائی کا عذر دویان لانا ہوں اور ملازمت کی نظروں میں حقیر ہوتا ہوں صلاح ہی کہ جواب بہاہ کا
 غضب اور غصہ سے دن اور ایسی گستاخی سے منع کروں کہ بعد شیر نے مجھ سے کہا کہ اسے رویا بادشا ہونے کا کام میں
 ملازم کو دم مارنا اور راز کا پوچھنا بڑی بے ادبی ہے راز بادشا ہونے کا ہر پر دشمن ہونا چاہیے اور جو بادشاہ سمجھتے
 ہیں اس سے رے رعایا کی نہیں پہنچتے ہے بلکہ اس کے کا بھل عطا یا کھم کہ امطایا کھم خلاصہ کیا یہ ہر گشت
 بادشا ہونے کوئی اٹھا نہیں سکتا مگر بار بار بادشا ہوں کی اسی طرح راز بادشا ہونے کا عیت نہیں طاعتی ہے مگر جو شیر
 لایق اسکے ہوتے ہیں اسے رویاہ اس خیال اور قیل و قال سے گزر اور ایسی تدبیر کر گدہ ہا پھر ہاتھ آئے اور خاصیت
 سے روح تیرا زیادہ تر ہو جائے رہا دوبارہ گدھے کو نزدیک آئی اور قلعہ تمام سے رسم سلام بجالائی گدھے نے
 پھیر لیا اور کہا کہ ایسا کہ بار بار اہل مجسمہ وعدہ آزادی کا کیا اور بعد اسکے شیر کے پیچھے میں ڈال دیا تو نے

یہ شعر ہے
 کہ ہا اور دست پر باغیچا بنا ہوں کہ تجھ سے سو کشفیات اور مجھ سے کیا مطلب پس اس وقت

روباہ نے کہا کہ ایسی سلیم کیا خیال کیا تو نے کہ مجھ کو کہنے طلسم کے پہاگل آیا اور ہنوز خادو گل میں تیز نیکی نہی کہ تماشہ و
گلزار سے کنارہ کر آیا بیہوش تو نے دیکھا حکمانہ اہل مشیہ کی توجہ طبع کیلئے طلسم نہایا ہے یہ فرغزار وہ ہے کہ کوہ
جنت کے اسکا نظیر عالم میں نہیں ہے کہ سرا پایہ وہ گل اور شاہابی ہر اگر طلسم نہوتا تو جانور سب بیشویکی اس میں پھرتی
اور رونق اور لطف اسکا بر باد کر دیتے اس واسطے یہ پذیر حکمانے کی ہر کہ سوار محرم کے غیر دخل پائے اور جو کوئی ہتھافا
آجائے سو اس طلسم سے ڈر کر بھاگ جائیجیسا کہ تو بھاگ آیا پہلا تو نے یہ جانا کہ میں تیرے ساتھ ہوں پہلو جو کچھ نہوتا
تو مجھ ضعیف پر ہوتا تو مجھ سے قوی ہے اگر تیرے ہوتا تو کیوں کر مجھے چوڑا نہا کہ رات دن میں اپنی مشیہ میں پھرتی ہوں اور تو
کہاں گیا ایسا قوی ہنہا کہ شیر کے پنجے میں چوٹ جاتا بلکہ تو نے میری ہنسی یا رن میں کروانی کہ کبھی بگو کہ اسی دست کی قتل
خراست کی مع کرتے تھے کہ پہلے ہی طلسم کو دیکھ کے ڈر گیا اور ہم اہل مشیہ حقیقت حال اس جگہ کے سوا دوسری
کے اور سب ظاہر نہیں کرتے میں اور یہ جو تو نے دیکھا مصل طلسم اور ہر کاری حکمانے کی ہے سینے پہلے جانا ہتا کہ تجھ آگاہ کروں
کہ ایسی چیزوں کو دیکھ کے خوف نہ کرنا یہ سب طلسم ہے مگر تیرے اختلاط میں خواہش ہو گیا اتنے مجھ معلوم ہو گیا پھر میرے
ساتھ چل کر آنا جو سینے کہا ہے اسکا لطف دکھاؤں اور سب طلسموں کے تجھے جاسا آگاہ کرتے جاؤں اور خود بخود بارہ نور
بھرا میز پر فرشتہ ہو کر وہاں کی عیالہ ہوا رواہ نے چند قدم آگے بڑھ کر کے تیرے کوسے آئینکا شہدہ دیا اور کہا کہ مطلق جنس نہ کرنا
اور ماننا نقش لویا رسا کرت رہنا اگر تیرے برابر سے بھی نکلے تو جنس نہ کرنا اور جب تک فرصت دانی اور قوت کافی نہ
پانا را و خاکروا نہی نہ دیا وہ کی بات قبول کی اسکے بعد جبکہ گد بانیر کے نزدیکیا رواہ نے کہا کہ دیکھ یہ یہی
طلسم ہے گد بانیر کے گرد چرتا ہتا یہ مطلق حرکت نہ کرتا تھا جبکہ غاظر جمع ہوئی گد حاشوش غش غشوف و خطر گرد اور شیر کے
پہر نے دیکھا کہ ایک مدت ہو چکا تھا سبہ و نوا و خاطر خواہ پاس کے کشادہ پیشانی اور غفلت تمام ہو مشغول چا گاہ ہوا
جبکہ وہ طلسم سیر ہوا اسی سبزہ پر آرام تمام سور بانیر نے غافل پاکے حبیب کی ہوا چوٹ گد جو کا پہاڑ ٹوٹا اور
رواہ سے کہا کہ تو اب گناہ بیہوشی رہ کہ میں غفل کو کے آؤں تو اسکے کان اور دل کہاؤں کہ حکیم نے یوں ہی حکم کیا ہے
شیر غفل کو گیا رواہ نے دل دہر کان گد جو کے نفوس فراتے شیر غفل سے فرغت کر کے باہر چند گوش و دل کو دہر
ایک کو بھی پایا رواہ سے کہا کہ دو دھن کو کیسے علی ہیں کیا ہوئے رواہ نے کہا بادشاہ کی بقا ہو یہ گد ہا زول
رکھتا ہتا گد گوش بعد لیل اسکی یہ جگہ اگر دل ہوتا نہ بل قتل کی جگہ ہے اگر اس میں غفل ہوتی تو میرے فریب میں رواہ کیوں آتا
اور اگر کان ہوتے تو کان سماعت کی جگہ ہے اور یہ صولت امجد بادشاہ کا آگاہ ہے دیکھ کتا ہتا ہر میری ہاتھ سننا
اوپر ہی بانوں سے آپ گویں نہ آکا بندہ نے سنگ بشت میں کہا کہ اس شہ کا حال ہے کہ میں نے حکیم ہندو ہندو گد گوش

نہیں ہوں بلکہ تجھے کتنو کوئی نہ کہ باندہ والا ہی فقط تقاضا تو تہائی تھا کہ دل پہلائے کے اسطرح تجھے کہ ظفر اور قوم
 سے دوستی اختیار کی تھی سو اسکا عوض چکا تھا اگر پروردگار عالم نے عقل سلیم عطا کی ہوتی تو تو ایک دن پاک کو اسطرح
 میری ہلاکت میں کچھ باقی نہ کہا تھا چنانچہ بہت عسب حال میری بہت دینا سے نامحیف محبت مٹا دیا تو
 قتل کر چکا تھا خدا نے بچا لیا اب یہاں ہی اور یہہ وقوع نہ ہا نہ کہہ کہ میں تیرے ساتھ چلوں۔ تجھے کلام کروں اور یقین
 جان بہت گراہ شوی یا سمان کم نگرمں۔ ورسر شوی بہوستان کم گندرم۔ سنگ نہت کہہ کہ سچ کہا تو انکار
 اور اقرار میرا کیسا ہے مجھے ذہن کم کاری تیک لگو بچا ہی کہ جسکا التیام تمام عمر ممکن نہیں ہے اور اس میری بدکاری
 اور جفا کا بیکار ایسا تیک لگو پٹھا کہ محو ہونا اسکا خیر اسکان میں نہیں آتا ہی اب بیٹے شریعت تلخ فراق سے تبرع پر دلو کو انہی
 کیا اور تین کو تیغ نہر آباد ہجر انکا سپہنیا سپہ کہا اور بخل اور شرمندہ جزیرہ کو پہر گیا اور تمام عمر مفارقت میں ایسے
 یار وفادار کے روزگار ہائے داستان اس شخص کی کہ جو ایسے دوست کو بے محنت یا بے مشقت پاؤں سبب دانی اور غفلت کے
 ہاتھ سے کہو کہ روزگار میں گزرتا ہے اسکے بعد اگر ہزار بار سنگ سسر اور سر سنگ سے توبی مفید مطلب نہو
 اگر ازل سے تو اس حکایت مضمون کو اپنا پیشوا کر اور اگر کوئی مطلب مرغوب یا کوئی صادق ہاتھ آئے تو اسے عزیز کہی چنانچہ
 یہہ قطعہ حاصل اس حکایت کا یہ قطعہ مطلوب چوں بدست بود منتقم شمارہ و انرا زکف مدہ کشیمانی آوردہ بسیار کس کہ
 گنج زار سان دہر بادہ و انکہ زرخ بدیر غصہ باخوہ از دست فتنہ پہنچ نیاہرچ حال بہ چندانکہ افغان کند و جامہ باد
 باب چہما آفت میں تعجیل و شتاب کاری میں و ایشیم نے رابر برہمن کو تنقص میرا فرین کی اور کہا بہت
 نہچہ ضمیر تو از سر کن فکان واقف نہیہ بیان تو اسرار علم کا کف بہ بیان فغانی تو نے داستان ان لوگوں کی کہ اپنی مراد پر
 قادر ہو اور اسکی محافظت میں متغافل کیا اور قداسکی سخائی اور مطلوب کو ہاتھ سے کہو دیا اور تمام عمر اسکا تاسف کیا
 اسکے بعد حسرت و اندوہ کچھ فائدہ بہتر بہ ہوا اب ارشاد فرما کہ ان لوگوں کی مثل کہ جو غریت کار میں تعجیل کرتے ہیں اور
 خواہندہ بیدار فکر و تامل غافل رہتے ہیں انکا خاتمہ حال کا سبب ہے یہو تا ہے اور جو کوئی کہ تخم شتاب کار کیو مزع دہین
 ہوتا ہے کیا چیز اسکا پہل با تا ہے برہمن نے دعا دی ہو کہہا نظم لے بادشاہ تیرا مطیع آسمان ہے بہ روز زمین چہ حکم
 ہمیشہ روان ہے تیری ہمارا سلطنت و عدل وجود سے بہ مثل بہشت باغ جہاں حیران ہے بہ جس نے کہ بنا کار
 اپنی صبر و ثبات پر رکھی اور بنیاد کام کی خلاف وقار اور سکون کے برپائی انجام اسکا ملامت اور مذمت کو ضرور بخچکاؤ
 خصلت سببہ کہ دیو کے واسطے خلاق عالم نے مقرر فرمائی ہو اور اسکے سبب رتبہ تکریم انسان بنایا ہے وہ حلم اور علم
 اور ثبات اور وقار بہت بر دباری حزیں حق مست ہر کرا علم نیست دیو و دواست نہ کہ نہ اسطرح کہ ہوا

حکما کا کہ جب علم کو مغلوب کر دے یعنی اگست ڈالے تو علم ہوتا ہے اور ملج ٹکین کو بہرین اور نمک تلخ ہوتا ہے تو جب کوئی شخص برعکس علم کے کام کرے گا مگر حق تعالیٰ میں پرہیزگار اطماع کیسیا ہی خوب ہو جب نمک تلخ اسیں ڈالے گا نیکے قابل شریک اسطرح انسان کو کیسیا ہی ہنر حاصل ہو جبکہ درشت خوبی اور یہودہ کوئی شعار اپنا کرے گا ہر کسی کو اس سے متفرق ہو گا اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے **وَلَوْ كُنْتَ ظَنَّا غَلِيظَ الْعَلَبِ لَا لَفَضُوا مِنْ حَوْلِكَ** باوجود اس کمالات اور خلق کریم کے کہ تمام کائنات کی نیکیاں اور کمال اللہ تبارک و تعالیٰ ذات پاک سید عالم میں جمع کی تھیں پھر خطاب فرماتا ہے کہ اسی محمد اگر تو درشت خواہی دشت دل اور خشک دل اور کینہ کش ہو تو تیرا تینہ مو اکب کو اکب اصحاب کہانہ ستارگان شریا تیرا گرد جمع ہیں مثل بنات النعش متفرق ہو جائے اس سے معلوم ہوا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش خلق اور رحیم دل اور ہنس منہ مکہ تھے اور دوسر صاحب خلت اور پردہ ملت ابراہیم علی نبینا وعلیہ صلوٰۃ الرحمن کو اس صفت سے ستائش فرماتا ہے ان ابراہیم لا و اچلم خلاصہ اس آیت کا یہ ہے تحقیق کہ ابراہیم حلیم ہے اسو سطر کہ حلیم محبوب قلوب ہوتا ہے اور دل سب خواص عالم اس صفت پر عمل کرتے ہیں سمیت سقن خود درباری و سبک سر عیشہ بخاری بودہ دانشمند کسی شتابکاری نہیں کرتے ہیں حکیم کامل شتابی کو دوسرے شیطان تتر بین التانی من الرحمن والعجلۃ من الشیطان اور اسی مضمون کو سلک نظم میں مولوی معنوی یوں پرویا ہے **مثنوی** مگر شیطان ست تعجیل و شتاب لطف سخاں ست صبر اجتناب بہ باتانی گشت موجود از خرابہ تانبہ ش روزاں زمین و چرخہ باد ورنہ قلا بود او ز کان و لون بہ صذرین در یکدم او ز گردن بہ این تانی از بی تعلیمت صبر کن دکار دیار درست نہ جو کوئی کہ باگ اختیار کی تعجیل کے ہاتھ میں سپرد کرے گا ہر تینہ مگر کب اس کے نفس کا منہ نہ دے کرے مگر اختلافات کی طعن کہیں لچا لچکا اور خاتمہ اس مگر حسرت اور تاسف بہرہو گیا سمیت ہر کہ پھر تامل غلط گیر پیش بہ آخر الامر ازان کردہ پشیمان گردو بہ مناسب ساری کے حکایات بسیار اور روایات بیشمار صحیفہ اخبار میں مسطور ہیں اور اول سب حکایتوں میں سے حکایت اس اہد کی کہ میدان تعجیل میں ہے تامل قوم رکھا اور اپنا سر کہو یا لایق اس سیاق کے ہے کہ راہ شلیم نے پوچھا کہ تفصیل اسکی کیا ہے حکایت راہ شتابکار یہ ہے کہ کہا کہ ایک اہد نے بعد اختیار کمال تجر و جا کہ نکاح سنت موکہہ اور مشغل ہے فاما ہاے بسیار سے اختیار سے چنانچہ اس نیت میں نایک اور زاہد ہزار سے مشورہ کیا اس نے کہا کہ فکر بہت مناسب کی تو نے کہ کہ خدائی صلاح معیشت اور کمال صلاحیت اور بہت سے فوائد دینی اسیں منہج ہیں اور مضمون ہر مناسبت خانہ کا اور حاصل ہونا اولاد کا بقا نسل اور زکوٰۃ اس سے مستوی نظم و راہر گزیر جو دولت خرچ نہ تار و نخ منہ روز چرخ غافل نہ

حکیم حلیم ہے
اسو سطر کہ
حکیم محبوب قلوب
ہوتا ہے اور دل
سب خواص عالم
اس صفت پر عمل
کرتے ہیں سمیت
سقن خود درباری
و سبک سر عیشہ
بخاری بودہ
دانشمند کسی
شتابکاری نہیں
کرتے ہیں حکیم
کامل شتابی کو
دوسرے شیطان
تتر بین التانی
من الرحمن والعجلۃ
من الشیطان اور
اسی مضمون کو
سلک نظم میں
مولوی معنوی
یوں پرویا ہے
مثنوی مگر
شیطان ست
تعجیل و شتاب
لطف سخاں ست
صبر اجتناب
بہ باتانی
گشت موجود
از خرابہ
تانبہ ش

رج ہو جائے تو فوراً علی نور کہا چاہیے بلکہ بیت استاد ایکے حسب حال ہے لہذا وہ بہت گل خوش رنگ ہے
 خوشبو بھی ہے بنیاد بھی ہے بزن خوشبو بھی ہے خوشبو بھی ہے غمخوار بھی ہے اور اگر عورت نیک صورت بہتر ہو تو
 بلائی جان اور عذر جانے والی ہے اور زن نیک نصلت اگرچہ بد طبع ہو یا نہ ہو ان اور رفیق خانان جو ساتین
 دو تین بیٹین کہ نتائج انکار سعدی علیہ الرحمۃ کے ہیں یاد کہنا چاہیے اور خلاصہ مرزا عورت کا یہ نظم
 زن خوب فرماؤ واپس یاد کنہ و درویش پادشاہ بدہر و زگر غم خوری غم مار بد چو شب عسکارت بود دیکھنا کہ اگر
 باشد و خوش سخن بد نظر و کوی و شوق کن بہ ہر مردان نفاضی گرفتار بد چو رخسار نہی برابر گرہ بدیتی بای نشن کہ پیش
 منگ و بلائی سحر بہ کہ مدخانہ جنگ و دینری و سر کہ چند کہ بانگ زن از دوی بر آید بطن بہ زنا محران چشم زن کو رہا
 جو میرزا شاد خانہ در گور او بد القصد زانکہ لفظ حسن فراوان اور سس پایاں اور بخت مدو لیلہ و سعادت طالع اور بخت
 ایک عورت عالمنا جانان بانہائی کہ او سکا عکس خاص و طبع بہ کو شوق بخش تھا اور زلفا نابا دلہا کی شب لیلہ پر بلعنه
 مارتی تھی اور دیدہ آسمان کے عکس خاص اگرچہ نہ لعل نہ یک نشا شب نہ دیکھتا تھا اور نظریں خیال اسکے تھناں اہالیہ کو
 عالم خواب دیکھ سکتا تھا باوجود اس خوبی صورت کے حسن سیرت میں بھی کوئی سبقت غویاں تھا جہاں کے کسی بھی نہ لعل نہ لعل
 بہرین کمر سونٹ کا کیا کرتا تھا اور وقت مسامتت اور مسامتت کے عای فرزند لگتا تھا اور جو کوئی کہ عاقل جو دینہ بجز
 فقط شہرت مراد نہیں رکھتا ہے بلکہ مقصود آدمی اسکا طلب نہ معلوم ہوتا ہے کہ حکم خیر جاری رکھتا ہے بہت عرض
 رحمت زن و دنیا کشیدل مرد بہین و فرزند نازنین بہا جبکہ عرصہ گزرا اور کوئی فرزند نہ ہوا زارہا یوں ہوا اور سر نہ تھو
 خاک نیا لپ کہ ہر ضرورت سے دعا لگتا شروع کیا چونکہ وہ جو رضای خان تھا حکم آئین شہید المصطفیٰ اذا دعا و لیسف اسکا
 فرزند ہوا اجابت پر بیٹا اور دروازہ ناامیدی کا کلید رحمت سے کھلا یعنی زن زارہا حاملہ ہوئی زارہا اس فرزند پر نشانی
 کرتا تھا اور تمام روز مرد فرزند کی دل خرسند رکھا کرتا تھا اگرچہ عورت سے کہنے لگا کہ ایسا رنگ خدا کرے کہ جلد گور نہ ہوتا ہے
 صدف بطن سے ساحل ظہور پر جلوہ گر ہو تو نام اسکا بہت نیک رہا کہ ان اور تربیت اور پرورش اسکی بد رتہ تمام کوئی
 احکام شریعت اور طریقہ آداب اور سبیل طریقہ و حقیقت بہرہ کمال اور حال نہ ہوئی سے ہاتھ نہ اوٹھا وان وہم خدا
 ہیکہ تھوڑی دلو نہیں بزرگ عالمی مقام اور شیخ صاحب کرمیت والہام ہو جائے اور اسکے بعد ایک کہ یہ جلیلہ اور سکا
 عقد نکاح باہر ہون اور اس اولاد کیا اسکا حال تھو میری نسل اسکی رکت ختم و قیامت تک تھی ہوا
 نام نہ نام مرد و دلان کے راہ کہ فرزند بننا شاید گارش بہ از ان نام صدف دگر تھل نہت بد کہ میری بد شلو و
 عورت نے کہا کہ ای فریق شفیق امدادی شیخ صاحب طریق یہ باتیں لائق سمجھ گروانی اور مناسب جملہ شینی کے نہیں ہیں اصل فر

لفظ بہرین کمر سونٹ کا کیا کرتا تھا اور وقت مسامتت اور مسامتت کے عای فرزند لگتا تھا اور جو کوئی کہ عاقل جو دینہ بجز فقط شہرت مراد نہیں رکھتا ہے بلکہ مقصود آدمی اسکا طلب نہ معلوم ہوتا ہے کہ حکم خیر جاری رکھتا ہے بہت عرض رحمت زن و دنیا کشیدل مرد بہین و فرزند نازنین بہا جبکہ عرصہ گزرا اور کوئی فرزند نہ ہوا زارہا یوں ہوا اور سر نہ تھو خاک نیا لپ کہ ہر ضرورت سے دعا لگتا شروع کیا چونکہ وہ جو رضای خان تھا حکم آئین شہید المصطفیٰ اذا دعا و لیسف اسکا فرزند ہوا اجابت پر بیٹا اور دروازہ ناامیدی کا کلید رحمت سے کھلا یعنی زن زارہا حاملہ ہوئی زارہا اس فرزند پر نشانی کرتا تھا اور تمام روز مرد فرزند کی دل خرسند رکھا کرتا تھا اگرچہ عورت سے کہنے لگا کہ ایسا رنگ خدا کرے کہ جلد گور نہ ہوتا ہے صدف بطن سے ساحل ظہور پر جلوہ گر ہو تو نام اسکا بہت نیک رہا کہ ان اور تربیت اور پرورش اسکی بد رتہ تمام کوئی احکام شریعت اور طریقہ آداب اور سبیل طریقہ و حقیقت بہرہ کمال اور حال نہ ہوئی سے ہاتھ نہ اوٹھا وان وہم خدا ہیکہ تھوڑی دلو نہیں بزرگ عالمی مقام اور شیخ صاحب کرمیت والہام ہو جائے اور اسکے بعد ایک کہ یہ جلیلہ اور سکا عقد نکاح باہر ہون اور اس اولاد کیا اسکا حال تھو میری نسل اسکی رکت ختم و قیامت تک تھی ہوا نام نہ نام مرد و دلان کے راہ کہ فرزند بننا شاید گارش بہ از ان نام صدف دگر تھل نہت بد کہ میری بد شلو و عورت نے کہا کہ ای فریق شفیق امدادی شیخ صاحب طریق یہ باتیں لائق سمجھ گروانی اور مناسب جملہ شینی کے نہیں ہیں اصل فر

و جو فرزند سوز غالی ہو شاید کہ یہ بیماری رباعی ہو بیماری پہلی کہ اُسے کہتے ہیں کہ ایام عورت کے مانند خاندان کے مانند ہوتا
 اعتدال حاصل کسب پا جائیں اور اپنے وقت پر شیر ہی نظر آئے اور جنین کے مانند کہ فی خیر حرکت ہی کہ ہوا روز بروز
 ہی بڑھتا جائے بعد نصف ایام حمل یعنی نو مہینے کے بعد گھٹنا پیٹ کا شروع ہو اور خود بخود عورت لاغر اور رتھو کی لڑکی
 صورت ہو تو وجود فرزند ایک طرف جان بچنا بہر دشوار ہے اور اگر بالفرض حمل ہوا اور پیدا ہی ہو ممکن کہ لڑکا نہ ہو لڑکی
 ہو اور اگر زہری ہو اور نہ جیا تو بہر خیالات سب بیوقوف حاصل کلام کہ یہ پایاں کا معلوم نہیں اور تو خیال پر اور
 نادانوں کی طرح مرکب تنہا کو میدان آزد میں ڈالتا ہو اور اتنا اس میدان کی اور شیب فراز اس شست کا مطلق نہیں
 جانتا ہو نظم بآزد و ہوس نہ تینوں فتنہ بلاغ عیدہ کاری غیبتوں پر دانت پھر اگر کس ہنگام سوختہ شدہ کہ
 روزگار کی لڑکا حمل نہ توخت بآزد مزاج تیرا اس سمانند ہو کہ شہد اور روغن کو منہ او سر پر لگاتا ہوتا ہوا کہ یہ
 کیونکر تھا حکایت یا رسا کہا کہتے ہیں کہ دہارنا ایک تاجر کے ہم سایہ میں رہتا تھا اور تاج شہد اور روغن کی تجارت
 کیا کرتا تھا اور اس کے منافع سے جو خیراتی اوقات بسر کرتا تھا اور خدمتگذاری فکر کی ہی اسی منافع سے کیا کرتا تھا اور حاصل تو ان کی
 ہی کہ دل درویش کا ہاتھ میں لائے اور مال فتنے کو خیر باقی فراہم کئے سمیت تو انکرا دل درویش را بدست آورہ
 کہ خزان زرد گنج گہر خوابد ماندہ اور وہ تاجر اس خیر کو غنیمت سمجھ کے جو کچھ بیع و شرا سے نفع حاصل کرتا تھا اعلیٰ قدر مال خیر
 اس مالک زائد کو ہی کچھ دیتا تھا اور زائد کچھ سین خرچ کرتا تھا اور باقی شہد و روغن جمع کرتا جاتا تھا ہوتے عرصے میں
 وہ گہر کہ چھینکے پر لگتا تھا ہر گیارہ ایک دن زائد اس گہر کو دیکھتا تھا کہ گھسدر روغن اس طرف میں جمع ہوا آخر تخمیناً
 دس من تصور کیا اور کہا کہ دس من کو چھوٹا اور اس من و مہ کی باقی بکریاں مول لوگا اور چھوٹے مہینے وہ دود و بچے
 ونگی تو سال میں میں بچے ہوگا اور دو سال میں ایک مہ عقول فراہم ہوگا اور میں متاع کثیر کا مالک ہو جاؤں گا میں
 تہو می بکریاں بچکے اسباب عقول درست کروں گا اور ایک عورت خاندان عالی سونام میں لاؤں گا اور نو مہینے کے بعد
 اس فرزند پیدا ہوگا اور علم و ادب تہو می عمر میں سیکھ لے گا جبکہ اس کا ضعف طفولیت قوت شباب متبدل ہوگا
 اور وہ سرفراز بن جائے خونی میں خرام نہ جو انا کہ کیا غالب ہے کہ موافق رویا ہل مانہ کیم لغزنا ہر دہانہ بلکہ کشتی
 کرے اس تقدیر میں اسکی تادیب لازم ہوگی تو یہی عصا کہ جو ہاتھ میں آئے ماروگا اس تصویر میں ایسا مستغرق
 تھا کہ پسر گردن کش کو موجود تصور کر کے وہی عصا جو ہاتھ میں تھا اس گہرے پر مارا کہ جو چور ہو گیا اور شہد اور روغن
 تمام ہر روکا زائد پر ہنگما اور سب بدن اور لباس زائد کا آلودہ ہو گیا اور سار خلیل ایک دم میں دل سے جاتے رہے
 یہ مثل اسلئے بیان کی میںے آئے تو کہ یہ یقین صادق خیالات وہاں ہی سے دل خوش کرنا کام

اور زانی ہو
 نہ تویم کا
 گہر زرد و روغن

بجز وہ نہ ہو بلکہ ایسے مومین ملکر کرنا منع ہو لہذا بلکہ اگر کسی اور عسی اور لعل پر فرغ نہ ہونا چاہیے اگر کوئی عوامی اور اگر کوئی
 اپنا جفت کر کے واسطے بچہ پیدا ہو تو چاہیے کہ کاشکے نام کہے بہت اگر با اکثر توجہ کر دہہ و فریضان بچہ شد کا فکے نام نہ
 مرد و عاقل کو چاہیے کہ بچہ کا نام کی بنیاد جنیاں پر رکھے اور اندیشہ خدام کو وسوسہ شیطان سے بدترین راہ دہہ قطعہ سالبا
 اندیشہ تخم دین و دوسرہ کا راہ آخر چنین یا آنچنان خواہد شدن یا یا یغینوال گنج سیم و زخوایہ ہفت یا دوان قلم
 حکم یا دوان خواہد شدن یا عاقبت معلوم شد کا میں یا خیالے پیش نیست یا ہر چہ خواہد حکم مطلق یہاں خواہد شدن یا
 ز اہر یہ نصیحت گوش دل سنی اور ترک خیالات ای کہ کہ بہر فضولی کی گنج بہر ایک بہر حل کی بہر سوزنی نہ شکست
 مقبول طلعت و جوہر یا آکہ علامات کرانے اس کے ناصیہ احوال سے ساطع اور لاس ہو یعنی صبح امید زاہ کی مطلع
 متناسو نمایان ہوئی سجدہ شکر پروردگار عالم بجا لایا اور خوشی سے پیراں میں نہ سمانا تھا اور یہ اشعار مولف کے پہلے تھا
 نظم سچ سے غلا ہے باہر آفتاب ہر صبح ہو غلا ہو خوش بیا کہ غلا غنچہ گل شاخ و دیار کہ غلا یوسف اپنے
 کاغذ سے زاہد اس کی پرورش اور بہتیت میں راندن مصروف تھا شغقت ہر سنی کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کرتا تھا
 ایک دن عورت حمام کو مٹی اور پانی کو ناہد کے سپرد کر کے احتیاط میں مبالغہ کر گئی اور زاہد ہی اس میں اہتمام تمام کرتا
 تھا اور عورت کے جانیکو ہوا تھا کہ اس یار کے بادشاہ کا معتد زاہد کے پاس نہایت مستحبی آیا کہ توقف اس میں کر سکتا تھا
 زاہد بصورت گہر سو باہر کیا مگر زاہد نہ شایک اسو سین نیو لا لا تھا اور سب کو سد یا یا تھا کہ جب گہر سو باہر آتا تھا تو گہر سے
 سونپ جاتا تھا وہ چھبانی مار و موش وغیرہ کی کیا کرتا تھا زاہد اس وقت لڑکھو ہی اسے راسو کو سونپ کے باہر آ یا اور
 زاہد نے قدم گہر سو باہر رکھا اور وہ ہلک اندر داخل گئے گویا کی طرف متوجہ ہوا راسو کو کہا کہ زانو خوارے ارادہ لڑکی کا کیا
 جست کی اور از قہر کا کلا پر کے چہاؤ لاکہ کام اسکا تمام ہو گیا اور لڑکا محفوظ رہا اسیدم زاہد پر کہ کہ میں آیا راسو کو خن
 آلودہ دیکھا جا نا کہ سننے لڑکے کو ہلاک کیا ہو اور راسو اس اسید پر کہ مجھے کار نمایان ہوا زاہد کی طرف خوش خوش دم ملانا
 ہوا اور زاہد کا چال اپنی بشعور سے تباہ اور عالم بچہ نہیں سیاہ تھا ایک بیادنت العزمین پیدا ہوا تھا اسے بی سو
 نے ہلاک کیا اس عظیمین نے تحقیق و تتبع اس طرح سے عصارہ سعی پشت پر مارا کہ سب بڑیاں یزہ ریزہ ہوئیں
 بہر چہ زور و فیک گویا ایک آئے دیکھا تو لڑکا باہر تمام سوتا ہو اور ایک مار سیاہ کہ خلقوم اسکا پارہ پارہ اور خوفناک ہے بڑا ہوا
 بحر و معین اس حال کے دود حسرت زاہد کے دل سے اٹھا اور رنگ حسرت سینے پر ناشر فرمایا اور فرما لہ
 کرتا تھا اور کہتا تھا افسوس کہ اس حادثے کی آتش و لہر کسی طرح تسکین نہ پائیگی اور اس عمل جانگاز کی
 نجات اور نہ امت سہری نہو سیکھی یہ کیا حرکت نامناسبہ کا کارنا لایق مجھے صادم ہوا کاش یہ نہ فرزندہ سے

بجز وہ نہ ہو بلکہ ایسے مومین ملکر کرنا منع ہو لہذا بلکہ اگر کسی اور عسی اور لعل پر فرغ نہ ہونا چاہیے اگر کوئی عوامی اور اگر کوئی
 اپنا جفت کر کے واسطے بچہ پیدا ہو تو چاہیے کہ کاشکے نام کہے بہت اگر با اکثر توجہ کر دہہ و فریضان بچہ شد کا فکے نام نہ
 مرد و عاقل کو چاہیے کہ بچہ کا نام کی بنیاد جنیاں پر رکھے اور اندیشہ خدام کو وسوسہ شیطان سے بدترین راہ دہہ قطعہ سالبا
 اندیشہ تخم دین و دوسرہ کا راہ آخر چنین یا آنچنان خواہد شدن یا یا یغینوال گنج سیم و زخوایہ ہفت یا دوان قلم
 حکم یا دوان خواہد شدن یا عاقبت معلوم شد کا میں یا خیالے پیش نیست یا ہر چہ خواہد حکم مطلق یہاں خواہد شدن یا
 ز اہر یہ نصیحت گوش دل سنی اور ترک خیالات ای کہ کہ بہر فضولی کی گنج بہر ایک بہر حل کی بہر سوزنی نہ شکست
 مقبول طلعت و جوہر یا آکہ علامات کرانے اس کے ناصیہ احوال سے ساطع اور لاس ہو یعنی صبح امید زاہ کی مطلع
 متناسو نمایان ہوئی سجدہ شکر پروردگار عالم بجا لایا اور خوشی سے پیراں میں نہ سمانا تھا اور یہ اشعار مولف کے پہلے تھا
 نظم سچ سے غلا ہے باہر آفتاب ہر صبح ہو غلا ہو خوش بیا کہ غلا غنچہ گل شاخ و دیار کہ غلا یوسف اپنے
 کاغذ سے زاہد اس کی پرورش اور بہتیت میں راندن مصروف تھا شغقت ہر سنی کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کرتا تھا
 ایک دن عورت حمام کو مٹی اور پانی کو ناہد کے سپرد کر کے احتیاط میں مبالغہ کر گئی اور زاہد ہی اس میں اہتمام تمام کرتا
 تھا اور عورت کے جانیکو ہوا تھا کہ اس یار کے بادشاہ کا معتد زاہد کے پاس نہایت مستحبی آیا کہ توقف اس میں کر سکتا تھا
 زاہد بصورت گہر سو باہر کیا مگر زاہد نہ شایک اسو سین نیو لا لا تھا اور سب کو سد یا یا تھا کہ جب گہر سو باہر آتا تھا تو گہر سے
 سونپ جاتا تھا وہ چھبانی مار و موش وغیرہ کی کیا کرتا تھا زاہد اس وقت لڑکھو ہی اسے راسو کو سونپ کے باہر آ یا اور
 زاہد نے قدم گہر سو باہر رکھا اور وہ ہلک اندر داخل گئے گویا کی طرف متوجہ ہوا راسو کو کہا کہ زانو خوارے ارادہ لڑکی کا کیا
 جست کی اور از قہر کا کلا پر کے چہاؤ لاکہ کام اسکا تمام ہو گیا اور لڑکا محفوظ رہا اسیدم زاہد پر کہ کہ میں آیا راسو کو خن
 آلودہ دیکھا جا نا کہ سننے لڑکے کو ہلاک کیا ہو اور راسو اس اسید پر کہ مجھے کار نمایان ہوا زاہد کی طرف خوش خوش دم ملانا
 ہوا اور زاہد کا چال اپنی بشعور سے تباہ اور عالم بچہ نہیں سیاہ تھا ایک بیادنت العزمین پیدا ہوا تھا اسے بی سو
 نے ہلاک کیا اس عظیمین نے تحقیق و تتبع اس طرح سے عصارہ سعی پشت پر مارا کہ سب بڑیاں یزہ ریزہ ہوئیں
 بہر چہ زور و فیک گویا ایک آئے دیکھا تو لڑکا باہر تمام سوتا ہو اور ایک مار سیاہ کہ خلقوم اسکا پارہ پارہ اور خوفناک ہے بڑا ہوا
 بحر و معین اس حال کے دود حسرت زاہد کے دل سے اٹھا اور رنگ حسرت سینے پر ناشر فرمایا اور فرما لہ
 کرتا تھا اور کہتا تھا افسوس کہ اس حادثے کی آتش و لہر کسی طرح تسکین نہ پائیگی اور اس عمل جانگاز کی
 نجات اور نہ امت سہری نہو سیکھی یہ کیا حرکت نامناسبہ کا کارنا لایق مجھے صادم ہوا کاش یہ نہ فرزندہ سے

[illegible]

کہہ لایا اور جام ہو کے چاہا کہ بادشاہ کو پانی دے بادشاہ نے کہا کہ یہ کونٹ لال کہ یہاں سے چلتا ہے سپر پر پہنل خاطر
 زیادہ جو دیر ہے کہ یہ بہت سرد ہو گا اور صبر تانہیں کہنا ہوں کہ قطرہ قطرہ جمع ہو تو میں پیوں اب تو جلد بالائی کو
 جاسکے گا سو منہ سے جام بھر لایا کہ بد لکھو کہ یہ کہ جہاں چشمہ آب نہ تھا وہاں لکھو کہ اب از ما لب پر چشمے کے ہوا ہوا پھر اچھا
 حرارت آتا ہے اسباب نہر کر میرا دوسکا اوس پانی میں لگا قطرہ قطرہ شیکتا ہے درشت نے زکا بد پر غلہ کیا اور سر نہ
 ہو کہ کوہ سے چھپا کر اور یہ حال بادشاہ سے عرض کیا اور شکر یہ ہو جام بھر کے بادشاہ کو دیا بادشاہ نے جام بھر کر
 روز شروع کیا کہ بادشاہ نے عرض کیا کہ بادشاہ کی عورتوں کو یہ سب رو دینا کیا ہے بادشاہ نے وہ قصہ بیان کیا کہ اس کی
 ہلاک ہونے سے سخت متاسف ہوں کہ بے نقص کسی جانور پر نہ ہو کہ وہ کو ہلاک کیا بیٹھے رکا بدار نے عرض کیا کہ ادنیٰ
 اس ہانے ہلائی عظیم بادشاہ کے ستر دنی کی لکلا احسان کا سبب اس سلطنت پر ثابت ہو اور اگر شہر ہارنے اسکے ہلاک
 کر زمین بھیل کی ہوتی اور آتش غصہ کی آگ ملے تسکین دینی ہوتی اور باگ توں نفس کو تن بردا سی۔ سے روکی ہوتی تو
 خاطر اس نخبار بخیر و ملال سی کیوں آلودہ ہوتی بادشاہ نے کہا کہ میں اس حرکت نامناسب سے ہی پشیمان ہوں لیکر
 اب پشیمانی میری فائدہ نہیں کرتی ہوا اندر ہم اس شاکہ کسی مہم جو الٹیا ہم پائیگا جن تک زندہ ہوں یہ دفع حسرت جیسے
 سے نہ نہ گا اوچہرہ نہ جالت کا نام نہ ملافت ہو تو بوجہ تہ شیدہ رہیگا صبح چون کہم فکروا کہ ام خود کردہ رائے نہایت بد اور
 شل سلجے بیان کی ہے تا معلوم ہو کہ ایسی صورتیں بہت ہوتی ہیں کہ اکثر اشخاص نہایت تعجب سے وہ نہایت میں پڑے ہیں
 بہت ہر کہ جمیل ہو کر درود و سنگ جنایا یہ قدرش شکست بہ زائد نے کہا کہ اوس منقہ حالت بغیر اری میں ہر حکایت
 سے تلی دی تو فی اور اس پیرانہ سالی میں مہم نہ پیر سیر زخم دیر رکھا ہو تو نے مگر معلوم ہوا کہ اس گناہ اور خیانت میں بہت
 شریک رکھتا ہوں جیسا کہ حکایات اوں لوگوں کے جریدہ پیام پر لکھی گئی ہیں قصیدہ نازنید میرا ہی لکھا جائیگا اور یہ معلوم ہوا
 کہ جو کوئی کسی کا من تعجب کر لیا گا، وہ فارسی سے بھرہ رہیگا یہ کہے داستان اوں لوگوں کی کہ بے عامل عزم کسی
 کام کا کر بیٹھی ہیں اور بغیر دریافت کسی بات پر عمل کرتے ہیں خود مند وہ بہت گنہگار کہ کیر کام کا پیشوا کرے اور
 ہمیدہ خود کو نصیحت غفلت سے مبتل کرتا ہو اور ہر وقت میں جانب نامل کو لگا کہ اور طریق تعجب سے اخراج کرنا
 مانا فرضی دولت اور ترقی اقبال پر دم ہوتی جائے قطعہ زمام مل بکھا جہد کرت باید کہ کوئی عیشی بوجہ کان جہد
 پر پائے نہ متا توں غصت اجڑ نہ تعجب نہ کہ آخر انگینہ بر زمین رسوائی نہ شباب منظر سے گنت کہ اگر صد سال نہ
 تو دست و پا زنی زان خطر بدن ناسے نہ کہ کتاب درآین حکم دے و کتاب ہر کہ غیر ہر سکون نیست زمام دانی نہ
 بابا تو ان سے جملہ طاووس بیکر نہ زمین ملا شمشیر و شمشیر و شمشیر کہ اس ملک سے نجات پانے میں

راجا ایشلیم نے کہا سنی مینے داستان ان لوگوں کی کہ بے فکر و قائل دنیا کی حیرت و ذلت مندین میں رہے اور بے صبر
 و تحمل و اطمینان میں گرفتار ہو اب امیدوار ہوں کہ ساتویں وصیت کا مضمون تفصیل بیان فرما اور داستان ان
 لوگوں کے کہ افسوس میں شمنوں کی گرفتار ہو اور دشمنان قوی دست میں چپ راست ہو گھر گئے اور سوا سکو اور غلاف
 یہی بہت گواہ ہو اور وہ غلبہ کر کے سب طرف سے غالب ہے اور یہ شخص سمجھے کہ میں درجہ ہلاکت میں بڑا اہمیت
 بہتہ بیکر کو کلن شمنوں سے بعض کو تعلق اور مداراسی دوست بنا اور ان کی شرکت کی برکت سے ان بلاؤں سے بچ جا سکے
 بیان فرما کہ اسکو کس طرح سے عمل میں لگا اور جن شمن کی مدد سے کہ مخلصی آگیا اور اس سے جو عہد و پیمان کیا ہو
 اسے کس طرح وفا کی کہ برہمن نے جواب دیا کہ ہر جگہ دوستی اور دوستی کی واسطہ و اہم اور ثبات نہیں ہے کیونکہ ملکہ
 دشمنی اور دوستی عامی ہو تو جلد نائل ہو جائیگی اور یہ صورت حکم پر بیمار یا کر رہی ہو کہ کبھی کبھی رستہ پر اور جلد
 موقوف ہو جاتا ہو اور اس کے واسطہ و اہم اور ثبات نہیں ہو اور مہر اور کینہ اہل زمانہ کا بے اعتباری میں جمال خوبان
 اور تقرب بادشاہان اور خوش آوازی طفلان اور وفاس ننان اور ناطف دیوانگان اور سخاوت سستان اور عقیدہ
 عالمیان اور غیب دشمنان سچہ کے مانند ہو کہ ان میں سے ایک ہی اعتماد کے لائق نہیں ہو اکثر دوستی دیکھی ہو کہ کمال
 اتحاد و یگانگی کو پہنچے ہو اور بنیاد مخصوص اور خصوصیت کی وجہ سے کہ کہیں چہرہ اور اس کے بعد تہوڑے سے سبب و محبت
 عین عداوت ہو گئی ہو اور بعض دشمنی و پیہنہ اور نزاع موروثی اندک لطف میں موقوف ہوئی صورت دوستی کی
 پیدا ہوئی ہو اور اس واسطہ پر دشمنوں سے ہی تعلق اور مدارا فرماداشت نہیں کرتے ہیں لازم ہے کہ قطع دوستی
 و نفع منقطع نہ کر لے اور نہ کسی کی دوستی پر بغیر امتحان کامل اعتماد کی کرے غفلت کے قطع دوستی اپنی جان بچی
 کہ کچھ میان دران ہوئے دشمنی ہم بدن صفت خوش نیست بکہ زیارے بناش بکے ہر دو جانب نگاہ باز رہا
 ہر کہ است منتہل خوچہ جبکہ معلوم ہوا کہ دوستی اہل زمانہ کی بے اعتبار رہتی ہو تو چاہیے کہ وہاں عاقبت اندیش
 التماس مصلحت آمیز دشمن کو بھی کہ دشمن و نفع مضرت اور جانب منفعت ہو و فرماداشت نہ کرے اور جس میں کہ کام
 سر انجام یا مصلحت وقت امتحان کر کے عمل میں لائے کہ وہی اور صلاح اندیشی تکیہ قفل دولت سے اور اس کے بعد
 گرا دے دشمن کا پناہ طلب نہ لے اور اس سے جو عہد کیا جاتا ہے اس طرح پر وفا کرے کہ نقص عہد ہی نہ ہوئے
 پا اور ایسا اقدام بالاحتفاظ کرے کہ اس کی مضرت سے ہی محفوظ ہے اور نظیر اس صورت کا کہ جب کا بیان ہو چکا حکم
 موش اندر گریہ کی ہے رکے پوچھا کہ یہ ماجرا کیوں نہ تھا حکایت کہا کہتے ہیں کہ صحیحہ میں ایک
 درخت کے نیچے ایک چوہے کا سوراخ تھا اور وہ ایسا تیز فہم اور دراندیش تھا کہ ایک تامل

مین ہزار عقدے ملا بخیل حل کرتا تھا اور ایک لفظ میں سو چلے ایک خیال سے پیدا کرتا تھا سمیت
 فسون گر بود موش چارہ اندیش یہ کہ دیدی حیلہ صد سالہ و پیش : اور اُس دخت کے نزدیک ایک
 بلی کا بھی مسکن تھا اور اس بواچی میں صیاد بھی اکثر شکار کیا کرتے تھے ایک دن صیاد نے دام لگا یا اور
 تھوڑا گوشت اُس دام میں باندھ دیا گر جریص دام فریبے غافل گوشت کشوق میں بلا تامل دام میں چلی آئی ہنوز
 دانست گوشت تک پہنچا تھا کہ سبتہ دام بلا ہوئی لظہم حرص ست کہ جلد را بدام اندازد نہ داند طلب مال حرام اندازد
 حرص ست کہ جملہ خلق راز آسایش نہ باز آرد و در رخ مدام اندازد : القصہ جو بلا ہی طلب میں دینے کے سوا کچھ بھر
 آئے اور چند قدم چلے احتیاط سے ہر طرف آنکھ بٹالتا تھا اور میں ویسا راوتحت فوق دیکھتا تھا کہ لگا لگاہ اسکی بلی پر
 پڑی پس دیکھتے ہی بلی کی آنکھ تارک ہو گئی لیکن جب خوب نگاہ کی تو بلی کو سبتہ دام بلا دیکھا صیاد کو دعا دی اور
 قید پر بلی کے شکندہ ارجا لایا دوسرے جانب جو نگاہ کی تو اسو معنی نیو لیکو دیکھا کہ کین گاہ میں قریب کسوراٹے بیٹھا ہے
 ارادہ کیا بالادخت پناہ لون دیکھا تو دخت پر ایک کو آہی کہ وہ ہی اسکی فکر میں بیٹھا ہے ہشت اور دخت نے جو پر غلبہ کیا
 پہلے سے اندیشہ کیا کہ اگر گئے جاؤں تو بلی کا بڑی ہی اور اگر چپ ڈاست جاؤں تو نیوے شو بچو لگا اور اگر دخت پر
 جاؤں تو کو بچو میں لیتا ہوں ابان بلاؤں میں کیا کون اور اس آفت کو کس جگہ سے دفع کروں اور یہ حال اپنا کس
 کہوں اور دوا اس سیدرمانی سوا حکیم حقیقی کے کس سے مانگوں سمیت ندارم : کہ کر دھوا کا خود پریم نہ خواہ
 کر دوا حال زل افکار خود پریم : اب دروازہ بلا کا کھلا ہو اور منزل غایت کی دوسرا اور بہت سی آفتوں نے نہ کہوں اور
 راہ گزینی مسدود ہے پر دلمیں کہا کیا اینہمہ دلو کا ہم رکھا جائیے اور بہت ہمارے کیسی ساتی روزگار شربت مراد بلاتا ہے
 اور کسی زہر بلا بل شربت لحت میں ملاتا ہے بہر کیف نظر بخرا کر کے پائنت کو لغزش دیا جا ہے کو لغز فاضل وح القل
 مدوفا میگا تو یہ سب سلن ہوجاے گا اور در نہ ثابت قسم سے : کہ اگر غلغلہ ولت اسکے وش مڑوہین نواز جارتہ : کہ
 خندہ دندان نالکے اور اگر جرعہ محبت پلا میں تو دیدہ اندوہ اشکباری نکرے بموجب بیت کے سمیت زنج و
 راحت گیتی مر جان دل مشو خرم : کہ میں جہان کا جو چین گا جو جان باشد : اب اس تابش الم میں کوئی پناہ ہو
 فضل الہی کے سایہ عقل سے بہتر نہیں ہے اور اگر کوئی دشمن مشفق استا خود سے دیدہ نہیں ہے ماریب سے
 صوبہ کے یہ ہے کہ ہشت کو اپنے دلمیں لایا وہ دن اور دخت کو نزدیک مانع کے چھوڑوں کہ خود مقدم ہے ماس : کہ باصر غفلت
 دیکھا مانند ہوتا ہے کہ اندازہ اسکے ظرف کا حصہ میں نہیں آسکتا ہو اور بے غوص فکر عالی اور ذہن رسا اسکی تہا کو
 کوئی نہیں پاتا ہو جو کچھ کہ میں گزرتا ہوں بہر بابا نہیں جاتا ہے اور کہتے ہی کوئی دست و پا ماسے پاسے اُس کا

لکڑی میں ہوتا ہے اب وقت بندہ میرا ہے اور ہر اس اور دہشت کر رہے ہیں ہلاکت کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا نظم
 مروتانہ قدم گشت کا زمانہ زودید کہ چر گشتہ شوق و گداز میں جموں فلک میں شوق و گداز میں ہر دہشت و زاریاں ہیں نہ زو
 سمجھنا کہ آفتدہ ہم از باد فتنہ گاہ جبکہ اس طرح دلوں کو سمجھا کے مضبوط کیا بانو دیکھو یہ سیرت بہترین ہے کہ بلی سے مسلح کرو
 کہ اس وقت عین بلا میں وہ میری مدد کی محتاج ہے اور مجھے یہی اس وقت کی دین ان آفتوں سے منظمی تصور ہے
 اور وہ بھی میری یا میری نجات پائی اگر بلی مائل ہے تو میرے صدق گفتار پر غما و گداز کی اور فتنہ اور حیلے کا گنا
 گناہ کی تو برکت ہی دوستی اور وقت کو ہم دونوں کو ان بلاؤں سے نجات حاصل ہوگی اور دشمن طمع منقطع کر کے اپنی
 راہ لیتے آخر کار چوہا بلی کے نزدیک آیا اور پوچھا کہ حال کیا ہے بلی نے آواز میں کہ میت پڑھی ہے **سیرت** و بندہ میر
 سید ہر اس سوز و رونا بدین خشک لب تشنہ و چشم تر مایہ اور کہا کہ یار اور دشمن ہر اللہ نہ دہشت اور دل سوختہ آتش
 سچ و محنت ہے جو ہے نے کہا کہ کیا کہنا ہو ان کلین اگر وقت تنگ ہے ہمارا حال خون کم کر کے نہ خلق ہی کہا
 جو خاطر میں گزرے وہ فرما اور تو نصف جان نہ رکھ جو ہے نے کہا کہ کیوں بھی جوڑی بات نہیں کہے اور دشمن دروغ و فرج ہی
 نہیں تو تباہ ہے چر یہ کہ ہمیشہ میں تیرے غم پر شادی کرتا تھا اور تیری ناکامی کو اپنی شاد کامی مانتا تھا اور اگر زو
 میری یہ ہے کہ تجھ پر صفت پہنچے کیونکہ تیری قوم میری قوم کی دشمنی ہے لیکن میں آج اس بلا میں تیرا شریک ہوں اور خلافتی
 اور غلطی اپنی آپس کی دوستی میں دیکھتا ہوں اور اسی مطلب کے واسطے سلسلہ دوستی کو بندش دینا ہوں اور یہ میری دوستی
 مسئلہ غیر فتنہ ہے مگر یہی فرض ہے کہ دشمن دونوں کا فتنہ جو ضرر اور اگر تو مائل ہے تو محامد کیا مدد گاہ میں پہنچ کہا ہے اور
 ہر بات میں کوئی صورت و یا منت اور بداندیشی کی گنت ہے اور اپنے صدق مدعا پر دو گواہی رکھتا ہوں ایک نبی والا
 میرے چہرہ کیونکہ وہ میں میں چاہتا ہے اور دوسرا زراغ کہ درخت پر میری ہلاکت سے صد ہر اب جو تجھ پر نزدیک ہو امین طمع
 ان دونوں کی جو ہر قطع ہو جائیگی اور اگر تو چھٹی ایسی ان میں کہ میرا غمیناں ہو تو میرا مطلب برتا ہے اور تیری بھی مراد حاصل ہوتی
 ہے کہ یہ چند سے جل کے جو تیرے بندہ میں پڑی ہیں انہیں جلد کاٹ ڈالوں گا اور میں بھی راسواؤ زراغ سے بچتا
 ہوں گا جبکہ ملی نے باتیں نہیں کہیں یا یہاں لینے میں متفرق ہوئی یا ہا کہ اس حکایات کی اطراف و جوار کے قدم کس پر چسپاں
 کرے اور عیار اندیش کے گناہ سال پانچ سے چر ہے نے دیکھا کہ وقت تنگ ہو اور بلی دریا اندیش میں غواہی کرتی ہے
 کہا کہ اولی میری بات کا بوجھ اور ناخبر کر کہ اس وقت میں غافل و غافل یا نہیں کہ تو میں حکیم میں تیری اعتبار نہ کر
 کرتا ہوں تو تو بھی میری جانت ہو کہ چشما را ہم دونوں کا ایک دوسرے کی امداد و خلق جو اور میری شل اور تیری شل اور
 کی مانند ہے کہ شقی طالع کی سہی سے کنارہ چینی ہے اور شتیان شتی کی بستی سے کام لیا کرتا ہے اور میرا

کوئی صاحب نظر انسان اس پر نہیں کرتا جو اور اس واسطے ہوائے نے کہا ہو نظم وہ چہ کہ اگر کوئی خیال دغا نہیں
 وہ باغ کیا کہ جبین نہال دغا نہیں بہتر وفا سے شو نہیں کوئی جہان میں نہ وصل ہو سنگ حبو خیال دغا نہیں
 اور جو کوئی کہ لباس فاسو عادی ہو گا اور جو عہد کہ باندہ ہو گا اسے داد اندکی کا اسے وہ پہنچا جو اس نے ہفتان کو پہنچا
 موش نے پوچھا کہ یہ کیونکر تھا کہ بے کہا حکایت ہفتان لکھا ہو کہ فارسی ایک قریہ میں ہفتان تھا تاجر کا اور
 صاحب فہم جام روزگار سے بہت تلخ و شیریں چکھا تھا اور شہید نے از زمانہ شوالی اور اسلانی دیکھی تھی ۵ جہا
 پیسہ وہ و بسیار دے ہر فیروز کے شیریں زبانے اور اس ہفتان کی ایک عورت تھی کہ خسار اس کے جمع شہستان
 حسن پرستان اور محل شیریں شکریہ میں نقل می پرستان محبت تھی پیر ہفتان باوجود ہنرمند کیے فنور
 فاقہ گو گذران کرتا تھا اور تحم توکل افوض امری الی الدین بویا تھا اور دستور روزگار کا اکثر یہی ہے کہ
 ارباب ہنر کو نوایہ دیوی سے محروم کرتا ہو اور بے ہنر لان نامستند کو اوج کار مکاری پر سرفرازی دیتا ہو قطعہ
 کجروان را ہند خرم نہاں برگ کاہی بر استان نہ ہند پگسازا ہند شہد و شکر نہ ہما یل خراسان تہ ہند نہ ہما یل
 و ہفتان ہنر زراعت کا بخوبی جانتا تھا چونکہ اسباب اسکا نہ کہتا تھا اس واسطے بیکاری اور تنگ دستی میں گذران
 کرتا تھا ایک دن عورت نہایت تنگ دستی سے عاجز آئے طعنہ دینا لگی کہ گوشہ کا شانہ میں بیٹھ کے عمر عزیز کو
 کبتک اس ضیق میں بسر کر چکا حرکت کہ موجب برکت ہو کیوں نہیں اختیار کرتا ہر گز نہ اعلیٰ نے زرق
 سبکا معین کر رہا ہو یعنی وہ انخانہ کرم سے برات الزرق علی امد کہہ کر سیکھنے واسطے مقرر کر دی ہو لیکن طغرائی لگا
 حبیب اللہ ہی اسکے گوشہ پر لکھا ہو گا وہی لازم ہو کہ کسب کو سبب زرق کا سمجھے اور نزدیک سے مصلح حال سمجھ
 ہے کہ طریق کسب کو وسیع اور اگر کہ وہ سبب نق کا ہو ہفتان کہہ لے یا غرض جو تو نے کہا سچ ہو لیکن شے
 ایک اس قریہ میں سرداری کی ہو اور اکثر ہفتان اس قریہ کے سیر مزدور رہے ہیں و نیز لاکہ اسباب راحت
 کچھ بہ باقی نہ رہا اب مذوری کے سوا چارہ نہیں اور مزدوری لان لوگوں کی دل گوارا نہیں کرتا ہو اور اگر یہی بات
 منظور ہو تو اس موضع سے او طرف چلنا بہت ہو کہ غیر وطن میں شہادت ہمسایہ کی نہیں ہو اور وہ سر ملک میں
 جو کچھ پیش آئے گا اسکے لوگوں کا عورت بھی کو فقر و فاقہ سے تنگ آتی تھی جلا وطن پر راضی ہو اور اس حکم سے
 نواح بغداد کی طرح شہ نہ کیا ایک دن اشنا راہ میں کوفتہ ہو کے ایک درخت کے سایہ میں بہا لی اور دفع
 طلال کی واسطے ہر طبعی باہن کرتی تھی و ہفتان نے کہا کایا اگر کامی محنت غنیمت کی اختیار کرے مگر اس ولایت
 لکھا کہ وہاں کوئی نہیں بچاتا نہیں اور لوگوں کی لایت بہت جاہلین مبادا کہ افسوں افسانے سے تیرا ارادہ کریں

سہ روزہ
 سو ہفتان میں
 کا ہفتان کی حالت
 لکھنے کے لیے
 دوسرے نو لکھتے

اور تو بھی بخود جوانی اور امید کا مگاری پر مائل اچھے ہونے کے مجھے کنارہ کرے اور اس پہلے سال میں آتش فیلق سے
 مجھے جلا عیاذ باللہ اگر یہ صورت پیش آئے پہلے امکان میری نیست مکنہیں جسے بہت زور کا ہندو مے لے لے ان میں
 کہ میں میرم و قوجان دیگران ہاشمی عورت کے ہم کایہ کہ کیا بات کتیری زبان پر آئی اور یہ کہ کیا خطرہ ہو کتیری
 خاطر میں خطو کیا بہت کتیری میکنم تازہ ہاشم میرم بچانے بندہ ہاشم: اوہا گریخیال ہوتا تو مسافر
 اختیار کرتی اور داغ جلتی وطن اپنے دل کو نہتی جو عہد کہ روز اول تجھے کیا ہو امید و ارادے ہوں کہ نہنگانی
 اسپر بات ہوں اور اگر اس میں شک ہے تو انصر تو تجھے ہر عہد کتیری ہوں بہت زبیت ہر تجھے ہی مہر و فاقہ
 بخدا بنگال میری ہی نہوگی تری قد مونے جدا بہقان اس بہت خوش ہو کچھ خاطر جمع تمام سر کے زانو پر کچھ
 سو ہا مقدار اس حال کے ایک شخص پیدا ہوا کہ تازی پر سوار اور لباس ہاندہ دربار ہزار کر و عورت نگاہ کی
 ایک ان کو دیکھا کہ از سر تا پاشلہ نوکر کا بیہ شعر مولف کا اسکے حبال بہت چٹ گئی ہاتھ سر عثمان شکستہ
 جیسے اس شہسوار کو دیکھا غرض کہ ان دونوں کی آنچیں دو چار ہوئی ایک دوسرے کا فریاد ہوا اور وہ جوان
 اس کے بارے کا بیٹا تھا کہ بارادہ شکار سوار ہوا تھا اور ملازموں کو دربار کیا تھا جبکہ اسکی آنکھ اسل ہو کھد
 افکن فہر شوب پر پڑی اس کا تیر گاہ دلد در شاہ زاد کے سینے پر ایسا مینا کہ ارادہ شکار کا کہتا تھا یا خود شکار
 ہو گیا کہا کہ شکار پر ہی و از قبیلہ تاج آتزی نوکوں اور کیونکہ یہاں آئی ہو عورت آہ سردل پر در کتیری
 اور کہا کہ دولت پیدا حال بخت خفہ اور تغنیہ میدی خوب میر اطلو لانی بہت سحر دارم کہ سالن نیست
 بدل قدر کہ دمان نیست اور اپنا اچان عالم سوسن مذکار میرا بہر کہن سال ہو اور دل بیقرار میرا سلکندہ
 مولال اور بنیاد انست کی بہت کہ دیکھی فتنے اور سر بچلم کا یہ کہ کہ مشاہدہ کیا فتنے ایک عمر میں بختی میں بسر کی
 ہو اور زندگانی کو کچھ لذت نہیں پائی ہو جوان شہی کا میرا دل غمزدگان دانیس مل گم گشتگان جیت ہے
 کہ تجسا محبوبا میرا دم کہ بلا محنت و غرت ہو اور یہ بات رعائیں ہو کہ تو اس حسن و جمال پر بصاحت پر
 فروتنی اختیار کرے اور اسی حسن بہت بر غر و فاقہ سو گزدان کہ جو جلد امین تجھ تخت غرت پر ہنادن اور ملکہ
 عالم ہنادن جبکہ عورت خوشخبری شاہزاد کے وصال کی سنی عہد تازہ کہ بہقان باندہ تا ہما ہوں گئی لوپیا
 عہد و پیمان کا سنگ بیوفائی سے توڑا جبکہ جوان اس عورت کو ازنا مل دیکھا کہا کہ کیا ان جہان جلد میرے
 پاس آکے تجھے سوار کرے جطون اور جب تک کہ بہقان اپنے دھکے پہنچون عورت سے سرد بہقان کا زانو سوار
 خاک پر رکھا اور جسعت کے جوان کے ساتھ گھوڑی پر سوار ہوئی کہ اس عرصہ میں آنکھ بہقان کی

لے آتزی سنو
 و از قبیلہ تاج
 میرا بہر کہن
 کتیری شہی

رنہ ہو گا تب تک سب کچھ میں مل کو ننگا کر بنے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ میرٹھ میں کچھ خدشہ باقی ہے
 اور میرا حال یہ ہے کہ جو عہدہ تجھ پر کیا ہے اس میں فرق نہیں کیا ہے اور نہ توئی لکھنؤ میں ہی لازم ہے کہ دوست قلم کو مل پور
 اگر کہ موافقت جدید مخالف قدیم کو میرٹھ میں نہ ہو اٹھایا جائے تب بھی نیم انصاف دیکھ کہ فائدہ میری دوستی کا تو حاصل
 کر چکا پس نام ہے کہ تو بھی ایسا وعدہ کر اور اپنا آئینہ دل غبار بد عہدگیوں کے زمر جو لوگ نیک سیرت میں ایک لطفاً اگر
 کسی سے دیکھتے ہیں تو علم دوستی اور شکر گزار کی کونج آسمان پر پہنچا دیتے ہیں اور بوجہ دشمنی ثابت ہو کر شامت یونانی
 اور گند و مریض کی بنیاد جان مال کو تیرا کرتی ہے اور وبال خلاف عہد کیا ساس نہ لگانی کو بہنوئی سی قسمت تیرے نام
 کر دنیا ہو لازم ہے کہ تو حق و فائز فرزند ارشدت نفاذ عہد کر کیا ہے اسی ملا اندیشہ اور خوشی کہ کہا کہ جو ایک خط جان بٹا
 حاصل ہے ورنہ عہدہ تجھ پر کیا ہے اسکی وفائے زبانی فرق کفر نکال دینا طر جمع رکھ میں سب تیری کاٹ دو ننگا کر بنے
 کہا کہ منہ میں طر اپنا صاف صاف بیان فرما تا میں بھی نظر تحقیق سے اسکی دیکھوں اور مایہ خرد اور اندازہ دل تیرا سدا
 کر دن خوشی کہ کہا کہ مجھ اندیشہ یہ ہے کہ دوست دو طرح کے ہوتے ہیں اول وہ ہیں مستحق کامل اور صفایا کامل اور
 شائبہ عرض کے دوستی رکھتے ہیں اور دوسرے وہ لوگ ہیں کہ وقت انتظار کیا بطریق طبع اور غرض طرح محبت کی ڈالو
 بین گروہ اول وہی ہر حال میں اعتماد کے لائق ہے اور ان لوگوں کو منسوختہ متناہی ہے خلاف مثل نہیں ہے قطع دوست وہ ہے
 دوست کے عین کو جو جانے نہ بد ہو خیرت گروہ اول کے جانے اور دل سے کہہ بد دوست وہ ہے جو خطا و دوست کے ساتھ بد دوست
 دوست کو کچھ بڑا شکر فرما دے اور وہ لوگ کہ حمایت دوستی سے اپنا دفع ضرر کرتے ہیں حال انکا ایک تو اس پر نہیں رہتا ہے
 کہہ بسا ملا نسبتا بچھاتے ہیں اور کبھی خیال طال و ملین لاتی ہیں مگر انکا فکر تے میں مانند شیر و شکر کی اور کبھی شنی کر تو میں
 مسئلہ نہر کے اور جو لوگ کہ دانا میں وہ بال اختیار کیا ایسی لوگوں کی ہاتھ میں نہیں تیر میں اور انکا اجر کا تیرے مصلحت
 توقع کرتے ہیں اور تیرے ہر کچھ کے اسی سر انجام دیتے ہیں اور اپنا بجا وہی ہر حال میں مد نظر رکھتے ہیں کہ مخالفت اپنی
 ذات کی واجب ہے اور جو لوگ کہ اس مدش پر چلو ہیں ہی مسافر ہست اور دشمن ہیں اور میں جو کہہ کہ کہا کہ تیرے اسی پھر
 محل ہے کہ جو کہہ کہ تیرے وعدہ کیا ہے اس میں کبھی فرق نہ کر ننگا لیکن اپنی مخالفت میں بھی مبالغہ کرنا ہوں کیونکہ تیرا خوف
 مجھے حد سے زیادہ ہے اقد میں بھی اوسے گروہ میں ہے ہوں کہ دفع ضرر کیلئے تیرے صلح کی ہے اور تیری طرف سے
 جو طاقت ہوتی ہے وہی اپنی دفع ضرر کیلئے ہوں کہ اس بات میں حال میل تیرا کیا ہے اب مجھے فرض ہو جائی تھا
 اور تیری غلطی کر دن صحت و سرانجام کار خوش میکوش بد کن قانون حکمت رنہ خوشی کہ کسی کو کار بے بنیاد سازند
 بنا و فعل بر باد سازند کہ کہہ کہ لای خوش تو بہت دانا ہے اور تیرا یہ جزو میں مسخر نہ جاتی تھی چنانچہ اوسے جو سزا تیرے

جی برادر! بیاد دارم که

اور کلیہ تجربہ اور ہنر سے ہاتھ میں دی تو نے اب یہہ فرمایا کہ کونسی صورت پر کہ بندہ سیرکسٹین اور نویسی سلامت کے موش
ہنسنا اور یہہ صرغ پر ہا صرغ ہر کھار و رست در دانش مقرر کردہ اندو اور کہا کہ خیال مجھی سے کہ اور سب کا ٹون مگر
ایک نہ کہ وہ اصل سب و حکما پر اپنی حفاظت چاہیو اسطے باقی کہ ہوں جسوقت کہ وہ حالت پیش آئے کہ تجربہ پر باکی
فکر پڑے اور مجھے پرچ نہ پہنچا سکے اسوقت اسکو ہی کاٹ دوں کہ تجربہ بندے اور مجھے گزند سے نجات ملے کہ نہ جانا کہ موش
اپنے کام میں کا پس کیسیکے فسانے اور فریب سے نہ بھکے گا آخر کا موش نے اور سب نہ کر کے کاٹے اور چونکہ
سب میں اسکو اٹھاتا سے برقرار کر کہا اور وہ باقی رات فشانہ و حکایات میں ہنس کر جسوقت کہ عھاسے سے شیانہ
مشرق سے بلند پروازی کی اور شب تیر و دامن اٹھا کر گوشہ مغرب کو پہاگے اور سپید صبح کا چار دانگ عالم میں جلوہ گر
ہوا صیاد و سر نظر یا موش نے کہا کہ اب یہہ ہی وقت ہو کہ پو جبکہ عہد کو بجا لائن اور سب کہ کہ عھاسے سے شیانہ
کردن کر پنے جو صیاد کو دیکھا یقین ہوا کہ میرا قتل نزدیک ہے موش اور مضطر تھی کہ موش نے اس عھدہ باقی کو ہی
کاٹا مگر پنے جو جانے موش کو چھوڑ کر کہا کہ ان بہاگ کے دخت پر چڑھ گئے اور موش ہی نے ہلاکت سے نجات پا کر اور
میں دریا صیاد و دام ٹوٹا اور بندہ کٹے دیکر حیرت اسر غالب ہوئی اسباب نام کا اٹھا کہ نا اسید نہ پھر اٹھو سحر سے
بعد موش نے سرسوخ سے نکال گئے کہ وہ کو دوسرے دیکھا اور ڈر کر پنے آواز دی اور یہہ صرغ پر ہا صرغہ نادیدہ مکن کہ
دیدہ باشی مارا کیا نہیں جانتا ہو تو کہ دوست عزیز کو ہاتھ میں لانا پو اور آقا پاکے اسطے ذخیرہ نفیس حاصل کیا
ہے اور تو جو موت کہ میرا تہہ کی ہو شکرا اس شفاق کا ہر از زبان سے ادا نہیں کر سکتی ہوں موش تو کہہ کی نہھا
سے سخت کارہ تھا یہہ قطعہ ہا قطعہ روزگار سیت کہ از غایت بیدار و روز نیست مکن کہ کسی سر سامان باشد
چشم نکی ز کہ داریم بعدیکہ درد گر کہ سے بد بخند غایت احسان باشد اور کہا کہ اب میری خاطر میں تاہو کہ یہ زارہ خلوت کا
اور روزگار فراغت کا اسکے بعد کسی صحبت اور رسم محبت کہ ہوں کر پنے کہا کہ اپنا دیوار غریب دین ز کہ یہ اور حق دوستی
خلع نہ کر جو شخص کہ بہت محنت دوستی پیدا کرتا ہو وہ ہمہ چیز محبت قدم باہر کرتا پتہ پتہ میری محرم رہتا ہو اسب
دوست اسے نامید ہو کر ترک محبت کہ تے میں بہت برکس و ان کہ دوست کم دار و نہ بدتر ان کو گرفت و بگزار دے اور
محبوب تر احسان جان بخشی ثابت ہو اور تیری برکت شفقت و نعمت نہ گانی حاصل ہوئی ہو اور جو کہ عہد محبت میں
تھے باندہ ہو اس میں مصطر کا اندیشہ نہا نہ کرنا تو انہیں نسیم و فاد عہد قدیم نہ رہے کہ نہ تاقیامت اٹل پاد اور
میری عملاتی جو حقوق میرے موش نہ کوئی اور عوض میرا احسان چاہا سنگ کہ میری ہمتا عت میں ہو جلا و فی اہر
کہ کہ پنے اسطے کی باتیں بہت سی لیکن موش نے ایک ہی قبول نہ کی اور جواب دیا کہ جو عداوت عارضی

ہوتی تو ایک آہنگی میں رفع ہو جاتی اور جبکہ دشمنی ذاتی ہو اگر چہ ظاہر میں بنائی دوستی مضبوط نظر آتی اس پر اعتماد کر کے
 کہ اسکی حضرت بہت اور منفعت کم ہو اور میں چین چین نسبت جنسیت کچھ نہیں سمجھتا بہتہ کہ تو میری صحبت سے دل بہا
 وہ اس قدر جو ہو چکا محض ضرورت تہا اب نہار اسکی امید نہ کہنا اور جو کوئی کہ عین جنس سے آئیں ش کے کا اور کچھ چہ چاہا
 بینڈک کو پہنچا کر یہ پوچھا کہ یہ حکایت کیونکر ہے حکایت موش و مینڈک کہا کہ ایک موش کنارہ چشمہ تہا ایک
 درخت کے تلے رہتا تھا اور اس چشمہ میں ایک مینڈک تہا کہ کسی بھی کسب ہو گا وہاں آیا کرتا تھا ایک دن لب چشمہ کے نغمہ
 خوش بہنگ سہرا کر رہا تھا اسوقت خوش ہی تہا سلاخ میں نمزوار تھا جبکہ نغمہ مینڈک کا سنا تھی ہو کر بار بار اور
 انعامات مینڈک کے سننے کے تہا بہرہا تہا تہا اور خوش ہو چکا تہا تہا مینڈک کو حرکات اور اطوار موش کے خوش آئے
 اسلئے طرح آشنائی کی دالی لاکن عقل منع کرتی تھی کہ اجنبی سے آشنائی کرنا بچا بیئے اور خوش طبع دوستی برقرار رہے
 کتنی تھی آخر کار خواہش طبع غالب آئی اور باہم دوستی پیدا ہوئی اکثر حکایا خوش اور روایات دلکش اہم کیا کرتے تھے
 موش نے ایک دن مینڈک سے کہا کہ کیسوی وقت مجھ کو کوئی ضرورت ہوئی ہو اور تو اسوقت پانی میں طرہا ہو اور میں خشکی میں رہ
 بات کیونکر ہو کر میں ہر چند آواز دیتا ہوں تو غور ہو اور مینڈک کو نئے نہیں سنتا ہو لہذا کوئی تدبیر ایسی کیا چاہیو کہ میں چشمہ کے
 کنارے آؤں کہ میں چلاؤں تو باہر چلائے مینڈک نے کہا کہ سچ کہتا ہو تو میں ہی اسی خیال میں پڑا ہوں کہ میرا بار
 جسوقت لب آب کے نیچے جاؤں میں آجایا کروں اور اُسے انتظار کرنا نہ پڑے اور کبھی ایسا ہوتا ہو کہ میں تیرے درخت پر رہتا ہوں
 اور تو اوپر چڑھ گیا ہوتا ہو بہت انتظار کرنا پڑتا ہو بار بار میں نے چاہا کہ اسبا کو تجھے بیان کروں مگر تھے خود پوچھ کفن اور صفحا
 باطن میرے انکھنوں میں معلوم کیا اب تیرے اس قضیہ کی تیری راہ عالی پر ہو کہ تیرے غور و گہری کروند میری کوئی ہا کہ نہ ہوں
 میں فرقت سے ہو دلگیر کوئی ہا موش نے کہا کہ مجھ سے رشتہ ہا تہا یہ ہو تہا یہ ہو کہ ایک رشتہ دراز پیدا کر کے ایک
 سر اُس کا تیرے پاؤں میں باندھوں اور ایک اپنے پاؤں میں جب کہ میں لب آب آؤں اور اُس سے کہ
 ہلاؤں بلاتل تو میرے پاس چلا آئے پکارنا اور چلا نا نہ پڑے اور جبوقت تو میرے سوراخ پر تشریف
 لائے اور اُس رشتہ کو ہلائے مجھے خبر ہو جائے دونوں نے اس بات کو پسند کیا اور عمل میں لائے
 اور ہمیشہ اسبطرہ کیا کرتے تھے ایک دن موش لب چشمہ آجایا تھا تہا کہ مینڈک کو ہلائے کہ ناگاہ
 زاع کی نگاہ اُس پر پڑی جست کر کے موش کو منتظر میں اُٹھا لیا اور نہرا پڑا وہ رشتہ کہ دونوں کے
 پاؤں میں باہم بستہ تہا مینڈک پانی سے کچھ اور ٹٹکتا ہوا موش کے ساتھ چلا جبکہ لوگوں کی نگاہ برسی تھی
 کچھ کہ مینڈک شکار زاع کا نہیں ہے یہ کہ کیا تا نہا ہے کہ نظر آتا ہو مینڈک نے کھو کا لب ہی مینڈک سے کل زاع کا

نہیں جو پختہ موش کی مصاحبت کی جو اگر مین غیر جنس سے مصاحبت کرنا تو اس بلا میں پڑنا اور حال اس مثل سے
 ہے کہ کوئی جنس سے دوستی نہ کرے تا میندک کی طرح رشتہ بلا میں لگا پائے جاوے اور مجھدا عیب یہ ہے کہ پختہ جنس سے مین
 نہ کروں اور غیر جنس کا لکھیا دخل ہے کہ نہ لگا اگر میری صحبت کا ارادہ نہ تھا تو پہلے تنا تعلق کیوں کیا تھا کہ اس تعلق سے
 مجھے اپنا فریفتہ کیا اور یکہ مین دام دوستی کی پابند ہوئی تو اب رشتہ موصلت کو قطع کرنا ہے موش نے کہا کہ
 مجھے ایسوں سے بچنا چاہیے جنہیں مین مائل جو وقت کہ کچھ مین پڑے اور اس کی طبعی دشمنی کی دوستی ہو تو ضرور ہے
 کہ اس سے دوستی پیدا کرے اور بے نفع حاجت کے ضرر اس سے منسوب ہو تو اس کی صحبت سے پرہیز کرے اور بہت
 از روی عداوت اور شقاوت کے نہیں جیسا کہ پھر چار پاؤں کے شیر کے واسطے اپنے ماؤں کے پیچھے پھرتے ہیں اور
 جب ایسا نہیں فرما لگی کے نہیں تیری مین کچھ کچھ پالسن جو مین اور ان کے نہیں رہتا ہے کوئی مائل اسکو عداوت پر
 حمل نہ کرے کیسا اسکو حمل مین جنگ کی یہ منقلب ہو جائے کہ ترک ملاقات بہتر ہے دوسرے عیب یہ ہے کہ تیری مین
 خلقت میری دشمنی پر موشی جو ایسے تمام مین اگر ضرورت دوستی کے صورت بھی پیدا ہو تو وہ اعتماد کے لائق
 نہیں ہوتی ہے جبکہ غرض در میان آوے گی پھر طبیعت ہر ایک کی اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے جیسا کہ بانی
 جیننگ ل پر ہر گز ہم لکھا اور جب آگ سے جڑا کر نیکو مڑ ہو جائیگا اور یہ سب جلنے مین کہ کوئی دشمن موش لگ رہے زیادہ نہیں ہے
 اور مین تیری دشمنیاں کا کچھ سبب نہیں پائے اس واسطے کہ ایک دن مجھ موش فرمائے اور کوئی ذیل ایسی نہیں ہے کہ مین فریفتہ
 ہوں اور تیری بات کا نتیجہ اون گربہ نے کہا کہ تو یہ باتیں از روی عداوت کرتا ہے یا نفس اللہ مین یا نہ ل مطایع سے
 کہتا ہے موش نے کہا کہ جاننا ہی مین جگہ بازی کی نہیں ہے یہ بات از روی تحقیق کے کہے ہیں اور پختہ مین
 ہے مجھے کہ سلامتی میری نہیں ہے کہ مجھ پر بد دوستی پر تیرا کروں اور شخص کہ عاجز ہو اور دشمن قوی ہو یہ بڑا بڑا
 اوسو ایسا دشمن بن جائے کہ کسی رحم سے الٹا مین پائے جیت ہر آن کہتر کہ باہتر ستیزہ و بد زبان ہند کہ ہرگز نہ خیر
 اب صلت ہی ہے کہ مین کسی پر تیرا تو صیاد سے ڈرتی ہو اور میری تیری ملاقات روحانی اور مرفت خیالی بہتر ہے
 نہ ظاہری اور فقط انہی لیے کہ تو نے میری باعث اور تیری تیرے باعث سے دشمنی نہ جان پائی و فضل اسکا فقط مرفت
 خیالی کا فائدہ کرتی ہے مومن اس بربت کا کافی ہے بیت غم نہیں ایمان اگر ظاہر مین وقت ہے مجھ پر دیدہ
 باطن کھلا و کفایت ہے مجھ پر باب ہر فقر ہے کہ اجتماع میرا تیرا محال اور فقط اتصال کا دیوہ قبل قال ہی خارج ہو لیس
 کلمہ پر چاہتا ہوں اور دونوں اپنی مزلگا کو روانہ ہو کر خود مستند شوں مای کوئی کلمہ ہے مانکہ یہ ہو کہ دشمن کے ساتھ صحت
 کی بقوت صورت صلیح کی ضرورت ہو اور حصول مدعا کے بعد عایت اور محاطت جان و تن کی واجب ہے نہ جاننا بلکہ نہ

نفس اللہ مین
 راہی از دل اور ظاہر
 کچھ اور موشی
 کہ مصلحت عداوت
 کہ مین سے دلاو
 شہرت ہونا ہے اور
 ہر مین موشی ہونا ہے

کبیرن مجروح و صفت تخی آفات محیطین تہستان غالبیہ لیا اور زمین ہی ایک شمس کو دوست بنا کر اور اسکے
 وسیلہ محبت سے سب نعمتوں سے نجات پائی اور اسکے بعد عہدہ و مہار کیو بھی رکھا لایا اور گریہ پنی حفاظت بھی کی
 اگر اب باخبر و امداد فرست اس تجربے کو اپنا دستور العمل بنائیں اور ہم کے وقت ایسا اشارت کو اپنا مقتدر چکا
 کریں تو کوئی نکرانے کام اس حکام کو نہ پہنچیں اور سطح سعادت اور کرامت سے محروم ہیں **قطعہ** ہر گھسی کہ کنیر پوی
 اہل فرد پہ پہنچو جو ملائے جمال اور سمد باب تجربہ چون گرفتہ نشاندہ بنالقص ہر کمال افسر مد بنای
 رفت اگر بایس فرم بند جمل برتبہ جاہ و جلال اور سمد باب اشخوان ہی اختر از کوئیل باب
 خضر سے اور انکے تعلق و اخلاق پر اعتماد نکر نے مین را در شایم نے حکیم سے کہا
 لے جو صبح آفرین ستر با صدق و صفا بد سے جو عقل اولین پاتا رہ فضل نہر بہ وہ تقریر کہ عیب بکار
 وہ توبہ کہ شاکر سے ستر اپنی بیان فرمائی تو نے اسکے حق میں کہ دشمن جابر متوجہ اسکے ہوئی اور سیرت
 راہ گریز باقی نہ رہے اور زمین سے ایک سی وکستی پیدا کر کے اور راہ طبع کی نکال کے در مدد کی سعادت
 کی اور دیکھی مسخر ہی بجا اور جو ہر کر اس شمس سے اس قدر زمین باند حاتھا وہ سے فاکیا اور ذرات کو ہی
 اسکے ضرر سے محفوظ رکھا اور بدولت ہتھیا طے کے گرد آب فات ہی ساحل نجات پر پہنچا پانہاس ہی کہ وہ تان
 اہل کرد عداوت کی سیلین کیجیے کہ اختر از اور جتنا لہنی بہتر ہے یا انبساط اور اختلاط اور زمین سے کوئی
 اور اود ملائمت اور انتفاع کا کری تو اسکے ساتھ کیا معاملہ کرے برہن کہا بیت لے جو ہم از افتتاح
 ازائش و زمین بد دیو جو عقل از ابترا ہی از زینش کاروان بد جسو کہ فیض روح القدس ہی بہرہ پایا اور عقل کل
 کی مدد سے تمسک ہوا ہر کینہ سکام میں احتیاط واجب جانیکا اور موضع خیر و شر اور نصہ و ضرر کھوب پہچانے گا اور
 او سپر بہ بات پوشیدہ نہ رہی کہ دوست نہ دہ کہ جسے فقیر بہرہ پایا ہوا ہی پہلوی کرنا یہ سلامتی سے نزدیک ہے
 اور کہنے کو شوق کے مکر سے اور جو فر و سنوں گندم کے خاکہ غم سے برہیز کرنا باعث ہے اس امان کا حصول
 وہ لوگ کہ تغیر چکے بالکل اور لغات و اعتقاد کا چشم خرم سے محاسبہ میں آیا ہوا وہ خدا و دغا و از کو دلیلی نظر
 بصیرت سے مشاہد کیا ہوا ان اجتباب واجب جانے مقنومی یا کہہ چھیر انہ پائے گا بد وہ ضرر اکیدان
 تجھے پہچانے گا بد اپنے دشمن کجلا دیکھا اگر نہ نود ہوان بنکر تجھ کو لایکا اور جو کوئی گیند سے علامت عداوت کی
 کچھ ہی دیکھی اس کی حرب بانی اور ملاحظہ پر ہرگز زلفیت نہ ہو وراہ جانب ہشیامی اور حاققت اندیشی کی فرگوشت
 نکر و اگر اس غفلت کریگا تو تاباں کے وقت تیرا دس تیرا

علاوہ ان کے
 ہر ایک شخص کو
 ہر ایک شخص کو
 ہر ایک شخص کو
 ہر ایک شخص کو

باہر ہو جائیگا سمیت اپنی از خصم محنت ہاں بسیار آوردہ مخم غفلت ہر کار درخ و غم ہاں آوردہ اور اس بات میں جتنی
 حکایتیں ہیں انہیں سب یہ حکایت کہ جو دانشمندوں کی دفتر خاطر پر لکھی گئی ہے حکایت ابن مدین بادشاہ اور قمرہ جانور کی
 جو کہ عربی میں قمرہ اور فارسی میں چکا کہ اور ترکی میں قلاق کہتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ اس کا درخ و غم کیوں ہے یہ بادشاہ
 پوچھا کہ یہ حکایت کیوں کر ہے حکایت چتر ول اور ابن مدین بادشاہ کی کہا کہ یہ ابن مدین بادشاہ تھا کہ
 اس کو ابن مدین کہتے تھے بہت عالی اور ارادہ رکھتا تھا اور قصر فریخ المقدار اس کی سلطنت کا سعی و معاشرہ کو
 قریب آسمان تک پہنچا تھا اور اس کی بنائے با وسعت و فضا مہندس حشمت کی مدد و زورہ فلک المافلاک سے گزرتی تھی ایک
 مرغ سو کا سکو قمرہ کہتے ہیں اس تمام کہتا تھا اور وہ مرغ حسن کامل اور لطف و دلکش اور جو عورت مطہر و عابدہ
 زیبا سے خلق کیا گیا تھا ہمیشہ بادشاہ اس سے بایں کیا کرتا تھا اور وہ جواب شیریں اور لطف و دلکش اور شگفتہ و شیریں
 بادشاہ کو خوش کیا کرتا تھا قضا قمرہ کے جوئے نے بادشاہ کے محل میں انڈے دیے اور ایک بچہ پیدا ہوا بادشاہ
 بغایت سروسر سے اپنے حرم سر میں لایا اور ملازمان حرم ہر کو مکمل دیا کہ اس بچے کی پرورش میں کو مشغول رہیں
 کریں اور اسی دن بادشاہ کے یہی فرزند پیدا ہوا کہ انوار شجاعت اس کی پیشانی سے نمایاں اور آثار سعادت اس کی
 حال سے نمایاں تھے بادشاہ اس کے بچے کو مبارک قدم سجھ کے زیادہ تر عزیز رکھتا تھا ہمیشہ وہ کا اور شہزادہ ایک ہی
 جگہ پرورش اور نشو و نما پاتے تھے اور ان دونوں میں باہم الفت عظیم پیدا ہوئی فلک اورہ اقل اس بچے کو کہیلا
 کرتا تھا اور قمرہ جنگل سے پہلے میوے ہر روز لاتا تھا کہ اسے کوئی نہیں کھاتا تھا اکیلا بچہ کو کہیلا تا تھا اور
 ایک شہزادہ کو دیتا تھا یہ دونوں کمال ذوق سے کھاتے تھے اور اس کی منفعت سے ہر دم ترقی پاتے تھے اور کہ
 خدمت کے وسیلے سے ہر روز قدر و منزلت قمرہ کی بڑھتی جاتی تھی ایک عرصہ دراز اسی طرح گذرا اور زمانہ نے بہت
 اوراق سیاہ و سپید پیل و ہنار کے اٹے کہ ایک دن قمرہ غائب تھا اور اس کا بچہ شہزادہ کا ہاتھ بڑھتا تھا کہ اتفاقاً
 اس نے جست کی اور ناخون کی خشونت سے شہزادہ کا ہاتھ چل گیا تھا شہزادہ اسے غصے میں آکر دونوں پاؤں
 اس کے پر کے اوپر لہر لے زمین پر مارا کہ استخوان ریزہ ریزہ ہو گئے جبکہ قمرہ آیا اور اپنے بچے کو ہلاک یا قریب تھا کہ
 اس کا مرغ و قفس قالب سے پرواز کرے اور اس واقعہ ہلکا جانچا جو نزدیک تھا کہ ہلاک ہو جائے زیادہ از حد
 فریاد کرتا تھا اور یہ اشعار مولف کے پڑھتا تھا اشعار فلک سے جھکو و یاد داغ و نوجوان افسوس پدمہ و ہفتہ
 جو اتھا کہ میں نہاں افسوس نہ بہلا ہونا کہ مر سی زلیبت جب نہاں ہو جائے نہ انیس جان و دل
 ارام و نکتہ دل افسوس نہ ملایا تھا کہ میں اس رشک ماہ تا ماہ کو زمین پر گرتے پڑا کیوں یہ بہ آسمان افسوس

سلف قمرہ لغم
 قاف و تشدید
 ہاں مسودہ قمرہ
 نام ہاں قمرہ کہیلا
 چتر ول نام فلک
 فی القیاس ۱۸
 سلف خشونت
 بعد میں حشمت
 شکر ۱۲

جون آتا نہیں پھر فریاد کیا وہ کہا تا نہیں یہ میت نشہ دین حکایت کار با عقل گفتند یہ منجھرت
 اٹھ کھڑا حلت بہ النکاح تہ اور یہ بھی ضمیر منیر بادشاہ پر از روی اخبار حکام دشمن ہوگا کہ گنگوٹا کو مٹا دینا چاہیگا
 اور جو کوئی کہ غفلت کریگا عذاب الیم میں مبتلا ہوگا اور اگر اتفاقاً وہ بذات خود پنج رہیگا تو اسکی اولاد ملنی حکم کی گئی کہ
 طبیعت عالم کی ہی طرح خلق ہوئی ہے جبکہ بادشاہ کی بیٹی نے سیرکچھ سے دعا کی اور میں نے بے اختیار ہی خلق میں
 اسے الم بنیایا اب مطمئن ہوا عقل و دین کے دور ہے اور یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص سالہ نہ ہو گا کسی جرعدوش
 کرے اور خا بل میں گرفتار ہوا بادشاہ نے یہ حکایت دانا دل اور چوڑکی کیا نہیں سنی ہے اور چوڑکی کو مٹا دینا
 کا ملکا کیا سے شریفین نہیں بنیچا ہے بادشاہ نے پوچھا کہ فیصلہ کیوں کر ہے حکایت درویش انا کہا
 کہتے ہیں کہ کچھ شریفین ایک درویش خا خلاق پسندیدہ اور گدا ب تودہ و آہستہ اور ذوال اور ذوال کے مکارم
 اوصاف سے پرستہ تھے اور دل حقایق معرفت سے دانا کہتا تھا اسلئے اوس دانا دل کہتے تھے اور حاکم شہر سب کو مستند
 تھے ایدن وہ متوجہ سین الدن کی زیارت کا بے نیت و ہمارا ہوا انا گاہ راہ میں ایک گروہ قراقون کا اوس ملا
 گمان ان کو نہ ہونا کہ یہ بہن مالدار ہے ارادہ قتل کا کیا دانا دل نے کہا کہ میری باس مال دنیا سوا سے تو شہ رج
 اور نہیں ہے اگر غرض تمہاری وہ مال ہے تو لیجاو اور مجھ پر چوڑ و دین بطریق تو کل چلا جاؤ گنگوٹا دل بے رحم
 اوسکی بات پر اتفاق کیا اور ملو کہ کچھ بیچارہ تھے سرطوت دیکھتا تھا اور مددگار نہ ہونڈھتا تھا نہ ہوا اس میدان
 دہشت ناک اور حیرانی ہو گئیں میں کوئی متفلس نظر آیا اور دیکھا کہ ایک جوئے گنگوٹا اور طرہا ہے دانا دل نے
 آواز دی کہ گنگوٹا میں اس بیابان میں ان گنگوٹا کی بانہ پڑا ہوں اور سو آحضرت عالم فیضات کے کوئی سیرکچھ
 آگاہ نہیں تو تم انتقام میرے خون کا اس جانتا خدا ترن سے اگر ہو سکے تو لینا قراقون سے ہو اور کہا کہ کیا نام ہے تیرا اور
 کہا کہ مجبور دانا دل کہتے ہیں قراقون نے کہا کہ تیرا دل دانا کی سیرکچھ ہے بلکہ تو سخت عقل ہے اور جو کہ مقبل ہوا اسکے
 انہیں کو چاہا نہیں ہے یہ کہلو سے قتل کیا اور مل سبے گئے جبکہ یہ خیال شہر کو پہنچی ناسف کیا اور سب ملکوت
 ہوئے کہ اسکے کشندہ کی طرح معلوم ہوں بعد اچھڑتے اکثر اہل شہر حمید کے دن عید گاہ میں حاضر تھے اور قاتل
 دانا دل کی بھی اوس مجمع میں بیٹھ تھے کہ ایک فوج گنگوٹا کی ہوا پر پیدا ہوئی اور گنگوٹا قراقون کے سر پر اڑنے
 گئیں اور اتنا شور کرتی تھیں کہ لوگ آواز ایک دوسرے کی نہ سنتے تھے ایک قراقون نے منہ سے کہہ دیا کہ
 کہ گنگوٹا ہی نہیں کہ دانا دل کے قتل کی بوقت حاضر تھیں اتفاقاً ایک شخص کج مزاج کو نزدیک بیٹھا تھا اور یہ بات
 سنی اور اسنے دوسرے سے کہا آخر شدہ شدہ ظالم تک خبر پہنچی اڈلو گرفتار کیا اور پھر سیرکچھ عالم میں اوندھوں نے

یہ جیسے اڑنا
 آواز سے ہو گیا
 حاصل ہو گیا
 فرشتہ کی بات
 راز و مخفیات
 یہ جیسے اڑنا
 آواز سے ہو گیا
 حاصل ہو گیا
 فرشتہ کی بات
 راز و مخفیات

اقرار کیا تو اقصا ص کیا گیا اور کافات خون حق کی بانی قسطہ کرد و عیہ عالم گمان ظلم برہہ بہ کثیر لعنت جادید
 نشاندہ نشندید کہ در زمانہ اعتبار طرح مستم بہ خیال لبنت کہ خود عبرت نماز نشندہ باوریشل ہوا و اسطرا لیا ہونہ بادشاہ
 معلوم کرے کہ میری جرات شانہ را دے پر بسبب تفاضلے مکافات تھی ورنہ مجھے مرغ شکستہ بال کو یہ قوت کہا تھی
 جو یہ صورت مجھ سے وقوعیں کی اب حکم حاکم خرد کا یہ ہے کہ ترے فرمانے پر بخولان اور تیرے فریب سے بچ کر نہاد کر کے
 کنوین نہ کرونگا بلکہ واجبستہ امین تیری صحبت حذر کروں بادشاہ نے کہا کہ جو کچھ کہ تو نے کہا عین حکمت اور را با صدق
 ہے لیکن گناہ ابتدا کرنے والے پر ہونا نہ قضا ص کر نیوالے پر بلکہ یہ گناہ میرے بیٹے کا تھا کہ بگناہ تیرے ہجہ قتل
 کیا اور تو نے جو کیا وہ حکم خرد کے موافق کیا بلکہ احسان کیا تو نے کہ تیرا بچہ قتل ہوا اور تو نے فقط اسکا انکھون پر گوند
 پہنچایا اس صورت میں مجھے کراہت تو جو ہوتی ہو اور مجھے آزار سالی لازم ہے اور تو میری بات پر اعتماد کر اور را دہ جا
 ہو بیٹا مگر او میں اپنے نزدیک عرض سے ہوا کہ نہ چاہتا ہوں کہ ہر جا اور دون کا بچہ بہ بدنامیں ہر گوند دست پریشانی
 ہنہ پر نہ مارونگا اور یہ قبول عیب کے جانب لاؤنگا بلکہ مدعا میری یہ کہ کتا بدی کی لگاؤں اور بچہ اگر کوئی ضرر پہنچا تو اسکا
 میں نفع پہنچاؤں راجا عیہ اعادت خود بہا نہ جو کی کنیم بہ جزینکی وغیرہ نیکی کنیم۔ انہا کہ بجایا باد یہا کہ گوند گروست
 و بہ بجزہ نگوئی کنیم بہ قہر نے کہا کہ میرے نزدیک میرا بچہ آنا مکن نہیں ہے کہ خردمند مصاحب وحشت ناک سے
 پہلو تہی کرتے آئے ہیں اور دفتر قواعد پر فواید میں بزرگون نے لکھا ہے کہ مردم دانہ آزدودہ خاطر کی جتنی کوئی
 دلوئی کرے اتنی انکی بدگمانی اور نفرت زیادہ ہوتی ہے اور ہرگز اسکی غفلت نہیں کرتے میں نظم عزیز غریب
 چہ آزدودہ کسے را بہ مراعاتش کن مینوئی بد کہ ہر چند از تو خست میں سیند بہ مرواریش گرد و بدگمانی بہ بادشاہ
 کہا کہ لے قہر تجھے میں بجا فرزندوں اور عزیزوں کے جانتا ہوں بلکہ عزیز اور اقربا ستمی الفت نہیں ہے
 جو تجھے ہے پھر کوئی اپنے عزیزوں اور مخصوصوں سے بدی کرتا ہے قہر نے کہا کہ حکمانے حال اقربا کا تفصیل
 بیان کیا ہے کہ ان اور باپ دوستوں کی مانند ہیں اور بھائی و بیوی کے مانند ہیں اور چاچا استاد و دیگر قریب
 ہیں اور عورت مقام میں محبتوں کے ہی اور لڑکیاں و نمنوں کی مانند ہیں اور خلیفہ اور اقربا بیگانہ کوئے تیرے تیرے
 میں مگر بیٹا بقا ذکر کیا واسطے ہے اور اپنے ذات کی مانند حساب کیا جاتا ہے اور عزت و حرمت میں بیٹی کا
 کوئی شریک نہیں ہے اور میں ہرگز بیٹے کے برابر تجھے عزیز نہرنگا اور یہ تقدیر اگر تو مجھے فرزند کے برابر جانے
 لیکن جبکہ پانا زل ہوگی اور جو دم آفت ہوگا اور وقت تو مجھے چھوڑ دینگا اور ہر چند کہ کی اسکو دوست کہتا ہو
 کہتا ہو کہ بیٹاں تجھے خدا کو لگا لیکن جبکہ مقتہ حادث ہوتا ہے اور کلام اس کو نہ چاہتا کہ جان جائیگی کچھ کہی ہے تو بہ بیٹنی

خود کا یہ
 کہ یہ
 کہ یہ
 کہ یہ

جان ہرگز نثار نہیں کرتا جو شاید کہ بادشاہ نے حکایت اُس بُرہنیا اور مہستی کی نہیں سنی ہو بادشاہ نے کہا کہ قصہ
کسطح ہے حکایت مہستی و خستہ پیر زال کہا کہ تہہ بن لکڑیکہ عورت کہن سال فرسودہ حال ایک بیٹی کہتی
ہتی مہستی نام کہ ماہ تمام کے خسارہ رخشان پر رشک کرتا تھا اور آفتاب جہاں افروز اسکے عکس عارض سے بھجھ جوتا
تھا بہت رونق و زکفر و زور میرہ دین شیرین سخن کی مہوش میرہ دینا کا چشم زخم زدگار سے وہ چارہ پوئی اور سپر بالین
ریخوری پر کہا اسکے گلشن جال سے گل ارغوان کی جاشاخ زعفران پیدا کی اوکس نازہ تاب حرارت سے آب و سنبلی
پر شمع تپ محرق سو تاب میں ہو پیر زن اسکے گرد پہرتی تھی اور زار زار برہنہ کے مانند روتی تھی اور کہتی تھی کیجا
ماورین نیم جان اپنی جان تجھ پر قربان کرتی ہوں اور تو سلاست سے اور ہر سحر گاہ نالہ و آہ کو کہتی تھی کہ لے خدا اس جوان
جہاں نادیدہ کو بخش جو اور اس پر فروت کو کہ اپنی عمر سے بیزا ہے اس پر تصدق کرے اور یہہ ایات پڑھتی تھی ایات
از عمر من انچہ بہت بر جائے بدستان و بعر اور بفرای بگرچہ شاہ ام جو موئے از غم یک موئے مبداء و مشر کم نہ
انقصہ جو کچھ کہ مہر مادہ کے لائق تھا وہ پیر زن کہتی اور اپنی جان ہر روز اسکو بخشتی تھی اللہ تعالیٰ ایک مادہ کا وراثت کو چھو
کے مطہرین آئی اور کہانیکی ہوسے دیکھ میں منہ ڈالا اسکے بعد چاہا کہ سر نکالے سینک کو دیکھ میں اٹک گئے مادہ
کا و دیکھ کو سر پر لیکے باوچہ خانہ سے باہر آئی اور گہر میں ادھر سے ادھر دوڑتی پہرتی تھی اور اُس بُرہنیا کو یہہ قضیہ
معلوم نہ تھا آنچہ جو اسکی کہلی کا و کو اُس شکل و شمایل سے دیکھا متغیر ہونی کہ ایسی چیز کہی نہ دیکھی تھی اُس
سیاہی شب میں یقین ہو اکیسہی ملک الموت ہو میں جو ہر روز اپنی موت مانگتی تھی شاید وہ دعا قبول ہوئی
اسلئے یہہ آیا ہے یا مہستی کی جان قیض کرے گا یا میری تب بُرہنیا نے کہا جیسا ملا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں
ما شوقی ملک الموت من نہ مہستی ام نہ من یکچہ پیر زال محسسی ام نہ اگر تو خواہی کہ جانش بستانی نہ اندر
خانہ ہست تاوانی نہ گزرتہ مہستی ست اندر کار نہ اینک اور اب ہر انگذار نہ بے بلاناہین شمر اور اپنے چون بلادید در
سپر داوایہ تا بلانی کہ نیست و خطر ہے پہچکس راز خود غیز تری نہ لے بادشاہ آج میں غلیظ ہو مجبور ہوں اور علاق
سے پاک اور عینے جسے اتنا فیض پایا کہ میری گردن گرانبار جو اپنے یادہ اس کو چہہ ٹھانیکی طاقت نہیں ہے اشہر ہا
انصاف کرکون ایسا جانور ہے کہ اسے طاقت ہو کہ اسکا جگر گوشہ آتش ہو اور کرباب کیا جا اور یہ وہ دل و ظلمت و تاریک کیا
جا اور اسکی آنکھوں سے روشنائی ظلمت فتنے سیاہ کھیلے اور اسکی رحمت جان آئے سو اُٹھ جائے یعنی جگر گوشہ اسکا
یگناہ اور بے سبب قتل کیا جائے کہ ہو کہ اسکو صبر اور اعتماد آئے اور دریائے تاسف موج مار کے کشتی صبر کو گر داب
اندر طرب میں کیوں کہ بڑا ہے اور آتش ملی متاع نکلیا لی گو کس طرح نہ جلاے بادشاہ نے کہا

کہ یہ بات جو مجھے وقوع میں آئی اگر ابتدا تجھے ہوتی تو البتہ برہیز اور خون تجھے لازم ہوتا تو یہ سبیل قصاص کا کام کیا
بلکہ جو کام کہ میرے فرزند نے کیا اُسنا تو نے نہیں کیا کہ تیری آنکھ سے تیرا بچہ بالکل معدوم ہو گیا اور کچھ قنطاریاں خنجر کی
نکالی میں پہلا میں گئے تو دیکھو نگار اُسکی بائیں تو سنوں گا یہ تیرا احسان ہے وہیسا کہ چاہیے ویسا تو نے قصاص
نہیں لیا اب اس صورت میں تجھے اندیشہ کیا ہے اور مجھے مفارقت کیوں کرتا ہے کہ تو اس فرزند ناخلف کے پیدا ہوئے
پہلے میرا بیٹا تھا اب اس لڑکے کی جگہ میں غم میں غم میں ہوں اور بلال اور کلل میں بسر کردن اور تیری مثل میں مطرب کی
مثل ہے قبر پر چڑھا کہ یہ کس طرح برہر حکایت مطرب و غلام و بادشاہ کہا کہ ایک بادشاہ تھا کہ ایک مطرب سین
نوا اور خوش گلو اور دلگیر سا ملازم تھا کہ اسے خوشگوتریان اور الحان میں فلک راغون ساز نے دوسرا شخص
پردہ زمین پر نہ دیکھا تھا بادشاہ اُسکے غم و لاوینے کے خوش ہوتا تھا اور اس مطرب کا ایک غلام کہ نہایت فنی
تھا اور یہ اُسکو سازنگی اور نوازنگی میں تعلیم شفقانہ دیا کرتا تھا تو ایسے عرصہ میں غلام اُس استاد سے زیادہ ہو گیا
جبکہ بادشاہ کو حال اُس غلام کا معلوم ہوا اُسکا بھائی اُسنا اور نہایت التفات کیا تا حدیکہ کہ یہ بادشاہ
کا ہوا اور بادشاہ اُسکے نعمات سے بجا دم سنا کرتا تھا اور محفوظ ہوتا تھا اور ہر روز قدر افزائی اُسکی اقران سے
کرتا جاتا تھا اس سبب مطرب کے دل میں رگ حسرت حرکت کرنے لگی آخر غلبہ خرابات سے غلام کو مار ڈالا
یہ خبر بادشاہ کو پہنچی حکم کیا کہ مطرب کو حاضر کریں جبکہ مطرب حاضر ہوا بادشاہ نے یہ خطاب کیا کہ بھائی تھا تو کہ
میں نشاط دوست ہوں اور میری نشاط و قسم پرستی ایک نوازنگی تیری جلوت میں اور دوسری سازنگی غلام کے
خلوت میں یہ دونوں میرے باعث سرور تھے تو نے کیا سمجھ کے بیگناہ کا خون کیا اور وہی نشاط میری باطل کر دی سچ بتا
کہ تو نے غلام کو کس طرح مارا کہ اب یہی شہرت مل جو تو نے غلام کو بلایا ہے تجھے یہی ملاؤں کہ باعث عجب ہوتا ہے میری شہرت
کا کوئی ارادہ نہ کرے مطرب نے بادشاہ کے قول کو دلیل پکڑ کے عرض کیا کہ اے شہر پار و افعی میں نے بد کیا کہ اوتی نشاط با تبا
کی باطل کی اب شہر پار مجھ مار کے تمام نشاط اہی کیوں باطل کرتا ہے بادشاہ کو یہ بات خوش آئی اور اس کے قتل سے
دنگزارامی قبر و غرض اس مثل سے یہ کہ نشاط میری دھڑچ رہے ایک دیدار فرزند ارجمند کا دوسرے کلہ و کام تجھے
سوا تمند کا سو نصف تو ہاتھ ہی جا چکی اب دوسری نصف کیوں کہوتا ہے اور میری جمعیت خاطر کو کیوں پریشان
کرتا ہے بیت خود مکن بیکامی بایں جو میدانی کہ چرخ بہ آشنایان را زیکہ کیجہ را میبدیدہ قوتے کہا کہ کیسے زانو سینہ
میں ایسا چہا رہتا ہے کہ سیکو اس پر اطلاع نہیں ہوتی جو پس جو کچھ کہ زبان کو اعتماد اس پر نہایت کسوٹے کہ زبان اس
بان میں کہ جو مضمون میں جلی کے سبب چہا رہے ہے اور ادا میں کہ سکتی ہے اور ایک آنکھ ہے کہ

نہاں خانہ دل میں پوشیدہ رہتی ہے اس لیے دل ایک دوسرے کو دکھانے کی کوشش کرتا ہے لیکن اس کے القلوب کشا ہوا یعنی
 دل لوگوں کو معاملات راز میں نہ گمراہ ہوتے ہیں اور زبان میں اس کے مخروم نہیں ہوتی ہیں اور یہ بیت اسپر گواہ ہے
بیت سچ مثل ہے دکنو لیسو راہ ہے بے راز دل سے کب زبان ہے بے زبان جو کہی وہ اکثر اہل زمانہ کے دل کی بوقت
 نہیں ہوتا ہے اور دل میں جو ہے زبان اس کو بیان کر نہیں جاتے ہوتی ہے کیونکہ وہ لوگ کتر میں کہ زبان و
 دل جنگا کیساں ہوتا ہے بادشاہ میں تیری صولت صعبت خوب جانتا ہوں اور تیری سبب است ہی بہت باہر ہوں
 اور میں پہلے ہی تیرے اطوار جاری سے غافل تھا اور اب تو کس بوقت اور کس طرح تیری ہیبت سے مڈرز ہو گیا اور
 تیرے سطوت کا غم جو ایک دم آرام لینے دیگا اور میں ہی بادشاہ میں اُن لوگوں میں نہیں ہوں کہ طبیبے ادھی کہا کہ درد شکم
 سے پہلے تیری آنکھ کی دوا ماننا ہے بادشاہ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر ہے حکایت قبر نے کہا کہ ایک شخص شکم کی
 بتیغز استھا طبیب کے پاس گیا اور زمین پر ٹوٹی لگا اور صعبت الم سے رازدار رونا تھا اور یہ مصرعہ پڑھتا تھا **مصرعہ**
 ای طبیب خیر علاج کن کہ جان از دست رفت بد طبیبے قانون حکمت کی بوقت علما امراض کے نبض اور قارور سے
 دریافت کر کے پوچھا کہ تو نے کیا کہا یا تھا مردہ سادہ دل نے کہا کہ ایک مٹکا اچلی روٹی کا لکڑی کی مانند بنی تو شکم کی
 اس سے بھرا تھا طبیب نے پوچھا کہ وہ دو اکڑ سے روشنی چشم کی بڑی ہے اے آنا اسکی آنکھیں نکالو ان کی بھلا کہ
 یہ وقت ہزل اور بازی کا نہیں ہے بلکہ اچل اور جانگزا ہے ای طبیب سننی کر میں روشم سے روتا ہوں اور نومہ میری
 آنکھ میں دینا ہے آنکھ کی دوا سے اور اور روشم سے کیا سنا ہے طبیب نے کہا کہ میں دوستہ کہتا ہوں کہ آنکھیں تیری
 بھٹن ہو جائیں تب پیدا و سیاہ میں نیز کرے اور دوسری بار زبان سوختہ کو خوراک انسان نہیں ہے نہ کھائے اس لیے
 تیری آنکھ کا علاج شکم سے مقدم تر ہے عرض میری اس مثل سے یہ ہے کہ بادشاہ یہ جانے کہ میں اُن لوگوں میں نہیں ہوں
 کہ سوختہ اور ساختہ کو یہ پچا پان اور خام و پختہ اور سیاہ اور سفید میں فرق نہ کروں **بیت** بحمد اللہ کہ دردش چنانہ
 کہ خیر از شر جدا کروں تو انہ بادشاہ نے کہا کہ اس طرح کا ماجرا مجھ میں نہیں واقع ہوا آگے ہی ایسے معاملے بہت ہو چکے ہیں
 لیکن جو کوئی کہ نور عقل سے آراستہ ہو نہ یا وہ غصہ کی آبلہم سے بھگتے ہیں اور انتقام سے غصہ کو بہتر جانتے ہیں
 جلاب اگرچہ بد ذالقیہ ہوتا ہے اور تلخی اور سیت رکھتا ہے لیکن اسکا فائدہ تریاق سے زیادہ ہے قرہ نے کہا کہ اکثر
 دیکھا ہے کہ کسی نے آسانی کو اختیار کیا ہے اور دشوار ہوا ہے اور یہ کام تو بہت دشوار ہے کیونکہ آسان ہو گا اور مائل کو ہر
 مشکل میں نہاؤں نہ چاہیے اور سینہ اپنی عرضہ باری حرج شبدہ انگیز کے نظار میں ہر کی ہے اور اوقات اپنی
 عجائب روزگار کے تاش میں گزارنے کی محکوشیبت فراز عالم کے تجربے بہت حاصل ہوئے ہیں اور کب کیا ست اور

معاذ اللہ
 و جہیز
 قلم علی حسینی

سراپہ قدم فرماست جو فائدہ کثیر حاصل ہو جن میں حقیقت انکی خوب جانتا ہوں کہ گروہ یکساں نہ نکاح و نوبت اور سطوت اور
تقتضای جباری سے حرمت و فادار یکجا اپنی لوح سینے سے محو کر دالتی ہیں اب یہی بہتر ہے کہ میں خواب فرگوش سے بیدار
ہو کے پلنگ کے نزدیک سوزا ہوں ہر سانس کے مانند راہ بیابان کے لون کھنم ضعیف کو دشمن قوی سے دوزی واجب ہے
جیسا کہ اُس بادشاہ نے اپنی دشمن کیلئے اس بات میں مثل بیان کیا ہے بادشاہ نے پوچھا کہ کیونکر تھا حکایت **بادشاہ**
ترکستان کہا کہتے ہیں کہ دیار ترکستان میں ایک بادشاہ تھا جو جمیع صفات شریفہ موصوف ایک نے ارکان دولت شاہی
سے روگردان ہو کر اور ارادہ کو نہ کی کا کر کے ایک دشمن کو آزاد کر کے بادشاہ کی خواصت پر مستعد کیا جبکہ بادشاہ نے جانا
کہ اس نے روی اطاعت قبل از انقیاد سے پھر اور دوسرے حسیان اور دغہ طغیان کو کی بنیاد اعتقاد میں راہ دانی اور
ستو کی ستراری اور خیال محال سروردی اپنے دماغ میں پکاتا ہے اور دل پر کینہ اسکا کدورت دے دیرینہ سے تنہا
کا مکاری اور بیزیر میں ہوس بلند پروازی کی رکھتا ہے بتقاضا شغقت سروردی ایک نامہ کی مثل متاع اعظم ملو کا
کمال نشیب فراز کے ساتھ اسکی پاس بھیجا اوس مغرور نے کینوت بجا داغ میں رکھتا تھا اور ہر سرور و فوج شاہ کی
اپنے تصویر میں ورغلانے کے سبب اپنا طبع جانتا تھا اسلئے لقا ت کیا جبکہ بادشاہ نے دیکھا کہ نوشہرہ کو کائنات سے
اسکے مزاج کیفیت کو اعتدال حقیقی سے مغرور ہوا ہی اصلاح نہ ہو سکی اسطر کا بیخام یاکا نادان شال میری اور تیری
اُنکے مانند ہے کہ اگر شیشے کو سنگ پر مارے یا سنگ شیشہ پر پس دونوں مالین شیشہ ہی کا نقصان ہے اب یہی بہتر ہے
کہ اس ارادہ فاسد باز رہ والا خراب ہوگا اس مثل سوزا نہ یہ ہر کہ میں ہی حکم شیشے کا کہتا ہوں اور تم سلطانی مانند
سنگ یا کد شیشہ شکن ہے اب ملاقات میری تجھے سخت دشوار ہے **ہریت** بہت تان تہنی دل نشوی ولا مقابلہ کہ تو را گین
مانی نشوی حریف سندان بد اور ہر چند بادشاہ تمام ملاحظت میں ہے اور جانتا ہے کہ کینہ میں سے یہ کینہ فراری و جنت کو تسکین
ولیکن نہ یہ ہر اہل اطباء و خرد کے قبل کرنا غافل کہ کار حرم ہے اور ارباب عداوت انکار صلح واجب **ہریت** زوستان خندان
شنیدہ ام چہ کہ بر بلا نیست دشمن اعتقاد کن بد مناسب شغل نہ **ہریت** کیا یہ پند و عظم میں صلح موزن گرم ہے ہر غافل
اسی تو جو دشمن نرم ہے بد بادشاہ نے کہا کہ نقطہ گمان پر منقطع کرنا صحبت و زستان قدیم کا شیخ مژدین روا نہیں ہے اور ایسا منطقہ
کہ سب دہم لٹاک پیدا ہو اور زمین کو سوز فراق میں ڈالے چاہیے اور معرفت قدیم اور صحبت متقیم کو اندک بدگمانی میں طرف نہ لے اور
یاری اور پیمان و شہر لسی ہو لسیہ خدو میں تو زو دنیا طریقی اہل تحقیق سے بعید ہے کیوں تو سیدان میزانی سے قدم باہر نہیں
رکھتا ہوا و جہاں محبت کا خمیر انداز ہے اسی زبان کو نہیں مینا نا ہے **لمو لہ** **ہریت** بجا ہے نقص مہد بجا ہو کہ
انسان کیا پسند خدا ہے دغاے عہد بقرہ نے کہا کیونکر دنیا و دغا کا قایم رہے کہ بادشاہ کی طرف تر آثار بد عہدی کے

نہ شان بخت
یک زارت
از بیکار کہ
بہنوی نہانی
موندہ

حقی اور بی بیار بانی جلتے ہیں اور انارٹیک عبدی علی معذوم ہیں اور یہ اسکان نہیں ہے کہ وجہات خواہش نفس
 بادشاہ فرعون شہت کئے اور اسوقت کس طرح سو تو مجھ قادیان میں ہو پس اسلئے جاہتا ہو کہ کلا اور حیلے ہو مجھ قبضہ نظامین
 کینچہ در پیر عقل کہ قبول کر گی کہ تو بیس کا غم پہل گیا ہو اور سیری جلدین کا غم مسد کر تا ہو اور میں اس میں مجبور
 ہوں کہ عقل کی اس میں تاکید ہو کہ جو کینہ کہ بادشاہ ہوئے دلمین شکن ہو تا ہو اس سے اعتقاد اجاب ہو گیا کہ یہ لوگ
 سخت سلطنت و بار نظام میں تعصب سے تین اور جفا پواتے ہیں سخت سلطنت کس طرح مجال محبت کی اور
 غم خواہی کی نہیں ہے تین اور جو کینہ کہ ان کے سینہ میں ہے وہ مانہ چنگا ریخ ہو کہ اگر کہ میں بنی ہستی ہو اگرچہ بظاہر معلوم
 نہیں ہوتی ہو لیکن جبکہ باوقہر سپر لطمہ لاتی ہو تو ایسی فروخت ہوتی ہو کہ شعلہ اسکا ایک جہان کو جلا دیتا ہو میریت
 ماسخ آتش خصم کو چلاتے ہیں اکثر تر خشک پیگمہ واک کہ میں سکور بدتر و خشک بادشاہ نے کہا کہ عجب حال
 ہو کہ اس بات میں قوت ایک طرف بکلی ہو اور دوسری طرف بالکل کنارہ کیا ہو مقدمات وحشت کو الفت کے ساتھ کیوں
 مبدل نہیں کرتا ہو چہ کہ جب کسی شخص کی نیت میں یہ ہو کہ مراعات دوستی کی کجالات اور حصول منافع اور
 دفع مضار کو واجب نہ تو ممکن ہے کہ وہ وحشت در میان سے اٹھ جائے اور عوض کینے کے صفائی حاصل ہو جا اور جو چیز
 کہ کینہ کو دلیل کرے میں اسے قادیان میں ہوں بلکہ اس سے عاجز ہوں اگر میں خدمت میں حضور کے ہی حاضر ہوں اور صلہ چند
 میر قتل میں تامل ہی فرمائیں مگر میں تو ہمیشہ ہراس اور خوف میں نہ مگر فی ہر وقت مرگ تانہ مشہور کرنا
 مہو نکات اس صورت میں مراجعت ہزار بار مغارت اولی ہو بادشاہ نے کہا کہ کوئی شخص کیسے ضرر پر بہ لادہ خدا
 جیل علاقے قادیان میں کسنا ہو اور جو چیز کہ موجود ہیں انی بے تقدیر الہی کے نہیں آسکتی ہو جیسا کہ ماتہ مخلوق کا پیدائش میں
 قاضی ویسے ہی حیات اور مرگ میں ہی معذور ہو ایسے ہی سمجھ کہ عمل میر بیٹے کا اور جراتیرے ہاتھ ہو کہ ظہور میں آئے
 یہ شخص قضائے بانی اور شیت ہر دانی تہی اور تم دونوں در میان میں محض سبب تعجب یہ ثابت ہو کہ آتش تقدیر
 یزدان سے ہوا تو تقدیر الہی پر سرزنش کرنا ظفرین سے بچا بیسے پس میں ہی قضا الہی پر صبر کروں اور تو ہی اس پر معنی ہو
 بسیت بجز رضا تقدیر خدا ہی شاید بغیر صبر و قوت بلامنی شاید از انچه رفت قلم مکتش و گرنہ بیابا بیرون و از خط
 او گزرا ہی شاید اور سبب سے کہ حضور حدیث قدسی کا جو سن لم یصبر علی بانی و لم یرض بقضائی فیخرج من
 تحت سہلی و یطلب باسوائی قبرہ نے کہا کہ یہ بات سچ ہو کہ بجا رگی بندگان خدا کی دفع قضائے پروردگار میں
 طاہر ہے کہ خیر اور شر اور نفع اور ضرر موافق ارادہ خدا کے ہوتا ہو اور حمد اور کوشش خلق کی دفع اور منع اسکا اور
 تقدیر او تاخیر نہیں ہو سکتی ہو لیکن باوجود اسکے سب علما کا اس پر اتفاق ہو کہ جانب احتیاط اور پیر اور محافل

لکھنؤ میں
 بادشاہ فرعون
 شہت کئے اور
 اسوقت کس
 طرح سو تو
 مجھ قادیان
 میں ہو پس
 اسلئے جاہتا
 ہو کہ کلا اور
 حیلے ہو مجھ
 قبضہ نظامین
 کینچہ در پیر
 عقل کہ قبول
 کر گی کہ تو
 بیس کا غم پہل
 گیا ہو اور
 سیری جلدین
 کا غم مسد کر
 تا ہو اور میں
 اس میں مجبور
 ہوں کہ عقل کی
 اس میں تاکید
 ہو کہ جو کینہ
 کہ بادشاہ ہوئے
 دلمین شکن ہو
 تا ہو اس سے
 اعتقاد اجاب
 ہو گیا کہ یہ
 لوگ سخت
 سلطنت و بار
 نظام میں
 تعصب سے تین
 اور جفا پواتے
 ہیں سخت
 سلطنت کس
 طرح مجال
 محبت کی اور

نفس کی چوڑی بلکہ تاکید کی ہو کہ اہتمام ہر چیز کا موافق تاجیر کے کرتا ہے اور تمام اسکا سبب الاسباب پر تو لیں
 کرے اور یہ تختہ قبول عقلا کا ہر عقل توکل یعنی عقل کر او توکل کہ جناب مولوی قدس سرہ فرماتے ہیں مصرعہ بر توکل
 زانوے اشتر بندہ بادشاہ نے کہا کہ یہ باتیں تیری اس پر دلالت کرتی ہیں کہ میں خواباں تیری صحبت کا ہوں اور
 اشتیاق میرا تیری طلب ہے مگر تیری طرف سے سو کمال اور وحشت کے اور کچھ ظہور میں آئے گا سمیت تو ملوی زمانہ و اوقات
 دل بدل میوہ در حال ست این پتہ ہے کہ اشتیاق میرا تجاؤ سلسلے ہو کہ اپنے دل کو میرے قتل سے راحت دے لیکن نفس
 میرا شربت اجل کی رغبت اور لباس فنا کی خواہش نہیں رکھتا جو جبکہ باگ اختیار کی میرے ہاتھ میں ہے البتہ یہ
 مرگ حیات کا طوفان موت کے عمارت پر ہیر و نگا بلکہ احتراز اس سے عین جواب دیتا ہوں میرا سر کچھ دھجکے مانند نہیں ہے
 کہ کٹے اور بار بار سر پہنچے ہو اور میں جواب دہ دل سے استصواب کرتا ہوں تو وہ کہتا ہے کہ اگر کج قدرت اور استطاعت
 ملے تو بادشاہ کی بیٹی کو بغیر ہلاکت نہ خورون اس طرح بادشاہ ہی اپنے فرزند کی جہت سے میری ہلاکت کا خواباں ہے اور میں
 لے بادشاہ مصیبت زدہ دیکھنے کمون ضمیر سے وہ شخص واقف ہوتا ہے کہ لاش غم سر دل جب کا کیا پتہ خواہی اور یوں اس
 شربت تلخ سے جریہ پیای کہ مدعی اس کے مزے سے غافل ہے اور نابزہ در دکان راحت آنکھیں اس سے نمایاں ہیں۔
 سمیت آغا خاں بپا شکستہ کو دانی کہ سمیت بہ حال شیرازی کہ شمشیر بلار سر خورندہ اور میں چشم خرد صاف دیکھتا ہوں
 کہ جب وقت بادشاہ کو اپنے فرزند کی یاد آئیگی اور میں بھی اپنے نوریہ کو یاد کرونگا کہ سمیت ساقاوت باطن میں ہو گیا کہ
 راہ پائیگا قیاس فرمایا کہ اس سے کیا پیدا ہوگا اور مغلوب کے واسطے ایسے موقع میں کیسا اندیشہ ہونا کہ دین میں آئیگا
 پس ایسی مواصلت سے ہزار بار مفارقت اولیٰ ہی بادشاہ کہا کہ کون ایسا شفی ہوگا کہ دو مسنون کے گناہ و درگزر نہ کیا
 اور جو اندر باوجود قدرت کے قصومات زیر دستوں کے عفو کرتے ہیں اور کبھی گناہ کاروں کی مکافات کی طرف رجوع نہیں
 لاتے ہیں اور اگر کسی وقت اُنکے دل پر خیال انتقام کا ہی آتا ہے تو اسے استغفار کرتے ہیں اور بدترین ہو گا وہ ہے
 کہ عذر کسی کا قبول نہ کرے اور کہینہ عذر خواہ کا دل میں رکھے اور جو کچھ کہا میں نے میرا دل اس میں صاف ہے اور صورت خشم اور
 حدت کی اور خیال غضب اور انتقام کا اپنی خاطر میں اصلاً نہیں پاتا ہوں اور تو خوب جانتا ہے کہ میں جانب عفو کو عفو پہنچتا
 ترجیح دیتا رہا ہوں اور یہ بات میرے دل میں نفس ہے کہ ہر چند گناہ بزرگ ہو مصفت عفو کی اس سے بزرگ تر یہ سمیت
 کہ عظیم سے از فردستان گناہ ہے از بزرگان عفو کردن عظیم سے بہت ہے تو جو کہا کہ راو بادشاہ کا درست ہے مگر میں گناہ کا
 زیر دست ہوں اور مجرم کو ہمیشہ خوفناک ہونا لازم اور یہ ہر مثل اسکے مانند کہ جسکے باو نہیں ختم ہوں اور بقوت طبع بیانی
 کہ کہ شہ تیرہ سنگستان دوا دوش کرے تو اسکا خرم مقرر ترقی کرے گا بلکہ پانویکا ہو جائیں گے

اور آخر کو خاک نرم پر بھی چلنا دشوار ہو جائیگا اب نزدیکی میری بادشاہ کی خدمت میں یہی حال کہتی ہو اور طریق شرح اور
 قانون ملت میں اجتہاد میرا آپ کی خدمت میں فرض عین ہے اور کیونکر حکم الہی سے خلاف کروں کہ وہ فرماتا ہے کہ لا تفلحوا
 بالبدیۃ یعنی نڈر الوما تھ اپنے طرف ہلاکت کے اور حکمانے یہی کہا ہے کہ تین شخص روٹس نکلتے
 سے دو میں اور راہ دانش سے کنارہ اول وہ شخص کہ اپنی قوت ذات پر اعتماد کر کے اپنی اندازہ طاقت کو حد زیادہ
 جانے ضرور لایس شخص آپ کو ہلکے میں لٹاتا ہے دوسرے شخص کہ اندازہ خود و نوش کا نہیں پہچانتا ہے اور اتنا کہتا
 ہے کہ محدہ اوسکا ہم سے عاجز آتا ہے پس لایس شخص بے شبہ دشمن اپنی جان کا ہی تیسرے وہ شخص کہ گفتار اور فریب
 دشمن سے غافل ہے بے شبہ انجام کا اوسکا ندامت اور پریشانی کو پہنچے گا بادشاہ نے کہا کہ اگر قبرہ چند میں دروازہ
 ملاطفت پیش آتا ہوں اور راہ صواب کو چھوڑ دیتا ہوں تو اسی طرح میں قبول کو اتنا عطا
 دو کہ چھوڑتا ہے اور جو شخص کہ نصیحت کسی کی قبول نہ کرے گا کہنا بیفائدہ ہے جیسا کہ اس زاہد نے گرگ کو نصیحت
 بیفائدہ کی تھی قبرہ نے پوچھا کہ یہ ماجرا کیونکر تھا حکایت زاہد صاحب گرگ بادشاہ نے کہا کہ ایک زاہد
 نیک سیرت کہ اپنی اوقات شریف حواس و طائف اور بندہ خلق خدا کے اور کام میں صرف نکرتا تھا ایک دن صبح اچانک
 دیکھا کہ ایک گرگ بارادہ شکا چپ راست خیال کرتا جاتا ہے زاہد نے کہا کہ اگر گرگ خبردار لوگوں کے گوسپند کا ارادہ
 نکرتا اور قصد بچاروں کا اور ستم کرنا مطلوب ہو تو آخر حق تعالیٰ میں گرفتار کرتا ہے مثنوی ہرگز نہیں مہار بہ بند
 بردست و پا کے خویش نہاد بہ چند سو اگر سر فراز و بدہش آخر زبا بیند از بدہ چند زاہد نے نصیحت میں سب کو
 گرگ نے جواب دیا کہ وعظ کم کر کہ تیری ٹیچہ کے پیچھے رہے گوسپند کا چرتا ہے ڈرتا ہوں کہ تیری نصیحت سننے میں شکا ہے
 نہاے غرض اس نسل سے یہ ہے کہ ہر چند زاہد نے گرگ کو نصیحت کی لیکن مطلق اس پر اثر نہ کیا وہی حال تیرا ہے کہ ہر چند
 پسند دنیا ہوں مگر تودہ ہے ایک حال ہے اور مطلق لطافت ہمارا کلام نہیں کرتا ہے اب ایسا نہ کہ اہل مروت میں شنو
 چوتھیں اوتو باوجود اتنے ہنر و حکم اور باوصفا لیکن فضل علم کے زیادہ تر جاہلون دل سخت اور عہد مست رکھتا
 ڈرتا ہوں کہ لوگ کہیں کہ یہ مصرعہ سودا کا قبرہ کے حبال پہلے مصرعہ احمق کو ایک بات یہی یاد ہے سو ہے کہ قبرہ
 کہا کہ میں بہت نصیحتیں سنئی ہیں اور وعظ فرمادے ہیں مگر کان میں بھری ہوئے ہیں مقل اسو جانتا ہوں کہ ہمیشہ خدا کا ہوا
 تجربہ کو ہاتھ سے نہ رہا اب اس وقت میں پر واز پرادہ ہوں اور چپ نہ آدھ لیتا ہوں کہ کوئی غفلت میں مجھے گرفتار نہ کرے
 اس واسطے یہاں سو جلد رکت کرنا ضروری اور زیادہ اسو رہنا سبب حال نہیں ہے بادشاہ نے کہا کہ آج بکے سبب معیشت آباد
 اور دروازہ فراغت کا بروی دل پر کشادہ رہو اسو تین شقت سفر کی اختیار کرنا اور عظام معاش میں متروک ہوا غفلت سے

دوسرے قبر نے کہا کہ جو کوئی پنج خصالتیں اختیار کر کرے جہاں جائے اسکا مطلب حاصل ہے اور جو چھوڑ کرے نقصان
 صاحب اسکے موجود ہیں اول بدرگاہی و دوسرہا و تیسرہا و چارہا و پانچویں شہر پارنا کرنا تیسرے موقع تہت ہے آپکو بچانا چوتھے
 خلق کو عادت کرنا پانچویں آداب محبت ہر وقت نگاہ رکھنا چھٹی یہ پنج خصالتیں جمع ہوگی وہ کسی جگہ غریب اور تنہا
 نہ ہوگا جہاں جائیگا اور عزیز کیلئے اور جو حائل کہ اپنی وطن میں خوفناک ہو اسے ضرور ہے کہ فریق دوستوں اور
 متعلقہ نکاح اختیار کرے کیونکہ ان سب کا عوض ممکن ہے اور جان کا عوض کیلئے ہو سکیگا جبکہ بادشاہ اقریر میں عاجز آیا
 کہا کہ کب تک بیٹا گیا اور کتنا وقف جبر سے جانی ہے، اور پھر کب بیٹا گیا قبر نے کہا کہ اگر بادشاہ جانا اور پھر آنا میرا عقل
 دوسرے اور یہ سوال جواب حکایت عرب اور ان بانی سے نزدیک ہے بادشاہ نے پوچھا کہ کیونکر ہے حکایت
بیابان نشین کہا کہ ایک عرب بیابان نشین شہر نجد امین ایمان بانی کی دکان پر گذر کر دیکھا کہ ان تازہ کا
 بنا ہے اور جیکو روٹی کی داغ میں اس قدر کش کہ کئی بیابان ہو گیا اور ان بانی سے کہا کہ لے برادین پیٹ بھر
 روٹی کھا لوں اسکی کیا قیمت بیگانان بانی نے اسکے قدر قامت سے تجویز کیا کہ وہ میری نہایت تین سیلے سے زیادہ
 نہ کھائیگا کہا کہ آدھا دینا دوسرے اور پیٹ بھر روٹی کھالے عرب نے آدھا دینا دیکھ کر ہوا کیا اور وزیر دکان کہ
 و عدوان تھی بیٹے کے روٹی پانی میں بھگو بھگو کے کھانا شروع کیا انان بانی دیکھتا تھا کہ چہا چند قیمت سے کھا چکا اور ایک
 ویسا ہی کھانیں ہر گرم ہے ماننا ہی نے کہا کہ عرب تجھے قسم ہے اس خدا کی کہ جس نے تجھے اتنی بھوک دی ہے سچ کہہ کہ
 کہا تک کھائیگا عرب نے جواب دیا کہ اگر وہ بے مہری کہ جیتک کہ اس جلد میں بانی ہے میں بھی روٹی کھا کر جاؤں گا غرض
 اس مثل سے یہ ہے کہ بادشاہ معلوم فرمے کہ جیتک کہ ایمان چہ نہ بدن میں جا رہی، کھا با کھانے اور ہر اس زمین
 بے اختیار ہی ہوا تیسرے ماندہ وصال سو فائدہ اور کھانا مفتی خرد کے نزدیک مجھے حرام ہے اور مجھے سمجھ میں سبب
 مخالفت کا حاضر ہوا ہے کہ موہلت کہ کیلئے گناہیں نہیں ہی اور اگر بادشاہ کے دریافت حال کا شوق دیکھ لیا
 تو انہا بادشاہ کا فاضلیم صحیح ہے پوچھ لوں گا کہ یہی ہوں حال با کمال کی ہوگی تو آئینہ خیال میں دیکھ لوں گا **ت**
 گر وصال یازم و دنیا بش ہم خوشم بد کلید و پیش راستے بہ از قہتاب نیست چہ بادشاہ خرد و ناشروع کیا اور حال کچھ
 نیک امین نہ آئیگا اور دوا لیت تمام کا خیال خام تھا کہ میری حدت سے مسکو پختہ نہ سیکے اسکے بعد اور ہی حیلوں پر چلا قبر نے
 کہا کہ بادشاہ جو ان بخت اگر نوزاد تقریباً نہید سے تو عہد و پیمان کو مضبوط کر لیا کہ میں غائب ہوں تا زنت تیرا نہا رہے دو
 نہ کہ ہوگا اور اپنی کیونکہ کہ تیرا جو کمال علی میں ہے میں چشم فرستے ہو پناہہ کہ چکا ہو جائے کہ کسی حیلے سے تیرا عقد قبول کر دے
 یہ ممکن نہیں ہے بادشاہ نے ان کا غیر شستہ نکلا ہوا زور و زور کر تیرے بھیرے آئیگا کہا کہ اگر قبر ہا جانے کہ اب جیل میں اور تیرا اسکی

سے نکلتے

دوسرے

چوتھے

پانچویں

چھٹے

لئے خوشترین ملکات سے ہے۔ دہلیلیہم نے برہمن سلیم کو کہہ سنی بیٹے شال سکی کہ استمال تین
 کینہ کو ش سے دل آسکارا ہو اور جو تار عدوت کے اوکے باطن میں مشاہدہ کے تھے ہر چند دشمن نے ملاطفت
 میں مبالغہ کیا مگر اس کو آخر تین قصور کیا اب نہ اشتیاق یہ استمال دیتا ہو کہ وہ حکایت بیان فرما کہ شمل ہو
 بادشاہ کو ملے عضو پر کہ جو بادشاہ اپنے مقرر لوگ خطا دیکھے تو ایک دو بار اس سے اغماض کرے اور اس گروہ کی
 بے اعتقادی نہ کرے بلکہ ان کے منصب کے تازہ اور زیادہ کرے یہ احتیاط سے نزدیک ہوا دور بیدار ہونے لفظ و لکشا
 سے جواب دیا کہ اگر بادشاہ عضو اور رحمت کا دروازہ بند کریں اور جس کے ہتھوڑی سی ہی حیانت دیکھیں اس کے قہیں
 عقوبت کا حکم فرمائیں تو نہ دیکھو تار عقدا صافی نہ رہے اور اس حال سے دو عیبتیں پیدا ہوں ایک یہ کہ اکثر کام مل اور
 معطل ہیں دوسرے یہ کہ مجرم لوگ عضو سے بے نصیب ہوں اور غضب کا بے سود اور بیکار ہو جائے چنانچہ ایک بادشاہ نے
 نے فرمایا ہے کہ چاشنی عضو سے کام جان ہمارا جنت کہ لذت پانا ہی اور ہم اس سے محظوظ ہو گئے ہیں اگر خلق خدا تفصیل
 اس سے آگاہ ہو تو سوری جرم اور حیانت کے اہد ہدیہ ہمارے حضور میں نہ لائیں اور بیج ہی یہ ہے کہ مسالین کی قیامت پر کوئی
 پیر میں جھوٹے زیادہ تر زیبا نہیں ہوا حضور کا موعظ نظام حضرت سید امام علیہ الفضل النجیہ و السلام پر ہوا کہ اگر ان کے
 بَشَد کھ من مَلَاک لَھُھ عِنْدَ الْغَضَبِ اشارت لطیف ہے کہ تو ت آدمی کی شلہ ختم کے فرو کرنے سے دریافت
 ہوتی ہے اور حال انسان کی مردانگی کا شربت ناگواری سے کھلتا ہے بیت مردی لگانا مبرکہ زور ست
 پیر ولی پہ باختم گر برائی دائم کا بلی بہ اور پسندیدہ ترین خصلت بادشاہ ہونگی یہ ہے کہ قتل اجتناب اور عدل خدا پسند
 کو جو د میں اپنا حاکم کریں اور ہر وقت میں عادت اپنے لطف اور عفت سے آشکار کریں مگر لطف اس طرح ہو کہ سمیت
 ضعف کی نہ کہتا ہو اور عفت اس طرح ہو جیسے کہ ظلم سے خالی ہونا کام سلطنت کا اور جمال کے ساتھ آسانستہ
 ہے اور در اہل سلطنت کا اشارت خوف ورجا پر وائز ہے نہ خلص عنایت بیکار لگانا امید میں نہ نہ عفت
 سیاست میدان جرات میں قدم کھیں **بیت** پوششی تو خوں نہیں لمب شیدہ دایم اندیشیاں ہم امیدید اور حکما کی سلام
 کلام مجر نظام جو معلوم ہوا کہ اللہ جلے اپنے بند کو عطا فرمائی اور حسین فرمائی کے موافق مکارم اخلاق کی تاکید فرماتا ہے
 اور عادت مستودہ اور صفات پسندیدہ پر نعرین تیا ہے جسکی کہ سعادت انبلی بار اور مددگار ہو اور کفایت ابدی امداد
 اور اعانت کرے تو قرآن کو اپنا قبلہ جان اور کعبہ ایمان بنائے اور ہمیشہ دل و جان کو منوجہ جس امر میں لانا کہ ہو
 ان نصیحتوں کی ایک نصیحت عمدہ ہے کہ اکل اور شربت کو نہ کار باہے یعنی فرماتا ہے العدل علی الکاملین العیظ والاعمالین
 عن الناس واللہ حیبت انھیں ایک پیر طریقت نے زبان حقیقت سے خلاصہ معنی اسنیت کے اس طرح کہ میں

یہ تمام باتیں جو اس میں مذکور ہیں وہ سب اس کے لئے ہیں کہ وہ اپنے دل میں ان باتوں کو سمجھ سکے اور ان کو اپنی زندگی میں عمل کر سکے۔

کہ غمخوار کرنا یہ ہے کہ عقوبت میں سبالتھ نکرے اور غمخوار نہ کرے اکثر کراہت مصلحت پر پائی نکرے اور احسان او سے کہتے ہیں کہ جو دوست گناہ کر کے غم نہ کرے تو اسکو دوسرے بھلا دے اور پھر اسکا خیال کسی لمین لائے اور معاملہ اس آیت کا یہ ہے کہ بنا پر کام کی لطف اور مروت پر سر کے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر لطف کو ایک پیکر میں تصور کرے تو روشنی اور سکے جلال کی ایسی خوششان ہو کہ کوئی آنکھ بھر کے اور نہ دیکھ سکے کسی بزرگ نے اس قلعہ کے مینون میں یہ سب ادا کئے ہیں **قطعہ** جو قدرت و ادب ایندز بگنہ گاریہ لغوش نیکر تانہ دگر دو کہ مجر گشتہ افعال خویش است بد چوبوئے عقو یا بد زندہ گرد بد اگر صورت پذیر دیکر غیبیہ چوہر خوشتری تانہ دگر وہد شرف انسان کا عفو اور احسان ہے ترقی پاتا ہے اگر گناہ کے مقابلے میں عقوبت جاری کی جائے تو حضرت علیؑ مہات مکی اور مانی مین سرایت کرے **مثنوی** بتندی بکدوست برون تیغ بد بدندان گرد پشت دست دین بد سرے کو تحمل با ندہی بد جہا سش بود تاج فرماندہی اور پادشاہ کو جانیے کہ نصیحت اور اخلاق اور شخص کا نیک بنانے کہ جو موضع بہت میں پہلے پڑیکا ہو اگر وہ شخص ایسا ہو کہ مساک ملک کے اور اعانت ریاست کی اسکی تبریر پھر ضرور دیا و تالیع زمانے کی اسکی مروت و سیر پر موقوف اور ثانی اسکا پیدا نہ تو اس کے اعتقاد و بر با نہیں ہی کرے کہ اعتبار اسکا عہدہ سابق پر قرار پائے اور یہ اور غریب اور بہت سے مقلات کے نزدیک پاک ہو جائے کیونکہ آدمی کام کہ کمتر ہاتھ آتے ہیں اور کام ملک کے بے نہایت میں اور پادشاہوں کو شیراز مائل اور طالعان امین کہ استحقاق محبت اسرار رکھتے مین یابست بشیر ہو تی ہے پیش شرط جہا نداری یہ ہے کہ ایسی کو کون کو کہ کمال صلاح و صفت اور دیانت اور امانت مین مناز ہوں اور مین زینت اعتبار بخشنے اور اسے خیال کرے کہ کون شخص کر کام کے لائق ہے اور فرار اخلاص و امانت اور اندازہ عقل و شجاعت ہر ایک دریا منت کر کے جو سر کام کے سزاوار ہو اور جو اوپر برتر کرے اور اگر باوجود بہت ہنر و دل کے ایک عیب ہی رکھتا ہو تو اسکا بالفعل خیال نہ کرے مگر نظر میں کہے اور اس سے غافل نہ رہے کہ مخلوق بے عیب نہیں تجو میں مصرعہ یار بے عیب ہو تا کہ نانی بے یارید اور اگر سہو یا عہد کسی سے کچھ تو ایسی خیانت الکیا صادر ہو تو اس در گزر اعلیٰ ہے اور اگر کوئی دیدہ و دستہ شیوہ خیانت اختیار کرے اور اس ضروری سرکار سے دور کرے اور اگر کوئی اہل کراتی کفایت کرے کہ جس مقدمہ میں ہم سب کا امن شخص سے ہی احذر کرے کہ اتنی کفایت غیر خواہی نہیں ہے بلکہ بغواہی ہی کفایت وہ ہے کہ صرف بجائے احذر کرے اور جو کام کہ ضرور ہے وہ یا جو شخص کہ مستحق بخشش و عطا کا ہو اور مین درین گوراہ ندے ہر چند کفایت مین نقصان کا سبب کم ہو تا ہے لیکن یہ لکھ اسوا سنے پڑنا معلوم ہو کہ جب اصحاب مہنر اور از باب کفایت کا ہی ترک نہ کرنا حسب ضرورت جائز ہے پس مرابا جہلے اور ضلالت سے دوری کرنا صواب کے کٹنا نزدیک ہو گا اور یہ بات پادشاہ پر فرض ہے کہ تجسس احوال

یہ سببتیغ
و شہ
کے منتہا
پیدا کی
عہ و فضل و کرم
مزدور

اور فیصلہ شغل کر جو اپنے عاملوں اور زمینوں کو سپرد کیا ہے کرتا ہے تاغیر تو عقلی حال ملک مال کے چھپے نہ رہیں اس
 ہوشیار میں رئیس کے نواید کلی منصور میں ایک یہ کہ معلوم ہو کہ کون عامل رعیت پرورد اور کون جھگڑتا ہے جو کہ رعیت کی
 کرنے اور اسکی اتھالت اور بدورش بہت کرتا ہے اور جو کہ غیر دستور نہ کھانا ہونا ماس اس کا جریدہ عمل سے محو
 کر کے وافر مسز فنی دائمی میں لکھ دے چنانچہ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں **ابیات** خلا ترس را بر رعیت گما
 کہ معمار ملک است یہ پیر گما بداندیش تست آنکہ خو خوار خلق بد کہ نفع نوجو بد در آزار خلق بد ریاست بدین کس
 خطا است بد کو کار گرگز نہ بیند بدی بد چو بد پروری خصم جان خودی بد اور دوسرے یہ کہ جب یہ سب کو معلوم ہو چکا
 کہ بادشاہ ثمرہ مکہ کاری کا نیک عطا کرتا ہے اور خاویون کو گناہ کے موافق تنبیہ لیتی ہے اس صورت میں کہ
 اہل صلاح ہیں وہ اس اسیر پر جانب نکو کاری زیادہ تر اختیار کرینگے اور نصیب خوفناک اور ہر لسان جو کہ فساد اور زوم
 آزادی میں دیری اور بیباکی بکریں گے اور وہ حکایت کہ ان مقدموں کے لائق ہے وہ دہستان شیر شغال کی ہے کہ بادشاہ
 پرچھا کا کسی تفصیل فرمائیے برہن کے کہا **حکایت شیر و شغال** کہ زمین ہند میں ایک شغال تھا فریاد منہ دنیا
 دنی سے پھر کے پشت پاتعلق بے حال پر ماری بھی یعنی گوشت کا کھانا اور خوش مزیزی اور رازہ احوالوں کی بالکل نراک کی تھی
 یاروں کے مناظر اور سبب نہ بیان کیا کہ نو بہت نزار اور جلال کو پہنچی کہ ہم تری شخصیت سے راضی نہیں اور تیری سراسر ہتھ
 میں خطر ہے لازم ہے کہ ہماری صحبت گناہ نہ کھاد اور سیرت میں سے موافقت رکھ کیوں عمر جو کہ بڑا دیتا ہے اور شغل
 دنیا سے بے نصیب ہتا ہے اور اکل شرب کے قوام ہے مادہ حیات کا اس سے اکثر زد کرتا ہے اور فرمان کو آواشہر آواش سے کیوں بے
 ہوتا ہے آگے جو ہو اسو ہوا پر اب ہی کہنا ہمارا کان اور کچھ کہ نعمت کا غذا کو باوجود میسر ہوئی کہ رو کر ان نعمت سے پس
 دیدہ و نہادہ آپکو کہ نعمت دنیا **بیت** یا ایک زمان امروز خوشی ما شیم و غفلت بد کہ در عالم نے داند کسے احوال فردا را بد
 فریب نے جو اب یا کہ دنیا کو مزرع آخرت اسلئے کیا ہے کہ جو آج بو گئے کل کا شاپر پٹیا یعنی جو کل کو دنیا میں کرو گئے آخرت میں
 اور اسکا ملکا ہو جب رباعی امتداد رباعی **بیت** شایان جہان کا این جہان شہتہ اندہ بگر کہ ازین جہان چہ بدو شہتہ اندہ
 در دیر زمین بدست خودی موندہ ہر تخم کہ بلا سے زمین کا شہتہ اندہ اور کھانے اور پینے سے جو شکم پروری اور کچھ حاصل
 نہیں ہے اور یہ کام بہا تم کا ہے اور بندہ خاص ہے کہ عداوتی بندگی میں صرف کرے اور نفوس کشی کے در پے ہو کہ کام
 نفوس کا اکل و شرب اور خدا سے غافل کرتا ہے بندہ خدا کو چاہیے کہ وہ کسب و کر سے توشہ عقبی حاصل ہنوز گفت
 آنکہ گفت **بیت** آن طلب مروز بہر گوشہ بکریںے فردات بود توشہ بد وینا اگرچہ سزائے عیب باری بہر نہر کہتی ہے کہ
 مزرع آخرت ہی جو تخم کہ آج بو گئے گا کل دی کاٹے گا نہ سبغ و مایہ حصصاً عند وقت یعنی کاشتیں امروز اور دوزخ

یہ اسات
 جو کہ اس
 کے تشریح
 کا ہے

اور مستحق کیا فرسیدہ تہذیب سے جس میں منزل تقویٰ کا منتہی ہوا اور گونہ نشین اس باب کے اوّلیٰ بہت باطن سے درپورہ گری کرنے لگے اور گہم روبا و بجا چاہے اور اسکے نظر اطراف کو اتار دیکھتے تھے تو طریقی فرصت میں شہرہ امس کے بددیانت کا نوحی ہر حجرہ ادبیشہ میں شائع ہوا فرسیدہ کے منزل کے نزدیک ایک بیشہ تھا نہایت شاداب اور سیوہ دار اس میں سبیل و وحش بسبب صحت و فضا اور طہائیں ہوا کے جمع تھے اور پادشاہان سبکا ایک شیر خوراک ہول ملل بہت اور قوت و شوکت میں کوئی مثل و ہر اس کا منتہا باشندہ سے اس بیشہ کے معلقہ اس کی اطاعت کا گوش فراہم واری میں رکھتے تھے اور لقب اس کا جو تھا کیا ان اپنے ارکان دولت اور ارباب محبت سے مکرر مقالات تھا انشا کلام میں ایک نے حکایت فرسیدہ کی ساتھ صفت کمال اور حسن صلاحیت کے مع بادشاہ میں پہنچائے بادشاہ باشتیا قہ تمام جو اس صحبت فرسیدہ ہوا انصاف کا جو نے معرفت ایک شخص کے فرسیدہ کو طلب کیا فرسیدہ مفتی حکم بادشاہ کے لاغراض کرنا پڑا بادشاہ کے حکم سے حکم بکرات کا رکھتا ہے اور بلحاظ منہ حرام ہے لہذا بپا تقویٰ دیکھا سلطانی میں بلا عذر حاضر ہوا بادشاہ عزت تمام پہنچی مجلس میں یکدمی اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ادب و طریقت مجھ سے حاصل کروں اسکے بعد بادشاہ نے کچھ دیکھا کہ فرسیدہ ایک بحر ہے پائان پایا اور معرفت کلمات لفظانی میں ایک گنج بے بہار دیکھا اور ہم دریں تیرہ اور طریقتی کار سازی اور ہم پر دانی اور تیرہ تقریر فرسیدہ کی امتحان فرما تو تمام فہم حال اس کا محکم قبول پر عیار کامل فرمایا اور لفظ محبت عاشق کامل کو فہم امتحان ہوتا نہیں بدچرخ سے خالص کلمہ نہیں ہوتا نہیں بد کلمہ کو محبت اوّلیٰ بہت خوش آئی بعد چند منسلکات میں فرمایا کہ فرسیدہ میری ملکنت بہت وسیع ہے اور کام اس سلطنت کے میٹھار میں اور خبر تیرے ذہن کی میرے مع حلال میں چلے تھی تھی ادب جو دیکھا تو سننے سے زیادہ پایا محبت شنیدہ ام کو در آفاق نیست ثانی تو بد جو دیدت بحقیقت ہزار چند آئی بداب تجھ پر تمام مجھے ہوا اور ملک مل اپنا تجھے سپرد کرتا ہوں چاہتا ہوں جیسا کہ منزل القامین تو نے رتبہ علالی پایا جو ویسا ہی مقام امارت میں بھی درجہ رفیع کو پہنچا اور مزہ خواص اور مقر بان با اختصاص بن داخل ہوا اور بہت منانیت اور حسن خلعت ہمارا اقرآن اور خوان بلکہ انبار در در گاہ پر تجھے شرف تقدار بہت پر آستان دولت اب کہ مر نہا و دہ گشتہ نہتہ کے زابل سر رشید فرسیدہ جو اب دیا کہ سلاطین کو لازم ہو کہ کھانیت کار ملکی اور مالی ان کے واسطے کیا قوت اس کی رکھتے ہوں تجو کر بن اور وہ لوگ خواہان بھی اس خدمت کے ہوں اور وہ انخاص کہ جو اس کار ہوں اور اسکے ضبط اور ربط پر قادر ہوں اور اس عہد کی شہر طیس بواقعی اوٹھے اور انہوں تو اس بار کو ادن کی گردن پر ڈالنا و مال اس نقصان اور گناہ کا بادشاہ کی طرف رجوع کر لیا غرض اس غرض سے یہ ہے کہ میں کار بادشاہی سے بدل کار ہوں اور واقعیت اور تیرہ یہی اس کا

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

نہیں رکھتا ہوں اور تو بادشاہ صاحب شوکت اور سلطان عالی نہرت ہر اور تیری خدمت میں دعوت اور سبب عہدت میں
 اور قوت اور شجاعت میں، آراستہ اور صفت امانت دیانت میں شہور اور پیرستہ اور طالبان کاموں کے بھی ہیں اگر ان کے
 حق میں عنایت فرمائے تو خاطر سبک سب و خد و خوار مانع رہے اور کام ہی خوب بن آکر کاموں نے کہا کہ انکار سیر
 کلام سے تجھے کیا ناکندہ دیکھا اور کس پہلو پہنی کرنے میں کیا حال دیکھا ہے تو نے اور صاف نہ کر دیا گمان میں تجھ اور طعنا اور لڑا
 طوق اس عہد یکا تیرے گلے میں ڈالوں گا فریضے کہا کہ کلام بادشاہ کا مناسب شخصوں کے ہوتا ہے ایک نال سخت در کہ زبان
 درازی اور جو میری سے غرض بنی حاصل کرے اور زیر کی اور یک پیش رفت ایسا اور نشانہ مخالف کے تیرے غرض کا ہی بنے
 اور جو حریفان ہے حیت کہ کا تونہ کہہ سکتے کا تو کہہ دیا ہو اسی ماموسی اور لطیف نام دنگلی پر دراز رکھتا ہو پس اس شخص جو حسن
 نہیں آتا ہر دشمنوں کے کٹر تھے ہیں ان در طبقہ نہیں ہیں ہر حال لپ کہتا ہوں کہ خیانت کی بدنامی و بدنامی اور طبع
 خسیں کہتا ہوں کہ بار نکلت اٹھا نا نا گواروں **قطعہ** بخدا ہی کہ آفرین کردستہ بہ عاتقان بخوشن داری بد کہ نیز بزم
 ملک ہر دو جہان بیک غری بہ لکھنؤ **ایضاً** دل کھلے سلوان جگہ تیرا بہر کیلن کہی منت کش دونان ہوا بادشاہ
 اس امر کو زبان پر لائے اور جو حکم رشتہ و شرفاؤست ہوئی کہ سینے دیسہ طبع چشم کو سوزن و عنایت سے سیاہی اور صلاح
 بلا اعتبار حسن و شہادتش ریاضت و جلا دیا اگر بادشاہ دیکھ بار حلالین دنیا میں کوعہ کر گیا تو مجھے وہ بھیجے گا کہ جو ان کہیوں کو
 پہنچا کہ طعن شہدین بھی نہیں تیرے پوچھا کہ نصیحت کیونکر **حکایت درویش حلوئی** کہا کہتے ہیں کہ ایک فقیر حیات
 دم کہ طریق طریقت میں ثابت قدم تھا بازاریں گویا ایک حلوئی نے کہ ملاوت فقر سے کچھ جانشی رکھتا تھا فقیر سے التماس کیا کہ
 ایک دم میری دکان پر ٹہرے تو میں بندہ نوازی ہے مروتان بقصد خالق بود و نوازیکر مجھے کیا حلوئی نے بظہور شکیست
 شہد سے بچا ہوا روبرو درویش کے رکھ دیا کہ بیان اپنی عادت کے موافق غوغا کتان اوپر بٹھ گئیں ہر چند ان کے اڑانے میں
 سعی کی پر از آئیں ایک باطشت پر گری پڑیں حلوئی نے جبکہ جو دم نکا دیکھا پنکھا اندر زور ملانے لگا جو کہ کتا رے طشت کو
 تھیں اور گئیں اور جو کہ شہر پر پھٹیں تھیں پانہ ہو گئیں جبکہ ڈرنیکو جا پیر و بال بھی شہدین تھیں گئے اور ہلاکت میں مبتلا
 ہوئیں وہ درویش شاہدہ اس حال کا کہ کہے جو شستاز سے لغو زن ہو جبکہ وہ دولا اور توجہ دریا و جدو حال فرو ہوا
 حلوئی نے کہا ہے عزیز سینے صورت حلوئی کی تجھے ریلے نہیں کمی ہے تو ہی صحنی اس حال کے کہ تجھ پر مل ہوئی ہوں جو دینے نہ فرما
 درویش نے فرمایا احوال دنیا اور اسکے حریفوں کا اس شہد کے طشت سے کچھ کھل گیا اور پٹھن بھی نے کہا کہ اس طشت کو دنیا جان
 اور عسل اسکی نعمت ہے اور یکس نعمت نوازش نیکی میں کہ کفار پر اور درمیان میں بھی ہیں وہ کفارے طشت
 کے ہیں وہ بے حرص ہیں کہ کفارے رہ کے بقدر ضرورت کچھ حاصل کر لیتے ہیں۔ اور قدر

بہارِ نوری
پیشہ گردان
دستار باند
عقوب بن محمد
نعمانی شری

ہمات سلطنت کو اپنے ذمے میں لے فریستہ کہا اگر حال اس نوال پر چرکہ عذر اور نکاح پر کچھ مدہ نہیں ہے تو بادشاہ
 مجھے اپنی امان میں لے کر جب میں کلام اختیار کیا تو میری دست میری منہات پر چسک اور زبردست اپنے ہم زوال راہت جبری
 عداوت پر لفاق کرینگے تو بادشاہ اونکے دعوے پر بھی متغیر نہ ہوا دوسرے قضیے میں کلام ماسد و کماست لغز و زور
 جو کچھ کہوئی عرض کرے اس میں شہم انصاف نظر فرمائے تو البتہ میں خیریت اختیار کروں **مصرح** بہرہمت نمی باید ز خاطر
 گران کردن پیشتر نے اس عہد و پیمان کیا اور بخیاں سب ملک مال کی ہلکوسپر دلیون تمامی اتباع و لواحق کو ہلکایا
 اس کے فرمان پر دارمین اللہ بخیر و عافیت سے عرصے میں اس عہد کو پہنچا کہ بادشاہ ہنگو سواسی سر مشورہ مکر تھا اور اس
 ملک کی طرف سے دیکھ کر سے لہا رنفر تا تھا ہر روزہ اعتقاد شیر کا زیادہ ہوتا جا تا تھا اور قرب اور مرتبہ فرما کر تینا
 جاتا تھا آخر نوبت اخلاط و آقا کو پہنچ کر ایک دم کی جدائی ہر اس سال کے برابر سمجھتے تھے اور سچ ہے کہ قربتی نہایت کچھ
 ہے نویسی حال ہوتا ہے آخر کار یہ حال صا جان شہ کو اڑا ہوا اور اس کی دولت نے کہ مخالفت فریستہ پر باندہی اور سیر
 اتفاق کیا کہ ایسی خیانت سے منسوب کیا جا ہیے کہ شیر کا مزاج خرم کر کے دیکھتا ہے یا اقتدار سر کر امن القہر و بطلان
 اور ہوا کہ ایک زندہ کو سبے تعلیم کیا کہ قدرے گوشت شیر کی چاشت کیلو سے رکھا جاتا ہے اور چوڑے کر فریبکہ جوہر کھدے
 اسپر نشین فتنہ انگیز کر کے شیر کو بریم کر کے خربہ کیا جبکہ شیر زمین پنگ کٹا م سپر سے باہر آیا اور درواغوں عادت کے
 بارگاہ میں بادشاہ کی حاضر ہوئے اور فریستہ تدارک کار سر کار کیلو سے سپر نکالتا تھا فریب کے استقامت میں بیٹھا تھا عادت یوں
 ہتی کہ سو اس کے کسی بات کسی کام کی مکر تا تھا اور دوسرے چاشت کی بوقت آہستہ نے شیر پر غلبہ کیا گوشت کہ چاشت کا
 مقرر تھا وہو مد صانہ پایا شیر نہایت آشفست ہوا اس وقت کہ فریبہ پایا دروغ میں حاضر تھے دیکھا کہ آتش جوع اور جارت غضب
 باہم جمع میں خمیر سادگو نہ ہنا شروع کیا اور فریستہ و کو گرم کر کے نان مطلب یوں لگانے لگی ایک نے کہا کہ چارہ ہو کہ شیر
 ہے کہ ہم بادشاہ کو آگاہ کریں اور جوہر کہ نفع اور حضرت کا جانیں اس کے عرض کرنے میں دین مکرین کا جوڑے کے کہا کہ
 ملازمان بادشاہی کو چاہیے کہ جو شرط کھلائی کی ہے اس میں دین مکر کے بلاتال عرض کریں **سبت** کساع شام و گزشتہ
 کہ حال از باد شہ پہان نداشتند اور جو کچھ سنا ہی اور دیکھا ہی اور کیوں نہیں عرض کرتے ہوا کہ شیطان سیرت جو ادیا
 سینے یوں سنا ہے کہ فریبہ گشت کو اپنے دیاس کی طرٹ لیکتا تھا دوسرے نے دہو کا دین کیلو سے کہا کہ مجھے یقین نہیں آتا ہے
 کہ آگاہ جانور ہو کہ آزار امانت دار فریستہ نے کہا کہ ایسی باتوں میں احتیاط کرنا چاہیے کہ ہر کسبے دوست اور دشمن
 ہیں اور اپنی غرض کیلو سے باتیں جھوٹ بناتے ہیں اور کوئی شخص پہچان نہیں جانتا اور درغلزین کے آسانی نہیں
 ہوتے ہیں ایک مدت کے بعد کھلتا ہی کر نیک گارن اور بدکار گن ہے جو تھے نے کہا کہ واقعی کیسے دل کا مال بھٹی

اور شہنشاہ نے ہر جا اگر گوشت اسکے مکان میں نکلا تو ہی گواہ ہی اسکی جائیگا اور گمان خاص عام کا بجا ہے اور اگر گوشت اسکے پاس میں نہ نکلا تو افرامیج ہے پھر سبکو واجب ہے کہ استغفار کریں اور فریسیہ گناہ اپنے بخشو اور دوسرے نے کہا کہ اگر احضیا ط منظور ہے تو اسکی تحقیق میں جلدی کیجائے ورنہ جاسوں اس صحبت میں بہت ہیں مسابقت خیر پہنچاتے ہیں جبکہ وہ مطلع ہو جائیگا تو اسکا تدارک جو کہ چاہیے ہو کر گیا پھر سننا کا کھانا دیکھو جو جائیگا تو ایک ندریم گستاخانہ عرض کیا کہ اس قبی کے نقص سے فائدہ کیا ہی اگر گناہ ہی اس شخص نامتدین کا ثابت ہو تو ایسا شہیدہ کر لیا کہ بادشاہ کو اس مکافات سے خوف کر کے سب غیر فواید غیر غنجانک کر دیکھا کہ ایک اوس وقت حال غیر کا کھوک سے متغیر تھا اور شیر لوگوں نے یہاں تک مفسد کیا کہ اگر بہت فریب کی طرف سے شیر کے دل میں آئی گئی لیکن شیر بھی کا بھر نقل کر کے کو داخل آیا اور سب کہا کہ اس شخص نے مجھے سخت مزہ دیا ہے جبے کرتا ہوں کہ وضع ٹریفیہ ارکان دولت فرسیہ کی حالت پر متفق ہیں اور ایسا اتفاق کتر ہوتا ہے بلکہ نہیں ہوتا ہے کہ سب کے سب ایمان چورین اور ماضی ایک بیگناہ کو حسد سے قتل کر دیں اور مطلق خوف خدا اور شرم علی اللہ کریں اور یدیم کافی کر باعث آرام بادشاہ اور موجب فلاح سلطنت ہوا اسکی مہاکت پر راضی ہوں اور جب وقت کہ نظر تامل سے دیکھتا ہوں تو زہار یقین نہیں ہوتا ہے کہ ایسا زہار دوا بکر سے عالم اسکی امانت و دیانت پر گواہ ہے اور میں ہی اس میں دید میں کہیں شائبہ خیانت اسکے اقوال اور افعال میں پایا نہیں ہے، پھر یہی خیانت اور کینہ کر مرنے ہوگی ان دونوں صورتوں میں جو طبع حکما تر و عظیم میر لائق حال ہے مگر تامل بسیار عقل سلیم کہتی ہے کہ یہ سب سباع کہ فریسیہ مرتبے میں کتر ہیں وہ سب گوشت کے محتاج نہیں بلکہ بقدر احتیاج اسکی ہاتھ سے بیکر روز پہنچتا ہے پس اسکو گوشت کی کیا کمی تھی کہ ہمارے چاشت کا گوشت جڑ لیتا اور پھر جانے کے بعد اسکی کہتا ہی نہیں اور دیاس میں رکھ چوڑا تاکہ تم اسکی نکال لاتے لہذا جواب اس بات کہ جب تک لیل کافی سے ملاؤ گے قابل اعتبار کے نہیں ہے سیاہ گوشت نے عرض کیا کہ چوشتانی اسکا موقوف ہے ایک حکایت پر آوردہ حکایت ہون گداہی پیشہ کی کہ ایک بادشاہ کی منظور نظر ہوئی تھی کا مجھنے پوچھا کہ حکایت اسکی کیا ہے حکایت **زن گداہی** پیشہ کہا کہ ایک عورت کم سن متناسب اعضا اور رنگ و روغن اور کچھ ناک و سہت و ریشہ کے جسٹے بنے سک سے ہنسک تھا کہ تو میں کو چہ و با زمین گداہی کرتی پھر قبی لیکن بسبب خواہش اور لذت کے کہ سیکھنے اور خاک لودہ اور لاغری اسلئے حسن جمال اسکا کیسے خیال میں آتا تھا اتفاقاً ایک دکنی اہری بادشاہ کی غمناک ڈانگری اور آسپر نظر ٹپری اندرون کے زینت اقبال اسکا حسیض کینڈے سے نکل کے اوج تیری پردہ نکلا سر زاتھا اسلئے بادشاہ کی نظر میں چرپی ہو پھر دکھلائی دی حکم کیا کہ اسے سوار کر کے لے آؤ فوراً فام سلطانی سے تجلے میں بھاگے وہ دولت چہ حاضر کیا حکم ہوا کہ کل شاہی میں داخل کرو اور مہار سے کہو کہ جلد حسمام

نہ واس باغیہ
فرمان میں غلام بادشاہ
اور فرمایا
میں ضعیف ہوں
مذاکرہ میں اس کا فرمایا
میں بی بی
کشمکشہ کی بی بی

کر دے اور پوشاک نفیس سینا کے مشاطہ کی ہو گا آج ہے آ رہتہ کہ کے چوکی میں نکالے جبکہ بعد راتیں تمام شب
 بادشاہ کے روبرو آئی دیکھتے ہی ہزار جہان مفتون ہو گیا اور تمام شب بوسوں کنڈا اور خلاط میں منہ کی روز بروز غلبہ
 عشق کا بادشاہ کو زیادہ تر شہدائے کرام تھا حتیٰ کہ افضل النساء اور ملکہ جہان خطاب ہو اور بادشاہ کا کھانا اور سونا بھر
 ایکے ساتھ تھا باوجودیکہ اس خوارمی اور دولت سے نکل کے اس عشق آرام میں رہتی تھی مگر روز بروز لاغر اور نزار
 ہوتی جاتی تھی ایک دن بادشاہ نے پوچھا کہ حال اپنا بتا کہ اس احت عشرت میں کیوں لاغر ہوتی جاتی ہے جو بیماری
 ہو تو معالج کیا جائے اور اگر کوئی رنج روحانی ہے تو اوسکا انداز رک ہو اوسنے کہا کہ ای بادشاہ نہ مجھ کو کوئی رنج دینی ہو
 مگر بادشاہ بجز ساتھ مجھے کھانا نہ کھلاؤ اور حکم دے کہ میرا کھانا جدا آئے اور سب علحدہ کہا یا کروں اوسکے بعد میں ہرگز
 لاغر نہیں گی بادشاہ نے اوس پر حکم کیا اور کھانا اوسکا علیحدہ آئے لگا اوسکے بعد یہ روز بروز لاغر اور رنج و سپید بخون لگی
 بادشاہ نے خدام محل سے پوچھا کہ یہ جدا کھانے میں کیا کرتی ہے انہوں نے عرض کیا کہ کیزہ و نکو مطلق علم اسکا نہیں ہے اسقدر
 معلوم ہے کہ جب خلاصہ نا ہے تو یہ طاقتوں جنو کے پرور کہلوادیتی ہے اوسکے بعد معلوم نہیں کہ اندر کیا کرتی ہے اور کس طرح
 کھاتی ہے ایک دن جبکہ مشغول کھانے ہوئی بادشاہ مخفی آگے پردے گوشے سے جھانکے لگا دیکھتا کیا ہے یہ روبرو ملائی کے
 آتی ہے ابوتی ہے کہ خدا کی راہ پر ایک ٹکڑا دوپہر اوسمیں لیکے ایک قسم کہا لیتی ہے یہ دوسرے طاق کے آگے جا کے کہتی ہے کہ
 اللہ کے نام پر ایک لالہ اوسمیں بھی ایک قسم لیکر کھالیتی ہے سیطرح سب طاقتوں سے مانگتی پھرتی ہے جب سیر ہو جاتی تو کینہ و
 آواز دیتی ہے اور کھانا اٹھا دیتی ہے اور ہاتھ منہ دھو کے آرام کرتی ہے جبکہ بادشاہ نے یہ حال شاہد کیا سمجھا کہ علت
 دہوئے سے البتہ جاتی ہے مگر عادت نہیں جاتی ہی اسی دن بادشاہ نے فراموشی کا لہ یا اور اوسکے بعد پیر اوسکا نام لیا اور
 بادشاہ یہ فریب بھی اسی طرح مرد گرد امیشہ اور فغان اور کٹار تانوں نے دفعۃً بلا امتحان اور وزیر اعظم کر دیا گواہی دے کر پناہ
 خیانت اور گرتی کی اس کے کب جاتی ہے واللہ سبح کہ اس کو شہسب یا کسی چیز کی تیری بدولت کیا کی ہے مگر عادت نبش
 مجبور کہ جس اور خیانت کی نسبت کہ کسی نہاد میں کہی گئی ہے اور چمن اور زفر میں آتا ہے جبکہ دلیل رشو اور خال چسپا
 سبہ گوشے زبان کا جوئے سنی نفیس ہوا کہ ہر امر سے سبب نہیں ہے حکم دیا کہ کیکلہ اسکے دیاس میں گوشت کا کچھ بشر ہے یا جہد فرما
 ایک دندرہ اٹھا اور دہان جلے کہ آدھا گوشت زمین میں گاڑ دیا اور دھا اٹھا لایا یا جوئے کہا کہ ایک حیرت مجھے یہ ہے کہ اگر
 گوشت اوس کو کھائے واسطے لیا نہ تو کھ کیوں چوڑا سیاہ گوش نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ ہنوز کیکلہ سب گوشت تیری چاشت کا تانا
 ہی نہ تو نقدہ نہ تھا پوچھا کیا ہے اور جاتی رہا اوس کی رات کیلے رکھ چوڑا ہوا کس شنگو کے بعد کا کچھ کو قین کا لہو لا دھر لیکے
 حاضر کر دیا حکم دیا وہ چہارہ ان خواروں کے کمرے سے بچا اور دامن اوس کا گوشت خیانت سے پاک تھا سیاہ کا دھیر کی

خزانت میں حاضر ہوا شیر نے پوچھا کہ گوشت میری چاشت کا کہاں ہے، اونٹنے کہا کہ سینے باجی خانہ میں بنیچا کے گالیہ
 کی تھی کہ چاشت کے وقت بادشاہ سکا کے لیجا ناچو کر اہل سطح بھی شریک تال اور وہیں ٹہمنے تھے انکار کیا کہ ہم بزرگ و کشت
 واقف نہیں ہیں اگر کسی بیوی سے پناہ تھا بادشاہ نے وہ شکایت کو تحقیق کر چکا تھا بیان کی اور کہا مجھے سیلحہ سنسکری
 خیانت میں باقی نہیں رہے اگر جو ایشانی تجھے سر انجام ہوا تو خیر ورنہ دیکھ لگا جو دیکھ لگا تو فرسبہ جھکا دینمون نے کلام پنا
 کیا اور جو ہم کہ مدعو مد نظر تھی اور شہنہ اسکی مات کا بٹا ہی تھی آج درست کیا اور دینمون سمجھ کر یہ اشعا گویا کے
 حسب حال اپنے پٹے سے بریت کون ہن وہ جو کیا کرتے ہیں حیوان تو قتل ہے یہ سیاب بھی کتہ کسی عنوان نہ ہوا ہ
 ہاتھ میں سچ تو زمانہ ہاگردن میں دھیسے آزد و دل گرو مسلمان ہوا ہا قتل ای شہر تیرے صحر کو سمجھ دار شفا پناہی کی باتو
 سرے درد کا وہاں ہوا بادشاہ کے وزیروں میں ایک پھر پیا تھا کہ مدت فرسبہ کی ترقی پر خار خا تھا ہوا لاکر بادشاہ
 خیانت میں کر کا گنگار کی روشن ہوئی اور احتیاج گواہ اور شاہ کی کچھ باقی نہیں ہی اب سنا سب سنا یہ کہ سنا میں تیرے خیر ہو
 اگر ہا مزل ہا تو بے شک تان او گنگار ساعت بساعت اپنے افعال میں دلیری کرینگے اور حکما کا اسرافاق ہے
 کہ اگر بادشاہ ہر محل پر اپنی ستا اور محنت کو عمل میں لایگا اور قصور فرمایگا تو اسو سلطنت کے عقربے ہم اور ہم ہوا میں
 ایک سیاہ گوش کہ بادشاہ کا محصور تھا اسو تلون مر فیکلہ بادشاہ عالم باد کے وہ روشن شہر کا آفتاب پناہ تو اسو کسا سنا کر اس
 اور شمع شہستان پہر سکی حایت خرمی حیر ہونا روشن باقی ہے میں اس تجھ میں ہوں کہ چاشت اس غدار کی اور خیانت اس
 وادی مساک کی کو کرارے عالی سے پوشیدہ رہے اور خشت اسکے صمیرا اکل کو طبع جیلا نگیز کا سطح اتنی مدت محض رہا ہا
 ایسے گناہ عظیم اور فعل قبیح کے قتل اسکا شہر بارے کیون تو قف میں ڈالا ہا اور شہر بکشت کو بچ نہال دانش کو نازہ
 کہ تپا ہے کیون جاری نہیں کرتا ہے کا جو نے فرمایا کہ تیرا مطلب کیا ہے اور جو جواب دیا کہ لای بادشاہ میکمون کہا ہے میں جس
 سنیاستہ دانت سیر یا سبب نظام سیاست باعث دوام ریاست ہو جسے کثیر سیاست نہایت ہے
 کہینچی وہ غیر فتنہ اعدا کی سپر ہم نہ پنا سیکلگا اور جسے کہ بنیاد فساد کو منہدم نہ کیا نہال گلشن مان سکا باغ زمانہ غنا
 نہ پنا سیکلہ بیت آئین سنیاستہ اور فتنہ بنیا ومان زبا و فتنہ بد جو کوئی کہ بصلاح ملک کیا نہا ہے سنیاستہ میں نگر کر اگر
 ملوں مل اور قبول خاطر ہو آئیں بھی التفات نہ کرے جیسا کہ بادشاہ لغو اور بصلوٹ عالم کیو سطح پنا جو خاص سیاست ہے
 کا جو نے پوچھا کہ کیونکہ صاحب کایت بادشاہ لیا و کہا کہتے ہیں کہ لکھنراستین ایک بادشاہ تھا اور ای ناوون
 عند پوشیدہ و اسو جام جہان کا غفل کو آئینہ زد کرنا یا تھا اور بلا غلط قاعدہ سکندی شہر حیات کا ہمیشہ ملایا تھا لغوی
 آہ حیات تیرے کہ عامل اسکا نام نیک کے سبب کہ نہیں نہا ہے اور اسکا ایک بیٹا نہا نہا جو بیا و کو نہ ملاحظت میں مل غلو

میں بھی غلی
 قند میں سنا
 اور غلام اسکی
 ریاست اور
 سر داری
 جو نہا

کہیں تیار اور اندھ حسن اگر اس سے مرغ جان خاص عالم کو دلم حجت میں لایا تھا اسٹا ہزار دیو کی طواف خانہ کعبہ
 اور عریضت اور ارکان حج معجم ہوئے بعد قیل و قال بسیار پہنچے اجازت پاس کے ترکی راہ سے متوجہ سفر کا ہوا اور ملازمت کے
 گروہ کے ساتھ کرکشتی پر سوار ہو کر کے عمان اختیار کیا و بسکت شمار کے ساتھ میری بی بی بیٹم ^{۱۱} نساں ہوئی گرداب
 دریا میں بہنے خطر ہو چکے مانند جلا دریا میں یہ قلع ساف کر کے مکہ منظر کو پہنچا بعد اسے لوازم ارکان حج متوجہ ستانہ
 یوسی حضرت سلطان رسالت اور فاقان بارگاہ جلال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوا آخر شرف سعادت آستانہ
 یوسی سے شرف ہو کر تافہ خراسان کے ساتھ بغداد کی جانب آیا بادشاہ بغداد و حال خیر و دیکھا شکے پیشوائی کو بار آیا
 اور قاعدہ ہاندری میں ترتیب بادشاہانہ سجالا کے استہاکی کہ چند روز میں توقف فرمائے بموجب دست
 بادشاہ بغداد کے چند مقام کے جبکہ بیچ سفر سے آسودہ ہوا اجازت وطن کی جا ہی سلطان بغداد نے
 بیت خیر کیا لیکن اسے شکر گذاری کے بعد رخصت میں ہر ار کیا اور ایک کنیز عینی کہ بعیت میں اس عبارت ہی ہو گئی
 اور یہ بادشاہ بغداد کو نظر کر کے آپ راہی خراسان کا ہوا شہر اذیکے رخصت ہو چکے بعد سلطان بغداد کو کنیز کو
 حرم مل میں بلایا پس صورت دیکھی کہ نقاش فطرت نے زیبائی میں لوح و دھڑا لیا نقش کرتے پہنچا تھا اور دیدہ و
 ناکارے رسانی و دغوری میں جریدہ خیال پر لیا مال نہ کیا تھا اور اسکی زلف شکیں نے کینہ میں ایک عالم کو مٹا دیا تھا
 اور شاہ جهان تاب اسکے درون پریشانی ملتا تھا بادشاہ بغداد دیکھتے ہی حسن جمال اس پر ہی تمثال کا فریاد ہو گیا
 اور کہتا تھا کہ شہر گویا میرے ہی حسب مال ہے **بیٹ** سائے آتا ہے جو یوسف جال بداد کے ہاتھوں مفت کجاتے
 ہیں ہم بد گھر کلم خرم کرتا تھا کدل اس دنگا کے پر فائدہ نکرتا تھا اور کار فرماں عقل ہر چند آب نصیحت آتش عشق پر
 چہرہ لکھتا تھا مگر شعلہ اسکا منطفی نہ ہوتا تھا اور یہ شہر گویا ہر دم زبان پر رہتا تھا **بیٹ** آپ باتا نہیں میرا اس سنگ کی طرف
 خود بخود گزرنے لگی حاتی ہے بخبر کی طرف بد القصد یہاں تک طرح سائرت کی کنیز سے پڑی کہ بالکل ملک و مال کی خبر
 نری اور یہ دستور ہے کہ جب بادشاہ لہو و لب اور عیش طرب میں مشغول ہو کر کے مظلوموں کے حال سے ہی غفلت کر گیا
 تھوڑے عرصے میں برج و برج سلطنت میں پیدا ہو گا اور آشوب و آہ و بکا کام خلافت کا اضطراب اور
 اضطراب کو پہنچا **فی نظم** شرح شاہد پرست جبکہ کوئی بادشاہ ہوا بدایا نواں شمس فراست گیا و قوف بہ چہرہ پر
 آفتاب ہوئی جائے ماہتاب بد قول نہیں ہے کہ بس ہو گیا کسوت بد جبکہ چند روزی طرح جگر گندے ارکان دولت و دولت کا
 بے پروائی سے حال ولایت کا خراب دیکھا ہر ایک نے دست نیاز گونہ نشینوں کی جانب در کیا اور رویش کا پیرہن نکالیا
 و یوزہ و عاکا صلاح حال بادشاہ کے واسطے کرنا شروع کیا آخر مضر ہونکا تیر طاعت اجابت پر بیٹا بادشاہ نے رات کو

۱۱ خانہ کعبہ
 ۱۲ خانہ کعبہ
 ۱۳ خانہ کعبہ
 ۱۴ خانہ کعبہ
 ۱۵ خانہ کعبہ
 ۱۶ خانہ کعبہ
 ۱۷ خانہ کعبہ
 ۱۸ خانہ کعبہ
 ۱۹ خانہ کعبہ
 ۲۰ خانہ کعبہ
 ۲۱ خانہ کعبہ
 ۲۲ خانہ کعبہ
 ۲۳ خانہ کعبہ
 ۲۴ خانہ کعبہ
 ۲۵ خانہ کعبہ
 ۲۶ خانہ کعبہ
 ۲۷ خانہ کعبہ
 ۲۸ خانہ کعبہ
 ۲۹ خانہ کعبہ
 ۳۰ خانہ کعبہ
 ۳۱ خانہ کعبہ
 ۳۲ خانہ کعبہ
 ۳۳ خانہ کعبہ
 ۳۴ خانہ کعبہ
 ۳۵ خانہ کعبہ
 ۳۶ خانہ کعبہ
 ۳۷ خانہ کعبہ
 ۳۸ خانہ کعبہ
 ۳۹ خانہ کعبہ
 ۴۰ خانہ کعبہ
 ۴۱ خانہ کعبہ
 ۴۲ خانہ کعبہ
 ۴۳ خانہ کعبہ
 ۴۴ خانہ کعبہ
 ۴۵ خانہ کعبہ
 ۴۶ خانہ کعبہ
 ۴۷ خانہ کعبہ
 ۴۸ خانہ کعبہ
 ۴۹ خانہ کعبہ
 ۵۰ خانہ کعبہ
 ۵۱ خانہ کعبہ
 ۵۲ خانہ کعبہ
 ۵۳ خانہ کعبہ
 ۵۴ خانہ کعبہ
 ۵۵ خانہ کعبہ
 ۵۶ خانہ کعبہ
 ۵۷ خانہ کعبہ
 ۵۸ خانہ کعبہ
 ۵۹ خانہ کعبہ
 ۶۰ خانہ کعبہ
 ۶۱ خانہ کعبہ
 ۶۲ خانہ کعبہ
 ۶۳ خانہ کعبہ
 ۶۴ خانہ کعبہ
 ۶۵ خانہ کعبہ
 ۶۶ خانہ کعبہ
 ۶۷ خانہ کعبہ
 ۶۸ خانہ کعبہ
 ۶۹ خانہ کعبہ
 ۷۰ خانہ کعبہ
 ۷۱ خانہ کعبہ
 ۷۲ خانہ کعبہ
 ۷۳ خانہ کعبہ
 ۷۴ خانہ کعبہ
 ۷۵ خانہ کعبہ
 ۷۶ خانہ کعبہ
 ۷۷ خانہ کعبہ
 ۷۸ خانہ کعبہ
 ۷۹ خانہ کعبہ
 ۸۰ خانہ کعبہ
 ۸۱ خانہ کعبہ
 ۸۲ خانہ کعبہ
 ۸۳ خانہ کعبہ
 ۸۴ خانہ کعبہ
 ۸۵ خانہ کعبہ
 ۸۶ خانہ کعبہ
 ۸۷ خانہ کعبہ
 ۸۸ خانہ کعبہ
 ۸۹ خانہ کعبہ
 ۹۰ خانہ کعبہ
 ۹۱ خانہ کعبہ
 ۹۲ خانہ کعبہ
 ۹۳ خانہ کعبہ
 ۹۴ خانہ کعبہ
 ۹۵ خانہ کعبہ
 ۹۶ خانہ کعبہ
 ۹۷ خانہ کعبہ
 ۹۸ خانہ کعبہ
 ۹۹ خانہ کعبہ
 ۱۰۰ خانہ کعبہ

خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ مجھ کو کیا ہوا ہے کہ مظلوموں کا کام تو نے ہاتھ بٹھک لیا ہے تیرے ہاتھ سے جاتی ہے کہ یوں اپنی ہاتھ سے تیشہ اپنے پاؤں پر راتا ہے بادشاہ نے بہت غصہ ہو کر سیدارہو کے غسل کر کے زبان غنڈار و مستحقا کہولی اور تدارک مانا تھے شغل ہو اور حکم دیا کہ کینیز آج سے سیر پاس نہ پائے اگرچہ اس کو سکھایا کہ تم تھا درمل و سکھت بادشاہ کے بغیر قرار نہ پاتا تھا اور یہ شعر گو کا تکرار کرتا تھا بیت یزید بن بھالک نے جو مجھے چٹا ہے کہیں بد کہی دہن ہو چھڑا تو گریبلان ہوا لیکن خوف آبی اور بچہ زوال بادشاہی سے یہ حکم کیا کہ سیر پاس نہ پائے پائے اور کینیز نے دو دن صبر کیا اس کے بعد بادشاہ کے پاس بھیجا علی آئی اور یہ شعر موفک زبان پر لائی بیت کچھ تو فرماؤ مکہ کیوں جو بد کیا کنہ کیا خطا کیا باعث بدچہ جو بادشاہ نے اسکا جمال دیکھا ہوش جا تا رہا جو خوشی نے نعل عقل اور ضمیر کو مٹا لیج کیا اور یہ شعر موفک کا پڑھنے لگا بیت اندون پھر تیرری کا اثر ہو نیلکا بدچہ درویش کی رشکوں تر ہو نیلکا بدچہ کے بعد وسیط چنر روزا سکھ شیفہ چل اور فیض زلف و خال ہو کے عشرت میں بہر کی درویشی بار پھر ماسوں لہ لہ کیجیے اشارت لاریت بادشاہ کو پیش کیا اپنے کہن کہا کہ اس فن کے دفعہ کے نیلے ساجید دلی دو انہو کی اور بادشاہ کے یہ بلا کی دفع ہو جا کام سالان کو بچھکا بعد ازین ایک بلا کو حکم دیا کہ اس کینیز نے نافرمانی کی ہے کہ بغیر بلا کے میرے پاس علی آئی اسکی سزا یہ ہے کہ اسے لہجہ کے دریا و جلین ڈو دے جلا ہو جو جس کے کینیز کا باہر لایا اور اپنے دل میں چکا اگر بادشاہ کل پشیمان ہو کر مجھ کو طلب کرے اور وہ جو بلاک ہوگی تو میں کیا تدارک کروں گا اس واسطے اس نے اپنے گھر میں چھا رکھا بادشاہ اس حرکت کے بعد بیت ملول ہو ایک جلوت سے غلوت میں آتا تھا تو آرزو دیدار یا علیہ کرتی تھی اور بہت مضطرب ہوتا تھا اور پھر اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا اور دلائل عقلی سے دلکشیکیں دیتا تھا ایک دن رفع ملال کے واسطے بادشاہ کے چند جام نوش کیے جبکہ سرور میں ہستی ہو اور صبح قتل کا داع سے اٹھ گیا خیال پانچویں کے بتک ہر اور جلا کو طلب کے ہو چلا و تہدید تمام سے کہا اگر آج کی رات میں حاضر نہ کیا تو تجھے دار کپھنچو نکا ہر چہ جلا دلے حذر کیا مگر جو چھو گیا سو بادشاہ کے حکم سے کیا میر کیا قصور ہی لیکن بادشاہ کو جوشہ شرب میں بیخو در کھاتھا عذر واهی بیان نہ ہستندہ ناچار ہو کر بہت سلطانی سے ڈرا اور اس کینیز کو حاضر کر دیا بادشاہ نے بہر نر سے بنیاد نشا و کو تازہ کیا اور اسے عیش پر انداز ہو اللقمہ اسطرح میں بار بادشاہ نے اسکو قتل کا حکم دیا اور سیاف نے خوف جان کو دیکھا تھا اور طلب کینیزت پھر حاضر کر دیتا تھا ایک دن بادشاہ سے جا کہ چاہے ہر کل کام اپنے ہاتھ کے سوا سرکار میں نہ کیا اور دفع اس بلا کا اور کے ہاتھ میں نہ لکھو کہ نہ لکھو لیکن بادشاہ نے یہ حکم پھر امواد جلے کی سر کرتا تھا اور وہ کینیز ہی کٹری تھی بادشاہ نے خیال کیا اگرچہ کینیز نگینا ہے مگر اس کے سچے بیگانے خود رفتہ ہون کا مصلحت لکھا تباہ ہوا جاتا ہے اور داؤد دنیا مظلوم کی بڑا گناہ ہے پس یہ بہتر ہے

یہ انات جو ہے
جان ہی اسے ہونہ
مضربین سے غور ہونہ
حکرا تھ سیات
نہج حسین بلور نشہ
بیت ۱۸

اور لاشک منجھ اس کلام کا یہ کہ حاضر قبول عمل سے امتناع کرتے ہیں اور غائب حاضر ہو نہیں سکتے ہیں ہرگز راضی
 ارکان شایہ ہیں یا پستہ ہیں اور مضرتیں اسکی حد یا ہر قیاس افزوں ہیں قطع نہ گوش بر قول بل غرض بلکہ نشان
 رسد ملک بین شکست بد غرض اگر از تو شد سر بلند شود یا نہ قدر جہاد تو پست بد اگر با خود شدی ہر کا بستان
 بزرگی نداری پست بد شیر نے کہا کہ میں نے کیسے کہنے پر عمل فرمائیے کہ تو حکم نہیں دیا ہے بلکہ جب کسی خیانت خود چھپر ہوتی
 ہے تب میرا فرج پیغمبر ہوا ہے شیر کی مالت کہا کہ تغیر بادشاہوں کے مزاج کا بے یقین صادق خصوصاً اہل اعتماد کو ہیں وہ نہیں
 اور یہ جو کہا تو نے کہ اسکی خیانت خود چھپر ہوتی ہے یہ غلط ہے نبوت خیانت کا ہنوز نہیں ہے، جنت کا پڑھو معور
 کا میرا گھٹکا تو حقیقت علوم ہو جائیگی کہ رست کیا اور میں کیا ہر لازم یہ تھا کہ پہلے اسکی خدمت میں یا خاطر تہنیں پہنچو پہلے
 کہ اسے صادر ہو جائیگی بلکہ غیر منیر سے سخن نہ توں اور باتیں نہ ہر ان از مودہ کی ہنرمندان کی ان کے تھیں سمجھ نہ کیجا تیں کہ بے
 ہنرمندان دشمنوں کے سو جیلے اور حلقے میں تا ہنرمند تدریس پڑھیں و فرزند عقل و دراندیش اور اسے عالم آراء کے ستارے
 یہ ہے کہ جو صورت حادثہ کی نہیں آئے اسکو ملکہ عادل در تیرہ کامل سے بچانا چاہیے کہ شخص کے جو ہر کار شرف عسائی
 خود را بنیاد کی ہوتا ہی بدیت عقل است کہ بنیاد شرف حکم از دست بد افزونی حرمت ہی آدم از دست بد زبیر سے دوستی
 مرتبہ بلند و درجہ بلند کو بچنا اور اگر مطلبوں میں تو نے اسکی شنا و صف کی اور بار بار اسے مشورے کیے الیہ لازم ہے کہ
 سبکی اپنے قول کی ظاہر کر اور جس بنا کو کہ اپنے ہاتھ سے اٹھایا ہے اسے بے سبب گرانا کہ بگو شہادت اعلیٰ میں لانا ہے
 جو بات کہ فرخواریات و قاضیہ اسے امتیاط واجب تا غفلت کے نزدیک متہم نہ ہوا نصاب کہ کہ زینت کہ فریضہ طہ
 دشمنوں کی کہ سقد عقل سے دور ہر ایک شے محقر کہ کوئی شخص فی بھی اور ہر کھسیا نہ کر کیا پس جلیل القدر کہ دوسری
 بدولت کی چیز کی نہیں ہے، وہ کیونکر ایسی حقیقت چیز پر بے دیانتی کرنا اور اسباب کے دے اور قوی کے بل زمین و
 اسکی زبان پر جاری ہیں اسکو ایسی شے محقر کیونکر مغلوب کرتی اور اسے بیشتر کہ فریضہ لازم سرکار نہ تھا گوشت کو ترک
 کر کے زراعت نہیں تھا تو نے جبکہ طلب کیا کی سطح اس شروت و خدمت کو قبول نہ کرتا تھا اور ہر اوقات معظمت ستا د
 مجبور ہو کے لصد کر سہیت یہ خدمت قبول کی اور جیسے کہ لازم آتا دولت ہو کہ ہی اسے گوشت کھا لیا کرتے
 بدولت اسے بیشتر تھا اور دے زمین لازم سرکار گشت کھاتے ہیں اسے کون مانع تھا اور تو نے امتحان لیا کہ آج
 اسے کیا سودا ہوا نہ کہ تیری چاشت کا گوشت چرا کے لیا تا اور طلب اس چوری تو یہ تھا کہ اس کو کھالیتا اور جو کھا سکر
 پچتا اسے دور پھینک دیتا رکھ کیوں چھوڑنا کہ اعدا سپر گشت کر کے یہ صاف فریب بندش دشمنوں کی ہے اسکو
 لای صواب انبایش سے ملاحظہ کر اور سخن پیچہ کو کان میں جگہ نہ کر اور گمان غالب یہ ہے کہ دشمنوں نے گوشت

بلکہ غرض
 دفعہ علی
 علی و شایہ
 ذات مشق
 خود را بنیاد
 شدہ ۱۲

اس کے منزل میں کہہ دیا ہے کہ اس حیلے سے تم سبم کریں اور پشاکچہ حاسد کو کہ جنت سے دور نہیں ہے بلکہ بیش ازین غیر کہ
 از این پشاکچہ واسطے بغض و کینه اپنے نفس کو قتل کروا یا جو جیسا کہ اس خواجہ نے غلام کو اپنے قتل کا حکم دیا تاہنا شیر نے ہوجھا
 کہ یہ فکھ کیونکر تھا اسے بیان فرمائے حکایت خواجہ حاسد و غلام قاتل۔ کہا کہ شہر بغداد میں
 ایک حاسد تھا اسکے ہمسایہ ایک مرد صالح مستدین باخدا رہتا تھا سمیت شیعہ محبت زول افزا دختہ بہ ہرچہ
 بحر حق بہرہ رسوخندہ بہ مردم بلند اس زائد سے اعتقاد تمام کہ کبوتر تھے اور ہر محل اور مجلس میں اسکا ذکر فرمایا
 کرتے تھے اور بطریق نیک اور پرہیزگار کے کثر نقد و جنس سبھا کرتے تھے اور مرد حاسد اس حال کے مشابہ کسی شہزادہ
 ہتک جس میں جلتا تھا اور ہمیشہ اس تدبیر میں رہتا تھا کہ کس طرح سے گزند پہنچائے مگر کوئی تدبیر ایسی نہ تھی
 کہ جس سے اسکا مقصد برائے یعنی وہ زائد نظر سے خلق الیک کے گرجائے آخر بہت تنگ آیا اور اسی نیت سے ایک غلام
 خرید کیا اور اسکی تربیت اور پرورش میں مبالغہ کرتا تھا اور بار بار اس سے کہتا تھا کہ تجھے سینے سے اس واسطے خرید کیا ہے
 اور پرورش کرنا مولیٰ کہ باطنی تجھ پر خوب ثابت کرے کہ اسکے عرصہ میں الیسا کام تجھ کو ملے تا یہ سب میرا احسان اس کی
 خدمت کے بدلے تیرے سر سے اتر جائے میں اسے فرزند میں تجھ کو امیدوار ہوں کہ جو بیخ میری خاطر پران مستولی
 ہے اس سے مجھے نافع کر دے جب ایسی گفتگو چند بار محل ہوئی ایک دن غلام نے کہا کہ بہت مرحمت اس بیچارے کو نصیب
 ہوئی ہے کہ شرح او کی زبان سے ادائیں ہو سکتی ہے اور اقسام نوازش میں اس خندہ مرغلندہ کو انقباض دیا ہے
 کہ اگر بہت زبان شکر ہو جاؤں تو یہی اس جہد پسند پر آنا ممکن نہیں ہے چاہتا ہوں کہ خواجہ بنا کنگو خان و تفصیل
 ارشاد فرمائے تو مقابلے میں ان احسانوں کی جان نشاری کر دل خواجہ نے دیکھا کہ غلام عوی حق گزری تو اسکا
 ہوا داری بدل کہنا چاہیے پردہ سے روکا رہا اور کہا کہ آگاہ ہو کہ میں اس ہمسایہ کے ہاتھ سے تنگ آیا ہوں
 چاہتا ہوں کہ کسی طرح اسے ذلیل کر دوں اور بار بار اپنے تدبیر میں کہیں مگر تیرے ہر ہن مرا کو نہ پہنچاؤں اور شش
 ہر کام کا نون سینہ میں شعلہ زن اور زندگانی منقض ہے کہ اسکے بیچ سے لذت حیات مجھ پر ختم ہے اور عرض فرمائے ہر کام
 تجھے سینے اسچ طلب کے واسطے پرورش کیا ہے کہ اچھا نہ اچھے اس ہمسایہ کے کام پر نہ کر کے چھوڑ دو اور یہ بدر تجھ دینا مولیٰ اس
 بیجا کے کہ کسی ملک میں بیجا کے اپنی عرب کر لیں گے تو میرے حق سزاوار ہوتا ہے جیسا اس جگہ ہر لوگ گشت دیکھیں گے اس کا
 گردن کر کے اسکی عزت اور مال مستباح اور زراب کرینگے اور یہ رہتا اسکا سر جو گا اور سب ضائع و تیرا اسکا حلقہ اعتقاد
 گردن جان پڑے میں منح ہو کے زبان ملعونہ کو پس نام ہے مطلب میرا صورت میں غلام نہ کہ اس خواجہ
 نکلنا مستحق ہو کہ زوار چارہ اس کام کا اور طریقہ تجھ پر اگر تیرے مرد سکا نفع نہ کرنا تو میں قاتل کر کے تیرا دل حاکم خالی کر دوں

کہ اسکا مقصد
 اسکا دل
 اسکا دل
 اسکا دل

خواجه نے کہا کہ یہ اندیشہ دور دراز ہے شاید کہ تیرے قتل کے حوصلہ پہنچو اور مجھے طاقت صبر کی نہیں ہے جو کچھ ہو جائے جو میری کار
ہے اسے جلا اور سین چون و چرا کر اور روح میری خوش گلام نے کہا کہ کوئی عقل یہ تجویز فکر کیا جو تو کرتا ہے اور سچ کہ کوئی جزو نہ بنی
ہوگی وہ بھی ایسا اندیشہ دلہن لایا گیا سوا جو کچھ اور تیرے سر کی نہیں بن سکتی ہے کیونکہ دولت و شرف کی اپنی حیات میں مطلوب تھی
ہے جبکہ آپ مر گئے تو دشمن کی مرگ اور دولت و کیالذت اور کون فائدہ مقصور ہے ہر چند غلام نے اسطرح کی بہت تقریر کی کچھ
مفید نہ پڑی جبکہ خواجه نے اس میں اصرار تمام کیا غلام نے مراد سکا بام ہمایہ پر کاٹا اور تنہا وہی جگہ چھوڑ دیا اور بدرہہ زلبر
راہ اصفہان کی لی اور دوسرا لالان میں جا کر قرار پکڑا جبکہ اس بدینت کو جنگ مرد کو بام پر کشتہ دیکھا کہ تو اس شہزادہ پگلا
کو زخمیں لگیں اور کوئی عذر اسکا نہ بنا جو کہ تمام اہل بغداد اسکی عفت اور سلامت و عشق گواہ تھے اور جو کوئی وجہ شرعی ثبوت کی
پائی تھی کہ اس پر ہاتھ سوار ہو کر قتل کیا یا نہیں لہذا اسکا قتل تجویز کیا جاتا تھا مگر جو یہ سزا قصاص و انتقام کی ایک سوداگر
نے اس غلام کو اصفہان میں دیکھا احوال پوچھا اور حقیقت موبہ بیان کی سوداگر نے کہا کہ وہ مرد پارسا منبلا و صابر و عاقل
غلام نے کہا کہ اس کیلئے بہت مقام واقع ہوا ہے اور سچ یہ ہے کہ جو یہ کہ خواجہ کے فیصل مجھ پر صاف ہوا ہر چند میری نمانا کیا اور
نمانا ایک بدرہہ زلبر کے کہا کہ مجھے قتل کر کے اصفہان کی راہ لی اسلئے اسکی حکم میں میں مل لایا زہر پیچا رہ اس پر لہو کا گاہی
نہیں تھا جرنے بہت غافل کے لوگوں کو گواہ کیا اور بغداد میں آگے صورت باہر بیان کیا اور گواہ گزرا لے اس نے ہاتھ بانی پائی اور
مقتول لعنت کے تیرہ نکاشا نہ ہوا سچ کہا ہے کہ چاہ کن چاہہ دیشہ و آخر نتیجہ حسد کا یہ ہے کہ جان و ایمان دونوں پر باد ہو کر نتیجہ
نیک تھی کا یہ ہے کہ ظاہر کوئی تیرہ تیرہ اسکی مخلصی کی عقلا و عقلا تھی مگر اللہ تعالیٰ سنی کا صبر ہے کہ ہاتھ کہاں تباہی پائی اور پھر اپنے
فضل و کرم سے اس کو رہائی دلائی اور نیک نام بھی رکھا اور انجام خیر کیا اور یہ شل سئلے بیان میں آئی تا اب اسٹاہ معلوم کرے
کہ اہل حسد نے کیا کیا کام کیے ہیں بالفرض اگر فریقیتل ہوا پھر اس کے بعد ان بداندیشوں کو ہاتھ ترقیاتی لوگ کہ تیرے متوسل اور
غریب سے ہر صفت میں کم ہیں پھر اسکا کرب نہیں سلامت چھوڑ گئے جبکہ یہ بھی کہنے بادشاہ کو اپنی اس کا مغلوب کر لیا کہ الیہ میں
جلیل القدر ایک جیل میں ہلاک کروا دیا تو دور کی کیا حقیقت ہے پھر کتنی حرات طرہ صاف تائی اور عجیب نہیں ہے کہ کچھ پٹا ہو
بی۔ ل ہو گئے تو اور شیر کوئی تیرہ مقابل پیدا کر کے اور اس کے شریک ہو کے تیری سلطنت کو برہم کر دیں گے تو تھا کیا کر لگا اہل میں
خور کا لی کروا دیا بلکہ کو خاطر سے دور فرما جو ہم کہ نہیں آئے اس کی تحمل اور وقار سے کیا اگر کام سمجھ کر لگا تو فرصت ماتی
ہے اگرچہ ای خود ہی وہ لالین نہر کے ہوا اپنی تحقیق خاص سے اس امر کو دریافت کر لیا اسکی بعد غرضیہ اسٹاہ سنجاسو
عمل میں لانا اور جلدی کی اور ہلاک کے بعد دریافت کیا کہ مجھ پر خطا صاف ہوئی پھر نہ امت و پناہی اور طعون غلام میں ہو گیا
حال ہوا بلکہ وزیر کو تاحی و نقاش کوئی ماحق کے باد میں میں پڑ لگا اس بات میں کسی حکیم نے بہت فرامی ہے بہت متوجہ نہ ہو کر

کشتہ را باز مدد تو ان کرد بد شمس نے نصیحت الکی کسی اور میں ان خریدین خوب تو لی او جاناکہ نصیحت الکی غرض سب کا بعض
 شفقت اور صرف خیر خواہی سے محکم ہے سب متوفی کی اور حکم کیا کہ فریہ کو حاضر کریں جبکہ فریہ یا مملو تین لیگا اور کہا کہ
 میں جو اتنا کہا بعض امتحان ان حاسدوں کا منظور تھا والا میں بھی باز ہر امر میں آزمایا چکا ہوں اور تیرے اوصاف میں لگا
 ہوں کہ سرسید مدیدہ ہیں اگر سب کے نزدیک تو ہر طرح مقبول ہے مگر ان حاسدوں کا حال جو دریافت کرنا منظور تھا سوئی
 معلوم ہو چکا اب تو ہی کام میں مشغول رہ اور اس گفتگو سے بیدل نہو فریہ لیا اگرچہ شہر بار نے سایہ عاطفت اور حنا
 میرے سر پہ لاپاہے اور جو کچھ عنایت سلاطین کے ملازم پر جائے اُمین کوئی دقیقہ فرور گذاشت میں کیا ہی مگر میں تیری
 کلفت میں جان نہو لگا جبکہ بادشاہ باوقی اسکا تدارک فرمایا گیا مجھے کچھ نہو کام صرحہ یکیشیشہ بود شکست پہلو میں قلب
 اور میں حکم کے نزدیک شہر پاک ہوں جو قدر زیادہ تحقیق ہوتی جائیگی میرا وقت زیادہ ظاہر ہوتا جائیگا کا مجھ نے کہا اگر
 تفحص کروں تو فریہ کے خلیک اکجس چاہئے کہ میری خیانت پر اتفاق کیا سنا نہیں ہو کر کو نہ تھا بلکہ کبھی نہ تھا کی پوچھیے اور
 کہتے کہ اگر راست راست ظاہر کرو گے تو اسبہ و از غرض تو مرصہ خلعت اور عورت کے ہو ورنہ بہت خرابی دیکھو گے
 یقین ہے کہ اس طرح سے حال مفصل واضح ہو جائیگا انصاف فرمائیے کہ بیچنے سالہا سال گزری کہ گوشت ترک کیا ہے اور شخص کہ
 بے گوشت ایک ساعت بسر نہیں کر سکتے وہ تو خیانت گوشت کی نکرین اور میں جو بادشاہ کی دست و پاؤں میں گوشت
 جسے پا ہوں او سے بخشد و ن سو میں بادشاہ کی چاشت کا گوشت پر الیسا اور پھر اور صرف ہی نکر تار کھچہ جو لوہا مار
 دشمن کو ہڑوٹھ لیا جائے کسی بھی عاقل یقین کریگا یقین ہے کہ جب بادشاہ اسی طرح کہ جو میری مشکلیا تفحص فرمائیے تو یہ سچا
 نہ ہو گیا بادشاہ نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ پریدہ ہو چکا جائیگا مگر ان لوگوں کو نہ کہ منہ پر مہر اور میں کو نہ کہ اسبہ و از غرض کا مکروہ لگا
 فریہ نے کہا کہ جو مکروہ کمال حد تک ساتھ کیا جاتا ہے انتہا ہفت کا حق و عدل و تقویٰ یہ بہت بڑا کام ہے اور ہر انجام کی یہی سبب
 مقربے اور دشمن پر قدرت با ناہی ہی نعمت ہی اور اسکا لڑنے کا فائدہ کم سو اور میں ہے پیٹ بگر بنگار چوں شوی تا وہ بد غور
 شکر نعمت خود سوار و پس تحقیق کے بعد اگر شہر باران حاسد و سپر رحمت عفو کی ارزانی فرمائی تو منشا شایان بادشاہی ہے جبکہ
 کا مجھ نے یہ کلام فرمایا سنا انار صدق صفا ہر شے سے ثابت ہوئے اسکے بعد اس گروہ فتنہ انگیز سے ایک ایک کو جلد با
 بلا کے استفسار حال میں مبالغہ تمام کیا اور کہا کہ اگر راست راست بیان کر دگی تو تہا ر و نام عذر کو نہ لگا بلکہ اور رش خیز و از غرض تمام
 خلعت پاؤں کا تو کا بعضوں نے حقیقت حال کی بیان کی جبکہ پردہ سے کا سر اوٹھ چکا اسکے بعد کہ سب حتر اپنی قصود کے جوئے تو
 آتش افروز فریہ کے بہرے کے کسی اکھ میں شوی خوش ہو احصا ہوا تھا ہر حال میں سب کا لکھا و شیر کا کہا کہ اگر فریہ نہ ملے
 انان پر چکا تو اور پھر اس سے معا سبب ہے لیکن تو بہرہ سب کا کہ چکا یا بندہ جو نہ چاہیے کہ اسکے بعد گوش سامع کئی ن کر کہنے پر کہنا چاہیے

مع غرض و غرض
 حالت کے بعد
 اور میں کو نہ کہ اسبہ و از غرض

اور میں کو نہ کہ اسبہ و از غرض

دلا ہندوستان بگرس بد کر از صاحب جان تو نیز جان گوی بجیک شیر کو شفقت سے لکی تیرا سر حادہ کی دفع کے
 حاصل ہوئی لہذا دایہ شکر گزاری عرض کیا کہ برکت نصیحت ملکہ زمانہ راہ تارک معین ہوئی اور کار و شواجر بچھڑا ہوا اور تین
 کامل اور کمال کافی در طرہ ملکات پر نہ گیا اور ایک لازم کے حال ہی میں مطلع ہوا اور ہر ایک سلوک کر نیک طریق اور قبول کلام
 میرا کیا کہ لیسٹھو لیسٹھو کیا سا کہ کیا چاہیے یہ بھی میں نے بخوبی دریافت کیا اگر بہت زبانی کچھ حکواری شفیقت کا بیان کروں
 تو نیز ایسے ایک بھی اور انہیں کر سکتا ہوں سکے بعد فریاد کی طرہ متوجہ ہوا اور بہت معذرت اور ملاحظت کی اور کہا کہ تیرے
 تیری مزید اعتماد کا باعث ہوئی اور تیرا جن کا مونہ کا تیرے سر و تھا وہ بھی اپنے عہدہ پر برقرار رہا خاصا طرہ جمع رکھ
 فریب نے کہا کہ اس بات سے کچھ کام نہیں نکلتا ہے اور یہ بلف تیرا میرے عقدہ و شوار کا گروہ کشا ہونہیں سکتا ہے و نیز فرمایا
 عہدہ شنونکے تہوڑے فریب میں برہم ہو گئے کہ کیونکر میرا دل پریشان اطمینان کیا بادشاہ نے کہا کہ اس کا سبب کوئی دوسرا تھا کہ
 کہ جسے کچھ نصیحت نہ ہوئی تھی اور نہ میری عنایت میں قصور ہوا تھا قطع حال ان لوگوں کا مجھ کو دریافت کرنا منظور تھا معلوم
 ہو چکا فریب نے جواب دیا کہ ہر روز میرے واسطے نیا سرورشی تیار کیا جاتا ہے لیکن ابھی ملکہ مخلصی کی لیکن جناب
 حاسد دوسرے خلق نہیں ہوتا ہے اور جب تک عنایت بادشاہ کی بچھڑا ہوا ہے حسد بداندیشوں کا ہی برقرار رہے گا اور بادشاہ
 جو بکلی بے غرض و غیر توہم کی سماعت فرمائی تو اب شنونکو معلوم ہو گیا کہ ازراہ بادشاہ کا بآسانی ہاتھ سکتا ہے جب ہم چاہیں گے تہوڑے
 فرز میں مزاج بادشاہ کا ہم کو دیکھیں اور حسن بادشاہ کی بات چلے فتنہ انگیز کی سنی اور اس کو مکر و شہد پر لٹھات کیا اس کی خدمت
 کتا رہ کر نادر اسکے کام پر جان بازی کرنا کام عاقلوں کی نہیں ہے اور جان کسی کاہ کی مانند نہیں ہے کہ ہر روز کاٹی جائے اور
 پیدا ہو اور اگر بادشاہ کو تو میں ایک بات پیش کر اقدس کی تسلی کروں بادشاہ نے کہا یہاں کر رہے ہیں کہا اگر بادشاہ اس کو دیکھیں
 تر حکم کیا اور اعتماد میرا زیادہ بڑھایا اور اس کو سزاوارتہ عظیم سجا لاکن بنو تو تصور جو میرے قتل میں اتنی تعیل فرمائی اتنی
 بادشاہ کی طرف سے بدگمان ہو چکا ہوں اور عواطف خردانہ سے ناامید ہوں پھر بادشاہ اپنی عنایت کیوں مائل کرنا ہے
 اور سابقہ میری خدمت کا بیہودہ تباہ ہے کہ ایک ہمت تھیر کر لاکر ثبات ہی ہوتی تو جنہاں حقیقت کو پہنچی تھی اگر کوئی
 میں عقوبت عظیم توہم کی گئی بادشاہ الیا کریم النفس چاہیے کہ خیانت بزرگ کو مشرب عفو سے محروم کر دے جیسا
 بادشاہ حسین باوجود گناہ بزرگ کے حاجتے سوا کیا بلکہ پردہ کرم کا اس کے گناہ پر ڈال دیا کا مجھ نے پوچھا کہ کیونکر تھا
 حکامیت فریب نے کہا کہ لاکھین میں ایک بادشاہ تھا فرعون صعدت اس کی جین میں نمایاں اور خوش حال اس کا جو حوالہ
 مایہ اعمال سزا تھا ایک دن دربان پہنچے اور گھر و سکا اس پر زندان کر دیا بیچارہ حاجت کی دشا کے غضب کی کر سکتا تھا اور
 شہر کی بھی نجا سکتا تھا بنا چاری گوشہ کشا نہ میں مٹھ کے کہی بنی خرابی حل پر رہتا تھا اور کبھی عجائب روزگار پیش نہ تھا

درست ہے مگر تیغ اور دشت و اور چاہیے کہ نو سدا رومی نصیحت خوش مزہ ہوتا مریض پر کھانا دوسکا آسان ہوا اور یہ
 بات مکن ہے کہ طبیعت بیاں کی داکو نافو شکو اسے اگر چہ جانتا ہے کہ میری صحت کا باعث ہر اور صحت انکا کرے اور اس انکا
 کے نسبت صحت کلی سے محروم ہے لاجپتی با نہیں صحت کیلکہ ایک کھنڈہ دل تو اندر بروہ جو اب تلخ ویرا گویدہ اندجان دہ شہد
 فریغیہ کہا کہ بادشاہ کا دل جو باطل کی طرف متوجہ تھا وہ میری پاس دشت تر تھا اور تفریق البتہ دشت ہوتی ہے کہ مگر عالم
 فرمایا اٹھی ہنس تین میری بات کی کہ ہر حدیث شریف کا واکو تلخ نہ جانا چاہیے اور غرض اس سے پہلے ہی کہ تیار ہو گئیں سے
 شیرین تر سمجھتے ہیں اور میری اس بات کو دیکھ کر اور دشت گوی پہل لغوی ہے کہ یہ دشتی اور صاف گوی میرے دونا ہر دکنہ
 شامل ہے اول کہ ہتھاف کے سننے سے غلطو کو کفر سندی حاصل ہوتی ہے اور کدورتا و غبا ظلم انکا دکنہ دور ہوتا ہے جو بہتر
 یہ ہے کہ جو طبع یاس کے دکنہ ہے وہ سب بادشاہ پر ظاہر کردن بادشاہ کو غیبت حضور میرا کیساں ہو جاوے کہ یہ جانتا ہو
 کہ عقل نہ ہوا اور اس جہان آریا بادشاہ کا حکم اس تغیر کا کہ جاری کرنا حکم کا مظلوم حال سننے کے بعد ہوتا ہے اسلئے ضرور پڑا کہ دشت
 اپنور دکنہ طبیعت البتہ بادشاہ سے موہو ظاہر کردن بادشاہ نے کہا کہ تو نے جو کہا سو سچ ہے لیکن تیری غلطی اس بحر غرقا ہے یہ محض میری
 ضایت ہے اولیٰ حکم سیاست کی رہائی دینا اور طاعت و شائے ترین اسانو نکو اول کل زین انسا مذکا ہی فریب کہا کہ تین عمر
 بادشاہ کے الطاف کا شکردا نہیں کر سکتا ہوں مگر مہدہ سکا شمشاد ہی سہا بہ نہیں آسکا ہوں اور یہ
 سچ ہے کہ بعد از دے حکم عقوبت پھر عفو کرنا مستحب تر ترجیح رکھتا ہے کہ رعیت سب کے حفاظت جان کا واکو اس کل ہی خالی فاکرہ
 نہتا کہ دولت شہادت حاصل ہوتی ہے لیکن پہلے بادشاہ کی طرف سے خاطر جمع رکھا ورا بابت البتہ اندیشہ پیدا ہوا ہے مگر میں قوت
 جو عرض کرتا ہوں اسکا نہیں کہ کا حاذی الدار بادشاہ پر خطا ثابت کرتا ہوں بلکہ جانتا ہوں کہ فضل حکیم خالی حکمت و نہیں ہوتا
 ہے مگر البتہ یہ جانتا ہوں کہ شہر بار کی تدبیر سے بابت کا سہ و دہو جاوے کہ کوئی کل فضل و ہر کا بنیاد نہیں ہوتا ہے اگر
 بادشاہ عالم پناہ اسکا سبب بادشاہ کا تو آئندہ بہت کا سفا سفلطنت میں پائیکے کا جو نے کہا کہ شہنشاہ کا حسد اور حسد کو کہے
 کہا ہاں کہ ہر کوئی دکنہ فروغ نہیں ہوتا ہے و جیل بے ہر دکنہ ہر مند و نکو تاجا میں ہیشہ بے حقیقت رہا ہے اور حاسد کو
 گناہ سے یہ رونق خردمند کی نہیں گنتی ہے اور ہر گز کوئی عیب کا نیسہ ہر پاک کا دامن آلودہ نہیں ہوتا ہے مگر یہی گفت
 و شمع و ان کا نیست پھر ہی راست کا ورتہ نہ زندگندہ طغی غش کجا رونق خوشیاد بروہ بد سنگ باصل کجا قیامت کو ہر شکند
 اور تو اس کے بعد حاسد کو خدو ان کی خوف رکھ کر حقیقتا کو قل غرض انیز کی خوب علوم جو کلی ہے اور اس کے سد باب میں جو
 ہر میرزا سب کے اصلاح تیرے دربار پائی اس میں اتنا نام مل میں آئیگا فریبے کہا کہ جب سطر سے عاجز ایمن گے تو وہ مفید
 یہ پیشگاہ عقوبت کا حکم فرمایا تو اسلئے فریبے کہ دل میں دشت حادث ہوتی ہے اور جبکہ الہا متو خوش ہوتا ہے

تو انجام سکامیشتر سنا کو کلام جو کرنا ہے اور اس کے مانع میں سخت بھی مگر کی سبب یہ ہے کہ نیری عنایت پہلے سے
 ہی اب اوپر زیادہ ہوتی ہے اس مع تعین وہ مفرور اور بدگمان ہوا کا زبردگیر کا یہ غافل تھا وہ نہیں کرتے ہیں معصر لفظ
 اس غفلت الہی ہے جسکو آزرہ کیا اس جیسے خیر یا اس کے مزاج میں غل یا میں گئے اور غالب کہ اس وقت میں بادشاہی محسوس
 بدگمان ہوا رہی تھی یہ ہے کہ بندہ خدا دیدہ و بستا کو نہ نہ سنا پھر بلا و دشمنی کہ اور جس سے کہ کیا یا معزز و مستلا
 ہوا ہو یا ایسا شخص کہ تہہ ہوا اور اب بادشاہ اسی تہہ عالی تقدیم بخیر یہ سبب تین امر اور مدد کی وجہ سے اور بد باطنی کی مین
 اور بادشاہ کو الہی کو کوئی غافل رہنا مناسب نہیں ہے کہ اگر علاج اس واقعہ کا کیا جائے اور دروازہ ان کا کھل سنا
 کا تیس چہرہ نہ کرنا چاہیے فریسیہ جو ابدی کہ تذبذب کی یہ ہے کہ اگر خود م کے لین لازم کی طرح سبب کہ اسیت آئی تو اس کو تھکر
 لایق اور سنا سب کے حال کے اس کو شمال دیا اس میں تین شک اس کا زایل ہو جائیگا اور یہ سبب کا کہ جو قدرت کے خود م کے
 دینے دے گزنی کی اماند کے زجر برکفایت کی اترو سادہ م کے اس اتنا ہی فبا تھا کہ جسکی چشم غانی ہو چکی اسیدہ کا جانشین اندیشہ
 خوفناک کی نیری اور کو سراسر حادث کو تونا ظاہر کر کے کو لکھ لکھین مابین کہ بادشاہ تہران نام پر کسی القات نہیں فرماتا
 ہے اس صورت میں ملامتوں بلا ہے و لکن واضح کر نیکی شرنے جو حیا کہ بدگمانی اور سیدی جا کر زنی کتنی صورت میں ہوتی ہے
 جواب دیا کہ تین صورت میں ایک یہ جو خود م کے الطاف میں گئے اس کی پالی جائے دوسرے یہ کہ سبب کہ توجہ میں کے دشمن
 اس پر علیہ کر سدا و گریس کو جنبہ اس کے دشمن کی منظر ہو میرے کہ مال و اسباب جو میری ہو خود م کی الہی ہے التفاتی سے وہ
 برا ہو جائے اور خود م اس کا تداک بھی کچھ کرے کا جو نہ کہ کہ تداک کہ حل کیا جاسے فریسیہ کہ کیا کہی تدریر ہے
 کہ خود م کی رضامندی حاصل ہو اور اس کا اعتماد پھر زمر و تازہ ہو اور جاہ خستہ ہاتھ آئے اور جو دشمن غالب ہوئے میں وہ
 کو شمال یا میں اور مال کہ تلف ہوتا ہے پھر ہاتھ آئے یا میں ہی اس عنایت کر کے کہ ہر چیز کا عوض جائے سوا اسطاعت
 پر اسان ہی جبکہ میں تدارک لازم کے حال کا فرمایا اس وقت ضرور رضامندی حاصل ہو گی لیکن اس طرح یہ الطاف کر کے
 کہ لازم کہ اسیدہ غالب ہو کہ اب تمام عمر بادشاہ جو خود م کہ کیا اور بار گری کہ کچھ بلا میں کہ کچھ لیکن جنبہ کے حق میں اگر یہ سب
 صورتیں حاصل بھی ہوں تو یہی ظالم اسیدہ و اس کا کہ بادشاہ جو مطلق السلطان جو خود م کہ اس با میں آزادانہ میں اور
 مانع البال بھرن اند خلیفہ و اذنا کا صدق حقیت کہ جانی ہی بن اور اگر تارہ ہوں شیر نے کہا کہ تو ایسا فریق نہیں ہے کہ
 تیری مقصد کی کیا بات ہماعت کہ جانی تھے سینے حقیقت میں یہ جانا ہے کہ سچ میں نہ سفت مبرہ صوفی و لغت میں
 او کے شک سے معروف اور کچھ کہ فتوت اور روت کے خلاف ہی تو محسوس کر وہ جانتا ہے اور غایت دینا اور امانت ہی حکام بادشاہی
 و جلاتا ہی پس تو قوی دل رہ کہ میں کچھ لو جو اس چچان چکا ہوں اور اس کے بعد دشمن کی تہہ سے حق میں نہ ہمارا دشمن

لہذا عنایت ہوتی ہے اور اس کے مانع میں سخت بھی مگر کی سبب یہ ہے کہ نیری عنایت پہلے سے ہی اب اوپر زیادہ ہوتی ہے اس مع تعین وہ مفرور اور بدگمان ہوا کا زبردگیر کا یہ غافل تھا وہ نہیں کرتے ہیں معصر لفظ اس غفلت الہی ہے جسکو آزرہ کیا اس جیسے خیر یا اس کے مزاج میں غل یا میں گئے اور غالب کہ اس وقت میں بادشاہی محسوس بدگمان ہوا رہی تھی یہ ہے کہ بندہ خدا دیدہ و بستا کو نہ نہ سنا پھر بلا و دشمنی کہ اور جس سے کہ کیا یا معزز و مستلا ہوا ہو یا ایسا شخص کہ تہہ ہوا اور اب بادشاہ اسی تہہ عالی تقدیم بخیر یہ سبب تین امر اور مدد کی وجہ سے اور بد باطنی کی مین اور بادشاہ کو الہی کو کوئی غافل رہنا مناسب نہیں ہے کہ اگر علاج اس واقعہ کا کیا جائے اور دروازہ ان کا کھل سنا کا تیس چہرہ نہ کرنا چاہیے فریسیہ جو ابدی کہ تذبذب کی یہ ہے کہ اگر خود م کے لین لازم کی طرح سبب کہ اسیت آئی تو اس کو تھکر لایق اور سنا سب کے حال کے اس کو شمال دیا اس میں تین شک اس کا زایل ہو جائیگا اور یہ سبب کا کہ جو قدرت کے خود م کے دینے دے گزنی کی اماند کے زجر برکفایت کی اترو سادہ م کے اس اتنا ہی فبا تھا کہ جسکی چشم غانی ہو چکی اسیدہ کا جانشین اندیشہ خوفناک کی نیری اور کو سراسر حادث کو تونا ظاہر کر کے کو لکھ لکھین مابین کہ بادشاہ تہران نام پر کسی القات نہیں فرماتا ہے اس صورت میں ملامتوں بلا ہے و لکن واضح کر نیکی شرنے جو حیا کہ بدگمانی اور سیدی جا کر زنی کتنی صورت میں ہوتی ہے جواب دیا کہ تین صورت میں ایک یہ جو خود م کے الطاف میں گئے اس کی پالی جائے دوسرے یہ کہ سبب کہ توجہ میں کے دشمن اس پر علیہ کر سدا و گریس کو جنبہ اس کے دشمن کی منظر ہو میرے کہ مال و اسباب جو میری ہو خود م کی الہی ہے التفاتی سے وہ برا ہو جائے اور خود م اس کا تداک بھی کچھ کرے کا جو نہ کہ کہ تداک کہ حل کیا جاسے فریسیہ کہ کیا کہی تدریر ہے کہ خود م کی رضامندی حاصل ہو اور اس کا اعتماد پھر زمر و تازہ ہو اور جاہ خستہ ہاتھ آئے اور جو دشمن غالب ہوئے میں وہ کو شمال یا میں اور مال کہ تلف ہوتا ہے پھر ہاتھ آئے یا میں ہی اس عنایت کر کے کہ ہر چیز کا عوض جائے سوا اسطاعت پر اسان ہی جبکہ میں تدارک لازم کے حال کا فرمایا اس وقت ضرور رضامندی حاصل ہو گی لیکن اس طرح یہ الطاف کر کے کہ لازم کہ اسیدہ غالب ہو کہ اب تمام عمر بادشاہ جو خود م کہ کیا اور بار گری کہ کچھ بلا میں کہ کچھ لیکن جنبہ کے حق میں اگر یہ سب صورتیں حاصل بھی ہوں تو یہی ظالم اسیدہ و اس کا کہ بادشاہ جو مطلق السلطان جو خود م کہ اس با میں آزادانہ میں اور مانع البال بھرن اند خلیفہ و اذنا کا صدق حقیت کہ جانی ہی بن اور اگر تارہ ہوں شیر نے کہا کہ تو ایسا فریق نہیں ہے کہ تیری مقصد کی کیا بات ہماعت کہ جانی تھے سینے حقیقت میں یہ جانا ہے کہ سچ میں نہ سفت مبرہ صوفی و لغت میں او کے شک سے معروف اور کچھ کہ فتوت اور روت کے خلاف ہی تو محسوس کر وہ جانتا ہے اور غایت دینا اور امانت ہی حکام بادشاہی و جلاتا ہی پس تو قوی دل رہ کہ میں کچھ لو جو اس چچان چکا ہوں اور اس کے بعد دشمن کی تہہ سے حق میں نہ ہمارا دشمن

مقبول پائیگی اور جو رنگ میری ڈھن کی تیرے حق میں ہمارے پیش نظر آئیگی وہ دست بردار ہوگی جیت زمین پس خندان انگیز
محکم دوز بارہ و دوستان نخواہیم نمود و فریبے کہا کہ شہر یار نے مقدر دلخوازی فرمائے کہ اب بہر صورت اطمینان
ملکی خان زاد کا ہوا یہ عرض کیا اور بعد اسکے پنج کام میں سرگرم ہوا اور درپردہ زانو سکا پاوشاہ کے نزدیک مرتبہ بڑھتا
جاتا تھا حتیٰ کہ دفعہ صلاح سے محل اعتماد مل گیا ہوا اور محرام سر ملکی اور ملی اندک خدمت گزار ملک الملک کے ہوا بیت نہاس
بدانگویشد برطند چکر از اسمان سایہ ترز مگر مدید پیرو داستان بادشا ہوئی کہ جب انہیں اور فرمانبردار زمین خلافت حاکم
ہوئے پاسداری طحا لکراست پھر مقام ضاد ولایت ہاتھ ناہی اور عامل کو اشتباہ مرے کر شاہ لون اور حکام قونان کلائے
میں بہت نامہ بین آمد جو کوئی کہ تا امید آسانی سے مخصوص اور سعادت سردی ہے اور ادایا جائے اسکی تمام بہت است
حکما و کشف امور علمایہ صرف رہتی ہے اور طبیبان دارالاشفاے طلقت سے چون مرغ غم تراش طلب کرنے
رہنے میں یا برکت سی محتاجات حکماء روحانی کے علت خطر آمیز حیوانات مادانی صحت بائیں نظم ذکر ترتیب از پر
طلقت لبستان بد کاوی را نیز علت داننی نیست پس بد ہیچ پر ہی چہ روزیرا باشد بتوان دید و رائے کہ نورانی
عابد وزاد و صفوی بلطفال رہ اند و اگر بہت بحر عالم ربانی نیست باب سوال جز ای حال میں بطریق
مسکافات کے راسے و بشیم ناز و ریختیم خاکیم و حامی اور کہا کہ نشی سینے داستان فرسید اور کا بجوں کہ
وہ مثل بنی مخصوص حرمت و دیگر واسطے کہ خود بادشا ہوئیں اور انکے ملازمین منع ہوا زراہ خلاف اور خیانت اور
عنقرت کے اور پھر نامحدود کام سے مزید غایت کے ساتھ اور مردم امین کی عقیدت کا زیادہ ہونا اور کفایت کنکار نظام
ملک کے واسطے اور علم نگارنا باطل کی طرف اور احتراز کرنا سخن حق اور صلوات کا جو کہ فواید اس کلیت کے محتاج باج
اسکو سکے تسکین پائی سینے اب بیان فرما داستان اون شخصوں کی کہ اپنے مصیبت حال اور رعایت بخش کو اسرار اپنا
اور دینی روا کہ ہمیں اور غیر دینی حضرت می باز نہ کرے قائم دنیا وغیر ذل کے ضرر زمین ڈوبو نہ زمین اور وضعت خود
نہیں متوجہ ہیں اور آخر کو اپنے کردار کے اندھا دلی یاد آں میں گرفتار ہوتے ہیں کلیم فردا کہ غیری انیدا کار دادہ نہیں کرتے
بین گروہ جاہل کہ میان نور و ظلمت اور خبر و شر اور مانعہ نفع اور عائدہ فریب زمین فرق نہیں کر سکتے ہیں اور خطرات
سے صحراے خلالت میں اور وقت اقبال و فاعل تنہا ہیں اور اونکی نوعیت اور سو فیاض و صریحی و احسنہ مکافات کو سمجھ
سکتے ہیں لیکن لوگ کہ اکٹھے بی عمل الحوائج تو فقیر اولیٰ ہوئے اور خوش حال و کفار یا حسین غایت لم نیلی سے طریقے
جو کچھ کہ وہ اپنے واسطے نہیں پسند کرتے ہیں غیر کے لیے ہی رو نہیں دیتے ہوتا ہیں لہذا بہت جان بازی پسند ہوا یا
غیر کے ہی پسند کرو اور کمالا اسلاف نقی کو کہ برادر کا کیسا ہے جزا مستحق ہے اور اگر کسی صاحب امر میں تاخیر ہو تو مغرور ہو جائے

کہ جو ایسی بھل ہو کہ یا عقل سمیٹنے سے عقلی اہمیت دینا ہے اور جو زمین دینا ہے شاید کہ بہت ہو لیکن بالکل اہمال نہ ہو گا اگر بہت
دوسرے روز ہو تو کیا اگر یہ خیال نہ کرنا کہ سزا اور جزا نہ ملے گی یہ باطل ہے کہ جو بچہ غمخیز عیال میں بویا جائیگا بہت دشمن گزریں گے کہ
اوسے کا شنا پڑ جائیگا پس کوئی طبیب کی مشی کا ہو جائے کہ سواؤ تخم نیکی اور کچھ نہ بویے اور کوئی اگر چاہے کہ بچہ بیکرا دیکھ کر اور
تلمیس پوشیدہ کرے اور فریب تبعد کیونیک کا رکھنے کے لباس میں جلوہ دے یہاں تک کہ لوگ اوسکی شناسا کریں اور ذرا اوس کے
معاذ کا تھرا آفاق میں اتنا داتر ہو کہ دوسرے نزدیک کو پہنچے بالغرض اگر یہ بھی ہو تو بھی اس سیرے سے فوہل اسکا شکی ہو لایا جائیگا
اور شرارت جھٹ باطن اور ناپاکی اوسکے دل سے ہرگز نازل نہ ہوگی مثلاً وہتان بیخ اندرین کی زمین میں ڈالے اور
خاک کے تلے چھپائے اور خیال کرے کہ میں نے غم کو مٹی ہے اور عقدا کو رسے کیسے کر ہی پیدا ہوگی تو یہ خیال اطل اوسکل
محض بھیاں ہے ہی اسیلین کہ جو بویا ہے ہر گز بار لایا جائیگا جو شخص کہ حقیقت سکالات کو سمجھیکا اور شہ اسطو معنی مثلاً
وہر چیرا کو وہ من لعل مثقال و شہرہ شہرہ آدینے جبکہ دل میں مرارت کی ہوگی بدی سے کنارہ کر کے نیکی کی طرف لایا
اور ہنگامی اور دل آزاری تو یہ کر کہ راہ شہقت اور رحمت کی اختیار کر لیا جائیگا مثال اس کلمات کی درستان
شیر صف شکن اور درتیر انگن کی بہت خوب ہے اسے دہلیم نے پوچھا کہ کیوں کر ہے حکایت کہا کہتے ہیں ولایت
حلب میں ایک جنگل تھا کہ اوس میں مرغزار کی اکثر تہتی اور اوس میں ایک شیر تھا ہر چنگ بیل تن کہ ہر لم فلک گہر کی مانند اوسکا
نسکا تھا اور شیر پھر نے اوسکے شکوہ باصوت سے مانند گاؤ زمین کے تحت الشری میں قرار پکا تھا ہمیشہ وہ
شیر جالور کی خونریزی میں ہلکرم تھا اور کبھی اس عداوت نہ کرتا تھا ایک سیکوٹس نے اسکا ملازم تھا جبکہ صورت حال
اس سوال پر کہ کبھی شیر سے لگتی اور شرہ خونخواری سے ڈرتا اور اس وحید من آکان ظالما فہو ظالم یعنی جسے کہ
مدد کی ظالم کی پس وہ شخص ہی ظالم ہوا لایا کہ اگر ظالم کی اہمت کا ترک کرنا بہتر ہے بیت ترس از عصبیت آنکس کہ غلط
بیازار دینے باتش ہر کشا نیز یک نیم سوختن دارد بیت اس شخص ایک گوشہ صواری طرف گیا و کہتا کیا ہے کہ ایچ ش جہا
سے بیچ ایک رخت کی کاٹ رہا ہے اور دندان ارہ صفحہ سے اجزا اس بیچ کے جبکہ گراہا ہے اور وہ درخت میں
حال سے کہتا ہے کہ اسے شکار دل آزار اسطو سطر تیشہ آزار سے بنیاد میرے حیات کی برباد کر رہا ہے اور میرا رشتہ جانک
عبادت ہے رگ و ریشہ سے تیغ بیدار سے قطع کرنا چاہتا ہوں تاکہ میرے سایہ کی جڑ سے اوسیدہ کی منفعت جو محروم کر رہا ہے
بیت کن ہی کہ بدی راجز ابد باشد کیش اہل ہوت بدی دوی باشد بدی موش نے درخت کی ناری پالٹھات
نہ کیا اور اسی جفا کاری پر کہ جو ہوتا ہر گرم ہانا گاہ ایک مار سیاہ کہین گاہ سے نکلا اور ایک دم میں موش کو نگل گیا
سیر گوش نے یہ صورت تجربہ کے مشاہدہ کی اور جانا کہ آزار دینے والا جلد سزا پائے اور بونے والا خوار کا دل

پڑھا بیت اور ضعیف تیر بلاخر زیادہ ہی پڑو تو جس چیز سے ہی کیا وہ ہے اور کہا ان بچار و پیر کو سوار گاہ آہی کی
 پناہ نہیں کہتے ہیں ایسا ظالم اور بیادہ درویش کہ تمام شب باندہ شمع کے دوزخ میں سناں کیا رہی کرتے ہیں ہاں کے حق میں ایسا
 ستم روا نہ کرے غریبوں کے حادہ سید کو اسبب میدا دے ویران نہ بناو ورنہ دل تینوں کا بچا شرب بل کہ کل خار و ہوشی لائے نہ
 بیٹے اور گویا کہ اس شعر چل فرما شعر چھا ہے رحمت حق عجز کو نہ انا بد خبر کہ نہایت یہ جس ہے سستی بد وہ سنگ پر غور
 اس غریب کی بات کو کہ نہ تھا شام اور حیات جا بیکت سہل بنا پھر کے کہا کہ حلالے شیخ سر میرا نہ پھر کہ میں ایسی وامیہات
 نہیں سنا ہوں درویش اگر زود دل پہ اور اپنے گوشے میں بیٹھا قضا را وہی شب گ انبار سیرم کو گلی اور جگہ سے اسکے
 گھر تک پہنچی جمیع مال اور شائع اسکا خاکستر کر دیا کوئی چیز باقی نہ رہے وہ بیدار گر کسیر نرم سے خاکستر گرم پر بیٹھا اتفاقاً
 وہی عزیز روز گزشتہ نصیحت کرتا تھا آیا سناو سننے کہ وہ ظالم اور اسکے مستحق روتے ہیں اور مویہ کرتے ہیں
 کہ یہ آگ کہاں سے ہمارے گہرا و رنار سیرم میں لگی اُس درویش نے کہا کہ یہ دو دہل درویشان اور آتش جگر سوزنگا
 ہے کہ تیرے خرم جمعیت کو جلادیا بلکہ یقین غالب ہے کہ آگ کا سہرا سے تیرا ذخیرہ آخرت ہی جلجا کے **بیت الموصوف**
 درود و نالہ دل پر اصطلح ہے برے گی آگ پائینی جا اس صاحب سے بد ظالم نے سر جھکا لیا اور اپنے دلیں کہا کہ تمام نصائح
 سے نہ درگزر چاہیے کہ وہ تخم بفاک مینے بویا تھا اسکا پھل ہی تھا کہ جو سینے پایا اسکے بعد شغال نے شیر سے کہا کہ نیشل ہوا
 لایا ہوں میں نا جانے تو کہ یہ جو تیرے فرزند کو پہنچا یہ بد لاجرا ہو کے بچو نکالو نے جو فو دا داس پر نی نہ سنی اور رحم کیا
 اب کسو اسطے خرچ کرتا تھا اور مید و از رحم آہی ہوتا ہے اب لازم ہے کہ تو میر کر حسیک تیرے ظلم پر اور تو ان فحش کر یا شیر نے کہا است
 میں حجت اور بر آگ میری خاطر نشان کر شغال نے کہا کہ تیری عمر کتنی ہے شیر نے کہا چالیس برس کا شغال نے کہا کلاس شد میں
 تیری غذا کیا تھی کہا گوشت و خوش اور آمیز کا شغال نے کہا کہ وہ جانور آدمی تو نے چالیس برس کے کہا ہے او شکار کیے
 اور انگو گوشت سے تن پیری کے کیا وہ مان او باب نہ کہتے تھے اور ان کے عزیز و زون کو سوز و غارت و دہا برت خرچ اور خرم
 میں ملایا ہوگا اگر پہلے سے عاقبت اندیشی کرتا اور غور بڑی سے پرہیز کرتا تو اسوقت میں فرزند نہ کے در و فراغ سے ہر گز
 تیرا کیوں کیا ہوتا اگر وہی صفت خوشخو اسی اور پست جفا کاری کہ کیا تو آدہ رو کا کہ سبھی زیادہ ہو گیا جبکہ خلق خدا تجھ کو
 سہیلی بویا آسائیں و امان سونگھی کا تو اب یہی کچھ ہزنت باقی ہے تو بہ کر اور اپنا اخلاق رفق اور رحمت آراستہ کر و فریاد کیا
 وار و گرسے کنارہ کر کے آواز دینے والا سمجھ را حست کہ نہیں لکھتا ہے اور بیدار گر پر گز مقصد کو نہیں پہنچتا ہے شیر نے جبکہ بات
 سنی سمجھا کہ بنا جس کام کی آزار و ظلم پہ ہوتی ہے سو آنا کامی اوس سے فوری نتیجہ حاصل نہیں ہوتا ہے اور دلیں کہا کہ ہمار
 عمر جوانی سے متعلق ہے وہ خزان پیری اور انوالونی سے مبدل ہوئی اور ہر دم راہ فانی میں قدم نہ پڑا ہوا اور ہر دم در و زور و زنجیر

یہ شعر
 درویش کی
 سخاوت اور
 مروت اور
 سخاوت اور
 مروت اور

مہر پہر ہے کہ فزا وساد کروں اور ترک آن زاری اور خدا کا مری کر کے ہوڑ لسی تو تن پر فطرت کروں اور پیش ملک کا
 قوم کر کے کرکست و نیست و دگر دین بیت لمولفہ کیا انفعال ہو گا اگر کا تب عمل بد رکھ دیگے میرے سناست خردین
 حساب کی پہ آخر شیر نے گوشت کھانے اور اینداز سانی سے تو یہ کر کے میوہ صحرائی پر فراغت کی شمال کہ مدت سے
 مایب اور فقط میوہ صحرائی سے فانی تھا ویکھا کہ شیر ہماری غذا ایک سال کی در نہین کھا گیا مضطرب ہو کر شیر کے پاس کر
 کہا کہ شیر یاد اب کیا کام کرنا ہے کہا کہ میں فقط میوہ پر فانی ہوں اور ایک مخلوق سزا ہے مثال نے کہا کہ ایسا نہیں ہے
 بلکہ اینداز مخلوق کی آگے سہی زیادہ تر ہے شیر نے کہا کہ مجھ کو کیلک کیا ضرورت ہے کہ نہ منہ کیسے خون سے لودہ کرتا ہوں
 اور نہ بچہ کیسے ڈار پر کھلتا ہوں مثال نے کہا کہ اپنے حق اللہ تو باز رہا مگر رزق اور نوک کا ایک برس اس کو کرتے
 تھے تو ادھر دس نہیں کھا لیتا ہے پس روزی بھی اس سے متعلق ہے وہ یقین ہو کہ جلد ہلاک ہو جائیں اور اس کا دل
 تیرے بارگروں پر ہوا و اسی جہاں میں سکانات اس کی تجھ پہنچے اور مجھ ڈر ہے کہ تیرا حال اس کوک کی طرح نہ ہو کہ بوزیر
 کے مقابلہ میں ہوا شیر نے پوچھا کہ بیان اس کا کہ حکایت کوک بوزیر نے کہا کہ میں کہ ایک بوزیر نے نے مد
 توفیق نیک ہوا میری قوم کو جو پڑ کے اور ترک تعلق کر کے ماہ صحرائی لی اور ایک شیشا خیر میں بیچنے لنگھ ہوا اور خیال کیا
 کہ ذبیحات کو اکل و شرب گزیر نہیں ہے اور یہ کہ موسم خیر کا نہ ہا تو اور غذا انسان صحرائی میں معلوم اس سے بہتر ہے کہ اس
 انجیر کا ذخیرہ کیجئے تاخیر موسم میں بے برگ نواں ہے اسلئے ہر روز ایک درخت کے انجیر پہلے کہا تا تھا اسکے بعد بالکل
 جھاڑ لینا تھا اور خشک کر کے ایک گوشے میں ذخیرہ کرتا تھا ایک روز موافق قاعدہ موسم کے ایک درخت پر بیٹھا کچھ کھانا
 کھا اور ذخیرہ کے لیے کچھ بیچے کرتا تھا کہ ناگاہ ایک نوک پیدا ہوا اور اسی درخت کے نلے کہ چہرہ بوزیر چڑھتا
 آیا کہ بوزیر نے کے اور پتھر پڑی خال سے پناہ مانگی کہ نوک نے سلام کیا اور کہا کہ مہمان کا بھی کچھ حق ہے بوزیر نے بھی جواب
 مستحقا دیا لغات دیا مصرعہ مرحبا مرحبا تعال تعال بد اور کہا کہ اگر میرے سے جناب کی تشریف فرما کی خیر معلوم ہوئی تو
 خراج حال شکستہ مال کے سامان مہمانی ہیا کر کہتا اور اب بھی جو کچھ کہ ہو سکے گا اور میں درین ہو گا نوک نے کہا کہ میں دوسرے
 آتا ہوں اور شہنشاہ کمال کہتا ہوں جو کچھ کہ حاضر ہوا سوقت ہم مانی کر بوزیر نے اس درخت کی انجیر گرنے شروع
 کئے نوک بجالا رغبت کھانا تھا حتی کہ ایک دانہ اور سخت میں باقی نہ رہا نوک نے کہا کہ عزیز گرامی ہنوز نفس جھیں
 غذا کی خواہش میں بغیر ہے درخت دوزخ چار اور میری ہین منت کر بوزیر نے نے طوعا و کرہا دوسرے درخت جھاڑا مگر وہیں بھی
 نوک کی سیری نہ ہوئی اشارہ اور درخت کی طین کیا بوزیر نے کہا کہ کیا عزیز انصاف ہاتھ سے ندے میل ایک
 چینی کا قوت تو نے ایک دم میں کھا لیا اب مجھ پر مغد و نہیں ہے کہ نہ بلکہ اس سے متواضع ہوں نوک پر ہوا

لے خوش تھی
 خوش تھی
 خوش تھی
 خوش تھی

اور کہا کہ ایک مدت یہ جنگ تیر سے تیرتین مہینہ رہا جس سے میری ملک ہوا تو اب یہاں سواراہ لڑنے لڑنے لگا کہ کبھی جیتے
 بڑا ظلم ہو گیا تھا کہ چوڑی کو ظلم چھانہیں ہوتا ہے اور زردہ کرنا مظلوموں کا بہت مسرت رکھتا ہے جو کہ لیسو جو زیادہ
 آزدہ ہو اور کہا کہ لیسو جو اس درخت سے نیچے گر کے سزاؤ تو راہی رہتا ہوں یہ کہا اور جیت کر کے شاخ درخت پر کیا شاخ
 بارو کہ ہو ٹوٹ گئی اور وہ لیسو ستر گون گر کر کہہ رہا کہ گردن ٹوٹ کے اصل جنم ہوا اور غیر پیشل ہوا اور بیان کی سیر کو تو ہی پہنچ
 حق خود نکالنا ہے جبکہ یہ گروہ غریبوں کے سے مر جائیگا اور باور عزیز ان کے ظلم عمر تجھے بدعا دینگے اور پہلا کام تر با خلق
 آزاری اور غور نہی تھا اور اب حالت درہمین رفق مظلوموں کا غضب کرتا ہے غرض کہ ہر حال میں تیری ہاتھ میں کلام
 نہیں ملتا ہے اور جانوروں کو سیدھے تیری جو رہتو غلطی نہیں ملتی ہے تیرے ظلم کا وہ حال تھا کہ زہرا و صلاح کا یہ حال ہے سنا
 کہ لذت تن پر دوسرے درگند اور لذت روحانی کی فکر کہ سیت اسیر لذت تن ماندہ مگر نہ تر اید چہ عیشہاست کہ در ملک جان نبیہا
 شیر نے جبکہ خیال سے یہ نکلے منے میو کو بھی ترک کر کے فقط آب گیا ہر فضاغت کی اور طاعت خدا میں مشغول ہوا اور کسی
 کہی ان پینو کو پڑھتا تھا نظم بدل از جنہاں دل آزار درگند رہد و ز تنگنا گسند و وار درگندہ کا جہاں دلایق اہل
 بعینہ است ہر مردانہ و از زمرہ لکارد و گندہ چون مقبول بگلشن محاسن اید سعید و سچا کا و زین رو بہ چار و گندہ و در بحر
 حوض نفس جو خواص شمع چشم بد غوطہ خور گوہر شہوار و درگندہ یہ ہر دوستان بعضے بدر بار و کی کہ کو کو گواہیے خراب میں
 کرتے ہتے میں اور عاقبت کا کچھ اندیشہ نہیں کہتے میں غرور کو وسیط کی بلا میں کہ جو کہ حق میں رد اکبر میں خود متلا
 ہوتے میں اس کے بعد راہ راست پہنچاتے ہیں جیسا کہ شیر نے جب تک اپنی جاگ کو شو کو انش پیدا و حسیہ کا بک بک کر
 لیا و خوار سی اور بد کردار سیو دل نہ اٹھایا اور جب تجر باصص حاصل ہوا پھر اس علم خدا کو تار کیا اور کسی آرشین اصل
 کی طرف التفات نکلیا اور پھر کسی طرح مشوہ اس میو نائی جادووش کا خریہ کیا سمیت نوشتہ اندر بلوان جنت الکادہ کہ کہ
 عشوہ دنیا خیر و بد بوی بد اور جو کہ خردمند میں وہ زیادہ تر اس کے سزاوار ہیں کہ اس اشارہ کو کھینچ ہواں تجر کو کو احوال
 اور مال کا پیشہ و کارن اور سناے کار دنیا اور حلت سی ایک قصہ کافی بر کہیں جو کہ اپنے وارنے فرزند و نکلے حق میں پسند نہ کریں
 اور کے واسطے بھی روانہ کہیں کہ ذکر جمیل نکاحا حلت حیا اور مات میں شہرہ آفاق ہے نظم گویا یہ جہاں ہوا و خشت
 خیر ہے بد یا کوئی دریائے آفت خیر ہے بد تھے جو نادان بہین اگر گھر گئے ہر تھو جو دانا وہ کنارہ کر گئے باب گیا ہوا
 مضرت افزوں طلبی اور لیسو کام سے باز نہ رہیں کہ سلیم نے درستان پسندینے کے بعد فرمایا کہ اگر فقیر حیا
 سیریر ہاں شری و دلیل واضح شمال میں بدر و از عاقبت اندیشی کہ عالم کے اندھا پنیا میں نہ بلو کرنا تھا اور جب کہ دروکی
 طرح آپ بھی اس بلا میں مبتلا ہو ہو تو کوئی پناہ میں کیا بیان فرمائی تو نے انہیں سیریر کہ وہ درستان گیا پھرین سحر

لے جیتے تھیں
 حلال کے بھی
 پانچ سو روپیہ
 ستر روپیہ باغیچہ
 درندہ و دیوانہ
 از ارباب شہر اور
 خفاقت اور
 دیکھ ۱۲

رکھتی ہے یعنی حقیقت اس شخص کے بغیر کے کام پر ناکل ہوا اور وہ کام اسکے طر کے موافق اور حال کے مناسب بیان فرما
 حکیم کامل نے اس عبارت میں کصفا اور لطافت میں اور عجائبات کے برابر و متضاد اور حلاوت میں مہر شربت نبات ہتی بیان کی اور
 دھادی بیت المولفہ رہے مدام تو باجخت و تاج مجاہد و ثم بد کہا کرے تہج خلقت یہ سناہ شامان ہے بد اور کہا کہ بادشاہ
 عالم پناہ بزرگوں نے فرمایا ہے کل کل جزا کو کل مفاہر مقال یعنی واسطے ہر عمل کے جزا ہے اور واسطے ہر مقام کے مقال ہے
 اور جامعہ خانہ عجیب لباس خاص ہر ایک کے بلای والا پر جہاں راسیای اور خلعت خانہ بخشش سے ہر شخص کے قدرت کے لائق
 خلعت عطا فرمایا ہے ہر فرد سے ہر کام میں نہیں آتا ہے اور ہر مرد ہر عمل کے لائق نہیں ہوتا ہے منظم غرض لہذا اس سے فرزند
 گس پر عفاے ندادند بزرگمزدوی کل نشاید بنسیم گل ز فارغ خوش نیا دیدہ ساقی اللہ نے انھیں کل جزا بے ہمتا
 کدیہ خوشی کوئی سے ہر سیکو فرما کر حال سانسور و ریاضی اور شربت عنایت اور شربت رعایت کی کو محو و منہن کیا ہے
 شکت نیست کہ نیست ہرہ مندا تو و لے بد اندر خود بخود یا جاے پس ہر شخص کو چاہیے کہ جو صفت کمال نے اسکو
 دی ہے اسکا شغل رکھے اور اسکا کرے کہ اس کام کو تدریج مرتبہ کمال کو پہنچائے اور جو کوئی کہ پیشہ اپنا چو کہ طرف
 کو اسکا مناسبت نہیں ہے جو کہ لگا دیشک مقام تہ دو اور حیرت میں گرفتار ہوگا پس ضرور ہے کہ جو راہ اختیار کی ہے پس
 اسی سے منزل کو پہنچے اور اگر اس سے پہر لگتا تو سرسید اور سرگردان رہیگا مخلوق کو چاہیے کہ اپنے طریق عمل پر ثابت ہے
 اور ہر طرف کو دست ہوس دراز نہ کرے اور فردن الہی کو شعا اپنا نہ بنائے اور جو کام کلاک پیشہ ہے او میں مشغول رہے
 جیسا کہ مولوی معنوی فرماتے ہیں **بیت** ذخیرہ فزون چہ بہرہ کا بخیر فرودندے برادر اور اس عمل کے مناسبت
 زادہ عمری زبان کی ہے کہ جہاں ہوس پیشہ نے ارادہ لغت جبر کے سیکھے کا کیا اور اپنے ہی زبان بول گیا کہ **بیت**
 نے پوچھا کہ قصہ کہو کہ چاہی کہ **حکایت زادہ عمری** کہتے ہیں کہ زمین تسبیح میں ایک مرد صالح پر سیر کار و نینار
 عبادت شعا تھا کہ بائیں کی طرف سے کہ درت علاق کو زائل کر کے پردہ ظلمت کا پیش نظر سے اٹھا ڈالا اور عاشریہ سک جادہ کا
 فتوحات عیبی سے ہر مال لے کر دوش پر رہتا تھا تمام ہمت اسکی اسیا و رسوم تسبیح پر صرف تھی اور مرغ محبت الہی نے اسکے
 سینہ بے کینہ میں آشیاں بنایا تھا اور اسکے خورشید خمیر نے ایک عالم تیرہ کو لفظ کر دیا تھا اور بادجو واس بے برگی کے
 جو کچہ کفر از غیب سے اسکے ہاتھ آتا تھا ہاوان کو کہلا دیتا تھا ایک دن مسافر اسکے مکان میں وارد ہوا ازادہ نہایت
 خوش ہوا اور جو کچہ کہ خطبہ تمکیریم ہنداری کی چاہیے بجالا لیا بعد انفرانح طعام زاہر نے پوچھا کہ کہاں کہ تشریف لانا ہے
 اور اسدہ کس دیار کا ہے جہاں نے جو ایک تھینہ مضیہ میل و دو دراز ہے اگر خاطر عاظر اسکو طول سے طول نہ ہو تو میان
 کروں میں نہ رہنے کہا کہ جو کوئی گوش ہوش شود کہتا ہے ہر قصہ و حیلہ حاصل کر لیتا ہے اور قہر و مجاہور و حقیقت میں در آتا ہے

ہو رہا تھا کہ اہل عیال کے شب روز بسر ہو جاتی تھی اور زراعت میں انتظار ایک سال کا چاہیے تا مائدہ کو حاصل ہو سکے بعد میں دین کہا کہ غلطی کی تو نے کہ بات بزرگوں کی نسخی اب مصارف روزمرہ دربانگی ہی کہ کس طرح یہ تکلیف نفع نہیں ہوتی ہے، اب صلاح یہ ہے کہ کچھ روپے قرض لیکے دوکان میں فروشی کی بھر جاری کروں کہ اہل عیال ہلاک نہ ہو جائیں کہ ہم زراعت کٹنے کا اجا کے بعد اسکے ایکتا جڑ شہر سے بیچ چھ قرض لیکے دوسری بار دوکان جاری کی اور پھر ایک ملازم کو اس مکان پر مقرر کیا کہ یہی خبر گیری زراعت کی کرتا تھا میں اور کبھی مکان کے نظام کو بیابا بازار میں آتا تھا جبکہ وہ تین مہینے گذرے اس کو کرنے یہاں تک خیانت کی کہ دوکان میں کچھ باقی نہ رہا اور زراعت میں بھی ان تین مہینوں کے جو خرچ ہوا تھا دسواں حصہ ہی اوسکا ہاتھ نہ آیا جبکہ یہ صورت نہیں آتی اوس شخص سے اپنا حال تفصیل بیان کیا میں نے پھر عاید نہ کیا کہ تیرا حال اوس طرح کا نہ ہو کہ ڈاڑھی اوسکی مدد سے تھی اور دونوں عورتوں کے ہاتھ تیرے پر رہا ہوتی تھیں پوچھا کہ فیضہ کیونکر تھا عکالت دوزن میانہ سال و نوجوان دونوں نے کہا کہ ایک شخص کی دو عورتیں تھیں ایک لاوہیڑ اور دوسری نوجوان اور آپ بھی اور پھر اور دوسری تھیں کہ جسے پھر ٹوٹا تھی کہتے ہیں اور دونوں عورتوں کو دھت رکھتا تھا ایک شہاد روز ایک کے گھر رہتا تھا اور دوسروں کے دوسرے گھر اور وطن بھی یوں تھی کہ عورت کے زانو پر رکھ کے سویا کرتا تھا ایک دن اس لاوہیڑ کی باری تھی اور لیکو زانو پر رکھتا تھا اور خیال کیا کہ جتنے بال اسکی ڈاڑھی میں سیاہ ہیں اگر یہ نہ ہوں تو اس جان جو تو کو تمام بال سفید دیکھ کے اس سے نفرت ہوگی حقیقت یہ سمجھو کہ اس کے تمام کانا اور سکنا تک نفرت پائی جاتی ہے اور وقت اسکے ہی طبیعت اس سے نفرت کر گئی یہ ضرور میری طرف کو نسبت تمام پیرا کر لیا اس خیال میں جبکہ کہ ہو سکا اوس حصہ خواب تک سیاہ بال نہ تھی رہی اور اس سحر کو کچھ اسکی خبر نہ تھی مصرعہ پر کندہ بڑاں ریشہ کی درخت دن است یہ دوسروں اور نہ جانکی باری تھی اپنی عادت کو راقع اوس کے زانو پر رکھ کے سو گیا نہ تھا قصار اوسکی بھی خیال میں آیا کہ یہ بال سفید اسکے اگر باقی نہ رہیں اور جبکہ یہی ڈاڑھی آئینہ میں سیاہ دیکھی کا مقرر لاوہیڑ عورت کی صحبت نفرت کر کے میری طرف کو لا جالہ غبت کر گیا میری تصور کر کے چند روز فرصت کی تھی بال سفید نہ تھی رہی جبکہ اس طرح چند روز گذرے کہ ایک دن کو سیاہ اور ایک دن کو سفید ہو جاتا تھے آخر کار ایک بال ہی ڈاڑھی میں باقی نہ رہا اس مرد غافل نے ایک دن آئینہ میں دیکھا کہ منہ خواجہ مر کے مانند ہے آہ کہینچی اور کہا کہ میرا کیا حال ہو ایک شخص نے لطیفہ گوئی سے کہا کہ جس کی ڈاڑھی عورت کو گراہندہ میں ہوگی ڈاڑھی تو کیا اگر اس مرد کی ایک اور کان بھی باقی نہ ہوں تو عجب ہے ایک شخص نے کہا کہ میرے مضمی کا تیرے حبل ہر مصرعہ تیری وہ ہوئی ارضی زلی اللہ ہی زلی اللہ ہی زلی اللہ ہی بدترین فرما کہ تیرا حال اوسے مرد مدد سے کہ کچھ پوچھ تو فرماں بڑی مدد

صرف کی اور باقی دنیا جنت کے کام میں تعلق کی اور توحید و کھتا ہے کہ نہ تو حیثیت میں مدنی ہوا نہ نزع زندگانی میں
 خوشہ اور بد و شر و عارف کے تیرے ہی حیل میں ایسات **نزدیکہ** کہ الم اوٹھا اور زاریہ ہون نکلا نہ ہلا نہ محسوس تو سدا
 کا رہا یہی ہوا وہی ہوا اب زہر نے طوفان کا کیا بندھنے بت کو کیا سجدہ نہ کیا وہ ہون گویا یہی ہوا وہی ہوا
 جبکہ کائنات سخی سمجھا میں کہ یہ چاہئے کہ جو کہہا تھا وہ سچ ہوا اب مجھے سو کہنا ہے کہ حاصل نہیں اگر کام نمانا البت
 حالے کروں تو یہی ایک شخص کو قرض می جو ہونا دشوار ہے یہ خیال کر کے شہر سے پہا کا میں منزل بمنزل ترسان ہوا
 جلا جاتا تھا کہ زنا راہ میں مناسبت کہ میرے خیال سب ہلاک ہو گئے اور ملاک تر فرخو اے گئی مصرعہ کو لکھو
 درویشی بچاؤں سال لگیا بد اب میں ملن کے جاننے اسید کہ منزل پہا کی کرتا ہوں اور یہ بیت گایا اپنے در زبان کرتا
 ہوں **بیت** بڑ ہون زینت کا کیا کیا الم دکھائی ہے یہ چھوڑ دے چھوڑ دے چھوڑ دے اور دو اور دل کی کشتی جہاں
 جاتا ہوں اور جرات اندوہ پر لقا تو اہل اللہ سے مرہم کہتا ہوں کیا ایک لکھن سینا التیام پائے جیسا کہ مولف
 نے کہا ہی میت میں دیوانہ ہوں مرہم فائدہ جھوٹے بخش گاہ اگر اچھی جی ہو گئے زخم تو سنگ جرات سے بد اب
 اس ساعت کہ میرا آئینہ دل آپ مقصد زیارت سے مصفا ہوا ہے اور شربت عیش شیرینی کلام شکر بار سے جیسا ہے
 اگر چہ بخت بہت اٹھائے ہیں مگر امید ہے کہ آپ کی برکت زیارت سے مقصود کو پہنچوں یہ خوشخبری سرگزشت کا جو بیان
 میں آیا **مصرعہ** سرگزشت را چہ پی سرگزشت از سرگزشت بد زہد نے فرمایا کہ جو کچھ کہا تو نے اسکے صدق پر میر دل نے
 گواہی دی اگرچہ رحمت مجاہد و صفت سافرت بہت کچھ تھی تو نے لیکن تجربے ہی خوب حال کیے اب یہ زندگانی
 دور و در کہ کیف آزاد از بس ہوا جاں فہم بود و نالود دنیا کا ایک ظلم دل سے عذر کرنا مناسب اور سوا کس کیس کو
 تیری حریفانہ کرتا ہے **بیت** دیکھ کہدیتے ہیں رن ہاتھ سے کہو دولت فقیر نہ شاکہ تیری بل و سچو کہ گدا ہوں نہ ہاں
 او نیز زبان دونوں با ہم خوش ہوئے اور ایک نے دوسرے کے صحبت غنیمت سمجھا اور یہ زابا کہ تھا قوم نبی اسرائیل سے اور زبان میری
 بہت فصاحت سے بولتا تھا اگرچہ اور علم اور زبان نہیں ہی ہنگامہ رکھتا تھا لیلیٰ بنت جبریل میں فہم اوس بانیکا تھا اور گزرتی
 خواص زبان جو میں کلام کیا کرتا تھا یہاں فرنگی حقیقت لغت جبری سے مطلق آشنا تھا لیکن کلام زابا اس زبان میں بہت
 مینا تھا جبکہ مصرعہ زیادہ گرا اور وہ فرنگی زابا سے بے تکلف ہوا و حکمایا کہ میں میدوار ہوں کہ یہ زبان مجھ کو تعلیم کر اور دینے لفظ
 کہے سابقہ معرفت اور ذکر مرہم بیکر کیا تو اور تکلف ضیافت میں اتنی رعایت کی کہ رابطہ محبت قدیم میں کوئی آشنا نہ کر سکے اب
 اس زبان میں ہی مجھے اپنا شکر کر کے اسکا شوق مجھے ہر دم تیار رکھتا ہے اگر اس زبان میں تیری تعلیم مجھے دینا ہے تو میں
 تیرا بندہ حسانی نام ہو گا دیکھا کہ مجھ سے کہیں کیا مصالحت ہو کر ایک شخص کو نصیحت جہالت و اوج دانش پر ترقی دونوں مگر

عہ انما باقیہ
 احتیاج دارد
 قاش غایب
 دیکھ کہ
 در آن زمان
 حال در آن حال
 کہ با شوق
 عہ انما باقیہ
 دیوانہ
 با ہر کس
 شکر
 کہ میرا
 صفت
 ہوا
 از بوی خوش
 دینا
 با کلام
 ۱۲
 بوی
 ۱۳
 شکر
 ۱۴
 حضرت
 و طاعت
 ۱۵
 میں
 ۱۶
 بیستی

روشن تحقیق کو نہ چھوڑو گا کہ تقلید کنندہ عربی شاعریں کی اور تحقیق نیک ہادی ہے صدق و یقین کی زائر کہہ کر دینے
 از راہ نصیحت است آنجا کہ یاد آید تہذیب اختیار ہو مگر اندیشہ یہ کہ کتابوں کو تو زبان عبری کی درجے پر ایسا ہونا چاہی زبان
 ہی ہو چھائے اور زبان عبری ہی یاد نہ آئے تو حال تیرا اوس نوع کے شباب ہو کہ حال لکبک کی سیکھتا تھا اپنی ہی
 چال بہول کیا مہمان نے پوچھا کہ یہ قصہ کیوں کر تھا حکایت **زناغ منقلد لکبک** کہا کہتے ہیں کہ ایک نغمہ نے پرواز
 میں دیکھا کہ ایک کبک عرصہ زمین پر بیٹھ کر کھانا خزانہ جو اور تیار کیا سیر حاصل کو مصیبت تاجریہ و مینین گویا کی کہ
 اوسکے حیل تھیں پڑنے لگا **ہیات** دیکھ کر تیار اور ظالم سوئی جاتی ہر خلق یکم نہیں تلوار کر چلنے کی عالم جا لکبک کے
 جی اور بیٹے بن سکر جیہ طرز گفتگو بہ ایک عالم جسیر تاجریہ عالم غالب کا یہ نغمہ کو فرام لکبک خوش آیا اور اسکے سنا جگات اور جی
 اور جلال کی رفتار سے تھیر ہوا اور راوہ کیا کہ از علم بس لکبک سیکھا چاہیہ اسلئے ملاحت لکبک اختیار کیا اور اسکے رفتار کے
 سیکھنے میں خواب و غور بہول کیا ایک دن لکبک نے کہا کہ از نغمہ میں لکھتا ہوں کہ تو ہمیشہ میری پیچھے پھرتا ہے اور تیرے سر پر کات
 سکنات سیکھنے کا رہتا ہے کچھ خیال نام ہی زناغ نے کہا کہ از زبیا تو خداں روتیری رفتار میرا دل ہاتھ کی لگی ہے اور تیرا شادی
 روشن کا ہر دم خیال میں رہتا ہے سو طر تیری خدمت میں حاضر رہتا ہوں کہ اس رفتار کو سیکھ کے پانچواں سر پر کھوں لکبک
 نے تہذیب راہ اور کہا کہ از نادان کہاں تو اور کہاں میں میرا فرام یہ امر ہی ذلتی اور تیری رفتار وہ ہی تیری صفحہ ملی ہو
 اوسے زایل کرنا اور اسے سیکھنا یہ دونوں قبیل قبیل صمدین ہو اور ریشمی زایل نہیں ہوتا ہے اور مقصدانے غلط
 تکلف سے فہم نہیں پاتا جی تیری وضع اور جی اور حیرت و اصرار میں تفاوت رہا کہ جانتا تھا کہ بجا ہر حال سے
 درگزر اور اس اندیشہ سے ہمتہ اور ٹھا اور یہ گمان تیرا محض باطل ہی زناغ نے جو ابدی کا جو ارادہ تیرا کیا ہے اور تیرا کنگار
 پریت کشتی صبر بردیا عمر انداختہ ایم و یا میرم مدویا بکٹ آید کہہ رہے یہ آخر زناغ ایک رات تک لکبک کی پیچھے پھرتا
 رہا مگر روتش اوسکی تو نہ سیکھ سکا بلکہ رفتار اپنی بہول گیا پھر جانتا تھا کہ اپنی رفتار یاد آئے سو وہ ہی یاد نہ آئی میرے
 جرات کا کہ اسکے حیل ہی میرے صبر کے بہول اپنی ہی کو اپنے جوشن کی جال پہ پھیل ہو اٹھ بیان کی جرات جانے
 تو کہ سچ بیہودہ صبیحا نہ کرنا مناسب نہیں حکمانے کہا کہ جیال ترین خلائی کا وہ ہر کا وہی کام میں ہاتھ ڈالے
 کہ لائق اوسکے منصب اور تہذیب اوسکی مانند ہو کہ تو ان بانی بن چور کے زراعت میں مشغول ہو اور خلاصہ سرشتہ
 دو نو نکار بار لکیا **پریت** آرزو تھی حاصل ہو تو دونوں تصدق جان کٹ جانی ہی کہہ مٹی گرنے چاہیہ اور نجان کٹ جہان نے
 نصیحت زائد کی قبول کی اور تحصیل لذت جبری میں مشغول رہا تہوڑی عرصہ میں زبان قدیم ہی فراموش کی اور زبان
 جبری ہی یاد نہ آئی یہ جرم مثال دس شخص کی جو حرفت اپنی جہوڑ کے کلمہ کو کہ اوسکی لای نہ اختیار کرے اور یہ بات

۱۵۰ جی کی پیچھے
 ۱۵۱ وادوہ و تہذیب
 ۱۵۲ لا مشیت جلیت
 ۱۵۳ ہر حال شرف
 ۱۵۴ غفلت کہ
 ۱۵۵ خوش

گاہ گاہ احتیاج اوسکی ہوتی ہے اور سخاوت اور علم و کار میں اس لیے علم اور سخاوت و سخاوت سے بہترین اور فائدہ
 سخاوت کا مخصوص محتاج کے واسطے ہے مگر حاجت علم کی سبکو ہے اور منافع خوشخوئی کے خاص عالم اور عین و سپاہ کو
 شامل ہیں اس واسطے علم دن در دن صفو پر فضیلت کہتا ہے **نظم** خلق رکبند ہے جسکی طبعیت میں بد وہی انسان ہے حقیقت
 حسن ظاہر کا گوہر اور ہوا بد حسن ہے جو کہ بدترین ہے ایک بزرگ نے کہا ہے کہ اگرچہ میں اور تمام عالم میں ایک تار ہوا اور سب اتفاق اگر
 تو دنیا کا کین اٹھائی نہیں کہ تو رسیکین یعنی اگر وہ بھیل بچکے تو میں کہنے لگتا اور وہ کہیں گئے تو میں ڈوبل دو نکا
 یعنی کمال علم اور صحت و صوفی میری ایسی ہے کہ تمام اہل عالم کے ساتھ میں آسانی اور زندگی بسر کرنا کسی طرح سے شگایا
 نہایت کی **بدیت** میں کہندہ دوم دار و خوشین بد اور درویش میں من نروم بخوبی اور اب اتنا اور جاننا جائے کہ علم و تامل
 نیک ترین فضائل سے ہے خلق اللہ کی وسطے خصوصاً بادشاہوں کے واسطے اور نبات و دریا و سلطنت کا خلق اللہ کی دوستی کے
 سبب ہوتا ہے اور اس کا علم و تامل جہاں کمال اور خون بہاں ہی سبب نافذ بہترین اور مردنی کا اعلیٰ اعلیٰ پر بلا قید
 اسی سبب جاری رہا ہے پس اگر انہا اخلاق موافق دیانت اور امانت کے راستہ پر کہیں تو ممکن ہے کہ درشت خفی کے سبب
 ہاں اقل نفرت کریں اور سخت اور سبک وضعی اور ایک عالم کو آرزو کرو اور بہت سی جانبوں اور ممال معرض ہلاکت و تفرق میں پریشان
رباعی نسخ غصہ ہے حکم سلطان تامل بد یہ لازم ہے کہ سے پہلے تامل سے اگر غافل ہو گیا بد سبب ملک میں ہو گیا غفلت بد
 اگر بادشاہ آب سخاوت کو احتیاج رکھ خلق اللہ ہو دلے یا آتش شجاعت خرمن جیاد من جلا دلے اگر سرمایہ علم ہے بہرہ
 تو ایک درشت خفی میں چشمہ سخاوت کا گندہ ہو جائیگا اور ایک سخت گوئی میں ہزار خون جانی پیدا ہوگا اور اگر سخاوت میں قصور
 اور سخاوت میں متور ہی ہو تو مدار اور دھجی اور علم و خوشخوئی سے رعیت اور اہل لشکر کو شکر ادا کرنا سکتا ہے اور خلق اللہ کو
 قید ہوا داری اور سلسلہ خدمت گزاری میں کہنے سکتا ہے **بدیت** نسخ گو تر ای رشک گل ہے روی خوش بد لطفت اسکا
 ہے جب ہو جو خوشے خوش بد اگر نبات و دریا کا تو علم ہی ضلک اور ہو چکا ہو جائیگا کہ تینوں آہیں لازم و ملزوم ہیں
ہمیت باش ثابت در طریق برابری محو کہ بد ہر تکلیف میں دار و شیر تار و شکوہ بد بادشاہ کو چاہیے کہ علم کی جگہ متالعت
 نفس کی نکر سے اور جسے کی حالت میں اطاعت شیطان کی مدد کرے کہ غصہ ایک طلعہ ہو انش شیطانی کا کہستان غیر ملاح
 کو جلا داتا ہے اور غصہ وہ درخت ہے کہ سوا اہل اولیائی کے اور بھل نہیں لانا ہے اور علم پیچہ برون کے اخلاق میں سے
 ہے اور اہل تحقیق اور رباب تصدیق کے نزدیک مقرر ہے جسک کوئی غصہ پر غالب نہیں ہوتا ہے صدیق و گداز میں شام نہیں ہوتا
 ہے اور کلمات مکالمین کہا ہے کہ ایک بزرگ سے التماس کیا کہ منفعت خلق کی اور مصرت غصہ کے بیان فرماوے یا کہ انسا میں خلق
 کے بہت ہیں اور ایسے بہر و معروف ہیں کہ محتاج بیان کے نہیں ہیں اور اقسام مصرت کے ہی علیٰ ہذا القیاس ہیں

وہ کہ بدترین ہے ایک بزرگ نے کہا ہے کہ اگرچہ میں اور تمام عالم میں ایک تار ہوا اور سب اتفاق اگر تو دنیا کا کین اٹھائی نہیں کہ تو رسیکین یعنی اگر وہ بھیل بچکے تو میں کہنے لگتا اور وہ کہیں گئے تو میں ڈوبل دو نکا

کلمین اور کلاموں گوش ہوش سے سن بیہ ہر کتر کرنا غنیمت حاصل ہے جسے کلام اور محاسن فصال کا اور
 جسے کہ غنیمت کی اپنی طبیعت پر غالب کھا لیں جسے کرنا لاپے تمام تبارج اعمال اور فضا میں افعال کا نظم ختم و کمن
 و صفا باع و دو ان ہر ہر کتر کمن ہست از بدان بہ پہل فضا ز دوزخ ست کمن تو بہ جودان کل سفہم دین تو بہ
 چون تو جزو دوزخی پس ہوشدار بہ جود سوی کل خود کر قرارید اور دوسرا باکو جا اچا ہر کہ بادشاہ کو وزیر مباح کا اور
 خرمند کی احتیاج اس بہت ہوتی ہے کہ اگر غور و جباری اور سخت شہر ہی او سکھو علم ہر دباری سے سفون کرے تو وزیر
 ہر ہر بطریق نصیحت او سے راستہ پر لائے اور عادیہ ثبات و وقار پر ثبات قدم کہو در مزاج او سکھ کہ عدالت سے
 سفون ہو گیا اعتماد الہیہ تھاقت کی طرف مایل کرے تا عنایت پروردگار اور بکت علم و وقار سے جھڑن کہ
 سمجھ کرے فتح اور نصرت رفیق اور قرین اور قابل دولت ناصر صہب اسکے رہن اور احیا نا کہی نفس مارہ اپنی
 خواہش نفس کی واسطے کرے تو صلاح باطل و زہر خوش تدبیر کی او سکھ خبر زایل کر دے جیسا کہ خدمت میں ہوا
 منہ کے وزیر ہر کہ ہوا رہی نے پوچھا کہ یہ حکایت کیوں کر ہے **حکایت** کہا کہتے ہیں کہ بلا بدینین ایک بادشاہ تھا
 بھلا نام دکان بیکر اور فزا میں بے پایاں مالک تھا اور سلاطین روزگار میں برگزیدہ تھا وہ بیٹے کہتا تھا کہ ہر دشمن ان کی
 چہرہ رخشاں رخنی قرض لیتا تھا اور ماہ تابان ان کی زیبائی و زار و زار کی عداوت سے میدان سپہر میں گوی کے مانند
 غلطان و گشت تھا حال کلام یہ کہ از دستا باگ اس قسم کہ کہتے تو بجا ہی چنانچہ یہ بیت مولف کی او نہیں کہ حب لب ہر بیت
 جلتو طور کہ کدوش پر تو اور معلو صاحب بدہری کی سی ہر صورت صاف باقی پر لکھا ہے یہ ایک کو سہل کہتے تھے اور دوسرے کو
 دہمیں اور ان کی مالک ایران و کشت نام تھا کہ او سکے رشک خساری عروس آفتاب حجاب حجاب بن منہ چہاں ہی او گیسے غیر لو اسکے
 جسم بیکل کثر م سے چہاں بن بکتر تھے پس یہ گویا کا او سکے حرکات کا متبع ہر شہر و روجی اٹھتی ہیں شکر ہی یہ طر گشتا
 ایک عالم سپہر تھے وہ عالم حالی کا بدل بادشاہ کا اس کو یہ کیا کہ وادوں و دنوں فرزند ملک عشق و محبت وائل اور شید تھا
 اور ان کو دیدیا کے بغیر رام جان اور سرور دل حاصل نہوتا تھا اور ایک وزیر تھا کہ او کو بکار کہتے تھے ان کو کشت میں معنی ہوا
 کہ یہ میں یعنی سارک روادہ وہ وزیر تسانت و عقل میں شہور تھا اور اسکی رای صاحب ہر مشور میں بے خطا تھی
 اور گیاست اور کار دانی اور فراست و مہرانی ہر حال میں او سکے فوال اور فحال و تر و ترش کرتی تھی اور یہ بیت گویا کی ہون
 ہے **بیت** ہوا وہ تیر سا شایر جو نہوتا تھا کہ بھلا ہی ناخن ابروی عقدہ و تعبیر یہ اور دیر خاص او سکے کمال نام کہتا تھا
 نوینہ تھا کہ عطار و سپر کے کمان بیان و تحریر کو کہنے سکتا تھا اور نشی فلک قدیم تبہم و او سکے صنائع کی مداح کو نہ پہنچ سکتا
 تھا زبان ملک لطافت شاعر او سکے موزن اور فصاحت تھی اور ان کی طر و طرانت آثار طبع انوار افادت تھی جو ہر دین کی ترستہ نگرین

کلمین اور کلاموں گوش ہوش سے سن بیہ ہر کتر کرنا غنیمت حاصل ہے جسے کلام اور محاسن فصال کا اور جسے کہ غنیمت کی اپنی طبیعت پر غالب کھا لیں جسے کرنا لاپے تمام تبارج اعمال اور فضا میں افعال کا نظم ختم و کمن و صفا باع و دو ان ہر ہر کتر کمن ہست از بدان بہ پہل فضا ز دوزخ ست کمن تو بہ جودان کل سفہم دین تو بہ چون تو جزو دوزخی پس ہوشدار بہ جود سوی کل خود کر قرارید اور دوسرا باکو جا اچا ہر کہ بادشاہ کو وزیر مباح کا اور خرمند کی احتیاج اس بہت ہوتی ہے کہ اگر غور و جباری اور سخت شہر ہی او سکھو علم ہر دباری سے سفون کرے تو وزیر ہر ہر بطریق نصیحت او سے راستہ پر لائے اور عادیہ ثبات و وقار پر ثبات قدم کہو در مزاج او سکھ کہ عدالت سے سفون ہو گیا اعتماد الہیہ تھاقت کی طرف مایل کرے تا عنایت پروردگار اور بکت علم و وقار سے جھڑن کہ سمجھ کرے فتح اور نصرت رفیق اور قرین اور قابل دولت ناصر صہب اسکے رہن اور احیا نا کہی نفس مارہ اپنی خواہش نفس کی واسطے کرے تو صلاح باطل و زہر خوش تدبیر کی او سکھ خبر زایل کر دے جیسا کہ خدمت میں ہوا منہ کے وزیر ہر کہ ہوا رہی نے پوچھا کہ یہ حکایت کیوں کر ہے حکایت کہا کہتے ہیں کہ بلا بدینین ایک بادشاہ تھا بھلا نام دکان بیکر اور فزا میں بے پایاں مالک تھا اور سلاطین روزگار میں برگزیدہ تھا وہ بیٹے کہتا تھا کہ ہر دشمن ان کی چہرہ رخشاں رخنی قرض لیتا تھا اور ماہ تابان ان کی زیبائی و زار و زار کی عداوت سے میدان سپہر میں گوی کے مانند غلطان و گشت تھا حال کلام یہ کہ از دستا باگ اس قسم کہ کہتے تو بجا ہی چنانچہ یہ بیت مولف کی او نہیں کہ حب لب ہر بیت جلتو طور کہ کدوش پر تو اور معلو صاحب بدہری کی سی ہر صورت صاف باقی پر لکھا ہے یہ ایک کو سہل کہتے تھے اور دوسرے کو دہمیں اور ان کی مالک ایران و کشت نام تھا کہ او سکے رشک خساری عروس آفتاب حجاب حجاب بن منہ چہاں ہی او گیسے غیر لو اسکے جسم بیکل کثر م سے چہاں بن بکتر تھے پس یہ گویا کا او سکے حرکات کا متبع ہر شہر و روجی اٹھتی ہیں شکر ہی یہ طر گشتا ایک عالم سپہر تھے وہ عالم حالی کا بدل بادشاہ کا اس کو یہ کیا کہ وادوں و دنوں فرزند ملک عشق و محبت وائل اور شید تھا اور ان کو دیدیا کے بغیر رام جان اور سرور دل حاصل نہوتا تھا اور ایک وزیر تھا کہ او کو بکار کہتے تھے ان کو کشت میں معنی ہوا کہ یہ میں یعنی سارک روادہ وہ وزیر تسانت و عقل میں شہور تھا اور اسکی رای صاحب ہر مشور میں بے خطا تھی اور گیاست اور کار دانی اور فراست و مہرانی ہر حال میں او سکے فوال اور فحال و تر و ترش کرتی تھی اور یہ بیت گویا کی ہون ہے بیت ہوا وہ تیر سا شایر جو نہوتا تھا کہ بھلا ہی ناخن ابروی عقدہ و تعبیر یہ اور دیر خاص او سکے کمال نام کہتا تھا نوینہ تھا کہ عطار و سپر کے کمان بیان و تحریر کو کہنے سکتا تھا اور نشی فلک قدیم تبہم و او سکے صنائع کی مداح کو نہ پہنچ سکتا تھا زبان ملک لطافت شاعر او سکے موزن اور فصاحت تھی اور ان کی طر و طرانت آثار طبع انوار افادت تھی جو ہر دین کی ترستہ نگرین

کلمین اور کلاموں گوش ہوش سے سن بیہ ہر کتر کرنا غنیمت حاصل ہے جسے کلام اور محاسن فصال کا اور جسے کہ غنیمت کی اپنی طبیعت پر غالب کھا لیں جسے کرنا لاپے تمام تبارج اعمال اور فضا میں افعال کا نظم ختم و کمن و صفا باع و دو ان ہر ہر کتر کمن ہست از بدان بہ پہل فضا ز دوزخ ست کمن تو بہ جودان کل سفہم دین تو بہ چون تو جزو دوزخی پس ہوشدار بہ جود سوی کل خود کر قرارید اور دوسرا باکو جا اچا ہر کہ بادشاہ کو وزیر مباح کا اور خرمند کی احتیاج اس بہت ہوتی ہے کہ اگر غور و جباری اور سخت شہر ہی او سکھو علم ہر دباری سے سفون کرے تو وزیر ہر ہر بطریق نصیحت او سے راستہ پر لائے اور عادیہ ثبات و وقار پر ثبات قدم کہو در مزاج او سکھ کہ عدالت سے سفون ہو گیا اعتماد الہیہ تھاقت کی طرف مایل کرے تا عنایت پروردگار اور بکت علم و وقار سے جھڑن کہ سمجھ کرے فتح اور نصرت رفیق اور قرین اور قابل دولت ناصر صہب اسکے رہن اور احیا نا کہی نفس مارہ اپنی خواہش نفس کی واسطے کرے تو صلاح باطل و زہر خوش تدبیر کی او سکھ خبر زایل کر دے جیسا کہ خدمت میں ہوا منہ کے وزیر ہر کہ ہوا رہی نے پوچھا کہ یہ حکایت کیوں کر ہے حکایت کہا کہتے ہیں کہ بلا بدینین ایک بادشاہ تھا بھلا نام دکان بیکر اور فزا میں بے پایاں مالک تھا اور سلاطین روزگار میں برگزیدہ تھا وہ بیٹے کہتا تھا کہ ہر دشمن ان کی چہرہ رخشاں رخنی قرض لیتا تھا اور ماہ تابان ان کی زیبائی و زار و زار کی عداوت سے میدان سپہر میں گوی کے مانند غلطان و گشت تھا حال کلام یہ کہ از دستا باگ اس قسم کہ کہتے تو بجا ہی چنانچہ یہ بیت مولف کی او نہیں کہ حب لب ہر بیت جلتو طور کہ کدوش پر تو اور معلو صاحب بدہری کی سی ہر صورت صاف باقی پر لکھا ہے یہ ایک کو سہل کہتے تھے اور دوسرے کو دہمیں اور ان کی مالک ایران و کشت نام تھا کہ او سکے رشک خساری عروس آفتاب حجاب حجاب بن منہ چہاں ہی او گیسے غیر لو اسکے جسم بیکل کثر م سے چہاں بن بکتر تھے پس یہ گویا کا او سکے حرکات کا متبع ہر شہر و روجی اٹھتی ہیں شکر ہی یہ طر گشتا ایک عالم سپہر تھے وہ عالم حالی کا بدل بادشاہ کا اس کو یہ کیا کہ وادوں و دنوں فرزند ملک عشق و محبت وائل اور شید تھا اور ان کو دیدیا کے بغیر رام جان اور سرور دل حاصل نہوتا تھا اور ایک وزیر تھا کہ او کو بکار کہتے تھے ان کو کشت میں معنی ہوا کہ یہ میں یعنی سارک روادہ وہ وزیر تسانت و عقل میں شہور تھا اور اسکی رای صاحب ہر مشور میں بے خطا تھی اور گیاست اور کار دانی اور فراست و مہرانی ہر حال میں او سکے فوال اور فحال و تر و ترش کرتی تھی اور یہ بیت گویا کی ہون ہے بیت ہوا وہ تیر سا شایر جو نہوتا تھا کہ بھلا ہی ناخن ابروی عقدہ و تعبیر یہ اور دیر خاص او سکے کمال نام کہتا تھا نوینہ تھا کہ عطار و سپر کے کمان بیان و تحریر کو کہنے سکتا تھا اور نشی فلک قدیم تبہم و او سکے صنائع کی مداح کو نہ پہنچ سکتا تھا زبان ملک لطافت شاعر او سکے موزن اور فصاحت تھی اور ان کی طر و طرانت آثار طبع انوار افادت تھی جو ہر دین کی ترستہ نگرین

واسطے رونق بخش مہمان تھا اور جو نقد خفایں کہ میران ہر سیرین کو لٹا تھا تمام عالم اوسکے پند کرتا تھا اور ایک بل سید
 رکھتا تھا کہ میدان جنگ میں باد جہان پیا کے شفت ہائی کرتا تھا فیصلہ گویا کا اسکی شان میں ہر **قطبہ** جو دیکھو نیکل فلک
 زنبہ کو ترسے تو کہوں یہ بزرگ کوہ یہاں خضر جہان بان ہر مہنہ میں دانت یہ فراہ کے میں دست درازہ نہیں ہے
 سو فخر پر شیریں کی دلف بچان ہر بد اور دھیل سیاہ رنگ تنومند و غفلت اعضا میں مانند کوہ الوند کے میدان و غامین
 گردن کش کے سر ہاں کرتے تھے یہ قطعہ گویا کا اوسہیں کیا نام **قطبہ** یہ جلد روبرو کر بل میں نظر سے غائب ہو
 اگرچہ ڈیل میں وہ نل چرخ گردان ہر بد کر گافنی عدو کے تر سے یہ ثابت ہر بد کہ دونوں دفتہ نسو ایک شکل لانا یاں ہر اور دوسر
 بچے کوہ کوہان ہامون نود رکھتا تھا کہ ایک شب میں انہم کو طے کرتے تھے اور وقت پوچھ پڑھتے سیران تیز گامی میں
 گوئی سبقت لیجاتے تھے **ہریت** ہامون نود کو تن لٹل کر دہ خوش بد نامہ ہر شب باکش ہر روز تاشب خارش ہر اور
 ایک سنہ نینا تندر و تیز گام سہیں ہم زمین لکام کہ عیان گرد میں باد جہان بیا سبقت لیجاتا تھا اور صبا گیتی نود اوسکی گرد کوہ
 پہنچ سکتی تھی یہ قطعہ گویا کا اوسکے مناسب حال ہے **قطبہ** چل سب ملک سیر زرافعت خورشید و ڈانڈا اگر اوسکے
 بس ہانکے پرارہ باد کو کہی شرق کہی مغرب جھلا دابہ علی سا کھی گنبد گردانکے برابر ہر اور نہیں گنبد کوہ شریک
 پیری ہے فصلت کو جو دیکھو تو ہر انسان کے برابر بد اور ایک تیغ کہ تھی کہ لمبائی میں جہاں اور لائی قیمتی ہر اور ستار
 پیرستہ تھی اور اسکے جو ہر ذاتی البی تھے کہ جیسے صفحہ لاس پیمامو نود ہامون و بختہ مینا پر گیس پر افشانی کی ہے ابھی
 اس واسطے کہتے تھے کہ غون افشانی میں ہر بہار تیغ کہتے تھے اور چک میں برق کہ چشم اعدا کو نیرہ کرتی تھی **اسیات**
 تلوار تری روز عابرق نظر آئے پندرہ تین کقطرہ باران کے برابر ہر کر کاٹ سناو میں تری تیغ دود کا ہر ملک عدو ہر خور
 کے برابر ہر دوسرے تلوار نیر سے لوح کی کشتی بد اور ذات عدو لئے طوفان کے برابر ہر اور شاہان سکندر کوہ چکا ہو چکا بہت عزت رکھتا
 تھا اور سلطانین ہفت عالم پران سب کے سب سامات کرتا تھا اور اسکے ولایت میں ایک بد ہر بہرہ کا دین میں ہر ایک شخص کو
 سبب ہونے پر گردیدہ کر کے اوسکی پیغمبری کے معترف تھے اور وہ راہ حق ہر سکھو خوف کر کے اپنی دین ایجاد کی تعلیم دیتا تھا
 اور ضلالت جہالت میں اوس گردہ کو سر گردان اور گمراہ کر رکھتا تھا ہر بد بادشاہ اوسکو ضلال اور غی و غلابی سے منع کرتا تھا
 گرد و باہمی عاقل و ترک کرتا تھا اور بادشاہ کے نصیب میں اور حسیعت ملت نہیں ہر ذرا داعی افغین ہر ست ہر سیرین کے قتل کی
 اور گھوڑا مال اذکا لوٹ کر ان کو زندہ کر کے اسیر کیے لوباسکے چارو ہر سیرین اس جہان کے کفنون علم میں رتہ اولیٰ و دس ہر ہر
 اور ظاہر اوس میں سہی تار بھونکے تھے واسطے تعلیم کے طائیفہ پادیر بر اعلیٰ کہ تھے اور بفاق اطاعت کرتے تھے اور فرصت تمام
 موقوف کینہ خواہی کے منتظر تھے قضا ایک شب بادشاہ ہر عزیز ہر بہرہ راحت کرتا تھا کہ ناگاہ ساہواریں ہر سیرین ہر سیرین

یہ لڑائی تھی
 اور جو کچھ لڑائی تھی
 جنگ ہر

ہوں یہ بیدار ہو اور متفہم تھا کہ کیا چیز تھی اس خیال میں بار و گیسو گپا لیکھتا کہا ہے کہ دو مچھلیاں سرخ لکڑی کے شعلے سے دیر
 نظاریاں خیر ہوتے تھے ہم کھڑے ہیں اور جاکتے ہیں بادشاہ و دوسری باریبار ہو اور اندیشہ دور و دراز میں بڑا
 تیسری باریبار ہو گیا دیکھا کہ ایک تازہ اور دلچسپ نگین اور بزرگ اس کے پیچھے سے اڑیں اور آگے آگے اڑیں اور بادشاہ
 کو عادیانہ نزع کیا پھر بادشاہ پر ربوہ کی غالبی اور دیکھا کہ ایک سانپ بزرگ اُپر خال نہرو اور سبب میں بادشاہ کے
 بانو سے پسٹا گیا بادشاہ کے خوف سے بیدار ہو اور نہ تاشا کہ پردہ خیال سے ملاحظہ کیا اندھکین تھا اس کے بعد پھر مکر خواب
 اور کشتن کشتان عالم شمال میں لیکے اس بار دیکھتا گیا ہے کہ سزا یا سنی مر جائی مانند خون میں آلودہ ہے بادشاہ بیاد
 اور نہایت مضطرب ہو چکا کہ مکران حرم مرگوا و زوگنا گاہ پھر نینہ غالب کی تو پھر دیکھتا گیا ہے کہ شہر سپید راہور کہ برق
 جہنم کی مانند کوہ گرا اور عمر لڑی کی طرح خوش رفتار ہے اس پر بادشاہ سوار ہے اور مسرت کی طرف جاتا ہے اور ہر چند نگاہ کرتا ہے
 کہ کسی ملازم کو سوار و فرس پیدا کہ نہیں دیکھتا ہے پھر خواب سے بیدار ہو اور چہٹی بار پھر سو گیا دیکھا کہ ایک لگا لگا سر پرورد
 اور اس کی رشتی اس کے اطراف اور جو کچھ گھیر رہے ہیں موت کے شاہزیو ہر اسان ہو کے بیدار ہو اساتوین بار پھر غافل
 ہو گیا دیکھا کہ ایک مرغ اس کے سر پر بیٹھا ہو پیشانی پر منقارہا تھا ہے اس بار بادشاہ نے خونگ ہو کے السباغہ مارا کہ
 ملازم گرو بادشاہ کے خفتہ بیدار تھے سرسید ہو کر دوڑے بادشاہ نے سیکو تسکین ہی اور کہا کہ ثیرت ہے ابی اپنی اپنی
 بلکہ جا کے بیروں اور اس خواب ہولناک کی ہیبت مانند مار دم بریدہ اور دم مار گزیرہ کو بوجہا کہ تاتا اور باجو دیکھتا تھا کہ
 کیا نفس گداگون تھا کہ ملک قدرت دیکھا یا دیکھا کہ شکر خدا دیکھتا تھا کہ بے دریا یا پست بنشست ہو کر عہدہ شہنشاہ
 مارفتہ ہو فتنہ ہمارے دگر نہاد اس تصدیق تھا کہ یہ صورت واقعہ کی کس کہوں اور حل اس مشکل کے کسی علی انہم سے طلب کروں اور محرم
 اسرار کا کس تباداں اور نہاد اس قضیہ کے کس کہوں **حصر علیہ** درد کو گویم و در مان نہ کہ ہر دم بد الفہم شب بھر ارنج
 ہر کی جبکہ عارض صبح روشن نہیں زلف شب تار سے درخشندہ ہو اور نقاب ظلمت دن کے آگے سے اٹھایا گیا بادشاہ
 اٹھا اور یہ کہ کہ حلال ہر شکل از علم تعبیر میں کامل جانتا تھا بلایا اور تعبیل کہ بادشاہ کو منع ہے حل میں لایا یعنی غلبہ نظر
 میں بالمال نامی حالات خواب کے حطر جو دیکھے تھے ان سے بیان کیے برہنہ واقعات ہولناک سننے اور خوف دہراں
 نامیہ شاہ پر دیکھ کے کہا کہ یہ خواب بہت سنگین ہے از نام عمر السباغہ خواب ہولناک ہماری کافون نے کہی نہ سنا تھا
 اور کوئی مہیہ بلاناہل تعبیر سکی کر نہیں دیکھتا ہے اگر بادشاہ اجازت فرمائے تو ہم غلام یا یکدیگر اتفاق کر کے وہ گدا میں
 کزن تعبیر میں کہتے ہیں کہ جو کچھ کہیں اوتار مل نام جو کچھ کہیں دریافت کریں اور وہ تعبیر میں شائبہ شبہ و شک کا نہ رہے
 اُسے عرض کریں اور اسکے دفع ضرر کی راہ ڈھونڈیں بادشاہ نے اجازت دی یہ دیان سے باہر آئے اور

اسید وار میں اور کچھ اکثر امومین بادشاہ کا نانی جانتے ہیں شاسب یہ ہے کہ تو شہر پار کو پاس کے صور حال درینت
 فرما تاو اسکے تدارک میں ہم سب شغل ہوں ورنہ میرا ہر عہد پیشہ بلانڈیشہ میں سباد اور کجاست دلتی ہو کوئی فریک کے بادشا
 کو واس کام پتھر لیں کریں کہ انجام واسکا حسرت اور ندامت کو کچھ اور جب بات ہاتھ پڑ جاتی رہتی ہے تو تاسف کچھ کم نہیں
 آتا ہر مصر عہد علان واقعہ پیش از وقوع یاد کرد ایران وخت نے جو ابدیا کچھ دوسے مجھیں اور بادشاہ میں شکر رنجی
 ہر اور اس کی کنا یہ بادشاہ میں گاہ گاہ کچھ بان ہو جاتی ہو اسکی مجھے شرم آتی ہو کہ بادشاہ کے خلوت میں بے طلب جلی جاؤں اور
 بے محابا استفسار حال کروں وزیر نے کہا کہ ای ملکہ جان سیر بدیہ الاحباب کہتے ہیں نیٹنگلی نہیں ہے بلکہ سب سوخ نبا و محبت
 اور موجب نہایت قاعدہ و سوت ہر سببت کہو لفظ اکو ناز چاہئے بکھینا چاہیے ہر ہر برائی دوستی مانو ناز چاہئے
 اس عمل میں ٹکلف کو بر طرف رکھا چاہیے کہ بادشاہ کو مظلوم اور اندیشہ و دراز میں پریشان خاطر ہو اور نہ تنگدلی و الجھ
 میں گشتاخی نہیں کر سکتے ہیں اور بغیر تیرے کلید صلاح کی اور کوئی اس قفل شکل کو کھول نہیں سکتا ہر اور سینے بار بار یہ
 بادشاہ تو شہر پار کو جب ایران وخت میرے آگے آتی ہو لکھ چاند و گلین بھی ہوتا ہوں تو خوش ہو جاتا ہوں اور اسکے دیدار
 ہر ایک اور عمر و مال مستب ہو جاتا ہے اب تو تشریف لیا اور دریافت کرو کہ عہد پرست رکھ ایران وخت بادشاہ کے
 پاس فی اور کہا بیت نعمت سباد و گزند سباد و بچ سباد کہ راحت دل و آرام جان و دفع غمی باد اسکے بعد عرض کیا کہ خوب
 فکر اور سب چیز نکالیا ہے اگر لبر بہرے کچھ نہ سنا ہو ورنہ لائق کر سکتے ہو تو خدام کو بھی اور سب مطلع کچھ تا بموجب سب مفت
 کر کے شہر اطاعت و سنگداری سب بجالائیں بادشاہ نے کہا کہ سوال اس چیز کا نکلیا جائے کہ جواب کا سوت بچ و ملال ہو
 کہ حسرت ملال من اشیا آئینہ شکستہ کہ حسرت ملال من اشیا آئینہ شکستہ کہ حسرت ملال من اشیا آئینہ شکستہ کہ حسرت ملال من اشیا آئینہ شکستہ
 تمہارے ہی چیز میں آئینہ میں ڈالے لکھو یہی بچ میں ڈالیں تمہیں ایران وخت نے کہا کہ یہ بچ اگر مستحق کی
 طرف رجوع کرے تو غم نہیں ہو کہ سلامتی ذات مبارک تدارک جمیع آفات نکلیا ہر مصر عہد ہر عہد انگریز نے انا تو با
 اور اگر حیا و بالذ وہ فقط نفس نفس علی سے متعلق ہو تو او میں اضطراب فرماتا اور عینا ک میٹھانا چاہیے مصر عہد مرد
 شہان قہر لنگ کا عاجز و بد بلکہ عینت مرد کی سناسی ہے کہ یہ عزیت نشان ہر مصر شہان کا کاحمد صفات سلاطین ہے
 اور جزع اور فزع بچ کو زیادہ کرتا ہو اور صبری فحش کو خوشوقت اور دوست کو بوجھ کرتی ہو اور جو عائد آدمی برائی ہو میں
 مضبوطی صبری کی اچھ میں تو آخر کا چہرہ مراد پیش نظر آتا ہو اور نہ میں مطالعہ کجی ہاتھ آتا ہو کفنا و الی ایضی ہر
 لکھو لکھو صبر و آفات میں لازم ہو انجام خوب ہو نہ دنیا میں صبر کی برائی کام خوب بادشاہ کو لائق ہو کہ جو کام کا عائد ہو طریق اسکی
 آملانی کا کمال لیا سنا و نو فرست اور نہایت ثبات اور تاب فراہمی ہو کر کہ وہ امر پرست شہد اور پوشیدہ نہ ہو خصوصاً

لکھو لکھو شہر پار کو جب ایران وخت میرے آگے آتی ہو لکھ چاند و گلین بھی ہوتا ہوں تو خوش ہو جاتا ہوں اور اسکے دیدار ہر ایک اور عمر و مال مستب ہو جاتا ہے اب تو تشریف لیا اور دریافت کرو کہ عہد پرست رکھ ایران وخت بادشاہ کے پاس فی اور کہا بیت نعمت سباد و گزند سباد و بچ سباد کہ راحت دل و آرام جان و دفع غمی باد اسکے بعد عرض کیا کہ خوب فکر اور سب چیز نکالیا ہے اگر لبر بہرے کچھ نہ سنا ہو ورنہ لائق کر سکتے ہو تو خدام کو بھی اور سب مطلع کچھ تا بموجب سب مفت کر کے شہر اطاعت و سنگداری سب بجالائیں بادشاہ نے کہا کہ سوال اس چیز کا نکلیا جائے کہ جواب کا سوت بچ و ملال ہو کہ حسرت ملال من اشیا آئینہ شکستہ کہ حسرت ملال من اشیا آئینہ شکستہ کہ حسرت ملال من اشیا آئینہ شکستہ کہ حسرت ملال من اشیا آئینہ شکستہ

وہ بات کہ اختیار و عین نہور زیادہ تر او عین ثابت مقدم ہوا در مضطر نہ ہو بلکہ طبیعت کو خوش رکھ کر کہ وہ مضطر نہ ہو گا
 پر تو فہرستیں کریم جو کچھ کہ کتابتے خصوصاً صلہ و نیکو واسطے وہ بہتر ہے در دوسرے فہرستیں اس میں اس درجہ کہ انسان دوسرین
 کہ سطح ملزمنہ بن ہوتا ہے در عین کہ کچھ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اختیار بخشا ہے و عین خطا کا بھی تھا ہے اور خطا اللہ
 و ملائکہ باعث ہوتی ہے اگر وہ امر الیسا ہو کہ بجز دعا و بارہ تدبیر سے باہر ہو سب بندگان نبائی بدل جانے دعا و راحت سلطان
 میں نسبتاً روز مضطر ہو گئے اگر قابل تدارک کے ہو تو ان عین کے موافق عمل فرمائے نظم ہم گنج داری ہم خدم ہم ہم
 ملک داری ہم چشم بیرون از خلوت قدم ہم پر باب عالم زن علم بدخ جانبی قصو کن بد اندوہ رانا لود کن بد احباب
 خوشنود کن بد بردار ز دل با نغمہ بد بادشاہ نے کہا کہ جو کچھ برا ہم نے کہا اگر ایک حرف دوسرے گوش کوہ میں کہہ دوں
 تو اطراف اوسکے مانند طور کے ہر ہم و وہم ہو جائیں اور اگر ایک ہزار اسکے روز روشن پہلا ہر کون تو مانتی شب کے تیرہ و
 تار ہو جائے اسیران دخت اوسکی نقیشتیں میں ببالہ لو کرتی ہے گزشتہ کی تو ثابت لاسکے کی ایران دخت چھ بھال گیا
 بادشاہ نے اوسکے پانچ طرح حال ظاہر کیا کہ سینے کل رات یہ خواب ہوا کہ کلیم میں اور اوسکی تاویل اور تعبیر ہر ہمہ سے
 پوچھی تھی اور ان ملعون نے تعبیری کہ تجھ ملکہ اور درو لون فرزند ان عالم بقدر اور وزیر صافی خلیفہ اور دینور محمدیو بیل سفید
 و دانگن اور لون درو لون جلال کوہ پیکر صفت شکن اور درو لون شتر خا و فرسا چھا کر ان اوسد و حرنقا کو شہر گونہر گار سے
 قتل کر کے اور کچھ شہر شہ کو بھی قتل و لاپلاہی سے تبا و تخریب کا حرنقا کو شہر گونہر گار سے قتل کر کے اور کچھ شہر شہ کو بھی
 دودا اندوہ آنشکہ دل سے اٹھا اور درو لون دماغ سے باہر نکل گیا نر دیک تھا کہ شہر عظیم سے قتل و عظیم شہر ان
 ہر ایک لڑکس کیاست اور ہر داری میں موصوف تھے دل کو تھا بنا اور کہا بہت لمو لفظ تو سے باقی بلا سے گونفا
 ہو جائیں ہم بہ سب بلا تیری میری ہم پر ہوا جائیں ہم بہ بادشاہ کو اس بات کو اندوہ میں ہونا سچا ہو اگر عا میں خانہ زاد کوئی
 بادشاہ کی ذات پر فائدہ ہو گئے تو اور کس کام آئیں گے اگر ذات بادشاہ کی باقی ہو تو اور اواد بھی ہونا ممکن ہے اور خد متنگدار
 اور سباج محل کہ کم ہوئے کوئی نقصان سلطنت میں نہیں آتا ہے اور خدا کر و کفر خواہ کیا دفع ہو جائے اور بادشاہ کا
 دل اس نہج سے فاض ہو مگر اس طاغے غلہ پر عطا و زہار نہیں چاہیے کہ یہ عین دست نامہ میں اور بادشاہ کے نزدیک اگر کرا
 کر یا اس کردہ کا ضرور ہی شہر سے تو ہی ملتا نال اور بغیر خوب جزا و تحفہ الیہ امر و شوا میں جلدی فرمائیے کہ فو نہری کا
 و شوا ہے اور جالوز ان بیگناہ اور زاد لود جو کی آس نیا ت کو منہدم کرنا بلا ہے ہر ایران اور گناہ ہے پالان ہوا در اگر
 فو نہر مانتہ ہے سو ہے اور جو فو نہر حق جلد میں ہو گا تو عذاب ابدی ہر دال ہے پھر اسف اور پشیمانی فائدہ نہ بخشگی اور
 حسرت و نفوس کیچہ کام نہ آئیگا کہ مردہ کو زندہ کرنا دسرفہ قدرت میرے باہر ہے ان ہر ہم کو بھی دوست نہ جانے

اور سلطان کا یہ شعر زبان کے بندہ بجانب سے روند مل گئے تھل کے بد نظری کا بندہ بدہ آٹھ گیا بسج حاصل کا اگرچہ
 اصل میں ان پر اسے نزدیک سے مگر صدق و صفا اور ریاضت و قدامت بہت دور ہے مشورہ اس بادشاہ کا نہایت مناسب
 بادشاہ کو یہ بات پسند آئی اور فی الحال سوار ہو کے کارندوں کے پاس آیا اور دیدار حکیم سے کہ مجمع فیوض شنائی تحاسنہ
 محو حکیم بھی غوطہ غلیم سجلا آیا اور کہا کہ میرا کلیہ خزان مقدم شہر یاسر منور ہو الیکین سبب تکلیف فرمائی کا کیا ہے اور تشریف کیا
 کس طرح سے ہے اور نشان غم کا نصیب ہوا کیونسی پایا جاتا ہے کون چیز سے کس باعث ہوئی ہے بادشاہ نے کیفیت خواب بہتر دینی
 تعبیر تفصیل سے بیان کی کارندوں نے انگشت تعجب سے خندان تفکر و تاسف کاٹی اور کہا کہ بادشاہ نے غلطی کی جو یہ خواب طائف
 خدا سے کہا اور یہ مکارا بلایت اسکی نہیں کہتے ہیں کہ یہ خواب النبی بیان کیا جاتا ہے یہ ہے کہ عقل نہا کہتے ہیں اور
 دیانت بر جا اور بادشاہ کو اسباب بشارت اسود پر شادی کرنا چاہیے اور اس کے شکر لغین صدقائے یکران حقون کو دنیا لایم
 اور لائل سعادت اور شواہد عزت و عظمت تعبیر سے اس کی بجائے پیدا اور ہویدار میں دبدمد جاری امور فرہنگ کے موافق ہوگا اور
 ساعت بساعت مہم دولت انتظام نہ پائینگے دوران تلخ اور گردون غلام اور ملک داعی اور فلک بکام رہیگا اور تین
 تعبیر مزاج کی تفصیل عرض کر کے کیدان برسگالوں کا دفع کرتا ہوں **مصرح** کہ دست تو خدنگ است ہم سرست بد حال
 دو باہمی مصرع کہ دم پر کھڑی دیکھیں وہ دونوں تاحد میں کہ بادشاہ سرانیدب کی طرف یو آمین گے اور بدیل قوی بیکلہ
 چاروں سطل یا قوت رانی کو امارا دیکر رشک رنگ سے پور غول ہو جا اور جرم اتش افک شعل کی غیر شری نہان خانہ سنگین
 منہ چھپائے وہ بادشاہ کو پیشکش گزار میں گے اور وہ دوہیں اور ایک تازہ کیچے سے اڑے کہ وہ بادشاہ کے
 آمین تھیں دعا کی تار اور دو گھوڑے ایسے ہونگے کہ رعد خضر برق عرش تیر نہیں خٹ کوٹن کہ بادشاہ فی کا یہ طریق ہدیہ
 حضرت کو بھیجا اور وہ سانچے بادشاہ کی باؤں کو لپٹا تبادہ تلواری ایسی آبدار کہ روز جنگ کسی نرم سخت پر نہ اٹھ کر غول
 دشمن کے پڑی تو تنگ کر کے مانند برق کے گز جاتے ایسی مع میں یہ بیت مکتوف وقع ہر بیت ہر دست کو تکراری
 فوج کی شہی آو آئے و کئے طوفان برابر یہ وہی بطریق ہدیہ بادشاہ دلی پیشکش کر گیا اور وہ خون کا بادشاہ نے ہر نیم
 مبارک اوج آوہ دیکھا یہ وہ خلعت ہر اور خوانی رنگ کل جو امیر کہ دار السلطنت غزنین سے بطریق ہدیہ جاتے بادشاہ
 میں آگیا اور وہ اختر سپید کہ بادشاہ امیر سوار نہا سپید باہتی ہے کہ سلطان جیا گرا کا بادشاہ کیخ متعین ہو چکا بادشاہ
 امیر سوار فرمایا اور وہ آگ کہ بادشاہ کو سر پر مکتی ہے وہ تاج ہے کہ سیلان کا بادشاہ ہدیہ ہو چکا - اور وہ تاج ایسا
 ہو گا کہ لنگوہ اسکی قدر کا لنگوہ قمر نیارنگ سے برابری کر گیا اور اسکی گوہر فشانی سے ہر بادشاہ کے سر کا رشتہ گوہر کی مانند
 درخشان ہو گا اور ہر منہ کہ بادشاہ کے سر پر ہتھار ماتا ہے اس میں تہوڑا سا اندیشہ کرا سیت کا ہے - لیکن

چندان ضرر و آسیب نہیں ہر نہایت اوسکی یہ کہ چند روز کی واسطے کئی دست اور پانچ ہزار پانچ سو تریسوی ہونگی اور ملل اوسکا
 صلاح اور فلاح پر انجام پائیگا یہ ہر ناول اور تعبیر بادشاہ کے خواب کی کہ ساتھ بار رسول بادشاہ ہونگی درگاہ عالی میں
 حاضر ہو کے ہدیہ گزرائیگی اور بادشاہ اون ہر دینے شاد کام و تازہ دل ہوگا اور ثبات دولت اور دوام سر پر بخوار
 پائیگا لیکن لازم ہے کہ شہنشاہ بار دیگر دانا ہو کر اپنا محرم ستر نہ کرے اور بخیر و خوشی کہی مشورہ نہ فرمائے اور لائق و شہنشاہ
 یہ ہے کہ مرم بیباک ناپاک بدگو ہر زشت سیر کے مشورے پر سزا نافرمان جانے اور اپنی نفس نفس کو گونہ منتی ہے
 مرم مغلطہ دن بہت لیم منہ کے سلک میں منسلک کرے جبکہ اس پیر سبک نفس سجادہ بادشاہ کے دل مردہ کو
 حیات تازہ اور سینہ پر مردہ کو نشاط بے اندازہ بخشی ہی رات شکر ادا کیے اور کہا کہ منایت بزدانی میری مدد کا تھی
 کہ اس جناب حکمت تاب میں رہنمائی کی کہ میں بسبب بکثرت انھاس متبر کے کہ اسے اندیشہ رہائی پاکے شاد کام ہوا و یہ
 اٹھا گویا کہ شکر یہ میں ہے **اس بات** میں آتش غصے جل رہا تھا یہ تن سے راجی کل رہا تھا یہ سچا ہی خداوند آب و حیات
 غم کی ہوئی ہر طرف حرارت بد صد شکر کر ل گیا سچا بد مرگ کو کیا ہر زندہ گویا بد احمد اللہ دایا ابد الابد اسکے بادشاہ
 بادل شاد و مستقر دولت کو آیا البتہ رات روز کے متواتر رسول ہر یہ اور تحفہ کے ساتھ بستر حصے کہ حکیم نے کہا تھا اور
 اُنے لگے سالوین دن بادشاہ نے دونوں بیٹوں اور بلار وزیر اور ارباب دولت اور وزیر کو خلوت میں بلایا اور کہا کہ
 غیظ ہلاکی سے کہ خواب اپنا پتھنہ میں بیان کیا اگر رحمت الہی متوجہ یہ حال پر نہ ہوتی اور ارباب دولت رات نہ کرتے بتاتے تو غلام
 ان ملاعین کی مجھ کو تمام میرا رقبہ اور تباہ کر ہلاک کر چکے تھے اور جس کد سداوت صبی یاری کرے و سکد جا پڑے کہ
 کی نصیحت کو عزیز کہو اور ہر کام میں تامل فرمائے اور احتیاط کو ماتھو نہ دعا و مینا اسکے خلاف عمل کیا تھا **مصرع**
 ہر کہ بے تاب کہ جو کہ دسا مانے نیامت بد اسکے بجا فرمایا کہ عزیز کی خاطر اس دفعہ غیظ خالی ملال اور کلال ہوگی لازم ہے کہ
 یہ ہر بیان پر تشریح کروں خصوصاً ابراہیم دخت کو وہ اس حادثے کی تلافی کے باعث ہوئی تھی اور بلار وزیر نے کہ ایران خست
 اس تدارک کی صلاح بتائی ہے مقدم میں بلار نے کہا کہ غلام سیو سطل ہوئے ہیں کہ حوادث میں انہی سینے کو سبر ملا کر میں
 بڑا کام **مصرع** ہر کہ تلو دار و پردہ ای نہ راد و اور خدام کہ دانی انت بر اپنی جان نثار کیا دعوی کہ کہ میں اگر ایسی دفعین
 وہ توقع بخشش و انعام کی کہ میں تلوہ و جان نثار میں ہیں مگر ملکہ زمان نے اس حالت میں الدینہ بہت جی کی ہر اگر ترحکات
 میں نہ تاج مرصع یا جاہ راز وانی انہیں ایک چیز جو ملکہ پسند کرے اور حضور عنایت فرمائیں تو سچا ہی بادشاہ نہ کہ ملکہ لائن
 چیزوں کو مجھ کو خاص میں لیا میں اور سچ ہے بادشاہ ہی مع ملا و زمر اس مجرہ میں تشریف لایا اور حرم بادشاہ میں ایک کیز و زمر
 عام میں کہ بادشاہ کی منظور نظر تھی از بس خوش طبع کہ کھنڈ غاری اوسکے شرم سر پہ و غری میں چھپا تھا بادشاہ اوسکا بہت تامل تھا

کچھ بدشاہوں کا بچے اس قدر خیر میں غامدہ کی وجہ سے دین اول یہ کہ تمام رہنما ایک شخص کی ذات کا دوسری رضامندی بادشاہ کی
 لگا کر اس کے قتل سے نادم ہوا اور دوسری زندہ ہونے کے بعد تو کتنا خوش ہو تیسرے اس بات کا احسان تمام سلطنت پر یہ کہ لکھنے فرزند
 اور اقربا اور اہل کمان دولت بادشاہ کی قتل سے بچا جائے میں یہ احسان شکوہ شامل ہے اس لیے کہ اہل بران دخت کو ادا محرموں کے
 ساتھ کہ بادشاہ کی طرف سے حرم میں نہیں خدمت کرتی تھیں ایک مکان محفوظ میں جہاں کے رکھنا اور سیالہ کیا کہ لکھ کی تعظیم اور
 تکرم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کریں اور اپنے شیرخون آلودہ ہاتھ میں لیکے اور عملیں صورت بنا کے بادشاہ کو مہر و یا
 اور کہا کہ اس حکم بادشاہ کا بجا لایا اور اس کو دیکھ کر سزا کو پہنچایا بادشاہ کی سولت غضب و مسوقت فی الحکم کوئی تہی سنتوی اس
 بات کے اس کے حال کمال اور حسن عقل اور صلاح کو جو یاد کیا بہت رنجور ہوا اور شرمندہ امت کا ہر جنہ چاہتا تھا کہ چہرہ بظاہر نہ ہو
 تو ستر ہے مگر اپنے دل میں پلو ملاست کرنا شروع کیا گناہین کو حکم اور تالی کو ہر طرف کیا اور پڑھوٹ لکھ کر کو تھوڑی سی خطا پر کہ
 جو بجا بامسک تھا تلف کیا لایا نہ تھا کہ ایسا حکم کمتر اور آج حکم سے آتش خشم کو بجھا تا جب وزیر نے علامت ندامت بادشاہ کو
 چہرہ پر نہ بدہ کی کہا کہ بادشاہ کو غناک ہونا چاہیے کہ تیر شست سی نکلا ہوا پھر نہیں آتا ہے اور مردہ زندہ نہیں تلو
 اندر وہ بیخاکہ کرنا حکم کو نزار اور دل کو بقیرا کرتا ہے اور حال اس سے دوستوں کی اذیت اور دشمنوں کی راحت کو سوا اور کچھ نہیں
 ہوتا ہے اور جو کوئی سنے گا کہ بادشاہ نے ایسا حکم فرمایا اور اس کے بعد پشیمان ہوا تو دار و دربار بادشاہی میں بگمائی کرے گا
 لازم تو یہ تھا کہ بادشاہ اس قضیہ میں ملائمت و راء اور سستی اور خوشنوت سے منحرف نہ تھا تو آج ندامت پیش رفتی اگر بادشاہ
 فرمائے تو میں قصہ بادشاہ میں کا عرض کروں بادشاہ نے فرمایا کہ بیان کر حکایت بادشاہ میں وزیر نے
 عرض کیا کہ ایک میں میں ایک بادشاہ تھا راجہ پیر اور نیت جوان رکھتا تھا دیدہ گوہوں نے اس سرعت گردش پر مدت حسنا
 میں ایسا آفتاب سالانہ سلطنت پر نہ دیکھا تھا اور گوشت روزگار نے صف جہا ندر میں ایسا جہا ندر نہ سنا تھا بصیرت
 بزم میں قمار و می تباہی و تناب و رزم میں شوم کو تھا میر سحاب و داد و دھرم تھا سار جہاں بدشاہ کو انعام تھا سار جہاں پادشاہ
 اور یہ بادشاہ شکار و دست بھی تھا ایک دن شکار گاہ میں مرکب اپنا چٹ راست دوڑا یا اور نظر تامل سے ہر جانب دیکھا مگر خوش
 طبعی سے کوئی حیدر نظر نہ آیا ایک جگہ ملے سناوہ ہو کر تھیرے طرف نگران تھا قصار ایک خاکش پوستان ہو گا ہاتھ تھلا سے
 اور مجمع ہوئی اس بائین کشی سے تعب اور ٹھٹھکے ایک پتھر کو تکیہ کے ہوئے بیٹھا تھا بادشاہ دیکھ کر اچھا کہ آہو ہی ایک تنگ
 دل شکار پیر اور اس بات شعلہ حیرت کو در آور و عرق بہت بزلن سخت خرم سے چوبرق بدقتہہ کباب و ملائے نکو دیکر چٹکا
 و خطا و نکو و بد الفصہ بادشاہ نے جبکہ تیرا لاد اور اس کے نزدیک پہنچا اس کے کمر میں بائینہ جھوج اور تن پر خون دیکھا سخت غمناک
 ہوا اور ماضی ملاست ہی چہرہ ندامت کو نہ جتا تھا اور اس جلدی کرنے سے ہزار مجالت اور صرست کرتا تھا لیکن خاکش زندہ تھا

بادشاہ
 کے
 حکم
 کو
 چھوڑ
 دیا

مزمین تھا بادشاہ کا دل اسکی شمال پر اسرجہ پائل تھا کہ ملکہ حرم خاص اور غلبہ صانع بااختصاص گناہ کرنا تھا اور عروج و نشا
 کی ہمیشہ غیر حمت سے خوب روئی تھی اور وسط اسکے دفع کے ہزاروں سیلے وٹھائی تھی قصہ لکین انساغرم
 مشاطہ حرم سرگلا ہر کیا اور قتل بادشاہ اور دفع کینز کے گندوگاری چاہیے مشادہ نے کہا تو اتنا بتا کہ بادشاہ اسکو کوٹ غرض
 پڑیا وہ رانغب ہے ملکہ نے کہا کہ بیشتر سینے خلوت میں دیکھا ہے کہ بادشاہ اسکے سیب غنیمت پر غم رکھ کے بوسہ لیتا ہوا دوس
 حال میں یہ شکر گویا کا پڑنا ہے **حیرت المواقف** حیرت ہو گیا آنکھوں میں پھل بد خلد میں جب مجلہ وہ سیب غنیمت یاد آگیا بدشا
 نے کہا کہ طریق آسان میرا اختیار ہے کہ بادشاہ جلد تر اس ہلاک ہو جائیگا وہ یہ ہے جو کہ قریب ہر بلابل نکلودہ کہ اسکو
 نیل میں ملا کے اور حجر میں کینز کے جا کے ایک طال اس نیل سے اسکا سینہ قریب پناہوں جبکہ بادشاہ حالت سستی میں اور پھر کھینک
 فی الفور ہلاک ہو جائیگا اور تو اس حجر سے فراغت پانگی خاتوا اس بات کو فحشی ہوئی اور زہر ہلاک اسکی منگوا یا مشاطہ نے
 اسویطی کہ ذکر اسکا ہو چکا نیل کو ملا کے کینز کے پاس گئی اور حالت آرائش میں اپنی سیاہ کالیسور خالی اسکو ذوق پرینائی
 بادشاہ کا ایک غلام تھا کہ حرم سر میں جو میت رکھتا تھا قضا را پیش پر وہ خاندان اور مشاطہ کے کلام کو منشا تھا اور مشاطہ کا جا
 کینز کے پاس اور اسکے زرخدان پر خال کا بنا نا دیکھتا تھا داعیہ وفاداری اور حق گذاری اسکی ہر لایا کہ کینز اور بادشاہ کو اسکی
 خبر دے لیکن کینز فرصت نہ پائی اور ان تک پہنچ نہ سکا آخر بادشاہ بستر کینز پر حالت سستی میں سو گیا غلام پر شفقت حق
 غالب ہوئی آہستہ آہستہ سر ہانے کینز کا اگر گوشت آہستہ آہستہ نیل کا اسکو ذوق سوز پاک کرنے لگا کہ اسی حالت میں بادشاہ
 بیدار ہوا دیکھا کہ غلام نے ہاتھ نہ زرخدان کینز پر دراز کیا ہے حرارت حیرت بادشاہ کو غضب پر لائی اور تلوار لیکر غلام کے
 مبارکباد کیا قصہ کیا غلام غلوٹ باہر بھاگا بادشاہ اسکے پیچھے نکلوا کینز پر نکل آیا وہی ختم خاص دروازہ پر کھڑا تھا جبکہ بادشاہ
 کو غضبناک دیکھا ایک تھو بادشاہ کو دکھایا دیکھتے بادشاہ موج زنی سے موقوف ہوا و سر رفتہ دکھایا اسپر بھی آتش تھلے
 تسکین نہ پائی جبکہ تیر رفتہ دیکھا تو بادشاہ گونہ ہوش میں آیا اور شربت ناگوار غضب کے گھونٹ پینے لگا جبکہ اندر کے غضب
 سے تسکین ہوئی غلام کو بلا کے کہا کہ یہ جلد اپنی کسوت سے تونے کی سچ بیان کر غلام نے حال موبو بیان کیا بادشاہ فر
 ملکہ کو بلا یا اور اسکی تعیش میں مصالحت کیا ملکہ نے انکا کیا اور کہا کہ غلام جو منٹھ کہتا ہے سنیے بار بار دیکھا ہے کہ یہ فاجر کارا
 کینز سے افعال کی مانند اکثر کام کیا کرتا تھا اور میں شرم کے مارے اور اس لاشی سے اسکے ظاہر میں مجرات کرتی تھی کہ گمان ہو
 کہ یہ رشک کے حبس ہتھ کرتی ہوا کہ بدشاہ نے اسکو اپنی سی دیکھ لیا اب میں اسکو قتل کر دیتا ہوں قضا کرنا سیاسط
 کو زبان رکھتا ہے اور غفلت کیا موقع جرات ہو تو وہ مراتب علم سے بہتر ہے بیت خاکیز بہر خلق شاید ہو کر لیا تھی بیتا کہ
 بادشاہ نے معاملہ بطور دیکھا غلام نے عرض کیا کہ اسی بادشاہ کا مران اور شہزادان لاکھوں تک کہ ایک ایک یقیں میں ہلاک ہوا

ہو اگر اپنے حضور سپہ پادشاہ اوسے طلب فرما کر کہ تو یہ شبہ زائل ہو جا پادشاہ نے اوس پر مشاطہ کو مع ڈسپا
 طلب کیا اور قدرے نیل کر اوس میں باتیں تھادیں ایک گئے کو تھوڑا سا کہلایا پس آدھ رکھانا اور دھرمنا اوسکا جبکہ
 حقیقت حال پادشاہ پر شکستہ ہوئی ملکہ کو قید اور مشاطہ کو قتل اور علام کو آزاد کیا اور سرداری ایک مملکت کی اوس علامہ کے
 سپرد کی اور اوس پادشاہ نے جو حکم کیا تو حضرت مشاطہ سے بچ رہا اور برکت بڑا رہی اوسکی بیگم نے کچھ پھر نہ پہنچا یا اور
 اتنا بڑا سپید و سپنٹا ہو گیا اور دوست اور دشمن کھل گئے اور پیش اس واسطے عرض کی سینے کا پادشاہ ہو کو کسی کام میں
 تعین چاہیے کیونکہ **مصلحت** ملکہ کو سلطان بزرگ آتش آب بد دم میں کر دی خراب عالم کو بد حکم میں نہ نہ اضطراب کرے یہ کہ نہیں
 اضطراب کر کہ پادشاہ نے کہا کہ مجھے اتنی اس حکم میں غصہ کے جب خطا ہوئی باری تعالیٰ ازراہ خبر خواہی یہ لازم تھا کہ آ
 بجا کہتا بلکہ یہ بات عجیب بہت تعجب کی ہوئی کہ الیہ شخص نے خط کو ایک ہی حکم میں ہلاک کیا اور نہ آ پٹل کیا اور نہ
 مجھے کچھ کہا وزیر نے عرض کیا کہ پادشاہ کو ایک عورت کی واسطے اتنی فکر چاہیے اور لوگ کہ حرم سرا پادشاہی میں ہیں
 اونیکی صحبت پانہ نہ ہے **ہیت** اگر سر ہفت نارون ہست بد و ملا نہ اندیا من ہست بد پادشاہ کو خواہی کلام وزیر و الیہ متعجب ہوا
 کہ ایران دخت مقترن ہو گئی آہ سرد دل پر درد و بر لایا اندر گرواب اند وہ میں زیادہ تر متلا ہو اور پھر چار مولد ذکر کر چاہتا
ایسیات بھلا ہو خاک میری زلیست چاہتا ہو جا بہ انیس جان دل آرام دکنہ والی فوس بد لایا خاک میں اس نیک کا قابل کہ
 زمین پر گریڑ کیوں نہ آسمان فوس بد اور یہ کہتا تھا کہ صدائوں رونق گلزار گل کے مانند تھوری سی زندگی کہتی تھی۔
 اور دست پر کر وہ نہال یا منہ ہارنی آفت خزاں سے بعد بے برگ نوا ہو گیا پھر منہ طون وزیر کے کیا کہ میں سخت اندر نہک ہو
 ایران دخت کی ہلاکت وزیر نے کہا کہ میں شخص ہمیشہ سیر اندوہ اور ستیہ بند غم ہستہ میں ایک کہ بدکاری پر ہمیشہ بہت
 رکھے دوسرے وہ کہ حالت قدرت میں نیکاری اختیار کرے اور میرے وہ کہ بغیر خوب سمجھو کام کرے اور انجام ہو نگاہ کرے
 ضرور دامت کہ پہنچ گیا پادشاہ نے کہا کہ اری بلاتو خون ایران دخت میں کیوں توقف دیا پس تیری فیما بین اسکو
 ہلاک کیا وزیر نے عرض کیا کہ میں شخص کی فہمید باطل ہی ایک کہ جاہر سپید بچن شیشہ گری کرے کہ پھر میرے سپہ میں
 دوسرے کا ذکر لباس مکلف بہن کے پائین کپڑا ہو کر لے دھوئے اور تیرے جسود اگر گردن خوبصورت ہائے
 اور اسی وطن میں تنہا چوڑ کے دور دست اختیار کر گری اور میں غنیمت ملکہ کے سخی نہیں کی ہے بلکہ فرمان پادشاہ کا جلالا ہو
 اس بات میں میری طرف ملامت عاید نہیں ہوتی ہے وہ شخص کہ اکی نظر عوانتب امور میں مہبط نہوا الیہ موقع پر کہ ارشون
 سے ملاحظہ کرے اور فکر صاحب بنو تامل فرما ہی کہ کا ہی حال ہوتا ہے **ہیت** شل جاتی کرے خود بخود اور خود بخود دھرمنا ہو کرے
 پادشاہ نے کہا کہ اس پائے دگر دند اور اوسکی فکر کر کہ جسکے فراق نے مجھ کو اندوگین کر رکھا ہے وزیر نے کہا کہ دست تدارک کا پہلی سخن

نہیں چھوڑا اور اس قضیہ میں پیشانی کچھ نہ ملے گی اور یہ موقع میں ہو کوئی کہ خوش کرے اور وہ کام کہ ندامت اس میں نفع زدے
 اور پھر عمل کرے اور وہ چھوڑے ہے کہ جو اس کو بتر کونہیں بیا و شاہ نے پوچھا کہ یہ قصہ کون کھا حکایت کہ بوتر کہ کہتی
 ہیں کہ ایک کہ بوتر کے جوڑے نے اقل تابستان میں کچھ دنے رستان کیلے وسطے ذخیرہ کچھ تھے اور وہ دنے اندر کی کہتی تھے
 جبکہ گرمی آخر ہوئی اور وہ دنے حرارت کے خفاک ہو گئی جو کہ اقل میں آدہ نظر آتے تھے اب کم نظر آئے لگا اور بوتر جس عصر غائب
 تھا جبکہ آشیانیہ میں پھر بار بار وادان والو کو ٹھوڑا سا پایا اپنی مادہ کو ملاست کیا اور کہا کہ یاد دانی ہے قوت رستان کی وسطی فرما
 کیے تھے کہ جب شب سہرا میں بر فباری کے سبب صحرائین دانہ نہ بیگلا تو ہم اس اپنی اوقات گزاری کر سکیں ہوت
 کہ کوہ و دشت میں دانہ بہت ہوتے کہ سو وسطی ہن خیرہ کو کھا ڈالا اور طریق احتیاط کو ٹھوڑا نہ رکھا کیا تو نے یہ بیت نہیں سنی
 تھی کہ **سبیت** کنوں کہ برگ نویست بہت جہر کے کن بندہ جیرہ بندہ از بہر بنوئی خویش بد مادہ فی جہاد یا کہ مفران دانوں
 میں سے ایک دانہ بھی نہیں کھایا کہ بوتر جو دنے کم دیکھتا تھا بار بار نکرتا تھا اور سچا کرتا تھا آخر کار وہ تنگ ہو کر چلی گئی جبکہ فصل
 چھاڑ ڈالی آئی اور بر فباری ہونے لگی اور طبعیت درو دیو اس میں ظاہر ہوئی اور دانے غم ہو کر کچھ زیادہ نظر آنے لگے اس وقت
 کہ بوتر سچا کہ سبب اس کے کم ہو گیا گرمی اور خشکی بقی کہ بتری نے بند کھائے تھے لہذا اسکے پیشانی ہو کر گرید و زاری کرتا تھا اور کہتا تھا
 کہ جلدائی دوست کی بھی بہت سخت چیز ہے فائدہ اس مثل سے ہو کر دعا قل کام میں مستجابی نہ کرے تا مانہ کہ بوتر کے سوز جلدائی
 میں مبتلا ہو بادشاہ نے کہا کہ اگر میں نے قتل میں جلدی کی تو تو نے فعل میں جلدی کی اور مجھے اس رخ میں ڈالا یہ کہا اور یہ
 مہ لٹ کا پڑھا **بدیت** تنگ ایسا غم فرقت سے ہوں اس دہی مراد بتا دیتی قصا لگھاٹ کجا کو تیغ قابل کا بد وزیر نے
 کہا کہ تین شخص اپنی آپ کو سچ میں التجو میں ایک کہ لڑائی میں اپنے ذاتی غافل ہو کر اور چپ راست کی خبر نہ کہے وہ آخر زخم
 اوٹھنا ہے دوسرے وہ کہ وارث نہیں کہتے اور مال حرام کا جمع کرتا ہو وہ مال تاراج حوادث کی برباد ہو جاتا ہے اور
 وبال اسکی گردن پر غلہ الدوام باقی رہتا ہے تیسرے پیر و کہ عورت نوجوان نکلا کو نکاح میں لانا ہے اور سپر فریغتہ تیار ہو
 اور وہ عورت ہر روز اسکی موت خدا سے مانگتی ہے بادشاہ نے کہا کہ اس امر سے ناخوش تیری بہت ثابت ہوئی ہے وزیر نے
 کہا کہ ناخوشی و قسم کے لوگوں کی حرکات و سکنات منظر ہوتی ہیں ایک وہ کہ اپنا مال دوسرے کی پاس امانت کہتی ہیں اور سخاوت اسکی
 دیانت کا پہلے نہیں کر لیتے دیکھو وہ کہ اپنا اور شوخ کچھ حصے میں الحق کو کیل او کام کرتے ہیں اور میں اس کام میں ناخوشی
 نہیں کی یہ نہایت بہر ہے کہ متابعت ملک بادشاہ میں دین میں کی ہے بادشاہ نے کہا کہ مجھے ایران دخت کا بہت غم ہے
 وزیر نے کہا کہ پانچ عورتوں کیلئے غم کرنا روا ہے ایک کہ اصل کریم اور ذات شریف اور چال زیبا اور عقب کامل کہتی ہو
 دوسرے کہ وہ کہ انا اور چربا اور محاسن اور ایک دل اور یکہر ہو تیسرے وہ کہ ہر کام میں نصیحت کرے اور چھٹی کہ بوقت ہنسی ہنسی اور

شقیق کس اور چوٹے وہ کہ نیک اور بدامیر و غیر شرین مواضع اور متابعت کو شمار پانچوں وہ کہ خستہ حال اور بیک
 نفس اپنے شوہر کے حقین نیک قدم بہد اور لیران وقت ان سبب غنوں سے آراستہ تھی غم کرنا اوسکے واسطے بجایے
 اور بادشاہ اوسکو واسطے جتنا اظہار مال کرے لائق ہے کہ نہ کہ بے یار خدا دار نہ عمر سے لذت ہو اور نہ زندگانی کی راحت
 بادشاہ نے کہا کہ اویلا تو گفتگو میں لیری اور بد کردار میں حاد و کب تجا ذکر تا ہی میں ایسا دیکھتا ہوں کہ تجھ کو درجی لازم
 وزیر نے کہا کہ اویلا تو گفتگو میں لیری اور بد کردار میں حاد و کب تجا ذکر تا ہی میں ایسا دیکھتا ہوں کہ تجھ کو درجی لازم
 مایوس و محبتا ہو و سے دشمنی ظاہر کولاشی سے اہل باطن کو سنائی ہو پاک نہ ہو بادشاہ نے کہا کہ من شیری آنکھوں میں حقیر نظر آتا ہوں
 کہ ایسی بے ادبی کے کلام کرنا ہی وزیر نے کہا میں گروہ بزرگوں کی آنکھوں میں ہمیشہ حقیر نظر آتے ہیں اہل بندہ کے متاع کہ ہمیشہ فاکہ ساتھ
 ہمیشہ میں ہوا و راجہ ہی گاہ گاہ اوس پر لکھا ہوا خوش دوست ہی ہو و سر و درخان کہ خواجہ کے مل کی ختاری بانی اویلا میں
 خیانت کثیر کرے کہ چند مدت میں آگاسے ہی زیادہ مالدار ہو جا اور اس کی بر ملاش کرے اور آگاسے آپکی ہتھ چال تیرے
 وہ بندہ کہ غیر اتحقاق کے عمل اعتماد آتا کہ ہو جا و خواجہ کے ہا پر بر مطلع ہو کر زیادہ حد تجا ذکر کرے بادشاہ نے کہا کہ تو
 نا آموز و ہتھرتا اور میں نے تجھ کو اذیا میر کیا وزیر نے جواب دیا کہ اٹھ شخصوں کو اذیا نہ دیا جائے مگر کچھ جگہ پر اذیا تو
 مضائقہ نہیں ہے ایک ایک یہ کہ مر و شعل کو فنگ بین اور مزاج کو زراعت میں اور بزرگوں اور رئیسوں کو وقت غصہ کے اور اوروں کو
 وقت حساب کے اور صاحب امت کو وقت حاجت کے اور در و دل اور شرف کو وقت نکبت کے اور زہر کو کو خوش
 ثواب خرت میں اور عالم کو تقیر اور بمانہ کی وقت غرض کہ بادشاہ کلام ایستے جتنا پیش تھا ویر جواب کیا متاع آید اور ہتھرتا
 دیتا تھا اور حدت جواب کیا ماننا شمشیر تزیں گوی شاہ پر اترتی تھی اور بادشاہ عالم اور محل کر کے اس شراب کو اور کوثر
 فرماتا تھا رباحی محل گذر کر عقل ہست بد ز غلط کہ شمس کندیز بدست بد تحمل جو نہرت نہایت بد و لے
 شہد گرو و بطعم درست بد جبکہ وزیر نے دیکھا کہ بے ادبی میری اور محل بادشاہ کا حد و ذکر اس کے بعد وزیر نے زبان
 کہولی اور کہا کہ سایہ دولت ظل المصفاق اہل عالم پر پانیدہ ہو اور آفتاب بہت بروج شرف و زور و غوغا عظیم سے
 تماندہ کہ میں طریقہ بے ادبی میں جزا کرتا تھا اور ستخان ذات ستودہ صفات کی طوطا و عالی ہستی کی تصدیق کیلئے قدم تا
 ہتا اور میری پہنچی اہل موقع میں کہ ایسا اتفاق کھتر ہوتا ہے پہلے عالم اور بر بادتی اور فخر گزشتا ہتھای کو یہ کلی دریافت
 کروں الا کیا طاقت کہ علامت چرخ ہفت بے اولی کا تا حیر عالم سے زبان پر لانا باوے المکتہ لکھتہ اگر و درج و ش بائہ
 میں لکے شہاہ خیر ہار کو ڈھونڈے تو نہ ہا را عالم میں نہ لکھو سجان اٹھ کیا ذات پاک ہو علم اور مکتبت سے
 آراستہ اور کیا نفس نہیں ہے ہر بہت چر و دار سے ہر بہت نری ایسی ذات بابرکات کی واسطے زیبا ہے وزیر گواہی لو

وہ کہ خستہ حال اور بیک
 نفس اپنے شوہر کے حقین نیک
 قدم بہد اور لیران وقت ان
 سبب غنوں سے آراستہ تھی
 غم کرنا اوسکے واسطے
 بجایے اور بادشاہ اوسکو
 واسطے جتنا اظہار مال کرے
 لائق ہے کہ نہ کہ بے یار
 خدا دار نہ عمر سے لذت
 ہو اور نہ زندگانی کی
 راحت بادشاہ نے کہا کہ
 اویلا تو گفتگو میں لیری
 اور بد کردار میں حاد و
 کب تجا ذکر تا ہی میں
 ایسا دیکھتا ہوں کہ تجھ
 کو درجی لازم وزیر نے
 کہا کہ اویلا تو گفتگو
 میں لیری اور بد کردار
 میں حاد و کب تجا ذکر تا
 ہی میں ایسا دیکھتا ہوں
 کہ تجھ کو درجی لازم
 مایوس و محبتا ہو و سے
 دشمنی ظاہر کولاشی سے
 اہل باطن کو سنائی ہو پاک
 نہ ہو بادشاہ نے کہا کہ
 من شیری آنکھوں میں
 حقیر نظر آتا ہوں کہ
 ایسی بے ادبی کے کلام
 کرنا ہی وزیر نے کہا میں
 گروہ بزرگوں کی آنکھوں
 میں ہمیشہ حقیر نظر
 آتے ہیں اہل بندہ کے
 متاع کہ ہمیشہ فاکہ
 ساتھ ہمیشہ میں ہوا و
 راجہ ہی گاہ گاہ اوس
 پر لکھا ہوا خوش دوست
 ہی ہو و سر و درخان کہ
 خواجہ کے مل کی ختاری
 بانی اویلا میں خیانت
 کثیر کرے کہ چند مدت
 میں آگاسے ہی زیادہ
 مالدار ہو جا اور اس کی
 بر ملاش کرے اور آگاسے
 آپکی ہتھ چال تیرے وہ
 بندہ کہ غیر اتحقاق کے
 عمل اعتماد آتا کہ ہو
 جا و خواجہ کے ہا پر بر
 مطلع ہو کر زیادہ حد
 تجا ذکر کرے بادشاہ نے
 کہا کہ تو نا آموز و
 ہتھرتا اور میں نے تجھ
 کو اذیا میر کیا وزیر نے
 جواب دیا کہ اٹھ شخصوں
 کو اذیا نہ دیا جائے مگر
 کچھ جگہ پر اذیا تو
 مضائقہ نہیں ہے ایک
 ایک یہ کہ مر و شعل کو
 فنگ بین اور مزاج کو
 زراعت میں اور بزرگوں
 اور رئیسوں کو وقت غصہ
 کے اور اوروں کو وقت
 حساب کے اور صاحب امت
 کو وقت حاجت کے اور در
 و دل اور شرف کو وقت
 نکبت کے اور زہر کو کو
 خوش ثواب خرت میں اور
 عالم کو تقیر اور بمانہ
 کی وقت غرض کہ بادشاہ
 کلام ایستے جتنا پیش
 تھا ویر جواب کیا متاع
 آید اور ہتھرتا دیتا
 تھا اور حدت جواب کیا
 ماننا شمشیر تزیں گوی
 شاہ پر اترتی تھی اور
 بادشاہ عالم اور محل
 کر کے اس شراب کو اور
 کوثر فرماتا تھا رباحی
 محل گذر کر عقل ہست
 بد ز غلط کہ شمس
 کندیز بدست بد تحمل
 جو نہرت نہایت بد و لے
 شہد گرو و بطعم درست
 بد جبکہ وزیر نے دیکھا
 کہ بے ادبی میری اور
 محل بادشاہ کا حد و ذکر
 اس کے بعد وزیر نے زبان
 کہولی اور کہا کہ سایہ
 دولت ظل المصفاق اہل
 عالم پر پانیدہ ہو اور
 آفتاب بہت بروج شرف
 و زور و غوغا عظیم سے
 تماندہ کہ میں طریقہ
 بے ادبی میں جزا کرتا
 تھا اور ستخان ذات
 ستودہ صفات کی طوطا
 و عالی ہستی کی تصدیق
 کیلئے قدم تا ہتا اور
 میری پہنچی اہل موقع
 میں کہ ایسا اتفاق کھتر
 ہوتا ہے پہلے عالم اور
 بر بادتی اور فخر گزشتا
 ہتھای کو یہ کلی دریافت
 کروں الا کیا طاقت کہ
 علامت چرخ ہفت بے
 اولی کا تا حیر عالم
 سے زبان پر لانا باوے
 المکتہ لکھتہ اگر و درج
 و ش بائہ میں لکے
 شہاہ خیر ہار کو
 ڈھونڈے تو نہ ہا را
 عالم میں نہ لکھو
 سجان اٹھ کیا ذات
 پاک ہو علم اور
 مکتبت سے آراستہ
 اور کیا نفس نہیں
 ہے ہر بہت چر و دار
 سے ہر بہت نری ایسی
 ذات بابرکات کی
 واسطے زیبا ہے
 وزیر گواہی لو

اجاری ایسی ہے ذات قدسی صفات کے لئے سزاوار ہی بادشاہ نے کہا کہ اے بلانو خوب جانتا ہے کہ سننے بنای سلطنت
مرحمت اور امانت پر رکھی ہے اور دنیا و شہر یا سی شغقت اور کم از ذری پرتغایم کی ہوا کبھی اس گروہ کی تاویجی و سطر کفر راہ
قرض اختیار کرتے ہیں اور مقام معارضہ اور موانے میں قدم رکھتے ہیں تو کوئی اشارت صلحہ کو دنیا ہوں کہ وہ آداب جہان داری اور
تمہید قواعد شہر یا سی کے واسطے ضرور لازم ہوتی جو روز دریا سے ہمت ہمارا ایسی باتوں پر ختم ہو کہ کب اٹھو دنیا ہے قطو
میں نہیں ملک ہوا غور کری جو درودہ میں نہیں آگ جو پیچھے پیچھے پانی ضرب نہیں سیاب جو ہوا گ سی جگہ پر ہیز میں نہیں اب
مکہ جو کرے خاکسبزہ گر میں حکم قتل ایران دخت میں کثرت غضب سے بے اختیار تھا جیسا کہ اسپتیز و عرفانی سکندر شہ
بھی کھا جاتا ہے مگر یہ عادت انکی نہیں ہوتی ہے وزیر نے کہا کہ اسطرح حکم دے دو اور لانا و کا لعتیم بد مشہور ہے لیکن کسی
تاریخ میں دیکھا نہیں ہے کہ بادشاہ کا مکار اور میں صاحب قندار با شمشیر ہوا اور حکمران سند حکومت پر بیٹھا ہوا اور علم گنگار
روبر و کھڑا ہو کہ حکم نے ادبی کے اسوے بے محابا کرے اور وہ علم عظیم اور عفو عظیم و گزند فرماے بادشاہ نے کہا کہ جب ہنگار و فرزند
بچے گناہ کا قاتل ہو اور عزت کرے تو اس صورت میں مرد کی کم کو قبول عذر سے چارہ نہیں ہوتا ہی اعدائے غیر کرام الناس
مقبول وزیر نے کہا کہ میں نے گناہ کا محض ہوں اور بڑا گناہ یہ ہے کہ بادشاہ عالیجاہ کے حکم میں تاخیر کی میں نے
ایران دخت کے قتل میں تاخیر جائز بھی معذرت گناہ کے ہول کہ قتل ایران دخت میں کیوں تعیل نہ کی میں نے اپنے کو زندہ و گور
جانتا ہوں اب جو حکم کہ بادشاہ کا ہوا و سکا سزاوار ہوں۔ جب بادشاہ نے مژدہ ایران دخت کی جیات کا سنا فرحت نے
اندازہ حاصل ہوئی اور شکر پروردگار رہنما زبان کرنے لگا اور عجزت شکلا ہی غیر منہا ہی ادا کی اور نہ شادی سپہ سالار
پرے بیجا یاد۔ کہا کہ میں سب سے سخت تیر تھا کہ تیر اکلام سراسر قتل پر ایران دخت کے دلاکت کرتا تھا اور تیری فرست اور
کیا سنت پیش کا مل تھا کہ تو ایسے کام میں مقرر تو تھا کہ چکا کہ تجس زیادہ میر کوئی مزاج داں نہیں ہے کہ میں شہرت سوز
غضب میں یک دم دی بیٹھا تھا و الا ایران دخت تو میرے لوازم اسباب زندگانی سے ہے وزیر نے کہا کہ تکرار اور
جب میری اس واسطے تھی کہ حقیقت مزاج بادشاہ کو واقعی دریافت کروں کہ حضرت اس حکم سے نا دم ہیں یا نہیں اگر بادشاہ
کے مزاج کو واسطے مقرر یا تو قتل ایران دخت میں اختیار باقی تھا کچھ تاخیر مگر تا جبکہ سمجھ میں کہ خاطر مبارک اس کی بقا پر
اٹل ہے اسلئے گناہ اپنا اظہار کیا ہے بادشاہ نے کہا کہ رسائی تیری فہم کی تہا مرتبہ آج مجھے محقق ہوئی اور آج سے خوب
سمجھا میں کہ تجھے زیادہ دانا اور حکیم املاں کسی بادشاہ کو میر نہوا ہوگا اس خدمت بے پایاں کا ثمرہ تجھ جلد پہنچ گیا
اور ایران دخت سے میری طرف سے معذرت کر کے التماس کر کہ اس شکوہ و غصہ کو لے کر آ و عذر میل قبول کر کے تشریف
لائے اور اپنے شہر سے وصال ہو جان نازہ مجھ پیچھے اور یہ شہر مولف کے میر بطرف سے چڑھوا بیات ایک خوش آتی

اسی طرح بادشاہ کو بھی چاہیے کہ جاکر کئے حال کا تعارف ازجہی وکلی جب تک حاصل کرے اور اندازہ کرے اور اور مقدار انفسار اور طریقہ پنہاں اور سلیقہ کار و باہر ایک کا خوب بچانی نہ لے تب تک غادر تربیت اور پرورش نہ کرے اور بے کجی و کجی اعتماد نہ کرے تا باوث حسرت اور مذمت ہنود اور اصل الہاب یہ ہے کہ ملازم حسین علی ایسا امین اور کاروان ہو کہ ملک مال اور عیش و سیاہ و سبب اور سکے صیانت کی جمیع اضرار و شرار سے محفوظ رہیں اور اگر مقرب و سبیل بد بعض سے اور کسی تباریک سے نزدیک مشمول ہو تو ممکن نہیں کہ گلیاں و محض کف اور سنیق میں پڑیں اور باعث بے باقی اور خرابی عافیت نہیں ہو یا سب سے ہنود و کسکات کے مانند تخت و تاج و زر گراور سیاح کی بہت چسپان ہوتا ہے اور بشیلمے پوچھ لکھ یہ فقہ کیونکر تھا حکایت زرگر و سیاح برہمن نے کہا کہ ملک حلیہ میں بادشاہ نامدار تھا اکثر سلاطین و سوار خراج و بان و دیر تھے اور بادشاہ کی ایک لڑکی تھی ماہ بیکر مہر طلعت زیبارہ مشکین ہو کر بوسے شکبارہ و سکی شام عالم کو سطر کر رہی تھی **ہیت** غضب چون مجر باکھڑا قیامت قذبالا تھا بد خدا نے سر نہ لے پاؤں ملک اپنے میں ڈال دیا تھا بد بادشاہ اس درجے پہا کو دیدہ انیمائی درج عصمت میں نہاں رکھتا تھا اور مانند گوہر شاہوار صفت منور و صلاص میں پرورش دیتا تھا لیکن اس قدر کیوں سب سے زیور شاہان منظور ہوا اور ایک زرگار کا بیکر کی جنتیا ہوئی اسی شہر میں ایک زرگر کو فنون و شکستہ میں بیکار سوزگار تھا بادشاہ نے اس کی استاد بیکار شہرہ بننے لایا اور طریق زیور ساز ایکھا پوچھنے لگا زرگر از بس لطف اور شیرین زبان تھا بادشاہ کا کلام سکا خوش آیا فرمایا کہ ہنیش حاضر ہا کر اور وہ حاضر ہوتا تھا اور درو زر و زرخشاں محبوب اور ہنر ہائے غریب بادشاہ کو شیفہ و چاکر تھا اور عشا بت بادشاہ اسکی محبت افزائی فرماتا جاتا تھا حتی کہ محرم حرم سلطنت ہوا اور شہزادی کی آفتاب اور مہتاب بھی اس کے سر پہ لگے نہوتی تھی اس کو بس پردہ راہ دی اور شہزادی بادشاہ کا ایک نیربتا از بس نفیم و صا حب سلیم ہوا و انشا رہا لکشا و سکر فتحنا سر ہفتا تلیم اور فکر عالم ملا سکی حافظت و دہیم بھی جبکہ وزیر نے دیکھا کہ بادشاہ عورت افزائی میں زرگر کے سر و متوال تنجا و زرگرا ہے اور باطلہ اس کے انعام و اکرام کا حساب گز گیا محض خیر خواہی و خوشگیا کہ سلاطین اس سبق نے بل حرفہ و تنہام اہل مکتب میں کہی جگہ نہیں ہی ہے علامہ کے خیال میں یوں کہ اگر شخص اصل کریم نہ ہو کہ اسے نہیں ہے کیونکہ اسکی طبیعت ہمیشہ مردم آزمائی اور جفاکاری پر مائل ہتی ہے اور یہ عادت مردم شریف کی نہیں ہوتی ہی شخص سے ہم و فاداری اور عین حق گزاری کی توقع نہ کر کہا جاتی ہے **ہیت** ہر کار و تاسک طمع دار و دانا بد از درخت بید ہی جو دیدہ ہوا زرگر و شہزادہ کی ہے کہ جب شہر بار یا پانی عادت کے موافق کسی کو کچھ عطا فرمائیں یہ غلام بد اہل بیان تک لال لڑکا ہر کار و شہزادے پر بخشی ہوتا اور حکما اس پر اتفاق ہے کہ یہ علامت اہل کالی ہے کہ وہ انعام و اکرام دینے کی تاب نہیں لیتی کہ کوئی کیس کو کچھ دے یا کسی ملاکار کو کر دے کہ نہ ساجل شہر و وف کا ہے **ہیت** وہ ہنر مند و مردود حق ہر جہ کوئی کیس کا برا جاستا ہے بلکہ ہنر مند

تکسینہ مذکورہ
زیریں مع
ازدین کر دیں
مغضالہ ایک

کیوں سب سے وہ لوگ سزاوار ہیں کہ اصالت نسبت نظر ثانی نہیں جمع ہو اور خفا اظہار باطل و بدکردار کی لائق نہ بن
 پادشاہ ہونے نہیں ہے کیونکہ صحبت با کسی شخص کی بہت تعلل پیدا کرتی ہے اور جس کی نسبت ذات و حیثیات بہت موجود ہے
 وہ کبھی لحاظ امانت اور دیانت نہیں کر سکتا پس اس شخص سے خیر کی توقع نہ کیا جاسکتی ہے۔ مگر موسیٰ کو اس کا بار نصیب
 اگر بدکنہ بنوہ و از دوسے غریب و بی خیانت و بہر عمل بدتر است بدتمانی بدسیا و دھمست ہو پادشاہ نے کہا کہ جبران
 صورت نیک کہتا ہے اور صورت نیک لیل سیر خوب کی عرب کہتے ہیں الطباہ عنوان الباطن یعنی ظاہر خیر
 دینے والا باطل کا ہے اور برکات گنہ گار کہا ہے کہ حسن عنوان یعنی آغاز ناسی کا لطافت و غمون کی خبر بتا ہی بہت کم لطف
 جانتے ہیں حال دل عاقل دنیا زد کیسے کہ خط کا مضمون سمان لیتے ہیں لطف و دیکھ کر وہ اور جواب رسالت سنی اہل علیہ السلام
 نے فرمایا یہی مطلب انھیں عند حسن الوجود اور ایک شخص میں عند حسن الوجوب بھی لکھا ہے خلاصہ صحت و ثبوت
 یہ ہے کہ طلب کرنے اپنی احتیاج نیک صورت اور شگفتہ و خوش صورتی نہ ملے اس میں یہی کہ صورت نمونہ و لطافت سنی کا بدین
 آنکہ اخلاق ظاہر و باطن نیک بنی کرمان بدترش و دبیر نے عرض کیا کہ دبیر نشان حکمت میں نیکوئی کو نیک سیرت پر
 قیاس کے تعلیم نہیں تیری اور حقیقت نیکوئی کی بجز اوصاف پسندیدہ ثابت نہیں جانتے ہیں کیونکہ بہت صورتیں با
 اور دلکش دیکھتی ہیں مگر غالی معانی سے ہوتے ہیں چنانچہ تاریخ میں لکھا ہے کہ ایک حکیم نے جوان و بصورت کو دیکھا اور دل حکیم کا
 اس کی مصاحبت پر مایل ہوا جبکہ امتحان کیا عیب کثیر کے سوا کوئی خبر اور ستر نہ پایا حکیم نے اس کو دوری اور پرہیز اختیار
 کیا اور کہا کہ غائب و غائب خانہ بھی نیک ہوتا تو کیا خوب ہوتا یعنی صورت خوب ہو اگر سیرت بھی خوب ہوتی تو
 بہتر تھا بعینیت رہے معنی ہر کہ در صورت و معنی مانہیم و از یکے خیر و تشکر ان یک رہبر لوریاست چنانچہ پیشتر
 رخص ہشتاد و رجبہ بازاری کو دیکھا ہے کہ چنانہ زیادہ حسین ہوتی ہے زیادہ تر فسق و فجور میں مبتلا ہوتی ہے یہ کلیہ
 صورت پر موقوف نہیں بلکہ حسن الوجود کے مراد یہ ہے کہ خوش خلق و مضامین و رو ہو پادشاہ نے کہا کہ لطافت صورت
 کی اعتدال مزاج پر دلیل ہے اور صاحب مزاج مستعمل میں لالہ لیلند کی استدعا ہوتی ہے اور جو اسے بسبب بی نہونیکے
 تربیت پائی تھی تو کیا عجب ہو کہ بعض اخلاق حمیدہ اس کے راہ اعتدال سے منحرف ہو گئے ہوں اب جو حکم سنی تربیت پر متوجہ
 میں یقین ہے کہ توطیع و عرصہ میں کہ کتاب اوصاف ستودہ کر کے مرتبہ کمال کو پہنچ کر کہ انشا باہی انصاف صحت سے شگلا واکو
 معال بدتر تھا و از تقویت صفائی آب ہوا سے خون سیاہ شگلا تا مار و قحطہ بالان از موسیٰ کو گھر بھیجا تھا ہوا رہا ہر سامعی ناسخ
 تربیت کے آئینہ شمع تہرہ ہر تشریف آرب خاک باد ممل بشرفہ با راج ہر بی ہوں آہن ہوز بد دانہ کو ہوزد و از بخالی و غریب و زینہ
 عوامی کہ از پادشاہ و شخص کو جو اصل کر کہتا ہے کہ کو تربیت کرنا لایق و کیوں رنگ جہر نہ بنی تا ہر اور ہر خون شگلا و از نہیں تاج

اس کا اصل کتاب ہے

توقع خیر کی اس دیکھا جائے کہ اگر کسی اور تغیر متبدل دیا کرے گا جو بر صلی اور بخل کی ستیغ نہیں ہو نیک اسی باب میں ایک
غریب نے قطعہ لکھا ہے **قطرہ** کراکس دل اندا دہت بقالیہ کرس نشودہ سنگ گس اگر کئی مخلوب بد ملک غیر سنگ
گس نشودہ جبکہ یہ بات متفق ہو چکی اور چاہیے کہ کوئی ایسی بات سے احتلاط کرے تا وہ مذلت میں گرفتار نہ ہو جیسا کہ
وہ ملک اودہ گفتی کہ صحبت سرور دای ہلاکت کو پہنچا شاہ نے کہا کہ اس کا قصہ کہیں نہ تھا **حکایت ملک اودہ**
کفشگر کہا کہتے ہیں کہ بلاذراس بن پادشاہ تھا نیک سیرت عدل دوست کہ دنیا و دنیا پروری کی عافیت اور
اخیرت پروری پر کئی چہ اودہ سیر سلطنت میں اسل اور کرب **حکایت** کشادہ تربت اور دست عدل بر عالم بد کشیدہ بہت او پاس
ظلم اور بخیرہ اور کسی شان میں رہایا و بر ائس مملکت کریشا گویا کے و در زبان کہتے تھے **ایمان** ترے کر م غنہا
ملک مشین راحت میں بدل کشادہ طبع شگفتہ از زبان ہے۔ جلا کے خاک کرے چاہے پھر کرے سر نہ غضب
میں برق ہے توادر کر م بالان ہے بد حکو رب العالین ایک فرزند کیا کہ آمار شد در نجابت اسکی پیشانی پر پیدا اور آتا
جہاں آئی اوی طلعت ہو بدلتی اور اس فرزند کے گفت پر ایک نایا سیاہ تھا کہ جسو شہید میں بسن کہی میں پادشاہ میں
دایا سیاہ کہنے کیف سے تغیر ہوا اور حکماء نے ان کی خواص میں داغ کے پوچھے انہوں نے کہا کہ ہنے کتبہ جو مریخ لکھا
ہے کہ جو کوئی ایسا نشان رکھتا ہے خواہ کتنے پڑے مگر اگر کسی کو گزیر اور مالک تاج و سرور ہو تا ہی پادشاہ اس فرزند کو غسل
ہوا اور اس فرزند پر درش میں سیانو نام کرنے لگا اور پادشاہ کے ہمایوں ایک شکر رشتا تھا اور احتیاطا دنا پاک پادشاہ
سبب عایت ہمایوں کی کچھ عظیمہ مقرر کرو یا خاکہ کہی اس سے بلذات کرتا تھا شاہزادہ جبکہ چار سال کا ہوا اور طبعیت کہو
اصرف ہوئی اکثر جو میں گفت کرے کہ کہ ہلا کرتا تھا وزیر اس حال سے آگاہ ہوا اور اسکے حرم میں جانیے شاہزادہ کو خوش
اور پادشاہ عرض کیا کہ اگر کوئی کمال طبعیت نہایت نازکی کہتا ہے جعفر کہ جبکہ میں اس طرف کو جبکہ جاتا ہے اور
و بعد در کے پیر جی و طور پر باقی رہتا ہے صلح یہ کہ پادشاہ شاہزادہ کو گفتی کہ عجب بازار کہی تو اسکے اخلاق مذکور
شاہزادہ کی طبعیت سرت نکرین اور دعویٰ اسکی اس کو کب سلطنت کو خضیف نندن میں نڈالے اور بت کی نقصان
مقصود ہیں کہ ایسی محبت میں جنت غس کے سوا اور کچھ پیدا نہیں ہوتا ہی پادشاہ نے کہا کہ وہ اگر کا کفشگر سے مانوس ہو گیا
ہے ممکن ہے کہ اگر اوی محبت میں نہ کر ن تو ملل ہوا اور اسکا ملال خاطر یہ اندوہ افزائی کا باعث ہو سلی خیال کیا ہی
کہ چند غزال کروں جبکہ خوشیار ہو جائیگا اور وقت نہو لیسوخ کرنے سے مان جائیگا اور بسبب نہیںگی ملول نہیں ہو نیک
کہ اور وقت میں امتیاز نیک بد کا حاصل ہو گا و در اسکے سمجھا کہ مزاج پادشاہ کا از بس اسکے حال پر صرف ہے کہ کتنا
بیرا ندرہ نہ جبکہ لند اسکو اختیار کیا اور پادشاہ نے کفشگر کو بلا کے کہا کہ تو ہمارا ہمایوں ہے اور میرا مگر جو جسے ملول ہو جائیگا

دور دراز طے کر گیا راہ میں تھوڑا سا وقفہ کر کے چھ سو ارب روپے کے بلینا دروانہ ہوا حتیٰ کہ اس بادشاہ کو محل سے نکال دیا اور بادشاہ کے شہر میں جا پہنچا اب اہل کراچال سنا چاہتے تھے کہ بادشاہ کا جہاز شاہزادہ کی تھے دو پہر دن کے بعد جب داروغہ باغ نے بیہوش دیکھے روغن بادام سرکہ کہنہ میں حل کر کے انکو داغ میں پھونکا جبکہ سب ہوش آئے اور ڈھونڈھا شاہزادے اور کشتگر کا نشان نہ پایا آخر شہر میں کے ملکہ کو خبر دی کہ آپ کے فرزند کو کشتگر لے جھاکا ملکہ گریاں بھانک کر باغ میں آئی اور پتا پتا اس باغ کا ڈھونڈھا سرسبز بنایا اور وہ درناک بچہ اور ہر طرف لوگ دوڑا کر وکھلتا تھا م شب گریہ و سناپی میں سر کی جھنجھکی فرما رہا تھا پھر گارہ پانچا اسی جی الی سرتاج یعنی شمع حیات اور سکی تنہا دکان علی گھانا نان فانی ہو گئی آخر اس طائفہ کی خبر بادشاہ کو پہنچی بادشاہ بچہ کے دارالامارہ کو آیا اور فراق و غم میں جہیز اور خیر ع کرنے لگا آخر بچہ صبر چارہ نہ تھا تنہا کی اختیار کی بہت مر گیا جب دوست چھ ندیر کا یا رہ نہیں آدھی کو بیرون سر حاکم چھ چارہ نہیں کھنکشا ہوا دیکھو ملک شامیں لگیں اور بدہ کیا شاہزادہ کی موت جو ہر ایک دلا کر کے ہاتھ پیچا دو سال سوداگری صحت میں شاہزادہ نے فتنہ و فانی اس طرح کا حسن و جمال نکلا کہ یوسف ثانی کہنا اپنی ذات کو دیا تھا حقیقت کہ وہ مردانہ برکھ سے باہر آتا تھا ایک عالم جان مستعد ہوتا تھا اور کوئی اوس ہی تمامت کی درازی فرمایا سٹے دست دعا دھاتا تھا بہت بہر طرف کو گزشتی برائی دیدہ بند ہزار دست دعا آئینہ بچنا نہ دے۔ باز رگان کو ایک مرد جوانہ نیرہ تھا اپنی دلیں کہتا تھا کہ اس غلام کا رہنا میرے پاس صحت نہیں ہے کیونکہ اگر میں مخفی رکھوں تو وجود اور علم کا برابر ہے اور اگر کھڑے ہوں تو آتش فتنہ مشتعل ہونی چاہو کوئی طاقت اسے دیکھنے کی نہیں کہتا ہے بہتر یہ ہے کہ اس شخص کو بادشاہ پاس لجا دوں کہ وہ کرم النفس ہے یقین ہے کہ چند اس کی تہمت سے مجھے انعام دیوے پس سوداگر دتی پاس میں لایا اور برہیل تحفہ بادشاہ کو گدانا داس برس ہوئے تھے کہ وہ بادشاہ سے جدا ہوا تھا اور اب چودہ سال کو پہنچے مانند ماہ عالم پر منزل کو آیا بہت وہ میر چارہ سالہ ہر میرا راحت چاہتا تھا ہر میر چارہ چہر فرزند بادشاہ فرزند کے حال سے غافل تھا بطور یہ کہ اس غلام کو قبول کر کے حلقہ غلام خاص میں داخل کیا روز بروز پرورش ملکی زیادہ کرتا تھا کہ تمام غلاموں میں سزا میں آیا اور وہ جو میری کفرانہ بادشاہی اس کے سپرد تھا اس سے شاہزادہ کی حالتیں جلد بڑھتی تھیں سر عنایت کرتا تھا اور جو تحفہ کہ بادشاہ دیکر دیتا تھا وہ جو میر کو شریک حصہ کرتا تھا اور جو میری ہی علی ہذا القیاس سطح پیش آتا تھا جب کہ جو میر کو یقین ہوا کہ یہ میر فریختہ ہو چکا ہے اور اس کے گوہر قیم نے ملک خاں کا خیال کیا اور دلیں کہا کہ غلام کو فریختہ نہ آتا اکثر سی بادشاہ کی چھ لاکھ اسٹیج سے کاغذ درست کر کے خزانہ بادشاہ کا میران کر دیں اور ذخیرہ وافر اور مال غنیمت گھر بچاؤں کے بعد غلام سے کہا کہ اگر ناہن میں ہو تو ہر کسبہ کو چھین کر فرما لے لیے میں بھی جانتا ہوں کہ ایک خدمت پسند یہ تیرا ہی کوئی غرض و احسان کا ادھار ہو گا یہ یہ کہ بادشاہ کی لکھی ہوئی

یہ خدمت پسند ہے
یہ خدمت پسند ہے
یہ خدمت پسند ہے
یہ خدمت پسند ہے

یہ خدمت پسند ہے
یہ خدمت پسند ہے
یہ خدمت پسند ہے
یہ خدمت پسند ہے

اس نقش کو اپنے نگین انگشتری پیکھ کر بادشاہ ہو جائے گو بادہ مہر مہر سلیمان ہر کہ نقش اس کو خاتم کا جو کوئی اپنے پاس رکھے عالم کا صلح اور فائدہ دار ہو جائے اگر تو قتل اس محنت کا ہو کہ بادشاہ جو تہا خواب غفلت میں متفرق ہو انگوٹھی کو اس کی انگلی سے نکال کے میرے پاس لے آ تو اس نقش کو ایک لاکھ دینار پر کندہ کر کے تیری انگشتری پر کہوئی شرط یہ ہے کہ وزارت اپنی مجھے عنایت فرما بدیت خاں پائے تو مجھ کو فی لوالہ دینا بد باغ ماتھے آئے تو کوئی گل لالہ دینا پناہ نہ دے یہ فریبے کر اس پر لہنی کیا شاہزادہ بچارہ نا تجربہ کا لڑکے کے فریب میں گیا نیک جب بادشاہ سو گیا اسنو دست حرارت بڑھا کے آہستہ آہستہ بادشاہ کی انگشتری کھینچی بادشاہ بیدار ہوا اور غلام کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ حرکت تو نے کیوں کی اور اس انگوٹھی سے تجھے کیا کام تھا شاہزادے نے جو میری کام نہ لیا اور تھریز میں عاجز ہوا بادشاہ نے غضب اس کے سیاق کو اس کے قتل کا حکم کیا جلاد نے دستور کو یہ واقعہ جان کر اس کے بد لے دو کر کیا بادشاہ نے غلام کے شانے پر دیکھا بس دیکھتے ہی ہی ہوش ہو گیا جلاد اس سانچے کو دیکھ کے متحیر ہوا اور قتل میں مل گیا جبکہ بادشاہ ہوش آیا اور بلجا فاعل حضور خاں فرزند کے دیکھے اور یہ نشان کہ جس کے خواص حکمانے بیان کیے تھے اسو شاہد ہر کہہ کر کے پچا نا کہ یہ میرا ہی فرزند نہ گشتہ ہے اس کے بعد مر چشم چوئے لگا اور کہا کہ اگر فرزند صحبت کشتہ رکھا تو فراق تیرا حاصل ہوا مجھے اس وقت شاہزادہ نے اپنا حال گزشتہ اور یہ حال تازہ کہ جو میری نے مجھے اسے ادبی پر تحریریں دی تھی والا میں اسے دے دی کیوں کرتا میرے پاس کیا اور بادشاہ نے جو ہر یکہ سرے سے عقل دی اور بیٹے کو نصیحت کی کہ آئندہ ناسوئی صحبت سے پرہیز کر تاں اور جو تو نے کیا کچھ کسی حادثے میں گرفتار نہ ہو فائدہ امتش لے کا یہ ہے کہ خاطر اشرف بادشاہ پر ظاہر ہو کہ بد صلو کی صحبت شاہ کو بندہ اور بندہ کو سر فلندہ کرتی ہے اور یہ زرگر بھی انہیں لوگوں میں سے ہے مخالفت اور تراز اس ضرر پہنچا ہے اور حال یہ ہے کہ حضرت اسکی پرورش میں سرحد فرط سے درگزر میں مصلحت یہ ہے کہ اس کے قریب بیٹا نباعت ال غوطہ ہو کہ نا غل کل چیدان ہو کہ اسکا تدارک حد امکان باہر ہو جاو بادشاہ نے وزیر کی بات پر کچھ التفات کیا اور کہا کہ سلاطین بائیں بغیر تلقین خود کشی میں شروع نہیں کرتے میں ادبے مرد الہام عیب کسی خیر میں قدم نہیں کہتی میں حق میں انسان کثرت ذات اور کمال صفات میں نسبت عالی اور خاندان قدیم کو کچھ دخل نہیں ہے بزرگی اور کرام انسان کا فضل و ادب نہ اصل اور نسب پر کیا نہیں ہے تو نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انکم مملکۃ عند اللہ انقلکم خلاصہ یہ ہے کہ کرام تبار کون ہے کہ زور دیکھ لے کہ ستی جو تو میں لفظ خود خویش کشا سید راہد یا لیکن نسبت دیرینہ را سب گہر یا کہن راجو یہ درجہ کہن گشت بود زور رسد بد اور تریف اور بزرگوار شخص ہے کہ بادشاہ وقت اس کی مرزیدہ کر جو ایک بادشاہ عالی قدر نے کہا ہے کہ جو کہم اودھا تے میں ملے کافرن فرقدان کی گدھا یا جو اور کہم لڑتے میں کوکب او کو بخت کا ضیض نکبت میں گر طر تاہم ہم ہا لطف کی اگر شورہ زاریں بھی وزان ہوتو وہ

اس نقش کو اپنے نگین انگشتری پیکھ کر بادشاہ ہو جائے گو بادہ مہر مہر سلیمان ہر کہ نقش اس کو خاتم کا جو کوئی اپنے پاس رکھے عالم کا صلح اور فائدہ دار ہو جائے اگر تو قتل اس محنت کا ہو کہ بادشاہ جو تہا خواب غفلت میں متفرق ہو انگوٹھی کو اس کی انگلی سے نکال کے میرے پاس لے آ تو اس نقش کو ایک لاکھ دینار پر کندہ کر کے تیری انگشتری پر کہوئی شرط یہ ہے کہ وزارت اپنی مجھے عنایت فرما بدیت خاں پائے تو مجھ کو فی لوالہ دینا بد باغ ماتھے آئے تو کوئی گل لالہ دینا پناہ نہ دے یہ فریبے کر اس پر لہنی کیا شاہزادہ بچارہ نا تجربہ کا لڑکے کے فریب میں گیا نیک جب بادشاہ سو گیا اسنو دست حرارت بڑھا کے آہستہ آہستہ بادشاہ کی انگشتری کھینچی بادشاہ بیدار ہوا اور غلام کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ حرکت تو نے کیوں کی اور اس انگوٹھی سے تجھے کیا کام تھا شاہزادے نے جو میری کام نہ لیا اور تھریز میں عاجز ہوا بادشاہ نے غضب اس کے سیاق کو اس کے قتل کا حکم کیا جلاد نے دستور کو یہ واقعہ جان کر اس کے بد لے دو کر کیا بادشاہ نے غلام کے شانے پر دیکھا بس دیکھتے ہی ہی ہوش ہو گیا جلاد اس سانچے کو دیکھ کے متحیر ہوا اور قتل میں مل گیا جبکہ بادشاہ ہوش آیا اور بلجا فاعل حضور خاں فرزند کے دیکھے اور یہ نشان کہ جس کے خواص حکمانے بیان کیے تھے اسو شاہد ہر کہہ کر کے پچا نا کہ یہ میرا ہی فرزند نہ گشتہ ہے اس کے بعد مر چشم چوئے لگا اور کہا کہ اگر فرزند صحبت کشتہ رکھا تو فراق تیرا حاصل ہوا مجھے اس وقت شاہزادہ نے اپنا حال گزشتہ اور یہ حال تازہ کہ جو میری نے مجھے اسے ادبی پر تحریریں دی تھی والا میں اسے دے دی کیوں کرتا میرے پاس کیا اور بادشاہ نے جو ہر یکہ سرے سے عقل دی اور بیٹے کو نصیحت کی کہ آئندہ ناسوئی صحبت سے پرہیز کر تاں اور جو تو نے کیا کچھ کسی حادثے میں گرفتار نہ ہو فائدہ امتش لے کا یہ ہے کہ خاطر اشرف بادشاہ پر ظاہر ہو کہ بد صلو کی صحبت شاہ کو بندہ اور بندہ کو سر فلندہ کرتی ہے اور یہ زرگر بھی انہیں لوگوں میں سے ہے مخالفت اور تراز اس ضرر پہنچا ہے اور حال یہ ہے کہ حضرت اسکی پرورش میں سرحد فرط سے درگزر میں مصلحت یہ ہے کہ اس کے قریب بیٹا نباعت ال غوطہ ہو کہ نا غل کل چیدان ہو کہ اسکا تدارک حد امکان باہر ہو جاو بادشاہ نے وزیر کی بات پر کچھ التفات کیا اور کہا کہ سلاطین بائیں بغیر تلقین خود کشی میں شروع نہیں کرتے میں ادبے مرد الہام عیب کسی خیر میں قدم نہیں کہتی میں حق میں انسان کثرت ذات اور کمال صفات میں نسبت عالی اور خاندان قدیم کو کچھ دخل نہیں ہے بزرگی اور کرام انسان کا فضل و ادب نہ اصل اور نسب پر کیا نہیں ہے تو نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انکم مملکۃ عند اللہ انقلکم خلاصہ یہ ہے کہ کرام تبار کون ہے کہ زور دیکھ لے کہ ستی جو تو میں لفظ خود خویش کشا سید راہد یا لیکن نسبت دیرینہ را سب گہر یا کہن راجو یہ درجہ کہن گشت بود زور رسد بد اور تریف اور بزرگوار شخص ہے کہ بادشاہ وقت اس کی مرزیدہ کر جو ایک بادشاہ عالی قدر نے کہا ہے کہ جو کہم اودھا تے میں ملے کافرن فرقدان کی گدھا یا جو اور کہم لڑتے میں کوکب او کو بخت کا ضیض نکبت میں گر طر تاہم ہم ہا لطف کی اگر شورہ زاریں بھی وزان ہوتو وہ

اس نقش کو اپنے نگین انگشتری پیکھ کر بادشاہ ہو جائے گو بادہ مہر مہر سلیمان ہر کہ نقش اس کو خاتم کا جو کوئی اپنے پاس رکھے عالم کا صلح اور فائدہ دار ہو جائے اگر تو قتل اس محنت کا ہو کہ بادشاہ جو تہا خواب غفلت میں متفرق ہو انگوٹھی کو اس کی انگلی سے نکال کے میرے پاس لے آ تو اس نقش کو ایک لاکھ دینار پر کندہ کر کے تیری انگشتری پر کہوئی شرط یہ ہے کہ وزارت اپنی مجھے عنایت فرما بدیت خاں پائے تو مجھ کو فی لوالہ دینا بد باغ ماتھے آئے تو کوئی گل لالہ دینا پناہ نہ دے یہ فریبے کر اس پر لہنی کیا شاہزادہ بچارہ نا تجربہ کا لڑکے کے فریب میں گیا نیک جب بادشاہ سو گیا اسنو دست حرارت بڑھا کے آہستہ آہستہ بادشاہ کی انگشتری کھینچی بادشاہ بیدار ہوا اور غلام کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ حرکت تو نے کیوں کی اور اس انگوٹھی سے تجھے کیا کام تھا شاہزادے نے جو میری کام نہ لیا اور تھریز میں عاجز ہوا بادشاہ نے غضب اس کے سیاق کو اس کے قتل کا حکم کیا جلاد نے دستور کو یہ واقعہ جان کر اس کے بد لے دو کر کیا بادشاہ نے غلام کے شانے پر دیکھا بس دیکھتے ہی ہی ہوش ہو گیا جلاد اس سانچے کو دیکھ کے متحیر ہوا اور قتل میں مل گیا جبکہ بادشاہ ہوش آیا اور بلجا فاعل حضور خاں فرزند کے دیکھے اور یہ نشان کہ جس کے خواص حکمانے بیان کیے تھے اسو شاہد ہر کہہ کر کے پچا نا کہ یہ میرا ہی فرزند نہ گشتہ ہے اس کے بعد مر چشم چوئے لگا اور کہا کہ اگر فرزند صحبت کشتہ رکھا تو فراق تیرا حاصل ہوا مجھے اس وقت شاہزادہ نے اپنا حال گزشتہ اور یہ حال تازہ کہ جو میری نے مجھے اسے ادبی پر تحریریں دی تھی والا میں اسے دے دی کیوں کرتا میرے پاس کیا اور بادشاہ نے جو ہر یکہ سرے سے عقل دی اور بیٹے کو نصیحت کی کہ آئندہ ناسوئی صحبت سے پرہیز کر تاں اور جو تو نے کیا کچھ کسی حادثے میں گرفتار نہ ہو فائدہ امتش لے کا یہ ہے کہ خاطر اشرف بادشاہ پر ظاہر ہو کہ بد صلو کی صحبت شاہ کو بندہ اور بندہ کو سر فلندہ کرتی ہے اور یہ زرگر بھی انہیں لوگوں میں سے ہے مخالفت اور تراز اس ضرر پہنچا ہے اور حال یہ ہے کہ حضرت اسکی پرورش میں سرحد فرط سے درگزر میں مصلحت یہ ہے کہ اس کے قریب بیٹا نباعت ال غوطہ ہو کہ نا غل کل چیدان ہو کہ اسکا تدارک حد امکان باہر ہو جاو بادشاہ نے وزیر کی بات پر کچھ التفات کیا اور کہا کہ سلاطین بائیں بغیر تلقین خود کشی میں شروع نہیں کرتے میں ادبے مرد الہام عیب کسی خیر میں قدم نہیں کہتی میں حق میں انسان کثرت ذات اور کمال صفات میں نسبت عالی اور خاندان قدیم کو کچھ دخل نہیں ہے بزرگی اور کرام انسان کا فضل و ادب نہ اصل اور نسب پر کیا نہیں ہے تو نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انکم مملکۃ عند اللہ انقلکم خلاصہ یہ ہے کہ کرام تبار کون ہے کہ زور دیکھ لے کہ ستی جو تو میں لفظ خود خویش کشا سید راہد یا لیکن نسبت دیرینہ را سب گہر یا کہن راجو یہ درجہ کہن گشت بود زور رسد بد اور تریف اور بزرگوار شخص ہے کہ بادشاہ وقت اس کی مرزیدہ کر جو ایک بادشاہ عالی قدر نے کہا ہے کہ جو کہم اودھا تے میں ملے کافرن فرقدان کی گدھا یا جو اور کہم لڑتے میں کوکب او کو بخت کا ضیض نکبت میں گر طر تاہم ہم ہا لطف کی اگر شورہ زاریں بھی وزان ہوتو وہ

رشک گلستان ارم ہو جائی اور گریق قہر مان ہائی آتش فشان ہو تو غمزن ملکات ایک دم میں جل جائے ریاحی آتش خشم
 سے شہ کر تا ہیں جسکو مردود بد رسید ہوتا ہی زیادہ میں صورت دو بد نشہ گر گھار کو مقبول کرے تو دم میں بد رشک گلزار
 بنے صورت مار غمزدہ اور ہنس اس جوان کو اٹھایا ہی اور اسکا سر مست فروہ رفعت کو پہنچایا ہے یقین ہمارا یہ کہ کسی
 نہ خطا خطا کی طرف پہنچے وزیر نے دیکھا کہ پادشاہ کو اسکی طرف رغبت نام ہے خاموش ہو رہا اور کبھی پھر دستا نہ کوز نہ کیا جبکہ
 چند روز گزرے اور زر گر نے اپنی دست اختیار کو در زبایا جاوہ اعتدال ہی پانویا ہوا ہر کھالیخ امید و بیم اور وعدہ وعید سے
 خلق کے مال میں تصرف شروع کیا ایک دن شاہزادی کا زویو کیو سٹے جو ہر کی احتیاج ہوئی وسیلہ کجا جو ہر طوطا خزانہ پائی
 میں پایا اور نہ جوہری بازار میں ہاتھ آیا زر گر کو کسی سکا دینے خبر دی کہ فلانے جوہر کے ہاضمے میں ایسی جوہر بہت ہیں زر گر
 نے آدمی بھیجو جوہری بچے نے انکار کیا کہ ہرگز ایسے جوہر میرے پاس نہیں ہیں ہر چند کہ خبر عذر کیا زر گر نے نہ مانا عقدہ زر گر نے
 خوش شاہ سے کہا کہ میں نے سنا ہی اس دگر بچے کے پاس ایسا در شہوار ہے کہ جوہری ملک نے ایک نہ کبھی آنکھ سے نہیں
 دیکھا ہی اور جسکے کہ دربانے در تیکو کہ چند صدف میں پروش کیا ہے غواص نظر نے نظر اس کو ہر کیدانہ کا کہی مشاہدہ کیا
 ہے **سبیت** نہ زر ہوش یہ خوش مندی نہ ہی چاند میں ایسی خوشنگی نہ اور وہ یا قوت خوش آب اس کے پاس ہیں کہ کسم
 کا زمین رو بہین خوشی بصد خون جگہ کوئی پروش ہوئی ہے اور چند پارہ زر و زمین کے سطر جھلنگ اور رشک اور
 ٹوہنگ کہتی ہیں کہ دیکھنے والی کی آنکھیں لگی چمک دیکھ ہی خبر کی کہ نے میں اور دم دیدہ کی اونکی مشاہدہ و روشنی ٹوہنی
 ہے **سبیت** زر و نو لیر ضرور معلوم شد کہ سیر و سود و روشنی چشم فروان بہ اور چند دانے لعل کے میں کہ گلزار فارسی کی طرح
 نظرتن سحر وان کی آتش افروزی کرتے ہیں اور چند فیروزے صاف اور خوش رنگ ہیں کہ مینا سی سپہر انکی لطافت و سعائی
 رنگ سے نیک کرتا ہے **سبیت** یا قوت بر گیل خندان فیروزی میں تل خط جالان بہ یہ مرغین کو کہا کہ ملک کی حکومت و تاج و
 جوہری بچے کو ساتھ اس سب جوہر کے حاضر کرے اگر قیمت مناسب ہو تو بہتر ہے والا بد تکلیف تشدید اس سے یہ جا میں ملکہ نے
 جوہری بچے کو بلایا اور کہا اسکو رت کہا کی اسطر حکے جوہر میں خوب میں ہی نہیں دیکھی ہیں اور جو کچھ میرے پاس ہیں سو سب
 حاضر ہیں یہ کہا اور سب انے کہ جو اسکے پاس نہ ہو برادر کہد بے زر گر نے وہ پسند نہ کیے اور ملک کو کہا کہ یہ بد مرشت جتنا کہ سزا
 نہ بائگی نہ تباہی شاہزادی کہ جام مہالت سے مست اور ہوش ہتی اور کوسر خرب اس دیو سیرت کا شامل ہوا اور تیرے تخت
 سلطنت اور شہ سلطان نے مدکاری کی اس عاجز بن گیا کہ کوشک عذاب عنت میں کہنجا وہ ضعیف اس عذاب الیم کی کب تحمل ہو سکتی تھی
 پس اسمر کہ کہی اور اور بہر جان حق تقسیم کہ جبکہ حال گزرا نہ میر نے پادشاہ کو اکا کیا پادشاہ عادل مزاج کب تحمل ہو ستم کا
 کہتا تھا عنت عدل تو نہ بے سکی آنکھ میں سیاہ ہو گیا اور اسکا وار کو کو لو کے نہایت و جوبی کی اور یہاں تک انعام دیا

لے قہر مان
 میں غلاب
 ملک کا رشک

جہاں سے لکھا ہے

سیاح نے سانپ کے کہنے پر چل نکلیا اور سستی کو ڈال کے زرگر کو نکالا لیکن زرگر نے بدشکر گزارے شمر حال پادشاہ کی بے انتہائی
 اور اپنی خواری اور دولت کا بیان کیا اور لکھا کہ اگر کسی مجھے سرفراز کچھ تو کچھ نہ ہو سکے تو وہ میری سعادت
 ہے سیاح نے کہا کہ میں نے دین سے ترک تعلق کیا ہے اب چند روز سیاحی کرونگا اور تماشا عالم کا دیکھوں گا لیکن اگر موت نے امان
 اور زلہ آیا تو البتہ نامتھور راہ دہ ملاخان کا کرونگا یہ کہا اور سبکو وداع کر کے روانہ ہوا ہر ایک اپنی جگہ کو گیا اور
 زرگر شہر میں آئے ایک گوشے میں چھپ کر بیٹھا اور پادشاہ وزیر کی نصیحت نہ سنی سے متفضل تھا اور بیٹے کی طرف التفات نہ کرتا
 تھا اور کسی کی سفارش اور سکے تھیں نہ سنتا تھا اس قصہ میں ایک سال گذر سیاح نے اکثر بلاد اور ولایت کا تماشا دیکھا
 اور چند صد دینار خرچ ہی ہاتھ آئے آخر ارادہ وطن کا کیا اور خیال کیا کہ ہر چند سفر مجھے وسیلہ نظر ہوا ہے مگر کمال عت
 بساعت پیش آتی ہے اور سعادت و اربابین ہند دکھائی ہی یعنی مال و زر ہی ہاتھ آیا اور کاروبار ہی حاصل ہوئی لیکن وطن کی
 ہونہایت سازگار و خوش طبع و شگوار ہے آخر طرف وطن کے روانہ ہوا ایک دن نزدیک اس کوہ کے کہ جسے ہند کا مسکن تھا
 شام ہو گئی اور جگہ مجبوری ٹھہر کر دو روز و دو ریزہ رفتہ انگیز کر میخ خور گذر کر جبکہ تیسرے شگاف سے حار کرتا تھا اور سردی
 اونکی تینے کے ہوسے پڑا ہوا ہونے پر کہتا تھا بالین سیاح پر آئے اور قصہ میں حج کا سکے پاشے لیا اور پانچ اوپانوں میں چھپ کر گئے
 باندھ کے ایک خطہ تک ٹیلے کے تلے کہ شاہرا بہت دور تھا چوڑی سیاح دل کو کہتا تھا کہ یہی زبان جلتی ہے شکر کیوں نہیں
 کرتا ہے عرصہ تک نام شب ہاتھ پانوں سے اور زبان شکر کھلی تھی جبکہ صبح ہوئی اور طاقت درو کے تحمل کی نہ رہی فریاد آغاز کی
 بدیت یہ سرد گر کند دلم فریاد ایک فریاد میں ہی ہم پہ انک حسرت آنکھوں سے جاری تھی اور سوز سنیہ سے فریاد کرتا تھا کہ کتنا
 تنہا کہ انفس ہلکے میں کوئی میرے حال سے خبر نہ پوچھا اور غیب بیابان مرگ ہوا بدیت لمولفہ کس سے اظہار کر دیا حال
 پریشانی اپنا نہ کوئی دوسرے نہیں جز دل نالاں اپنا نہ صبح کو ہند بھی تلاش سناٹے میں اپنے مسکن سے باہر آیا تھا اور اس
 ٹیلے کے عالی میں پھر تہا اور آواز دواں کان میں آئی اور اس آواز سے بوجے آشنا آتی تھی اس آواز پر ٹیلے کے قریب
 آیا جبکہ سیاح کے سر پر پہنچا پوچھا نا اور اپنے محسن کو لیتہ بند بلا دیکھا سیلاب خون آنکھوں سے جاری ہوا اور کہا کہ اسے
 دوست اس جگہ کیوں پڑا ہے اور حال یہ کیا ہے سیاح نے کہا کہ اسی بار ہر بان اس محنت آباد دنیا میں کوئی راحت
 بے جرات حاصل نہیں ہوتی ہے اور شرانہ روزگار میں کوئی گنج بے لطافت بے نرم اندوہ ہی نہ آؤت ہاتھ نہیں تپا ہی
 بدیت لمولفہ ناہ بھی یہاں تو نقصان ہے یہ شگ کھاتے ہیں بار بار درخت سے آواز کوئی کہ اس نکتہ سے آگاہ ہو سکونہ
 کاوش خوار از گیتی سے مانند بار خزاں کے انک حسرت کرانا مناسب ہے اور نہ جلوہ گہائے تازہ جو دم بہا کی شہل
 نظر کی درانہ لایں ہے کہ نہ اس غم کو نبات از نہ ہوا کیو تو زاریا بیت گویا ہی یہ فقر عارفان است نہ غم بدیت ہونہ

نہ شادی بست ہے آسمان جکومیر کرنا ہو بیٹے میں جو بیٹا ہے جسکو پانی سے سیل سو گیا ہے ہو گیا آخر اسکو اشتباہ
 کس سے اس کو دانی نیکی کی بہ کہ نہ ساتھ اسکے اک ہی بھی کی ہے اسکے بعد قصہ چور نکلا اور مال لیا بیٹا اور اپنے باندہ کے
 ڈاجا نیکا تفصیل بیان کیا بندہ نے کہا کہ دل خوش رکھ کر بد بیعت و نو سیدی بیسے امیدست و پایاں شب سب
 سیدیست و اور میں بقدر طاقت تدارک ہکا کرتا ہوں اور مقدم یہ ہو کہ تیری رہائی ہو اسکے بعد سیاح کے دست پا کے
 بند کاٹے اور اوچکھ کر اپنا گھر خن خانہ سے بنایا نہا لیا گیا اور جیوہ تر و خشک موجود تھا حاضر کر کے اتنا س کیا کہ
 آج کے دن اس مکان کی پانچ ہزار روپے اور زر خن خاطر سیل سالیس ہزار م کرنا اور میں ایک کم کو واسطے جاتا ہوں یہ
 کہا اور روانہ ہوا چور کو نشان پا پر جاتا تھا اور جو کہ تمام سیاب اور زر یکے ساری رات چلے تھے جسکو کوئٹہ ہو کے
 ایک چشمی پر سورہ تھے اور سیاب کھول کے رکھ دیا نہا اور بدل میں اور خاطر مطمئن کرنا کیا تھا چاشت کی وقت مندر بھی جا
 پیشا اور انکو غافل پاکے فرصت غیبت جانی اور پستار کو بچھا کر کے سیاب کا لاپٹے خریطہ زکا اٹھا کے ایک گوشہ میں
 گڈھا کہو کو فن کر دیا اور دوسری بار باقی سیاب لجا کے دوسری جانب میں فن کیا یہ پانچ سیاب چوروں کا بھی
 باقی نہ رہا اور آپ ایک رخت پر جا بیٹھا اور منتظر آدنی سیدار کیا تھا جبکہ چور سیدار ہوئے اور زر اور سیاب میں کوئی چیز نہ رہی تھی
 ہو کے ہر طرف دوڑتے پھرتے تھے ایک نہیں کہ عاقل تھا اسنے کہا کہ ایسا دل اس چشمی پر آمد و شد آدنی نہیں ہے اور دوسرے
 آدمی کے قدم کا نشان نہیں پایا جانا یہی کام سیاح آدمی سے نہیں ہوا ہے غالب ہو کہ چشمی حکمتہ لیووں اور پر یونی مواد ہم
 گستاخانہ اس جگہ لے اور دست و پا درادر کے سورہ اسلئے یہ حرکت اس قوم سے ہوئی ہے اور یہی جگہ شکر کی ہے کہ
 ہمیں قتل نہیں کیا یا بہتر یہ ہو کہ یہاں سے بھاگیں اور نیم جان کہ باقی ہی ہے اسو سلامت لیا میں اس کے بعد بدل تنگ اور
 ترسناک بھاگے اور بندہ کوئی معاودت سے خاطر جمع کر کے پھر آیا اور صورت حال یاد کر لی اور اس شب سیاح کو لپٹے
 گھر میں کھا جب کہ دن ہوا بندہ سیاح کو چٹھے پر لایا اور جو کچھ کہ زر اور لباس اسکا جو لپٹے تھے سبز دوسرے کیا سیاح نے
 اپنا مال لے لیا اور جو رخت کہ چور نکلا تھا یا تھا اوٹو نہ لیا اور شکر گزاری کر کے بندہ کو فرصت کیا اور آپ روانہ ہوا اور چند
 فرسخ راہ گیا نہا کا اتفاقا گڈا دوسرا سکر کے سکس پر ہوا جبکہ سیر مانند شیر ٹیلے کے نمودار ہوا سیاح نے دوڑ کر چا بکھا کے
 سیرنے آواز دی کہ غوف نکر کہ مجھے حق تیرے احسان کا بہولانا نہیں ہے اسکے بعد زوڈ کے کمال محبت سے پیش آیا اور اتنا س کیا
 کہ ایک ساعت توقف فرما سیاح اسکی رضا مندی کیلئے متوقف ہوا سیر تلاش میں تھینکے کہ مہان کے لایق ہو ہر طرف دوڑتا
 سیرتا نہا کہ گڈا دوسرا اسی چارباغ میں کہ بادشاہ کی مٹی رہتی تھی ہوا دیکھا کہ شاہزادی لب عوض زوہر تھی پہنچے پہنچے ہے
 سیرنے ایک بچے میں لے کر اسکا نام کیا اور سبز زوہر لپٹے سیاح کے آگے دھار اور بہ منت کہا کہ آپ کی نذر ہے سیاح نے

زیر کو شکر گزاری کی اور شہزین آیا اور اپنے دینوں کہا کہ جب تک تم اور سب سے حسن عہد رست پایا زگر تو انسان ہے نہ کتا
میرے احسانوں کا عوض نہ کر لیا اوہی جو ہر شناسی میں ہی مہارت ہے یہ جو ہر لوہی کی معرفت خوب بیکار اس خلیفہ میں
زگر کے پاس آیا اور راجہ امور میں بیان کیا زگر باغز تمام پیش آیا اور سدن بادشاہ کی دفتر کے قتل کا شہرہ تمام شہر میں
ہو رہا تھا زگر نے کہا کہ وہ جو ہر کہاں ہے دیکھو میں سیاح نے زور و زور سے نکال نکال کے آگے رکھا دیکھو یہی زگر نے
پہچانا اور دینوں کہا کہ یہ تو شاہزادہ کا عوض ہو اور کہا کہ یہ زور ایک سلطنت کے خراج کی قیمت کہتا ہے اس سیاح دل خوش
کہ جو خلیفہ سیاح سے فارغ کئے دنیا ہوں اور زور و زور کے وقت سے اس وقت کا یہ نہیں ہے یہ خوب سیل بادشاہ کی صفائی کا ہاتھ
آیا کہ وہ بیٹے کے غم میں مبتلا ہے اور تلاش قاتل میں بیٹھا ہے اگر نشان کی زور کا یا ایک گانوہ کی جلد میں پڑی مرتبہ میرا دیکھا اور
سیاح کو قتل کیگا زگر نے کہا کہ تو خاطر جمع ہو چھوٹے لیکے جو ہر لوہی کا چلنا ہوں اس کے بعد سے زور و زور بادشاہ کی یاد کہا
ملکہ کے قاتل کو معز زور میں گرفتار کیا یہ بادشاہ نے اس کو بلایا اور زور کو دیکھا لبادیاج کو لاؤ زور سیاح کو بادشاہ کو دیکھا پادشاہ
حکم دیا کہ اس کی تمام شہر کے کوہ پور میں اور ان کو قید کر میں کل قاتل کو نکال چار دیوے کے گناہ آہ آہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اسے
زگر جو نے دوستی میں کیا کوئی دشمنی میں ایسا نہ کر لیا عوض احسان کا یہی تھا یہ کہنا اس نے نہ مانا یہی نہ مانا یہی اگر
ہزار چند اسکی سزا اور جزا مجھ لے تو ہی تو ہی ہو گئی ہو مگر بادشاہ کو یقین ہو کہ کلام و سکامکاری سے ہے اور گنہگار ہے، بموجب
حکم کے تمام شہر میں پھر اسے تجاوردہ سائب بار بچکے دیکھتا تھا آخر اس کو پہچانا کہ یہ وہی شخص ہے کہ جس نے
گڑھے میں گھونکالا تھا مگر دینوں منتظر فرصت کا تھا کہ شب ہوئی اور سیاح کو زندان میں لگایا جیکرات کو فرصت پائی سنا
پاس لگا یا اور کہا کہ میری لکھا تھا کہ انسان بگڑنا دار نہیں ہوتا یہی اور احسان کو عوض میں بدی کرتا ہے اور تو نے جو
انصیحت میری نہائی اور زگر بد چل کو لکھوں یہ نکالا میں اسیدن سمجھا تھا کہ تیرا انجام نہ راست ہو گا طبیعت میں جان زور
زور نا ملے سہرہ پم پکا غنائی ل شید ایکھ شہرین داوید سیاح نے کہا کہ اسی دوست مہربان جمل کر نیسیو تک ملا مثل کے
براحت پر پڑتا ہے اس سے سوز و غم غم غم کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوا اور مجبور نہ کیا کہ ہے کہ تیری نصیحت نہانی سمجھو
جہاں اصفیہ نام نہیں جان ہوا اب صلاح بنا کہ اس بگڑا ہوں سانپ نے کہا کہ تیرا یہ ہے کہ میں جا کے بادشاہ کی مالکو
کاٹنا ہوں ایک خلقت عاجز آئیگی پر وہ محبت نہایتگی یہ بوٹی لے اور بادشاہ کی مان کو پلا دینا فی الفور صحت
پائیگی شاید کہ اس جلد میں تیری ربانی ہو جائے سیاح نے شکر گزاری کی اور سانپ بوٹی دیکر روانہ ہوا اور جا کر بادشاہ
کی مان کو کاٹا اور بادشاہ تمام شب سرنانے مان کے بیٹھا رہا اور جا بجا مگر گریہ اطبا سے پوچھتا تھا طبیب یہی
جو کچھ کہ تریاق وغیرہ کی دوائیں مقرر ہیں جتنی بھی کچھ ناکہ ہوتا تھا جیکر صبح کا زب ہوئی سانپ نے بام پر آکر

بجی مشرعا گاہی بلکہ تیرا بندہ احسان ہوں اہل یہ فرما کر کرم ہرگز اور عاقل کامل کیوں بستہ بند بلا اور خستہ پنہ و عمارت
ہیں اور عظیم اور جاہل اور نادان غائب کس سبب برزاعت و زمانہ میں زندگانی بسر کرتے ہیں وجہ اسکی اور سبب جلب
منفعت اور دفع مضرت کیا ہے اور کس تیرے محفوظ رہنا اور کونسی تیرے پیرے مقصود کو پہنچا ہو سکتا ہے برہنہ جو
کر دی پادشاہ دولت اور سعادت کے واسطے مقدمات اور اسباب بہت ہیں جو کوئی کہ اس حال کر کے اس پر چلے نہ ادا
وکت اور شائستہ عزت و رفعت ہوتا ہے مگر اسکے نتیجے اور ثمرات تقدیر الہی سے متعلق ہیں اور اصل ان کی تقدیر ہے اور اسکی
حکم بادشاہ ہی کیونکہ بغیر شہیت ایزد کے سب سے بڑا مل ہو جاتے ہیں بلکہ بار بار کیجا کہ بہت سے دانان شہید کئے جاتے ہیں
ہیں اور اکثر جاہل اور نادان کہ ہرگز لیاقت شوکت کی نہیں رکھتے ہیں اور تقدیر انکو سلطنت پر چٹائی ہے قطع گم نشاہی و شہناز
برہنہ پیشہ نیم ناں نہ ہند بد سفلہ بد صدر اہل دانش ابد بد غلط رہ بر آستان نہ ہند ایضاً **اصح** ایسی نظر عجب طرح کا
بر باغ یہ ہر پہلو اسیر بنج کا ٹوٹو نیکو فراغ یہ دیکھو عجب ایسا کی انٹی پیل ہے قصص میں بند آزاد سے ناروغ و خضکیب
حکم ہر دانی ہے ہر چند کہ کسی غور کامل ہو کہ اس وجہ معاش سر انجام کر سکتا ہو مثلاً حرفت کہ فرید عظمیٰ آسان ہر دیاجاں زیبا کہ
دلوں کو صید کرتا ہے وہ بھی سبب نافع کا ہوتا ہے لکن جتنک تضار الہی انکی یا رہو یہ سبب ہیج ہے اور کوئی غمہ ان سے متنب
نہو سکیگا لکن جو کہ پسندیدہ عقل ہے مال کا ر سکا بخیر ہوتا ہے اور غمہ نادانیکا بیشتر تنہائی کی کو پہنچا ہے چنانچہ اپنی دشمنان کی
یجھکت شہر منتور کے دروازی پر لکھی تھی یادگار اور اسبات کیلوسے ایک داستان نگین اور قصہ شیریں سے اس نے پوچھا کہ قصہ کیا
تھا حکایت پادشاہ اور دوستور کہ کہتے ہیں کہ ولایت روم میں ایک پادشاہ تھا کہ اس کے دو فرزند تھے بہا فضل اور
سے آہستہ جب کہ پادشاہ نے داعی اجل کو لبیک کہا بڑے بھائی نے اپنے خزانے پر قبضہ کیا اور اراکان دولت کو نہایت شیرینی
اور چاہی پوسی سے اہل اپنا بنایا اور تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہو کر آئین پر کیو جاری کیا جبکہ چھوٹے بھائی نے دیکھا کہ
ہمارے سلطنت بڑے بھائی کے سر پر سایہ انگن ہوا بھما کہ سب ادا بھائی مجھے شریک سلطنت جان کے ضرر پہنچائے ان سے
کرت خوب اختیار کی **ہیت** زخم خورشید و علم بر سر فرارم یہ پوچھو تو نام چر تو شہر دارم پادشاہ نے راہ دور
درا نہ تنہا اختیار کی سرشام حدنثرن کو پہنچا اور اپنی تنہائی اور غریبی پر رقتا ہوا کہتا تھا کہ پہلی ہی منزل میں یہ کرب و بلا ہے
تو انجام میں کیا ہوگا قصہ وہ شب تنہائی میں کاٹی دوسرے دن کو خورشید تابان نے متق افق سے سر نکالا کہ شاہزاد
نے چلنے کا ارادہ کیا ناگاہ ایک جوان خوش رو و چھیدہ موہرا ہوا شاہزاد سے نے دیکھا کہ ایک محبوب ہے کہ تیرے
کمال حسن و اسکے قامت پر درختہ اور دل آفتاب اس کے رشک شمع جمال سے سوختہ ہے جبکہ شاہزاد نے بغور وہ خط کو کتر
اور نرسا راہ دش مشاہدہ کیا دل میں کہا کہ احمد رشحت سفر کی اسج انکی راحت موافقت ہے آسان ہو جائیگی بلکہ

اور شخص کی آوارگی گہرے بہتر ہے کہ جسکے ہمراہ ایسا جو کچھ اسکے بعد وہ دو یا سن جوانی اور وہ دو نہال جو بیاد زنگانی
 باہمی ملاقات پر اسقدر خوش ہوئے کہ کیا بالیلم کو گلستان ارم تصور کرتے اور طائران مشقت کو سالان شتم و خدمت سمجھتے
 تھے رباعی گرد و خم نور چنگ آید بد احوال بشتیان مرانگ آید بد در بے قوب محاسن بہتیم خوانندہ صحرائے بہت
 بدولت تنگ آید بد اور دوسری منزل میں ایک سوداگر بچہ نہایت ہوشیار کاروان صاحب ہنر و مداندیش تمام خرد کو بنگام تہم
 کمال سے رشتہ شگ گردن روز پر باندھتا تھا اور وقت ضرورت نکر ساسے جنس خورشید کو چار بازار ملک سے
 ارزان خرید کر تا تھا بدین حریفے چاہیکے شریں زبانی بے لطیف ہوشیارے کار دانے بد وہ بھی ان کے ہمراہ ہوا
 یعنی سناوت سے اس شکل شلف میں ظہور کیا تیسرے دن نہال زادہ نور آدھ کے ابواب زراعت میں بصارت شامل اور تمام
 کشکاری میں بہارت کمال رکھتا تھا اور علم ملاحظت میں صلح مبیہل تھا اگرچہ کج کو زمین سخت میں گاڑ دینا فلو
 منہرے عرصے میں نہال اوسکا کمال کو پہنچ کے میوہ افشائی کرتا تھا اور فن و ہنر میں برکت قدم لگا کر پیش رفتی تھی
 کہ جنگ پر بانو رکھتا تھا جسکے کچھ اٹھیں بویا جائے زراعت بارور ہو کہ لہلہاتی تھی وہ مصاحب کا ہوا جبکہ چار گز
 یکین کچا ہوتے دستی برہم تھم نہیں پیدا ہوتی اور مضمون خیر الوقایہ اسرا جتہ نے ظہور پایا اور آپس کی جستجاسے
 باہم ایسے خوش تھے کہ عزیز اور اقارب اویدا رودیا کو فراموش کر کے منزل چمائی کرتے تھے اور کربت سفر میں طاق ملول پہنچ
 تھے بلکہ ملاقات اور انخلا طاسو آپسکے فرم سرد رہتے تھے القصد بعد قطع سافت شہر سنو میں پہنچے اور کنا سر شہر کے
 واسطے آسائش کے ایک جگہ بہتر سمجھ کے ٹھہرے لیکن سکا پاس کچھ اندازہ اور کوئی دینار و دم باقی نہ رہا تھا ایک
 ان بار نہیں تو کہا کہ وقت یہ ہی کہہ لیک اپنا مہر دکھائے اور جدوجہد کو چھوڑ کر سہ ماہیہ روز ہں شہر میں سرگزیں رہتا
 ازوقہ کے نبون شاہزادے نے کہا کہ کام عالم کا تقدیر آہی پر موقوف ہوا کہ کوشش اور جہاد و سستی ادکا بائی اوسیں باقی اور
 نہیں کر سکتی جو بس چاہیے کہ حائل اللب نیامیں فکر مری اور عزیز کو ایسے مہر دے کہ پیچھے کہرا وجوہا باکرار گئے دشمن خیر
 اور بیوناجی ہے ریاگان کو نظم انجیباں برشمال مردار لست بد کہ گساں گردا و ہزار ہزارہ این مران راہی زندہ ملک بد
 دایں مراں راہی ز غمقارہ آفرامہ برہند ہمہ وز ہر باز اندا ہں مردار بد ادکم و زیادہ دوس نہیں ہو سکتا کہ کلا
 فرما ہے مہن مہن مہن مہن مہن یعنی ہنہ تقسیم کیا ہو رزق کو اوسیں فی غلظت میں پس تقسیم خدا کو کسکی مجال ہے
 جو کہ دیش کر سکے اور دوسرے یہ ہی کہہ لیک انجام کامد بال و نکال پر چتا ہی اسپات کر چہ بے مقدمہ بدست آدیریم
 بیشتر از روزی خود کے خویم و پس نہ آپ نہ مدعی است بد این ہر تقدیریش کشیدن جراست و بارہ خدا کی برہنہ
 شہرہ حرص بہ کینہ و فرستہ شہرہ اس کے بعد جوان یا بانو کہا کہ حصول زر کے واسطے من ایک سہلہ ہے سببہر صبر و جہد

کہ جسکے ہمراہ ایسا جو کچھ اسکے بعد وہ دو یا سن جوانی اور وہ دو نہال جو بیاد زنگانی
 باہمی ملاقات پر اسقدر خوش ہوئے کہ کیا بالیلم کو گلستان ارم تصور کرتے اور طائران مشقت کو سالان شتم و خدمت سمجھتے
 تھے رباعی گرد و خم نور چنگ آید بد احوال بشتیان مرانگ آید بد در بے قوب محاسن بہتیم خوانندہ صحرائے بہت
 بدولت تنگ آید بد اور دوسری منزل میں ایک سوداگر بچہ نہایت ہوشیار کاروان صاحب ہنر و مداندیش تمام خرد کو بنگام تہم
 کمال سے رشتہ شگ گردن روز پر باندھتا تھا اور وقت ضرورت نکر ساسے جنس خورشید کو چار بازار ملک سے
 ارزان خرید کر تا تھا بدین حریفے چاہیکے شریں زبانی بے لطیف ہوشیارے کار دانے بد وہ بھی ان کے ہمراہ ہوا
 یعنی سناوت سے اس شکل شلف میں ظہور کیا تیسرے دن نہال زادہ نور آدھ کے ابواب زراعت میں بصارت شامل اور تمام
 کشکاری میں بہارت کمال رکھتا تھا اور علم ملاحظت میں صلح مبیہل تھا اگرچہ کج کو زمین سخت میں گاڑ دینا فلو
 منہرے عرصے میں نہال اوسکا کمال کو پہنچ کے میوہ افشائی کرتا تھا اور فن و ہنر میں برکت قدم لگا کر پیش رفتی تھی
 کہ جنگ پر بانو رکھتا تھا جسکے کچھ اٹھیں بویا جائے زراعت بارور ہو کہ لہلہاتی تھی وہ مصاحب کا ہوا جبکہ چار گز
 یکین کچا ہوتے دستی برہم تھم نہیں پیدا ہوتی اور مضمون خیر الوقایہ اسرا جتہ نے ظہور پایا اور آپس کی جستجاسے
 باہم ایسے خوش تھے کہ عزیز اور اقارب اویدا رودیا کو فراموش کر کے منزل چمائی کرتے تھے اور کربت سفر میں طاق ملول پہنچ
 تھے بلکہ ملاقات اور انخلا طاسو آپسکے فرم سرد رہتے تھے القصد بعد قطع سافت شہر سنو میں پہنچے اور کنا سر شہر کے
 واسطے آسائش کے ایک جگہ بہتر سمجھ کے ٹھہرے لیکن سکا پاس کچھ اندازہ اور کوئی دینار و دم باقی نہ رہا تھا ایک
 ان بار نہیں تو کہا کہ وقت یہ ہی کہہ لیک اپنا مہر دکھائے اور جدوجہد کو چھوڑ کر سہ ماہیہ روز ہں شہر میں سرگزیں رہتا
 ازوقہ کے نبون شاہزادے نے کہا کہ کام عالم کا تقدیر آہی پر موقوف ہوا کہ کوشش اور جہاد و سستی ادکا بائی اوسیں باقی اور
 نہیں کر سکتی جو بس چاہیے کہ حائل اللب نیامیں فکر مری اور عزیز کو ایسے مہر دے کہ پیچھے کہرا وجوہا باکرار گئے دشمن خیر
 اور بیوناجی ہے ریاگان کو نظم انجیباں برشمال مردار لست بد کہ گساں گردا و ہزار ہزارہ این مران راہی زندہ ملک بد
 دایں مراں راہی ز غمقارہ آفرامہ برہند ہمہ وز ہر باز اندا ہں مردار بد ادکم و زیادہ دوس نہیں ہو سکتا کہ کلا
 فرما ہے مہن مہن مہن مہن مہن یعنی ہنہ تقسیم کیا ہو رزق کو اوسیں فی غلظت میں پس تقسیم خدا کو کسکی مجال ہے
 جو کہ دیش کر سکے اور دوسرے یہ ہی کہہ لیک انجام کامد بال و نکال پر چتا ہی اسپات کر چہ بے مقدمہ بدست آدیریم
 بیشتر از روزی خود کے خویم و پس نہ آپ نہ مدعی است بد این ہر تقدیریش کشیدن جراست و بارہ خدا کی برہنہ
 شہرہ حرص بہ کینہ و فرستہ شہرہ اس کے بعد جوان یا بانو کہا کہ حصول زر کے واسطے من ایک سہلہ ہے سببہر صبر و جہد

کے زکے جسے کہیں ہی بیجا نہ ہو اور اہل عیال پر بھی معاش رکھی کوئی عامل ایسا نہ کرے گا کہ صرہ زر کو کہیں نہ دھکے
 محنت کرے اور اہل عیال کو تکلیف دے اور کچھ مگر عرض اسکا ہی تھا کہ کارخانہ نقد میرے ایسا نقش ظاہر ہوگا کہ اس طرح
 میں گرواب تھیں پڑا اب کہ ساحل نجات کو پہنچ نہیں سکتا ہوں یہ ہائی گویا کی سیر حسدیاں ہے برہائی چہنیاں صد
 دولت بجو بدلیکن نلا گئے قناعت محکومہ غفلت سے میں انہوں نے سمجھا کہ یہ حرص بدکردگی گرفتار مصیبت محکومہ اس کے بعد
 دہقان اسی غم میں مبتلا رہا اور نیزگی کہ اگر میرے بعد اللہ تعالیٰ مجھے مال دے گا تو میں جسے نہ لگا بلکہ مرث چھاپ کر کوشش کروں گا
 اسکے بعد توکل سے توسل کر کے کلید پر قفل ہستی کی حضرت محبوب کو تفویض کی اور یہ بیت مرث کی تکرار کرتا تھا **بیت**
 مگر توکل رزق بے اندازہ ہے ہر جگہ اللہ کا مدوا رہے اور اوپر شہناک یہ حال تھا کہ اس توڑ کیوے بغل میں کھتا
 تھا اور بکریوں کو چراتا تھا ایک دن ایک کنوئیں کے پاس بیٹھا نگہبانی کرتا تھا کہ ایک غول سوار نکلا دوسرے نظر آیا ڈرا کہ مبادا یہ
 سوار خیر نبال ہو چہنیں میں توڑ کیوے کنوئیں میں ڈال دیا اور کیا لایکے اپنے گھر کو بھاگا اتفاقاً وہی دہقان نزدیکی
 واسطے گھر سے باہر نکلتا تھا جبکہ قریب اس کنوئیں کے پہنچا تو سخت تند و زان ہوئی اور دس دس کے سر سے اوڑھ کے
 اسے کنوئیں میں جا پڑی دہقان جلد سے اسے کنوئیں میں اتر آتا تھا اپنی کنوئیں میں ٹھہرے لگا لگا کاہ وہی توڑ
 انہیں لگا اسکے ہاتھ آیا یہ وہی ہے کہ ایک شخص کربا لٹو ہونڈ تھا تہا قوت پایا دہقان شکر لہی سجایا لایا اور پھر گھر میں
 آئے یہ قصہ اپنی عورت سے کہا اسکے بعد جو شکر کیا تو وہی تین سو عدد پوری تھی دہقان نے کہا کہ اوسی قدر کبیر کا
 ہوئی تھی اتنے ہی دینا اللہ تعالیٰ نے غیب سے مجھے عنایت کیے اسکے بعد جو اسے نزدیکی تھی اور خونا کا یعنی آنکھ پر کرنا شروع
 کیا کچھ اسے نفقہ عیال کا کرتا تھا اور کچھ راہ خدا میں صرف کرتا تھا یہاں تک وہ دوسو دینار خرچ ہو گئے اور وہ نشان شب کو
 اس چاہ پر اسے کنوئیں میں اتر اہر چند تلاش کیا اپنے دوست گمشتہ کو نہ پایا یعقوب وار رہا اور کہا کہ اس مال کے بغیر کہ
 محبوب جانی تھا زندگانی سے کیا راحت ملیگی اور یہ بیت ناسخ کی پڑتا تھا **بیت** کاش ہوں دلکی طرح فیدہ پیدا رہا
 کہ ظفارہ کرد لگا کہ ہوا رہا جدا نہ اسیر سے شبان حیران و پریشان تا سفا کنان بچھرتا تھا ایک مدت کے بعد تھیں میں
 اور گندہ اسکا اوسی دہقان کے گھر ہوا دہقان جلد سے اٹھا اور اپنی عادت کے موافق اس شبان کو چھان کیا اور
 کھانا کھانے کے وقت کلام اہم کرنے لگے دہقان نے دیکھا کہ آثار طلال کے شبانے چہرے پر ظاہر ہیں کہ بار بار تھکادی
 کرتا ہے دہقان نے سبب روئیکار پوچھا شبان نے کہا کہ گیند مگر شکستہ دل نہیں کہ یہ بیت میرے جب حال ہے **بیت**
 انہما من گم شد ست ارا ز سلیمان گم شدی ہم سلیمان ہم پری ہم اہر من بگوشی نہ اور کہا تین سو انہیں لگا میں
 ملک تھا اور قوت دل اور راحت جان اور نور ہر اور سر و صیغہ مجھے نہیں حاصل تھا ملانے دن ظالموں کے خوف سے

فلانے کو میں میں ڈال دین تبصر میں سے ان جو بڑے ہونے لگا تو اسے نکال دیا اور نکال دیا جبکہ یہ باسنی تھیر ہوا اور عورت کو
 پاس جا کر کہا کہ اس کو میں حلال جانتا تھا اور دست تصرف اس پر دراز کیا تھا سو وہ حق اس وہاں کا ہے اور غیبت کے
 سبب وہ وبال میں بڑا جب قدر کر رہا ہے وہ اس وہاں کو سپرد کردن اور جو کہ چچ ہو چکا ہے اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے
 کرم سے میرا دست پر کیا تو اسے اور ادھر لگا دینا اپنی عمر استغفار میں بسر کروں گا واللہ عالم ہے کہ مجھے بے علمی نے طر
 ہا ز خواست میں ڈالا اور اس حال کا افتاب ہی نکروں اور ہمیں فی الحال تین سو اتر فیون کا مطالبہ ہی کرے گا
 اور میں اس کے اور کو نہیں عاجز آؤں گا اور سب سے بات بہت پسند کی کہ حق مقدار کو پہچانا اور ذناعت اور توکل سے سازگار
 و احب ہے ہا حق تعالیٰ عوض الحکما ہر کچھ عنایت کرے جو کہ توکل اختیار کرتا ہے جلدیہ قصد کو پہنچتا ہے وہاں نے سو
 دینار جو باقی رہے جسے بربیل ہر پستہ بانج کے رکھے نشان نے کمال منت ہو اٹھا ہے اور کہنے کو پورے اتر فیون میں
 نشان نے زمین کہا کہ یہ مال نیک ہے امید کہ ذاتی و دوسری ملجا میں اور ان سو کو نہایت محافطت ہو رکھا جائے ابھر
 نیچ میں گرفتار نہ ہوں کہ حدیث فرموا میں آیا ہے کہ لا یلذذ لکون من حجر واحد اسکے بعد ایک چوبیسوی بہت ہونے
 کہ جس طرح کہتے ہیں اس نشان کے ہاتھ میں ہی ہو تو ہوا چیر اور برف کر کے وہ اتر فیون و سہن بھر دیں اور ہر دم اپنے
 ہاتھ میں رکھتا تھا کہ ان دریا بزرگ پر کھڑا تھا کہ وہ جو بدستی گر پڑی ہر چند اسنے جہد کی بانی حیران اور پریشان کہہ کر
 آیا اور وہ دریا شہر کے نیچے سے نکلتا تھا اتفاقاً وہی ہقان کنارے پر ایک جگہ غسل کرتا تھا کہ وہ چوبیسوی ہی
 ہوئی اسکے پاس نکلی اور سو اٹھا لیا اور گھر میں لے آئے اور سو نو سو عورت اس وہاں کے کہاں بچا رہی تھی اور لڑکی
 جلانے کی باقی نہ تھی وہاں اسلئے کہ کہاں انیم پخت درہما اس لٹھی کو جلانے کے واسطے چیرا کہ ناگاہ وہ سو
 اتر فیون مکمل آئیں شکر خدا بجالایا اور موافق معمول کے پھر اسکا خرچ کرنا شروع کیا چند روز کے بعد ہر نشان ہقان
 کے گہرا آگے چلے مال سے بھی حال اسکا اتر یا وہاں نے پوچھا کہ سبب اتنی نعم کا کیا ہے اسنے قصہ ان اتر فیون کی عرصا
 میں کہنے کا اور عرصا کے درمیان گر پڑیکا سب بیان کیا وہاں نے کہا کہ میری کمال بار یہ اتر فیون تو نے کہا
 پائیں اور کہو تو کہ میں تبصر نشان ہی حال ہو تو اور تیرا راستہ جو کہ گزرتا تھا بیان کیا وہاں نے تبصر کیا اور کہا کہ حمد
 بحدہ خیر پاک کہ واسطے سزاوار ہے کہ حق کو اسکے مرکز پر دراز دیتا ہے اتر نشان جان لو کہ میرے ہر کا اس حشر
 پر میں ہی ہوں آیا تھا اور چاہے سے ہی چلے نکالا تھا اور سو دینار جو جھکودے گئے تھے وہ ہی اسکا بقیہ تھا اور بکو
 باقی تیرے عرصا کے حصہ ہی سو دینار تھے میری ہی پاس آ رہا کہ اوس میں سے آجک خرچ کرتا ہوں نشان تبصر ہوا
 اور کہا کہ اس پوچھی سے معلوم ہوتا ہے کہ روزی کسلی کوئی نہیں کھا سکتا ہے غرض اس میں شے نہ ہے کہ تیار لوگ بھی

حبل المتین قناعت ہاتھ سے نہ پھوڑیں اور دایرہ توکل سے قدم باہر نہ کریں اور عجائبات زمانہ سے کئی نتیجہ
 قضا و قدر ہے غافل فرمیں اور فرصت حیات کی غنیمت سمجھ کے مال اور کمال اور جلال پر تکیہ نہ کریں کہ حقیقت
 ہمارے کی پس پردہ قضا و قدر مخفی اور ستور ہے کیلئے معلوم نہیں ہے کہ انجام کام کا کیا ہے اقصیٰ دن اس گفتگو میں سنا
 دوسرے دن کہ سنبھل غالیہ نیز شب بیدار سپہر سے گوشہ خطا میں چھپا اور باغبان قدرت نے گل صدر پر گل نشا کو
 چمن افق سے لہذا آج تاب نمایان کیا دھقان پچا دٹھا اور کہا کہ تم فارغ دل بیٹھے رہو میں آج کے دن اپنے غم
 مجاہدہ ہو جو کچھ کہہ کر لاتا ہوں وہ تمہاری آگے رکھتا ہوں کل کے دن جو ماندگی تم سبکی رخ ہو جائیگی تو پھر پھر اپنے
 طور پر معیشت کی تدبیر کرو اور دست سب اسباب پر راضی ہوئے اور کہا کہ بہتر ہے اسکے بعد وہ دھقان زادہ غم
 سے باہر آیا اور لوگوں کی پوچھا کہ اس شہر میں کوئی چیز کی خریداری بہت ہوتی ہے لوگوں نے کہا کہ ایسا ہے میرے دوست
 کی قدر بہت ہے اور نہایت قیمت سے بکتی ہے جو ان فی الغر کوہ کی طرف روانہ ہو کر ایک پستارہ کلان میں شکار کا ہاتھ لایا
 دس دن کو بیچنے کا طام مطلب بازار سے خرید کر کے باہر نکلا آگے رکھ دیا لیکن جبکہ شہر میں نے لگا دروازے شہر پر لکھا کہ
 نتیجہ ایک دن کے کسی کا دس درم ہے حاصل لا کر اس دن سب یا ر و دن دھقان آویں گے کھانا کھا یا اور دس درم حرم
 جہاں راہی خورشید نے عالم ترہ کو اپنے لمحہ جمال سے درخشاں کیا جو ان زیبا کو کہا کہ آج تو اپنی چال سے کچھ کام کر لیا ہے
 حاضر کا باعث ہو زیبا راتھ کے باہر آیا اور زمین سوچا کہ میں تو ہر کچھ نہیں کہتا ہوں اور بغیر حصول مقصود کے کچھ نہ لگا
 بھی نہیں عجیب شکل میں پڑا ہوں کہ راتھ رفتن زردی باز گشتن ہے رباعی لموعہ ہے زلف کی مانند رقعہ کی
 مثل دین تنگ ہے کہلنا مشکل ہے پانی تو کہاں جزا بیتخ ابرو چو دایکے عوض فقط ہر عارض کمال ہے اس فکر میں ایک
 کوچہ شہر میں بیٹھا تھا کہ ناگہان ایک عورت خوب صورت و موکمال بکراں اور چل خزان کہتی تھی اس جوان کے پاس سے
 نکلی جبکہ نظر جوان زیبا رو پر پڑی اور وہ خط و لغو از اور رو کو دلفریب لکھا اعلان ہر شکیبائی تھہر جاتی رہی اپنی
 کمیز سے کہا کہ اس خسارہ زیبا کو دیکھ کہ گل مرغ اس کے رنگ سفاسن آج خیال میں غرق ہوتا ہے اور اس
 تمامت رونا پر نگاہ کر کر دوسری اسکی نازکی اور لطافت سے پائے در گل ہو رہا ہے بیت لموعہ ایسی کس خسرو
 روان کی چال ہے بد بک جکی چال لایا مال ہے بد اور یہ شعر میں غور کا بڑا بنیت آہ کیا تو ہر گل کو ہی حسد
 جس فن پر ہی بد کیا بد نکازنگ ہے نہ جسکی پیراہن یہ ہے بد اور کہا کہ اگر تعریف اس لب کی کون تو فعل ہے
 شکر مزید اگر تو صیغ اس خط کی رقم کون تو لا پر فتنہ دیگر بہر تقدیر یہ بشر نہیں مگر ملکیم ہے کہ جس جمال حد آدم اور
 سے بہت زیادہ ہے اور نیز وہ تدبیر کر کہ یہ ہماری سادات میردام میں نہیں کھینے جو ان کے پاس کے کہا نظم خود دیدار و
 جان کیستی بد شیرین لوحی از شکر شان کیستی بد شورسیت از لہ بازار کا شاپا آہر کہ نامک از خوان کیستی بد ای نارین
 میری ملی نیاز مندی کی کچھ کہتی ہے کہ تو شہر میں اس قدر نظر آتا ہے اور سافر شکستہ دل ہوتا ہے اور میرا مکان نہایت سرد و انگیز

بہارِ ناز
میں
میں
میں
میں

اور مقامِ فرحتِ خیر ہے اگر تشریف لائے اور کیا ساعت کر مغربِ روزِ زندگی کا وہی مجھے حال ہوئی ہوا دیریں مافوقِ حدت
 ہمیشہ سحرِ سعادت جانتی ہوں اور تیرا کچھ نہیں ان میں نہیں ہے جو آج کہا کہ میں حاضر ہوں اسکے بعد سحرِ کینز کیساتھ جا کے
 جہان ہوا اور تمام روز اسکے ساتھ بعض آرام سیر کیا اور تمام کو رخصت ملگلی عورت نے سوا شریفیان دیکر بہرِ مشکل
 رخصت کیا جو آج اپنے وقت دروازہ شہر پر لکھا کہ ایک روز حسنِ جمال کی اجرت سو شریفیان ہیں اور دوسرا لاکھ یا دو
 رو رو کر رکھ دیا تیس دن جبکہ صبح ہوئی سوداگر بچے سے سب نے کہا کہ آج تمہاری باری ہو آخر قبول کیا اور روانہ ہوا
 باہر جاکے دیکھا کہ کشتی اسبابِ تجارتی بھری ہوئی کنارے دریا کے لگی۔ ہوا در شہر کے سوداگر خیر توڑنے کے وسطِ قیامت
 کم کہتے ہیں سوداگر بچے نے قیاس کیا کہ اس میں کدہ زیادہ ہے ایک شت تا کم شت خرید کی اور تفرق کر کے سیلابِ چلایا
 ہزار درم نفعِ برست حاصل ہوا سوداگر نے دروازے پر لکھا کہ حاصل ایک دینی مقل کے ہزار سوچے ہیں وہ لکے یا روکو
 آگے رکھ دیے جبکہ چوتھا دن ہوا شاہزادہ میر سب نے کہا کہ تو ہمیشہ لاف تو کاغذ تھا تو اب بکافغ اور حاصل آج دکھا کر کیا
 میزا ہے شاہزادے نے یا رمل کا کہنا قبول کیا اور بہت عالی کیا تھا کہ غالی شاہزادہ میر سے تھی روانہ ہوا اس شاہزادہ
 شہر کا فضا کر گیا تھا ایک خلقت تمام داریں شغل تہی شہزادہ میری جگہ پہنچا اور آگے شہر میں ٹھہرے کہ شاہزادہ
 دیکھتا تھا کہ ایک دن دربار نے خیال کیا کہ لوگ حالتِ ماتم میں گرفتار ہیں اور ایک شخص اجنبی گوشہ میں بیٹھا تھا شاید
 شاید جاسوس، اسو شاہزادہ میر کو دینش کی اور سخت دست کہا اسے آتشِ غضب کے آئینہ میں سر دیکھا اور اس جیسے
 موافق مطلق دم مارا بیتِ سفید از روشنی کند پیر و در زین غیر نرمی نیا بیورہ اسکے بعد خانہ بادشاہ کا گورستان کو
 پہنچا اور بیضی و شریف ساتھ ساتھ تمام مکان خالی ہو گیا اگر شاہزادہ سچا تھا ہوا تھا شاہزادہ و دیوار کا کہتا تھا کہ دربار
 پھر کے دیکھا کہ وہ شخص اسی طرح بیٹھا ہے بہت آزدہ ہوا اور اس بیچارے کی گناہ کو قید خانہ میں بھیجا جبکہ شب ہوئی اور شاہزادہ
 خیر نہ روک نہ ملی سمجھ کہ اسو خاں کو توکل پر رکھا تھا جبکہ صورتِ نبی شرمسار کی سوئے چھپا کہ کسی طرف لہجہ ہوا کا ش
 ہم اسے تعلیف نہ دیتے تو دل اسکا غمزدہ نہ ہوتا یہی جگہ اسکا تاسف کرتے تھے اور وہ زندان میں خدا کو یاد کرتا تھا
 اور بیک خیال ہی کہتا تھا کہ بیتِ خبرن برسا یندین لک جن بد کہ ہم وار شاہ قیسے فساد آج بعد کم شرف اور سلطان
 حق ہو کے کہ اسکی سیر کو کہ لایق سلطنت کے ہو تخت پر بٹھایا جاوے کیونکہ بادشاہ کا کوئی وارث نہ تھا اور شاہزادہ
 نے دہن کہا کہ جاسوس کپڑا ہے کیا عجیب کہ اسکا کوئی ہمراہی ہی ہوا اور ہر مالک کو خیر دعا روخت کہ پٹائی ہو خالی
 سمجھ کے کچھ نہ کر پس بہتر ہے کہ میں اسکا ارکان و است ظاہر ہوں یہ خیال کر کے سب اسکا یاد کیا اور اپنے
 جاسوس شاہزادہ میر کو لاکے حال ہو جا جبکہ سکی نظر اسکے جلِ مملکت آرا پر پڑی پھر کہ بعض جاسوس ہیں ہی ذاتِ شریف ہے

اور ہاویوں فال نے بھی راہی و شلیم کے دستور پر طائفہ اس حکایات کی اپنے اوراق اعمال پر ثبت کئے اور ذکر جمیل یادگار
 چوڑا گیا نظم و ذخیرہ حل مرست خیر ذمہ نکوبہ و زین چو درگدزی کل متن علیہا نان + سباش در پے آزار و کام
 خلق بر آید کریں و کار بر آری سعادیت و دوجہان چہ یہ تھے کلمہ چہ کہ بمقتضائے زبان تلماسکی شروع کرنے میں باسیدار واد
 غیبی جرات کی سینے او جسطرح کہ اسے ناقص میں تھا ضا کیا تم زندہ کلک بیان ہوا اب اب یہ دارناضل محاسن
 اطوار اور عاید عالی فخر اور صاحب علم با وقار سے یہ ہون کہ اس پر مایہ کی عبارت نا سجدہ اور حکایت ناہندہ
 اعتراض کہہ لیں اور ازراہ ذرہ پروری و فقیر نازی جو خطا کاس فقیر کی دیکھیں بجز حرف صواب بولیں بلکہ نظر اصلاح
 جو کہ مناسب حال دیکھیں سو ملائم درست فرمائیں **صحیح** بر کیاں کار بادشہوریت بد شکر ہے خدای عزوجل کا کثر
 انوار سبیل کا چوہونین بقید اسلحہ جبری وقت صبر کے گنہوزنیر اعظم نے علم نوزانی افق مشرق سے بلند کیا تھا کہ اس
 دارالسلطنت لکھنؤ میں ختم ہوا اٹھ لکھتے علی ذلک باطن و ظاہر و اسلام علی سید الکائنات واد و محو نور ایا و شکا شر آ
 اور کریم کار سائز سے نام پاک سے ابد اس اوراق کی ہوئی بھی سوا اسکی برکت و خاتمہ اسکا بخوبی ہوا ورنہ
 اس بے بضاعت ناچیز کو کب اسکی لیاقت تھی کہ اس عہد کیو نہ انجام دیتا یہ محض تیری قدرت نہائی تھی کہ ایسے بے بضاعت
 ناچیز کے ہاتھ سے یہ دریا گزرے میں ہوا اب اسیدوار ہوں کہ ایسی مقبولیت سے عنایت فرما کہ
 از وضع تاشریف خریداری اسکی بجان کریں اور یادگار اس فہم بقید اسکی اقامت قیامت رہے اور جو کوئی کہ اسکا
 سطا لکھ کرے حبیب اللہ واسطے اس حامی کے خدائے کریم سے دعا ہے کہ ضایل کر گاہ سے
 بعید نہیں ہے **تاریخ ناسخ** زبے نسخ و حکمت میز نافع بد کہ ہر باب اگر دصدا باب حکمت بد سہی بہستان حکمت
 نمودند + برائے تماشائے ارباب حکمت بد گل و برگ شاخ و ثمر جہ حکمت بد شد اس باغ سبز مہربا آب
 حکمت بد بلفظ سبک زیباست شکرش بد فراموش شدہ جلا سبب حکمت بد پندرہ سال تاریخ اتمام ناسخ بد خدو گفت بہتان
 سیراب حکمت +
 سیراب اللہ

تمام شد

یہ بہستان حکمت مخزن عقل و فراست سراپا زیب بہریت مطیع جو ہر سند و بی
 لمپیل مہادیو اندرون چہتہ صوفی مین جے مزارین کے آیتانم سے ماہ کو بر شہ

خاتمہ الطبع

بفضل ملک لوہا بے کتب انتخاب مرتبہ چارہ باب مسمی بہ ستان حکمت
مخزن عقل فرست سراپا زینت بار سوم بھت تمام وسی مالاکام مطبع
محکم پبل مہا دیوین منشی جے نرائن کے تمام سی چپی دوستان صادق اور عجائب انق
لیکن نہت فیض رحمت میں عرض ہے کہ انشائی یلی نزار کو ناقہ قرطاس پر
محمل شین کر کے طبع وحشت زدہ نے وادی عبارت پر فصاحت میں
مجنون صفت سارانی با مہارانی کی ہے جس کا نام ناکام اشتراک افلاط
کا غلطی سے بے پہلو پڑے تو سکو دست شفقت سے بخد صحت پہنچا دیں
اور اگر اس گلدستہ نورست کی سیر بہار سے دکنو فرحت
ہو تو اس روسیادہ پر گناہ کے حق میں دعاے خیر کریں
تا کہ بوسیلہ نجات عالیہ درجات سے یہہ دل نسرہ
مثل گل پتر مردہ باغ جنان میں سایہ طوبی کے
بہایہ سرسبز ہو بقول جامی ابیات
ہر کہ خواند دعا طمع دارم نہ زانکہ من
بندہ گنہگارم نہ آئکہ مارا کند
بہ نیکی یاد نہ نام او در جہان
بہ نیکی یاد نہ نام او در جہان
۴ ۴ ۴ ۴ ۴
۴ ۴ ۴ ۴
۴ ۴
۴

